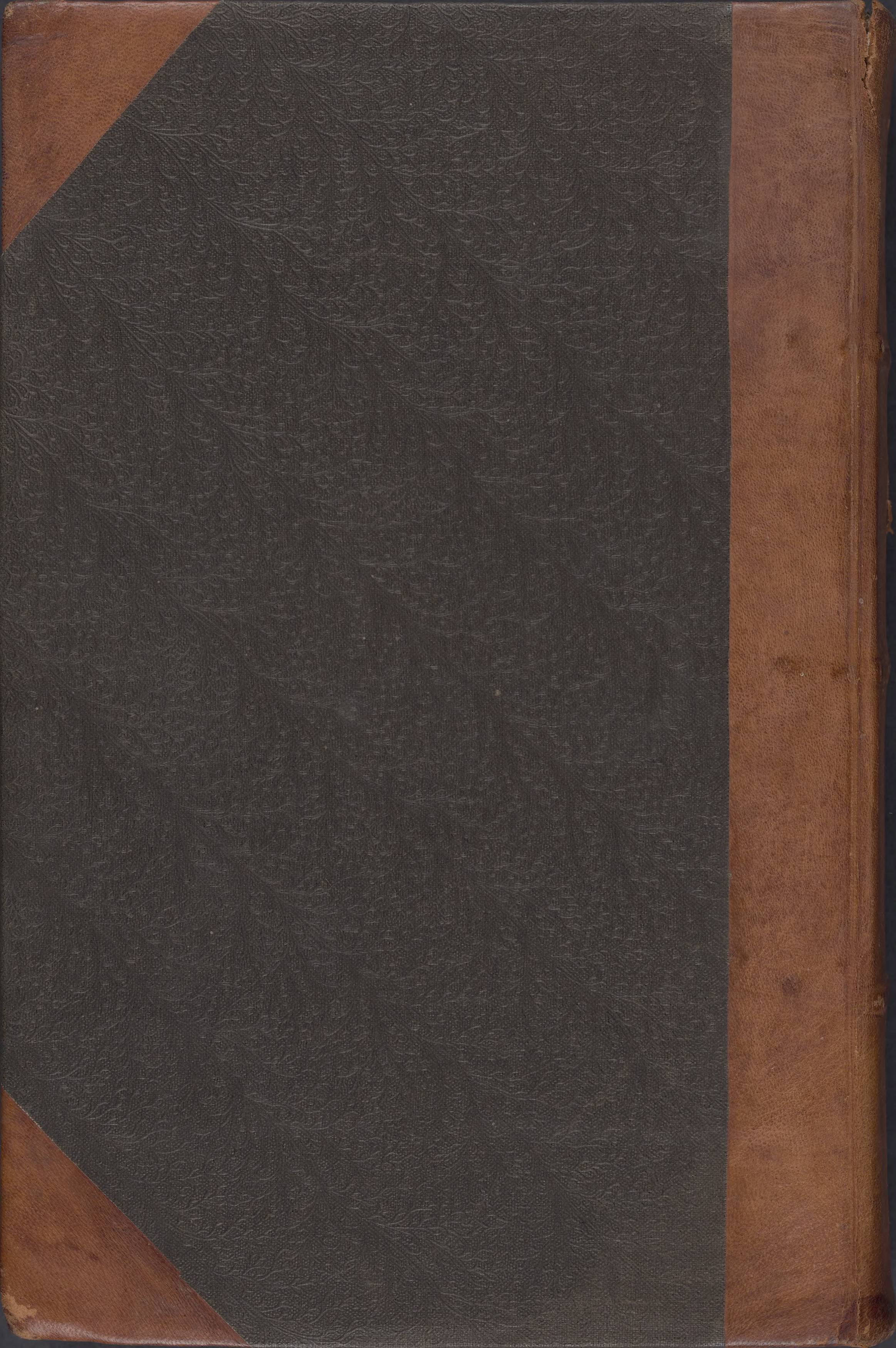


طلسم ہفت پیکر

جلد ~~...~~ دوم

۳۳

23

TILISM
HAFT
PAIKAR
Vol.
II





۲۳
طلسم ہوشربا جلد دوم
no 23
Spot
GYPTIAN C
LIVERPO
INDIAN CO
LIVERPO
Fully Good
Fine
Superfine
Good
Fully Good
Fine
Good
Fully Good
Fine
Good
Fully Good
Fine

...ly with thine
. . . . . . Quitter
...e Dale Dances . .
...o Valley of Poppies
... Show Boat . . . . .
Road to Zag-a-Zig .
... Maque . . . .

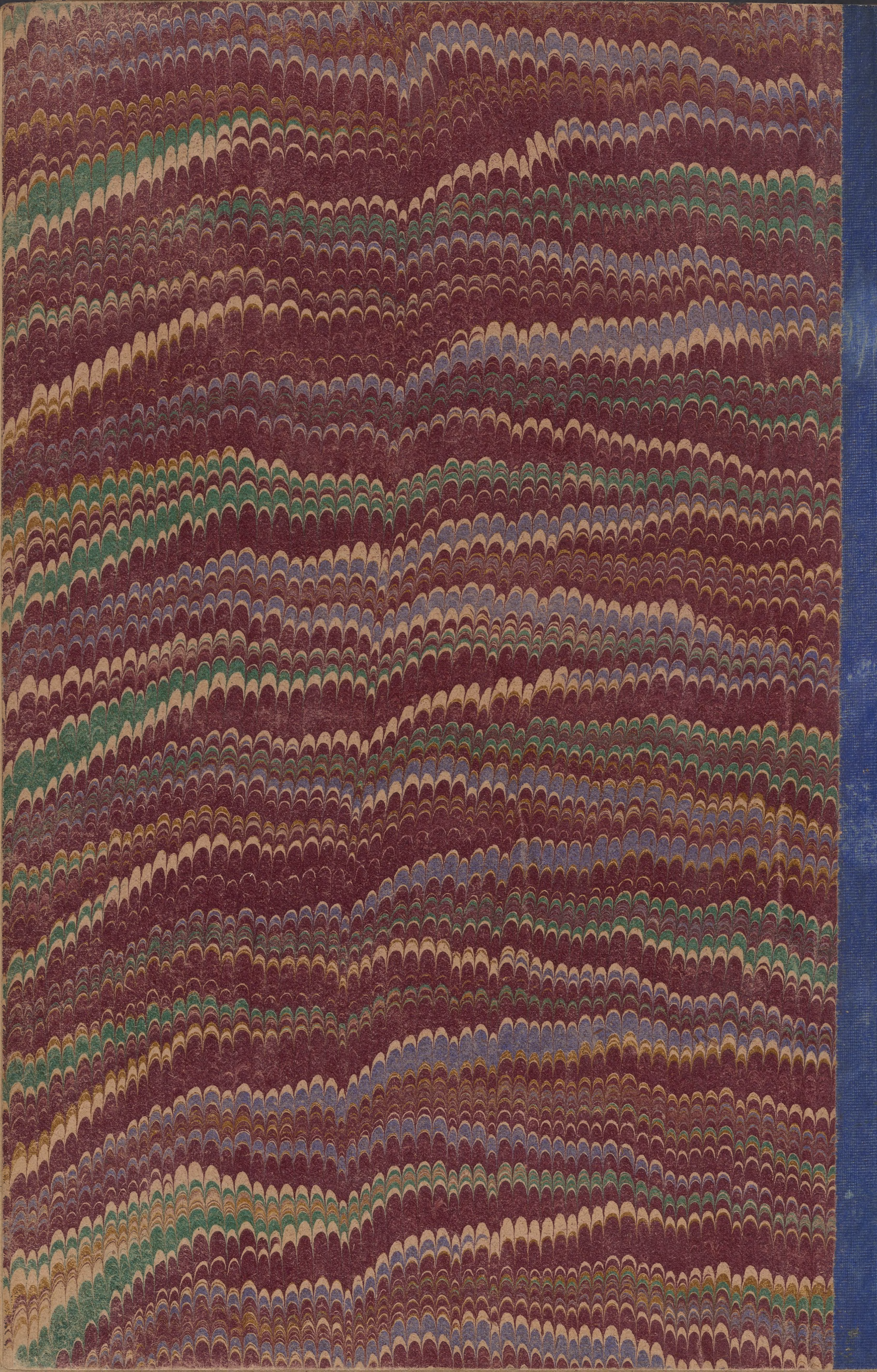
...ose Down
PROGRAMME

...ocal Music.
...t, Vocal Music
...terval
...ort and News Bulle-
...o Service
...y the Station Chap-
... Station Choir
...on
...y Band of Pil-
...es of Scripture
...ord's Prayer
...he Man that
..." (Stain-



fiel...
at t...
de...
m...
...
coc...
less...
with...
the...
exh...

T...
of e...
Sleep...
Ni...
hot ...
of sta...
ditch...
bran...
imp...
brage...
The...



بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نورسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر



مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ ومعائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین قصہ جات نظم ونثر اردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق وقدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت مین ہین جلد اول - از حضرت نسیم دہلوی

ایضاً - جلد دوم از منشی طوطا رام شایان

ایضاً - جلد سوم - از منشی طوطا رام شایان

ایضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا وسلاطین کے دربارونمین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ ہے - چونکہ شے نایاب بھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہے اور اسکے نامون کی تصریح حسب ذیل ہے -

۱- نوشیروان نامہ جلد اول -

۲- " جلد دوم

۳- کوچک باختر -

۴- بالا باختر -

۵- ایرج نامہ جلد اول -

۶- " جلد دوم -

۷- طلسم ہوش ربا جلد اول -

۸- " جلد دوم -

۹- " جلد سوم -

۱۰- " جلد چہارم -

۱۱- " جلد پنجم کا حصۂ اول -

۱۲- " حصۂ دوم -

۱۳- " جلد ششم -

۱۴- " جلد ہفتم -

۱۵- " بقیۂ طلسم ہوشربا جلد اول -

۱۶- " " جلد دوم -

۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم -

۱۸- تورج نامہ دفتر ہفتم -

۱۹- طلسم نور افشان جلد اول و دوم وسوم

۲۰- لال نامہ جلد اول و دوم -

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نورسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر



موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا بانی بناے دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہی کیا کارساز و
بے نیاز ہی ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرۂ نجس سے
نطفہ قائم ہوتا ہی اول مضغہ بنایا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رہا بعد
نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت دکھا
فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی ندیمان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی یہ وقت آنیکے
پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جاکر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین نہ پھنسنا
یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ دکھا اپنے
بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے کیلیے
آئے تھے اور کیا کر چلے دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نہ کیے
ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقۂ نیک و بد
کو بھولے گلزار دنیا کو دیکھکر بھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و
آرام میسر ہوے زہے کریمی و خہے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص
موافق اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار
طائران ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک

کے

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تعلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیرلے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہوسکے ہر کس و ناکس کا وہ نگہبان ہی اپنے بندون پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت ربّ اکبر لکھنا نہایت دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہے

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف باانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابوجہل کہ جہل مرکب تھا جسقدر حضرت نے اُسکو سمجھایا اُسیقدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا مٹانے پر ختم رسل کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ چھپا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر آیا ایکی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمدؐ اب تو بچو اسی پتھر کے نیچے دب جاؤگے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ اے پتھر تجکو اُس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابوجہل کے آیا آواز دی اوجہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے استخوان توڑون ابوجہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابوجہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجھپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا یہی کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرائے اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علیؑ مرتضےٰ پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے بکراہت مُنھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبر ہی ہر امر اُسکا موقوف بحکم ربّ داور ہی ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیمائے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ حبیب ربّ العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمائیے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ علی مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصیِ رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہی ملک نے عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہی اب اس حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہی کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے سامنے بزبان حال کہا قطعہ

زہرہ درخانۂ ہر کس کند از چرخ نزول — در شب جمعہ باصحاب ہویدا گردد
ستر عقد بسر عم تو با خیر بنسا — صاحبش مشتری زہرۂ زہرا گردد

مراد یہ ہی کہ شب جمعہ کو ستارۂ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمۂ زہرا علیہا السلام کی ہوگی رباعی

اوصاف علیؑ بگفتگو ممکن نیست — گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بواجبی کی دانم — الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہین قصیدہ

قبل خلقت ہی بنائے قصرِ شانِ بوترابؑ — خاکِ آدم ہی غبارِ آستانِ بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکانِ بوترابؑ — دوشِ ختم المرسلین ہی نردبانِ بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے — اب تلک آتی ہی آوازِ اذانِ بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہً گرہ ہوگئی — ہی زبانِ خامۂ قدرت زبانِ بوترابؑ
بسکہ لاغر جسم کو مشقِ ریاضت سے کیا — پوست باقی رہگیا یا استخوانِ بوترابؑ
دوجہان کا کر دیا مختار خالق نے اُنھین — کر لیا سو طرح جب امتحانِ بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہی خلق مہمان خدا　　بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بوتراب
کوئی شئ گھر مین نہین ہی دز دیجائیگا کیا　　پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوتراب
کیون نہ ہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے　　مدح خوان احمد خدا ہی قدر دان بوتراب
پوست کندہ عظمت عظمی سے یہ ظاہر ہوا　　استخوان مصطفٰے ہین استخوان بوتراب
کوئی نعمت تھی سوا ے جو نہ مولا کی غذا　　سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بوتراب
فرش پر ہر چند ہی وہ صاحب سیف و قلم　　عرش اعلےٰ ہی سریر عز و شان بوتراب
واقف سر سلونی واقف امر خفی　　ہین پیمبر واقف راز نہان بوتراب
ایک ہین باقی فقط ہی پردۂ پیغمبری　　درمیان مصطفٰے و درمیان بوتراب
دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک　　ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوتراب
مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا　　ایک جان فاطمہ ہی ایک جان بوتراب
یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ　　پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوتراب
نوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہوا سیر　　ہین یہ دونون زینہ ہاے نردبان بوتراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہی کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحراے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز　　کہ پیر مغان کا ہی عزم گریز
کہ ہی آج بزم مسرت فزا　　اُلٹتی ہی شیشے کی صورت صدا
مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہی جمع ساقی پار سا

ہر اک جام ہی جام جمشید کا
کہ تجھپر غرور آکے غالب ہوا
قد او نہال گلستانِ حُسن
ہر اک رندمیکش کو پھر کد ہوئی
قمر وصف عارض نے حیران کیا
بڑھاتے ہین اب جنگ پر پھر قدم

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رُخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سروِ بستانِ حُسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حُسن ساقی می نوش کا

ہین اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارہ گان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان پھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت وجلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن رابکرسی نشاند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤن تو مین جا کے اُسے قتل کردن غرضکہ ایک تاجر حاضر ہی کچھ زر ہین خود لایا ہی سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض وسخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہی مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجکو ایک مرتبہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہی شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون اے تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرفِ خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہی حضور کے یہان نہ صرفِ خزانہ مجرے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یاد ہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُسنے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض

عرض کی یہانسے چالیس منزل پر صحراے کیمیا ہی بارہ تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج
ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی
پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چُراتے دزد حنا کے
سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم پیلتن ہی حضور کی صورت سے بہت ملتے ہین
چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپیے کا مال بیچا اسی طرح
روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے کے
آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے فرزند
دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ کیا ہی
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحراے
باد انگیز کا قصد ہی وہانسے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہو گئے
فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے
عرض کی خواجہ عمر و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کرکے فتح کیے کہ جادوگرنیون کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین قدم
رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک ساحرہ
اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جاکے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے خون کے
دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ ای تاجر تو نے وہ خوش خبری سُنائی کہ روح کو راحت
قلب کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اور
خدمت کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپیے لاکر تاجر کو
دیے تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہے
جمہور کہہ اُٹھا کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین
اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچۂ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر کہا کہ
اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائین گے جو صحراے گرداب نشان
فتح کریگا اُسنے گویا عجائب وغرائب ہفت پیکر مٹائے صحراے گرداب نشان مین خزانۂ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمایئے کہ صحراے گرداب نشان کس
مقام پہ ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سُنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر بانو قبر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحراے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جاچکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ
مین آئے کہا کہ ای شاپور داداجان نے اُس طلسم کی فتاحی پہ ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست چپون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین جائین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہانکی دل شاد ہو داداجان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جا کر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سردارون کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہولیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضاے کار شبرنگ بن عمرو عیار عیار
نورالدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نورالدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجرزادہ
طرف صحراے گرداب نشان کے گیا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ پریوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجرزادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ نے
اسپ پریوش تیار کیا نورالدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل وجان
سے شاہزادے پہ عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پانون دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھدیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے نور الدہر ٹھہر گئے طہماس نے اُسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدہر کے ساتھ ہوے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوے جاتے ہین اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین
گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش
مار رہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے
صحرا مین ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درکوہ تھا اُسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر
اُس پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قردلی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤن دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤن زمین پر رگڑنے لگے
شاپور ہاے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤن زمین پر رگڑنے لگا پاؤن سے اسکے غبار بلند ہوا غبار
مین شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو نہ وہان پر ایرج نوجوان
ہین شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صداے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی
جان کو غنیمت جان بھاگ یہانسے ورنہ تیرا ابھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی ہے سر ہل رہا ہے مگر لٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹیون
کو طے کر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے اِدھر
نہ آ ورنہ بلا مین مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی امان
آپنے غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہے مفت مین
رشتہ لگاتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئین جب مان

میری ماں مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سُنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز واقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کرکے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہکے شاپور نے اپنی جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سُرخ کی نکالی ہشت پہلو کہا نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہینے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہی کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھکے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کو کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالائے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی آپکو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈھی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون

اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اسی کا نور ہی	میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ طور ہی
دل دکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہی	نالۂ مور ضعیف اسکو صدائے صور ہی
بعد مردن بھی گنا ہون کے سبب پہونچا نہین	کوے جانان جنت الماوی ہی جانا دور ہی
شوق بیتابی نے مٹی مین گرایا ہی مجھے	ہر پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور ہی
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہی

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی

بھیک بھی مانگی تو بہرِ عسرتِ اہلِ دول
مجھ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ فغفور رہی

تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی

ہی وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس
مہرِ تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور ہی

دستِ موسی ہی بغل مین شرم دستِ یار سے
نور پا سے سنگِ رہ جو ہی وہ سنگِ طور ہی

خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی مار سیہ اکثر غذاے مور ہی

کوچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑا ای قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور رہی

خواصین ان شعرون کو سنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون قرنوت جادو آئی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو سنا پور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے تھر کنے لگا کہا ہوا ایسا مرد وا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا اوا ہی اُسے صحبت مین بلائیے یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو یہ کہکے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جو جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کرلیگا بڑے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کوہ عرائب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہوکر اُس جوان کا ساتھ دے اگر نہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھکے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا کہ ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھائیے مین دو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ اے فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہین
ڈرتا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ
مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے کپڑے
نہ بدلے تھے اس وقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اس وقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتین کرے
یہ باتین تھین کہ آسمان پہ لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بڑی ہمشیرہ
آتی ہین کمیت شعلہ خیز کہ ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پہ سوار
پہلو مین ایک جوان حسین مسلسل تخت پہ پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر
نہین ٹوٹتی کمیت آکر اُتری کہا بُوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ مین دیکھکر
عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا بُوا توسن
تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پہ عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بُوا آج دن بھر جلتے ہوے
گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی بالکل یہی
باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نور الدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا کہتا ہی
کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ نے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا کیجیے جس
طرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نور الدہر نے شاپور کو پہچان کر مُنھ پھیر لیا
کہ جھنّاٹے کی زنجیر کے آواز آئی خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوے
چلے آتے ہین نور الدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بُوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون بہنین مل کر بیٹھیے پھر چرچہ
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نور الدہر کو
گھور رہے ہین نور الدہر بھی تنے ہوے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز
تو مجکو قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی مٹکنے
تھرکنے لگی بایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمان کا | اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین قیدیجان کا
پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین | ملے کشکول یان گر افسر شاہ سلیمان کا
جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے | لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی | طناب آہ رشتہ ہی ان اوراق پریشان کا
وہ غیرون سے گلے ملتا ہی کیا حق نے بنایا ہی | ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
بوقت بیخودی مجھسے جو اُسکا چھٹ گیا دامن | وہین دست جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی | قمر اک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تو نے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہہ کے توسن ساتھ ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتا دونگی کمیت نے اُٹھکر یہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لا کے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ تب قدا بھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سنا ٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر ہو بچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرا ے گل اندام مین یہ بیتاب ہو کر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرینگے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے چنانچہ طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگزاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو مین ایرج کمیت کے پہلو مین نورالدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے
ناچ گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا
یکایک ایک آندھی سیاہ اُٹھی سب جادوگرنیان کانپنے لگین کمیت و توسن و شمشیر یہ
تینون اپنے مقام سے اُٹھین وسنگین رہتی ہین چاہتی ہین کہ آندھی موقوف ہو آندھی
موقوف نہین ہوتی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پرکاہ اُڑتی ہین آندھی مین
سے تین پنجے پیدا ہوے ایک پنجہ کمر مین توسن کی اور ایک کمر مین کمیت کی اور ایک کمر
مین شمشیر کی پڑا اور ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو
قدرت جہنم مین پھینکین گے نورالدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اُٹھین مگر اُٹھ
نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤن زمین نے اُسکے بھی پاؤن تھام لیے
تھوڑے عرصے مین آندھی دفع ہوئی تینون جادوگرنیان غائب ہوئین آخر مین دیکھا کہ
تینون کے گلے مین زنجیر بندھی ہوئی ہے لٹکتی ہوئی جاتی ہین اور کنیزین اُڑکر زیر کوہ گر مین
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین ایرج و نورالدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اُترے آگے
نورالدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نورالدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہے کہ قبہ بارگاہ کا قبۂ
فلک سے ہمسری کر رہا ہے گرد خیمے کے ہزارون جادوگر اُترے ہوے ہین جادوگرون نے
جو نورالدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای خورشید جادو عزیزدار طلسم کشا
آتا ہے اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرلو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نورالدہر
کے چلے نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے
شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش مین اسی صحرا مین سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے کی
صدا سُنکر آ پڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگرونکے مُنہ جلے طہماس نے ساطور جو ہلایا کئی سو
کے سر اُڑ گئے نورالدہر نے کئی سو جادوگرونکو تیغۂ خاراشگاف سے مارا کہ پردہ بارگاہ کا
اُٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ مین فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ

کیون قضا کا طالب ہی اگر گولہ ماردونگا مع گھوڑے اُڑجاؤ گے یہ کہکر جواب دیتے ہین اُسیطرح
گرم جنگ رہے طہماس سا طوہ ہار رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جا پڑے وہ ساحر جو
خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کر دو
اسی مین خیر ہی ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منم
خورشید بلاخیز ایسا نہ ہو کہ مجھے تکلیف پڑے ہر چند کہ یہ چیخا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب سُنتے ہین
ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے بس آگے بڑھا
گولہ فولادی ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر پھٹا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس
کو گینڈا لیے ہوے دوڑا دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ گرادون طہماس جب برچھی جماتا ہی گینڈے کی پسلیان
کٹتی ہین مگر رُکتا نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر ہوپنچے دیکھا کہ نور الدہر حیران و
پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی پٹے ہین ہر طرف سے نیزے اور
تیر پڑ رہے ہین خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام
ہی بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا ای فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہی
خیال ہی کہ ایسا نہ ہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
اُس ساحر کے آیا کہا کہ ای شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران
آتے ہین اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کُل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے مُنہ
پھیرا شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا
ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اُڑ کا طہماس کا گینڈا
اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے
آیا کہا کہ ای شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا
باعث تھا یہ سُنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کشتی گیرزادے دست چپ ایسے وقت پر
مدد کرتے ہین یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے مین اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا مگر
نور الدہر و طہماس رشنبر تک پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کرکے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
کہ حضور جو آپ کی شوکت و شان ہی سب پر ظاہر ہی اُس تاجزادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس راستہ طی کرکے
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرمارہے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحرا لے گرد اب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ
کی آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ بماجرہ درماندہ اہالی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قریب
خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کررہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی
فریاد کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب حبشی زیر ران
اُڑاے ہوے گھوڑے کو آتا ہی شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہوگیا ہی پلیٹ ٹزادہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہوکے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال
آکر نگاور زن ہوا دیو خصال کا گینڈا چھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنیکا
کیا باعث ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف
جہاد رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا یلغر انکی
عاجزی بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری بیداد اب جو بکر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان
تو تو معشوق خوش خو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون تیرا خرچہ

چاہتا ہے میرا حریف بغضب لات و منات ہے ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھا لون ایرج نے سنان نیزے کو بچا کر
گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ایرج
نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا
کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے دونون جوانون سے
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اُترتے ہی زور صاحبقرانی کو
صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہ رہا ہے
اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہے دو پہر اُلجھ اُلجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون مونڈھے
اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کے لے دوڑے پندرھوین قدم پر لا کے ایک ہتہ مارا دونون گھٹنے آشنا
بہ زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی
پر سوار ہوے غیرا یا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہے اُسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہوکے نکلا تھا اُسنے بارہ
ہزار جوانونکو حکم دیا ان بہیاؤن کو روکو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر گتھے
تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور خنجر چمکے ایرج نوجوان اُنکے ہٹانے مین مصروف
ہوے میثاق کو وہ تن تنہا کر بھاگا اپنی فوج مین پہونچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جاکر اسکو مار دون
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیر دل مصروف جنگ باقی ہے کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بہیا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل
ہٹا ایک بہیا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا
زخم سر چپارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار
نیام مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے
سر چبا ڈالا کسی کو پشتک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانونسے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ ایرج کو
گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اُسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی بھاگ کر قلعے
مین چھپا تو مین مارین تب میثاق کوہ تن رُکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق اُترا آب ودانہ
اہالی قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہی کہ خواجہ سرا نے
آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر آکے کھڑی
بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ابا جان زخم کے
بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے گھیر کر کے
قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران عالیشان خداوند تعالیٰ کا نواسہ
آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین وجمیل تین پہر مین اُسکو
زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانونسے بہ
مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کئی سو افسر تاک تاک کر مارے عیار
بھی اُسکا بلائے روزگار تھا بستی بانی کرتا تھا ایک بھیا نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی کمر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہی ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہی آب و آذوقہ
ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر وعافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑکر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک بادیان
چھکلے سے کھول لی اُسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا یارو
یہ کون قتال عالم جاتا ہی مارے اسے گھیر لو تلکہ نے گھوڑی کو بھگایا گھوڑا جو مار اطرارہ بھر کے چلی سوار
دوڑے ادھر جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

بیٹی

نہین معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئین بادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ بادیان جو ابھی
بسال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ہلڑ ہوا کہ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سُنی رسالدار اپنے خرس بیل کن کو حکم دیا کہ ایک رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جا خرس بیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ناگاہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندہ کی آواز غول بیابان کی صدا ملکہ تو اسیر یہ سمجھی کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
گورہ شبرنگ کو قفل لگے مین ہو رہے کی جنگل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھیرا ہوا وہ لوگ رسیان
اور زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھرکے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار
آکے گر کے بیکار ہو جاتے ہین خبر کہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہی
کہ سفاک قزاق اُسکا نام ہی برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا
گرہ بن استقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے
آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج
نے کہا کہ میرا گھوڑا وحید ہی گرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے گرہ صحرا مین
مارا مارا پھرتا تھا گرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا اسپ حبشی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ
ہم گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا گرہ ساتھ ہو لیا ملکہ
نے قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
ملکہ اشتیاق مین ایرج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکرر یہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جاکر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ

سوار مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلا لو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شنجرابی کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلین کہ قریب جاوین نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلچو خوشخو آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جب قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے جو آپ کا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جا کر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران پوتے رستم کے فکر صحرا بے گرداب لنشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ پہنگر ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل دادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جا کر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جانے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ مادیان پر سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا دے پر

اڑین پر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہلِ قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سُننا چاہتا ہی خندق فرا کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہی ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُسنے گرز اُٹھاکے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ڈنٹو کا کھینچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغۂ برق تاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مارکر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج میثاق کی شکست کھاکر بھاگی لاشہ مالک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہی ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی دعوت ہی اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہی اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑلونگا دختر کاؤس پر میری جان جاتی ہی بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کرین ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون ای سفاک کیا تونے ہمکو بیہوشی دی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوئے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے اسے مل کر گرفتار کرلیا چند لوگ بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کرلیا گولہ انداز وغیرہ

حکم دیا کہ بالاے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تو مین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ اے اہالی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آوے ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہے قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری کی تین دارین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پہ کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا پھر اہالی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہے چاہتا ہے قزاق کہہ رہا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم — لقارا بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جو جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو سپر دریہ کہ کے آگے ایرج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر — چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف — اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — زگاوِ زمین تیغ و بن بر کنم

ملکہ نے جو بالاے قلعے سے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر تمچہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تونے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اُسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر سفاک کا چنبر گردن سے اُڑ گیا سفاک کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صداے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجر زادے

گر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب مجھ کر اس قلعے مین سر ٹکراؤ ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین اگر تیری گوشمال کرتا ہون نورالدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہے ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نورالدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اپنے ترنج خوشبوئی سینے پہ مارا اور زیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آ کر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پہ جو ایرج اترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پہ ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا اکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اسپر اوندھے ہوے مسند پر ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے اڑتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آ کے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی نظم

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا — کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا — حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہی پس ازمرگ بھی عشق خط و گیسو — سر کٹ گیا پھر سر سے یہ سودا نہین جاتا
ویران ہی بیابان جنون جب سے گیا قیس — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حالِ پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا — یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند — جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز وطرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوندگی پنجے بنگے کمیت و توسن و شمشیر کو اُٹھا کر لے آئی تینون میرے پاس قید مین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین لشکر یہان اُترا ہی اُسکی عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھراتا اس جانب نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فردکش ہی دن کو اُن سب نے صحراے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہی مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحراے گرداب لشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کد دکوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکینگے ایک صحراے لق و
دق وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہوجائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے
جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین
اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہوجائینگے شاپور نے پھر
دل پر پتھر رکھا گستاخ ہوکے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج
اس طرح پوچھتی ہی گویا تجکو جانا منظور ہی مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اس
قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین چار
پانچ اُٹھین ستارے بنکے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ
چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار و مضطر
تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بدلگامی
ستی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی مصیبت
مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہی شاپور نے دست بستہ
عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھکاوون کی جو یا انکو قتل کیجیے
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ
ہمارے بندون کو سمجھا کر راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت ہا پشت سجدہ کیا ہی ذرا سی خطا پر
کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دورہ جام چلین
اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہوجائین مین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر
سے شراب پلاؤن نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر
گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون
آج اس صحراے پُرہول مین لشکر ظفر اثر بیرہ طلسم کشا آکر اُترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ
ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھولکر
سامنے نرگس نقلی کے پھینکی کہا لو نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے
بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب پینے کو آئین اور لے گئین شاپور نے چند گلابیان مے ارغوانی سے بھرین محفل مین
لیکر آیا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے آیا سر
جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سرسے شراب پلانا چاہئے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ مین لیا
ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ تو اُٹھالے
شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا
پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہان گئی کنیزون نے
عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہی کنیزین اُسکو اُٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن تینون
جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور اُن
تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش جلسے کو برخاست کر کے
خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوے گجرے ہاتھون سے کھول
کھول کے پھینکتی جاتی ہی کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہی مراد مند زیر کوہ فریاد و بکا
کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہی کہ اولاد نہین ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہی فرزند پیدا ہوگا
گلپوش آگے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے در دیر پر کھڑا ہی گلپوش نے کہا کہ ای زبرجد
عرض کرو قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش
کچھ عرض کیا چاہتی ہی تصویر نے آواز دی کہ او بندی خاص الخاص بیان کر و یا قدرت کہدین کہ
جو تجھ پر گذرا وہ ہم پر روشن ہی گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا
کنیزون نے گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل مین اُترا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان
اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نورالدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب
اُنکو سمجھایا جاتا ہی تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی تصویر
نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہوگئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہی ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی ناگاہ ایرج نوجوان پر پڑی عاشق ہوئی جمال بیمثال دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پیچ زلفین خلیلی تا بدوش معلوم ہوتا ہے کہ مار سیاہ لہرا رہے ہین خال سبز رگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہونٹھون سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغہ دو دم سکندری حمائل سپر پشت پہ ہلال و بدر کا ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہین یا طائر تیر سربند ہین یا محبوب خود پسند ہین کہ منھ کو پردۂ ترکش مین چھپایا ہی خنجر آبدار جوہردار زیب کمر جس سے رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہین لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو باغ خوبی یا کلاک منشی خانۂ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہین اس جمال بیمثال کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین
اپنا رنگ اس طرح جماتے ہین
آمد آمد ہی کسکی محفل مین
آزمالین جو آزماتے ہین
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہین
نقل ہی زنجیر کا کہین شاید
کو بکو دربدر پھراتے ہین
کرتے ہین زلف یار مین شانہ
آستین وہ عبث چڑھاتے ہین
جادے صحرائے عشق کے اژدر

شمع تربت مری بجھاتے ہین
داغ بالاے داغ کھاتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل جو پھولے نہین سماتے ہین
خشک کیونکر نہون کہ کسطرح
مست ہی پانون لڑکھڑاتے ہین
پھوٹین یہ آنکھین خون ہو یہ دل
لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
درد دل جب بیان کرتا ہون
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

روح کو بھی غرض جلاتے ہین
پان اُس شوخ کو کھلاتے ہین
تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو
درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
یاد آتا ہی گشت کوچۂ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چنتے ہین خاک اُڑاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہین

چلاکے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے ایرج نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن معشوقہ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی ہمارے کر رہی ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہے

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لا کے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا
کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کر و خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیردل
ہمارے پاس قید ہی اور مکبت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتین ہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون
اب بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سب حال
کہا دہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے زور مارا
میری بدعت سے بچا یا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حُسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہین صحراے گرداب نشان
کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور ہی کہ اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچائین
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہان گرمی
آپ کے لشکر سے نہ اُٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہجائین ہمارا ہمجنس آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین پر فن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصہ دراز تک ایرج کو سمجھایا
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس مین لڑتے ہوے زمین پر آئے
دیکھا سات کنیزین زرین پوش سامنے آئین گلپوش سے کہا کہ کنیزون کو کیون یاد کیا گلپوش نے
کہا کہ ای ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہین ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی
ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچا ئینگے وہ جادوگرنیان جو قید ہین انکو
لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون
کنیزین پہلوے نخل مین آکے غائب ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزین ایک
تخت پر سوار تینون جادوگرنیان کمیت و توسن و شمشیر زبانون مین انکی سوزن سر جھکائے ہوے
اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہین ایرج نے
تینون کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی
ہے کہ آپ کے ملازمون کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش
نے ساتون کنیزون کو اشارہ کیا ساتون کنیزین پھرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین ایرج نے
دیکھا کہ ساتون کنیزین پھر آئین کنارے خیمون کے فرش بچھا ہی مسندین قاعدے سے لگی ہین
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سرو گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریون نے اپنے اپنے
آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلان تھا وہان بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا
اترے سردار صحرا مین ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ مین آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و
کمیت و شمشیر بھی بارگاہ مین حاضر ہین کہتی ہین کہ ہم رفاقت مین رہین گے جو مناسب ہو ہمارے
حق مین تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہین بلکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے مین اختیار ہی گلپوش نے
کہا کہ ای کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جمایا ہی جشن
قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام
صحرا مین روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب
توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہین بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہین ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت مین آیا
چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا
گُل پہ پڑا جو دانۂ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغِ دل اب ہوچکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے طائر پھڑک گیا

دل چاہتا ہے آپ گلا رگڑدین باڑھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آ کر بہک گیا

اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم کیا ہے جو پتا کھڑک گیا

مطبوعِ طبعِ یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگِ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

دی جان اُسنے آتشِ گُل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطرِ گُل
ہر کوچہ مثلِ صحنِ گلستان مہک گیا

شاعر نہین ہون رند ہین مجنونِ عشق ہون
جو مُنہ مین آیا عالمِ وحشت مین بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آگئے تعریفین شاپور کی کر رہے ہین گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج مین بیٹھی کہتی ہے کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زبرجدی پر ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین اور جشن ہوتا ہے مین پلٹ کر نہین گئی اب اُسکو کھٹکا ہوگا نہین معلوم کون اُسکے کان مین کہدیتا ہے کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہے اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہے ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی سُنہرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سو تلوارین اسی طرح غائب ہوئین تو شمشیر نے پنجہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے پنجہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری پنجہ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ پنجہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر پنجہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا گمیت پر بہت شاق ہوا گمیت بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہے کہ سبزۂ ابر کو پامال کردن کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ مُنہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اس طرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ
باندھکر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑکر اُٹھی اور ایرج نوجوان سے
عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہی شعلۂ ابر بار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا
تو اسکو جاکر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے
ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اُتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا
پھول اُچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سُرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز
ہونے لگے پتّے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ و خنجر بنگئین ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے
زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے
عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہین
پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سائے مین پتون کا انبار
جب جھونکا ہوا کا چلا پتّے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے
گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون
دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اڑتے ہوے پیدا ہوئے درختون پر گرے ہوا جو گرم
چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب درخت
قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

ہین تو ہون زندان مین اور دھوم مین مچاتی ہی بہار
رنج دیتی ہی مرے دل کو دُکھاتی ہی بہار

کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف
گلشنِ فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہی
رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہی بہار

دفن ہی یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز
باغ مین ہر سال آکر خاک اُڑاتی ہی بہار

مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی
ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار

پا بزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین
حیف ہی اب کی برس کیا مفت جاتی ہی بہار

آمد آمد اُس گلِ رعنا کی ہی گلزار مین
صورتِ گل پیرہن مین کب سماتی ہی بہار

اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہی بہار

دیکھیے لینگے سال آیندہ اگر جیتے رہے ‌ ‌ ‌ گل روانہ ہو گئے ای رند جاتی ہی بہار

اس طرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پُر بہار ہو گیا وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھنچا ہوا آگے رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر دو دونون پانون مین لپٹ گئے اور تخت سے اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو ملکہ گلپوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش ہی گلپوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلپوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلپوش تڑپ کر گری یا وہ خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے اُس خنجر کو پکڑ کے گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلپوش کیا غضب کرتی ہی شعلۂ ابر بار کو مٹاتی ہی یہ فرستادۂ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر گلے پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلپوش نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور آواز آئی کہ گشتی مرا نام من شعلۂ ابر بار جادو بود گلپوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا کمیت گوشۂ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلپوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون ستارون نے کمیت کو اُٹھا لیا لیکر سامنے گلپوش کے آئے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے

ٹپکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمہارے اچھے ہوے کیبت اُٹھ بیٹھی پاؤن کو گلپوش کے بوسہ دیا کہا کہ ای گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رانزدا رقتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوے ہین اُنکے لاشے اُٹھوا ؤ لاشے سب کے اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار مین سب گلپوش کی تعریفین کر رہے ہین کہ ای گلپوش آج تمنے کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہوجاتا تو لشکر تباہ و برباد کر دیتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمہارے دادا جان تمہارے واسطے نہایت پریشان ہین اگر مناسب ہو چند منزلین پیچھے ہٹو نور رستم کے لشکر سے مل جاؤ ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہین کہ میرا چچیرا نور الدہر آگے بڑھ گیا ہی وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہی کہ مین اپنے کو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچاؤن خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہی ہین آگے بڑھون صحراے گرداب نشان کا پتہ لگاؤن ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہین دادا جان کے ساتھ مہینون رہے اُنکو ابھی تک صحراے باد انگیز کا پتہ نہین لگا وہ صحراے باد انگیز مین پہونچین اور ہم صحراے گرداب نشان مین پہونچ جائین دادا جان کو فتاحی طلسم مین آسانی ہو آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہین ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہی وہ کشتی گیر زادہ نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحراے گرداب نشان کا پتہ لگاتے ہین یہ کہکے دونون عیار جست و چالاک ہوکر تلاش صحراے گرداب نشان مین چلے عمرو نے راہ مین کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہین آپس مین ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپ کے ساتھ ہی یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا مین آگے بڑھتا ہون خواجہ نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازین دیتا ہوا کہ میان برق آگے نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہی برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بصد جوش و خروش یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا ... ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا
خوار کرتا ہی جوانمردون کو سفلون کو عزیز ... اُس تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا
وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال ... گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا
کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا ... ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا
اس مہینے مین بھی مہرو سے رہا پہلو تہی ... عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا
گھر ہوا ہی عشق کا اُس عرش مسند کے یہ دل ... آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا
دوسرا مجسانہ ہو گا کوئی برگشتہ نصیب ... کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہو گیا
اب کہان وہ ایڈنا مستونکا وہ ہو حق کہان ... ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہو گیا
اب نہین دل مین کدورت رند حاصل ہی صفا ... جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اُٹھالے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اُٹھالے گیا حیران وپریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہی اُسمین جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی گردا نیبین جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او لنگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحراے پُر آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہانکی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہی اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین محکوم کیجیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہی کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہی اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو تین سے سوا تین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ دو کا دس

آ رہے ہین کل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہنچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہو گی برق نے کہا کہ مین جا کر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشای اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کر کے چلے تھے کہ صحرای باد انگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آ کے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسراوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ ای برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپ کے بخنہ وعدہ ہوا ہی مین جا کر رستم کو پلٹاؤنگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحرای باد انگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپ کے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپ کے پاس سے نکل جائین گے سحر سے اُنکے مہلت نہ پائین گے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہو جائین گے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سُنیے بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہی جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہو گئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور رہی مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پہ
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا
قد سے اس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ ای رند
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہو گئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ ای برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلٹا دون جب اُنکو پلٹا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی یہ ہی
تو ابھی دیکھیے یہ کہہ کے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا ہلڑ ڈالدیا کہ ہم ساقی ہوتے ہین
کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک
پیالہ بیس آدمی ملکر پئین اس طرح تقسیم کرلو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان
کنٹر الماس نگار اُسمین مے ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب لایا ہی کہ نہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے چوراسی
گھنگرو پانون مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت ہوئی
سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز شیرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال
ہی کہ سر پر جام رکھے توڑے لے رہا ہی اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خداوند ہفت پیکر
خبر کرین برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب فرد
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + آکے سامنے آشوب
کے جھمکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہی کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی ہنسنا
اِسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم تمسے بڑا تعجب ہی کہ دام مکر مین
عیار کے پھنسو برق دوڑکر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے ہنسنے نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی
شراب نہ پیونگی اور جو شراب اُٹھا کر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین
جو اُٹھا وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر مین
جو اپنا عکس دیکھا ہائے بھائی کہہ کے کود پڑا کوئی کنوئین مین گرا ہرچند کہ باتین بنا کے برق نے پھر
ایسا رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی
قتل کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہی ای آشوب آدمخوار اُسکو

گرفتار کرکے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تونے وہ باتین کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے
عیار کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئین آپکی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہی مجھے دم دیتا ہی یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہی قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لاکے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کرکے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی
تامل کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین
پہونچے کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک قصر کے
دروازے پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ
اس قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے
کہا کہ مین ساحر خود سر بندہ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصد
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہی صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہی جب سانپ مُنھ مارتا ہی نیولہ
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہی اُسکی پتیان جاکر کھالیتا ہی پھر جوشان وخروشان آکر لڑتا ہی
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز جیت دچالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام
پر ہی خواجہ اُس کو لگاکر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے
آکر کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہی ملکہ اور نگ تجکو پکارتی ہین خواجہ
اندر گئے دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہی ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ
اُنگلیون پر شمار کرکے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اُسکا
روانہ کرینگی طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہی کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہی مین
جاکر آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر تو
کردیتے ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاتے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ لے چلیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہین اب چلکر بدلہ لون اورنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اورنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا ہین اور بات پہنہی تھی دانتون سے برق چکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال جھنجی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر نہرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز بیٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ ای مادر مہربان میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑا لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو ازروے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اِس پہاڑ پہ اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سُناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

غزہ مٹ جاتا ہی راہِ عشق مین مغرور کا		ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شبِ دیجور کا

جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
ای اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا

جائے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہین مدام
آگ لگ اُٹھے اگر پھاہا دھرون کافور کا

دیکھنے والا ہون اُس رشکِ پری کا ای کلیم
پر تو وہ تھا حُسن کا جسکے تجلّے طور کا

دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیِ دوران جواب
ای اجل تو ہی مدار اکر اب اس رنجور کا

ساعد سیمین سے زیب اُس دست رنگین کی ہوئی
پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رونے رند کو
بعد مردن خاک سے اُٹھیگا بگا نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا ای گلُ اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اورنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئین خواجہ نے اورنگ سے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اورنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گلُ اندام کیا کہتی ہی آشوب اُٹھکر کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اورنگ نقلی نے کہا کہ مین نے اُسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم مقدمہ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمھارا مُنھ خشک ہو رہا ہی یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے آشوب کے اُتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجنگ بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑ لون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اُسکو بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دشمن آپ کے خاندان کا
ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کرسکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو
خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کُھل گیا تھا ورنہ کہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ سُنکر
لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہدیا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا
گلابیان اُلٹنا پلٹنا شروع کین کُل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا
خواجہ نے اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب
برق نے کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب
دست درازیان کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری و
جمشید آتے ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی
ٹانگ لون وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑ کر درخت سے
لپٹی پکار رہی ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہان تھے مین کئی دن سے تلاش
مین تھی یہ کہ کے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز تو سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ
و برق خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی
کسی کی انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضائے کار
گلنار سرو قدبان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو قد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جا کر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل کیے
گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہی برق
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھ کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جا کر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہی کپڑے اُتار رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے بتا میری بیٹی کو کیا کیا یہ کہ کے زمین پر آئی زمین پر دو ہتھڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مان کو پکارتی ہی جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ مین بھوکا تھا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار دے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہی آپ کا حربہ زبردست ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رُک جاتی ہی خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ ای کارساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچانے **نظم**

از حجابِ جان چو روے روشن آن جانان نمود — شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود
گاہ شکل گُل بگلزار جہان شد آشکار — قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود
از ہدایت کرد اندر وار دل روشن چراغ — گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد — ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را خدا گنجینۂ لعل و گہر — حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہو کر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی آئی پکارتی ہوئی کہ ای ملکہ ذرا اِدھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھُسی ہوئین پائیچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن برہنہ اور ایک مین جوتا ہانپتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ بی بی اِدھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جنو جنو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سُنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کرے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین

منھ سے نہین بولتین گلنار ڈر سے سچی کہکر پلٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

لقب ہی مرا برق خنجر گزار نہ استاد ہین خواجہ نامدار تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون کرون سیکڑون کوس کی راہ طی ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
درِ مکر پر میرا پہرا رہا تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا نزیرِ قدم غرب ہی شرق ہی
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلۂ رفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ اے آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشۂ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بہ جان و دل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کعبہ قبلہ و کعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ دو صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامونپر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر و عافیت طی کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب و اورنگ اُترین گرد لشکر جادوگرنیونکا پہرا انتظام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سرداروں نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمایش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین فرضداروں نے اسقدر پریشان کیا ہی کہ ایکی مرتبہ سو دیکھی نہین ہوسکا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُنکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین

اگر کچھ دلوائیں تو کیا عجب ہی کہ دو چار شعر گا دوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا
شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین
ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت نہین شاپور نے جا کر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے مین
بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپ کو سناتے ہین ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر
آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منھ بھلائے ہوے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی
ہمارے سونے کا وقت ہوا ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح و
مشورہ آگے چلنے کا کریجیے عمرو نے کہا کہ مین اب لشکر مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا
مجھ پر آپ حکومت کرتے ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر
کہا کہ اس وقت دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار
منتین کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے
ان منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا
تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عارض اُس رشکِ چمن کا گلِ رعنا سمجھا
کثرتِ خلق کو اِس دہر کے میلا سمجھا
لکنت اُس طفل کی مین لکنت موسا سمجھا
سب درختو نے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
گلِ سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
بھاگ کر مردمِ دنیا سے چھپایان آکر
لالۂ گل پہ گمان اُس رخِ رنگین کا ہوا
اُس مسیحا پہ تصدق جو کیا بڑکئی جان
شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے
بنگئی ڈھول کی آواز اناالحق کی صدا
گلشنِ دہر مین شبنم کی طرح فارغ ہون

سُرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا
گردشِ ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا
چور منھدی کا مین اُسکے یدِ بیضا سمجھا
سرو گلشن کو قدِ یار کا سایا سمجھا
تجھ بن ای شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا
امن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا
سنبلِ باغ کو مین زلفِ چلیپا سمجھا
ماش کے تیتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا
خاتم دستِ سلیمان ترا چھلا سمجھا
دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا
قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف — قیس آہوے حرم کو سگِ لیلا سمجھا
وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے — خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رتبا سمجھا
چشمِ وحدت سے جو کی سیر جہان کی ای رند — زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہین ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ توڑ کر گا رہے ہین اور نئے نئے طور سے بجا رہے ہین سامعین محو ہو رہے ہین کہ لشکر مین آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزین جو نکل کر بھاگتی ہین جسنے قدم خیمے سے نکالا مُنھ کے بھل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوے کئی ہزار کنیزون کے سر کٹ کر گرے فریاد کی صدائین بلند ہوئین یہ ہنگامہ جو آشوب نے سُنا اُٹھکر دوڑی آگے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہی برقین کڑک کڑک کر گر رہی ہین کنیزون کے لاشے لوٹ رہے ہین بعض گھبرا کے بھاگین درختون کی آڑ مین چھپی ہین بعض غارون مین گرین ایک عجب ہنگامہ ہی یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا لے اب نہ بچ یہ کہہ کے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان پشت پر ہزارہا طائر بارگاہین منقارون مین دبائے ہوے صحرا مین آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پرونسے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اُٹھا کے کچھ کہتا ہی وہ طائر منقارون سے صحرا کو پاک کرتے ہین کہ پھر وہ طائر کلان اُڑا پرونکو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوے صحرا سے نمایان ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہین وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکارون سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر در نے آواز دی کہ ای آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئین

تمھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سرکاٹ کرانکے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت
سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون
کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر دربراے مقابلہ سرکار آیا ہی کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے
آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ
بہت خوب یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب د اورنگ غائب ہوئین خواجہ
برق کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق
کو بصورت اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے
ہرکارون نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب د اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند
وزیرون اور امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو
پہونچے تھے کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین
عقاب کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہی اسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آپکا اتفاق ہوا
خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب
ساتھ رہتے تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ
بن پڑا شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے
آپس مین صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے مل کر لشکر
نبیرۂ رستم کو تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے
گرداب نشان مین پہونچے ہرچند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو
جینے نہ دیگی عقاب ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہی کہ یہ دونون
شریک نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہان
رہین گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جسدن اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو بلوہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی
یہ تو نہین سمجھا کہ یہ آشوب د اورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہی انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہی کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کر لیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز برائے تعظیم اُٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم نہ روکتین تو ایک سحر مین لشکر نبیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہی کہ تابہ طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہی آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہی کہ ہم تم سب مل کر لشکر پر سحر کرین نبیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہی آشوب نے منہ پھیلا کے کہا یہ گائن بے تال ہی اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آبیٹھین کہا کہ بی گائن سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی **نظم**

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا — فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا
شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے — سرہانا پائینتی تھا پائینتی سرہانا تھا
نہ دی آرایش گیسو نے فرصت بات کرنے کی — مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا
جو مر جاؤن تو لوح قبر پر میری یہ کھدوانا — ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا
ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا — ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو — مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا
بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی — یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا — ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا
بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس — اُن آنکھون نے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا
ازل سے الفت روے حسینان آب و گل مین ہے — مزاج اپنا لڑکپن مین بھی ادب عاشقانا تھا
چھڑایا نہ ہمسے آسمان نے اُسکا در ورنہ — یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہنا ہم تو نقل بھی آپ کی نہین کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی مین بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا خواجہ اُس جام کو بے اندیشہ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دار وے بیہوشی تھا یا تو آنکھون مین سُرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے بیرون نے اسکو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ ای شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہین تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہین کنارے تمکو آگاہ کر دین اُس طور سے تدبیر کرو گے تو تابہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہین ہے شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ ای شاہباز رات کو جادوگرنیان طلایہ پھرتی ہین جو سحر کرو گے جادوگرنیان کامل و اکمل ہین گلپوش بلاے روزگار ہے ضرور دفع سحر کریگی دن کو سحر کرو یہ باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مُنھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ ای وزیر اعظم یہان آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ نکل آئے شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

ٹہرا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہی اتنے عرصے مین برق نے
اور سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کرکے کہا کہ لو صاحبو پیو ہم بھی
پئین گے پہلے جام سادہ آپ پیا آغشتہ بدار وے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو
اندر سے نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست درازیان آپہین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھ اُٹھ کر گرے بیہوش ہوے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستونون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس پروردگار
کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کلمہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اُس معبود کو
سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرہ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
ہمنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا
تمھاری فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہی
کہ سب سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق
دل سے تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی کو
تا بہ صحراے گرداب لستان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز
مین بہت قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات
کے حاضر خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جاکر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہی اسکے استقبال کو آشوب

داورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کر و برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی
سے چہرہ سُرخ ہوگیا آشوب داورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر در جاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمھاری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاپور بھی کہ رہا ہی
کہ یہ باتین قبلہ و کعبہ پر موقوف ہین کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا آشوب
اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرین دیکھا کہ گرداڑی
شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوے پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا
لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دکیا شاہباز بھی تخت سے کو د پڑا بلکہ آشوب سے بغلگیر ہوا
خواجہ ساتھ ہین سب سردارون سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام تمام لاکر
بارگاہ ایرج مین پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز تخت پر نہ
بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہانسے کوچ کرین
یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہان حوالی مین ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرا نشین اُسکا
نام ہی اگر اُسکو خبر پہونچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام ہم
بھیجین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ
معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود
جاکر اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے
مُنھ سے نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہین شاہباز اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا مشہور
صحرا نشین اپنے بیشے مین بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہین کہ ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ ای پہلوان دوران وای رستم زمان آپ کی حوالی مین آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اُترا تھا عمرو نے
اُسکو عیاری کر کے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج مین پہونچ گیا اب ایرج یہانسے کوچ کرینگے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سُنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوے آواز اپنے مالک کی سُنکر سب حاضر ہوے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے مین نبیرۂ طلسم کشا کے جائین گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر ور آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے مصاحب خداوند کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد شوکت وحشم آپ کے بیشے سے گذرا چاہتا ہی مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام قبول کر لی اب آپ کو اختیار ہی ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہی اُسکو بھی پہلوانی کا دعوی کا ہی لقا کا تو اسا ہی مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہی کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان پایا اُسپر جا پڑا القاس جوان سے جان بچاتے ہین طرماسب ایسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسب وطہماس ایسے میرے چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا اکھود یا پہلوانی کو جاری کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا اکھودا اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دو پہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہی شاہباز نے کہا اس گفتگو سے کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ وجلال دیکھینگے مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل وجان سے مین نے اطاعت کی تمہین خبر کرنے آیا ہون مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ وجلال یہ فوج یہ لشکر یہ ہجوم ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین ہو رہا مشہور نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہی کیا خیال ہی کیسا جاہ وجلال ہی شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُنکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کروفر سے روانہ ہوا منزل درمنزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہی زمیندار سے وہانکے کہلا بھیجتا ہی کہ آج ماہ دولت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانون لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہی یہان شاہباز نے آکر ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر وغرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہی

کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہی مدت سے وہ یہان
رہتا ہی سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کر لیے کوئی کچھ نہین کرسکتا اگر یہانکے بادشاہون سے
فریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس خبطی سے کون مقابلہ کرے گا کون
سے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی
دیکھا کہ مشہور صحرا النشین بست گینڈے پر سوار پہلوان چہار طرف سے گھیرے ہوے پشت پر
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس گرد فرسے
آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جا بجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے
لشکر کے چھانٹے جائین اور وہی سب ساتھ جائین گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے ساتھ
میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہدو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علیحدہ رہین کوئی صاحب
ساتھ نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر
غیر ساحران کسقدر ہی وقایع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہی ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہی تنہا غلام
کافی ہی ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہباز طائردر
نے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب
مین مشہور ہی کہ مشہور صحرا النشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہی پہلوان ہلڑ کر رہے ہین
ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف مین مشہور ہی چار پہر رات
اسی ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیاد
مشعلع ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر
پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھڑے ہی کہ مشہور
صحرا النشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑانے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے کرہ بن اشقر کو صف سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا ایسا مرکب اصیل کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل تھوتھنی مثل غنچہ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے جھنور کرتا ہوا القول

مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

قلم وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہراک نعل ہی غنچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پالنگ ہی

تین ٹھیکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین نگاہ دوزن ہوئے تین قدم کرہ بن اشقر اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ ای جوان میری تلوار کا بار تجھسے نہ اٹھیگا یہ مجکو ثابت ہوا کہ تو من چلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا تب ماہ دولت کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین وار کر یا لات و منات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ستر طعن چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گڑگڑایا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریلے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بید ریغ ہی حلال مہمات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص و عام ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دو دن آہ دل مظلومان کہون یا ابر پھٹا

برق جہندہ نکلی خبردار خبردار کہہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دودمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اُسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیتا تاہی ایرج تڑپکر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے دیتے ہین کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہی پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین اُلجھ اُلجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا فرمایا کہ کیا ارادہ ہی مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہی ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہین ہے حریف سے فیصلہ کیے نہین پلٹتے یا تو ہمین زیر کریگا یا ہم تجپر غالب آئین گے تب میدان سے پلٹین گے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اُٹھالی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہی کل صبح کو میدان مین آنا نیزہ و شمشیر آپسمین چلیگا ہرچند کہ ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جا کر اکیلا بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھا رونے لگا آنکھین روتے روتے سُرخ ہو گئین عیار اسکا پیمان شبگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہی امیدوار ہی کہ باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اُسکو بھیجو پیمان شبگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس حال مین دیکھا کہ آنکھین سُرخ سر جھکائے بیٹھا ہی پیمان شبگرد نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہون ہرچند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہون مگر بخوف کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ ای یار وفادار مین برائے مقابلہ نبیرۂ رستم میدان مین گیا وہ کل فنون سپاہ گری مین مجپر غالب ہی شام کے ہوتے ہی مین پلٹ آیا مگر وہ نہ مانتا تھا مین چا

کہ عیار میرا پیمان شاگرد ہے جو دیکھی فکر کریگا اگر تجھسے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل کرون
اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ
غلام مہتاب گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھہ رہا تھا کہ حضور نے
عجب طور سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پہ بندھے ایرج
کے سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا کہ ای عیار طرار
دیکھنے مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اُسمین کوٹ
کوٹ کر بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی
اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا با بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے انھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین چھریان پڑی ہوئین مگر جلدی ہی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو
پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے
آئی ہون برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین
نہین جانتی برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے
کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے
پیمان نے سُبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا یہان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش
مین آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہی کہ یہ
مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہو گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون اسکے پیمان پھر لشکر مین داخل ہوا جابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہی پتہ لوگون سے
پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر
کی دی پوچھا کہ آقائے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوائیے تو آپ لوگون کی
بھی خدمتگذاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کمیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ
تولے بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ پیمان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام
پر پیمان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اُٹھ کے اسنے کاٹا شام کو جب چپی پر
تقسیم ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پر میرا پہرا ہی تین خدمتگار اور چوتھا یہ قرار
پایا چپی پر ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون
کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اُٹھا کنچہ نکالا دارو بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا
ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوے اسنے دو حلقون سے
دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پائون اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا
چادر عیاری مین باندھ کر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلائے کی آواز کان مین آتی ہی
دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہی آخر پہلوے بارگاہ پر آکے سراپچہ
چاک کیا نکلا پلے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا
کہین لیٹ گیا کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہی شاپور اپنے
خیمے مین پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا
نہ ہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہین گے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہی ہمنے تمسے کہدیا تھا تمنے
انتظام نہ کیا یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی دروازے پر
نگہبان بیٹھے ہین شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہی نگہبانون نے جواب دیا کہ سب
بخیر و عافیت ہین جی مین کہتا ہی کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہی
پھر خیال مین آیا کہ چل کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہی پلنگ پر
جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک

نگہبانی کی آقا بستر پر ہین ہین چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چہار جانب دوڑے شاپور جو گرد
بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغچہ چاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا ہیمان لشکر سے نکل چکا تھا
شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی خیال مین آیا کہ للکارون پھر
سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے ہیمان جاتا ہی بجیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہی یہان
مشہور رات بھر انتظار مین عیار کے جاگا بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خود
کھڑا ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ہیمان پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا کہ اے
ہیمان شیر یار وباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے ہیمان کو ساتھ لیا بارگاہ مین آیا
شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر مین ہلڑ ہو گیا
کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ مین حاضر ہوے مشہور نے
کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر مین گرفتار کرکے لایا ہون یہ ہوشیار
ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگرون کو بلائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا
اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر مین غل ہوا ایرج بل کرکے اٹھے سامنے
مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بہ طریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم
کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے
جلاد حاضر ہی شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی
قتل کرون ایرج نے کلمات سخت و سست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا
سر کاٹ لے یہ خاموش نہین ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہی کچھ اسکو خوف جان نہین ایرج نے کہا کہ
مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ
ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوڑے کا
خط دیا تسلی دینے لگا آواز دیتا ہی کہ اے افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ہو ہاتھ مارون
کہ سر اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونون
ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا نظم

گرمی بازار عشق از تف خون من ست
بہر سر دار فنا خانۂ غوغاے من

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق | بشکنم این بند را وقتِ جنونِ من ست | قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے پنجہ ہاتھ مین دیا ایرج نوجوان مصروف جنگ ہوے مشہور بھی اپنے مقام سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا نبیدِ مردان عالم کو دور کردیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرایا اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف ہیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو بُلا کمندون مین اسکو گرفتار کرلین ہیمان جست کرکے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور ہیمان سے پنجہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے ہیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹے آخر اسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہے شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہے یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہے پشت پر حریف آگیا ہیمان پلٹا شاپور شیردل نے پنجہ مارا کہ سر ہیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی ہیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست کرکے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے آواز دی کہ یارو خبر لو آقا اکیلے گھرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر در آپڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوے شاہباز جو سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر ٹکراتے پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی بے نظیر ہے فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا بارگاہون اور خیمون پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین بالاے کوہ زبرجد ہی جاتا ہون خداوند سے جاکر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین ان سب کا خاتمہ کردے اُسی طرح گینڈے پر سوار زخمدار سر سے خون بہتا ہوا

پڑے تمام خون آلود صحرا اُون کو طی کرکے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو
اس حال سے دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران ذای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی
کہتا ہی کہ یارو کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا
کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ
غیر ساحر کم خود بہادر مجھ ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کرایا
اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون
سب سے کہتا سنتا بشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس حوالی صحراے
عشرت خیز تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے
ملک مین جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
حوالی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین دیا ہی
اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم و شان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جا کر زمین ہلا دے مگر تو
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہی وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے
بھاگا ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار
ہی یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیٹھے کے باہر
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر بی گگیوسش اُترین تھوڑی دیر کے بعد
توسن و کمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا یہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول
ہی کہ ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا
آپڑے تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی
مین اُسی کا انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ
پیدا ہوا ابر سے چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر

ایک نازنین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون ہونٹھ رشک نسرین ونسترن پشت پر دو لاکھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و بط و قرقرے زیر ران ہزار آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سر اپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہی آنکھین فرش کرون خاکِ پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہی قلب کی یہ صورت ہی کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہو سکتا کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا — کیا کہون تمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا
یون تو جایا کیے ہر سال حسینون لیکن — آج تو چندی مین اک چاند سا ٹکڑا دیکھا
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی — مرتے دم شکر ہی دیدار تمھارا دیکھا
کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا — آئنہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا
ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو — چھپ کتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا
جان ملب ہو گیا دورز کی غفلت مین تری — اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا
کل تو سب کرچکے تھے گور و کفن تھی تدبیر — جان جان آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھسے ہر بار — کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق — کونسے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا
افترا مجپہ کیا ہی یہ دروغ اندازون نے — بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا
آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی — مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
اُٹھ گیا اُسکا دو بیٹھ جو ہوا سے اے رند — صاف آئینے سے وہ بیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اے مشہور مین تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو مین ابھی جا کر شیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ اسقدر اُنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ بی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا اشارہ اُسپر کافی ہی دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور ہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تپہ پر جلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے مین آگ لگادیگی بھاگنے کا
راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکۂ عالم فقط نگاہ
لطف کا امیدوار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس حوالی مین کوئی ہمسر میرا نہین ہے
فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کرون تو میرے
تمھارے نسبت پختہ کرادین خود قدرت تمکو سمجھادین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ان سبکو آپ
پہ نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضامند کردون
کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیرون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون خیر
سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استاد
کرائی لشکر اپنا اُتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھکر کنیزون کو حکم دیا کہ ہومخانہ
آراستہ کرو کنیزون نے اُسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا
کہا کہ اے ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہومخانہ تیار ہے توسن چابک خرام اپنے مقام سے
اُٹھی تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ اے ہوائے تیز اپنا رنگ جما
اپنی کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دورہ
سردارون کا بندھا ہوا ہے ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اُٹھین توسن و
کمیت نے پوچھا کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مادیان مشکین زین ولجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف
آتی ہے ملکہ گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کرلاؤ کنیزین اُس طرف
چلین دیکھا کہ مادیان خود اسی طرف آتی ہے کنیزون کے سر فراکر سامنے گلپوش کے آئی سر
جھکاکر کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ رہی ہے کہ مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ اُچک کر
پشت مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن لے چلی قضائے کار
شاہباز طائر دو رسویرے سے اُٹھکر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہے دیکھا کہ ملکہ
گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہے اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
باگ پر پنجۂ نگاہین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہے شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

بادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی
جب شاہباز پکارتا ہی ملکہ اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش
نہین رکتی شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش
نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز مجھے کیون روکتا ہین نہ رکونگی مجھکو توسن جاباک خرام نے
بلایا ہی مجھے وہان جانا ضرور ہی اُسنے مجھکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز حسرت تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جاباک خرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے
ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا اب
سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی توسن
نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان مین سوزن
پڑ گئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک کنیز کو
اشارہ کیا کہ اسکو قیدخانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جاکے کہا کہ منم
شاپور شیردل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا فوراً
شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جاکر وہی گجرے کہ جو توسن
نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر توسن پر پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر رہگیا
لشکر مین ہلڑ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ
جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی پر
ہاتھ ڈالا ورق ساحری نکال کر دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیردل
تھا گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف
آسمان کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول اسنے جلائے غصے مین
چہرہ سرخ کھنی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجھکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتظام کرونگی اس غصے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہو کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم غلام نوبت بجان وکار دباستخوان ہو ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہو آپ کا چاہنے والا بہت بیتاب وبیقرار ہو نظم

آج پھر اُس شوخ نے فتنا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے بھی ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر مجپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے النسب کیا او لا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئنہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
دان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا
لاگ پیدا کرکے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجسے کی
مین نے مُنہ تیرا الشین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پاے حنائی کرکے یاد
دیر تک حیرت سے مُنھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چُنے
پیٹ کر مُنہ ہمنے یان نیلا کیا
ہو گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سر کا نہ پاؤن
ہیزم تر کی طرح سُلگا کیا
زلف جانان جسنے دیکھی ایک بار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو غصہ مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہی ہم ابھی جا کے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہی توسن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ مُنھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے مارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ادل

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہوگے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہو برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین بیٹھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا ہے
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا حضرت صاحب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمہارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہو کیا لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و الامان
کی آواز آئی ہزار ہا جادوگر دو کا ندار غل مچاتے ہوے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
پکارتے ہین کہ ای آقاے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچایئے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہو اسوجہ سے بہت غصہ ہو شاہباز نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلو مین شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوے کہ ای
فرزند تمہارے پاس کوئی تحفہ ہو اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین کہ میرا تکیہ
پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوے ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آتی ہی گاتی بندھی ہوئی سینے پر
ابھار نار پستان یا سنان نیزہ دل ستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ مین تاج سر
شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ چشمہ خورشید
مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن چابک خرام نے دیکھا کہ خود
زرین بر سر الوار سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن کی پڑی
تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین براے نیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے
بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھادیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین توسن کے
آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی یہ سنکر

ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ میں تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکی سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ و رسی لیکر سامنے بیٹھا رنگ روے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہو مگر خاموش ہو جانتی ہو کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہنسنے وطن یاد آیا

ہنسنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا

جانے والون پہ عدم کے نہین روؤن کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا

گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا

لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا

یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا

تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا
قفس مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھہ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا

باغ مین بھی نہ بت اس رشک چمن کو بھولا
زرد گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا

بولتے بولتے کیون ہو گئے خاموش امیرند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہو ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی ای شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہو آپ یہان سے کوچ کر جائیے طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرائے باد انگیز فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہو یقین ہو کہ رہبری مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو بہ دل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پر عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہوگیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج سے
نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ سکتے ہین
یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا فوج والون
نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہی سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بہ ارادۂ رزم و پیکار
چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہی کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرانشین تیغہ برہنہ ہاتھ مین
گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آ گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار
گلشن جنان ہوے لشکر مین غلغلہ بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہی
کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرانشین مع لشکر
آپ کی فوج پر آ گرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہی کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا چلا کے آٹھ اکہکر چلا ہی کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہی کہ اپنے
کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے
مقام سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اُس خردماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہکے گرہ بن اشقر پر سوار
ہوکر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

که صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نهال گلستان صاحبقران

چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
زگاو زمین تیغ دین بر کنم

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فگند درمیان مصاف
منم صفدر و صف شکن پهلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی کہ میدان و رسالہ دار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا توپلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جما یا پھر سرے علم کے کھولدیے جنگ مین مصروف ہوے تھوڑے
عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جا بجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمون مین
لگی ہی پھڑک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ نہ ہوا لاشے
پہلوانون کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی شمشیر
برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آتے ہین مشہور نے
جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گھوڑے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج سے مقابلہ نہ کرون
ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی بڑا تجکو ملکہ کے آنیکا رشک ہوا اوبھیا حلوا
خوردن را روئے باید شو کتے شاید یہ کہہ کے قریب پہونچے تھے کہ مشہور بس پڑا ایرج نے وار اسکے
خالی دیے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا امثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج مشہور بے حال ہوئی
ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ ای شہریار مین آپکی اطاعت
کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت جھلا یا گینڈا اڑا کر مقابلہ
ایرج مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون دیجور نے
آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج
کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر بیعت کی اب
لشکر والے دیجور کی پشت پر ہوگئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب سرداروں
سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہی ملکہ توسن چابک خرام پہلوے
تخت شاہیانہ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن
سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاءاللہ اب
کوچ کیجیے طرف صحراے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگے گرداب جادو بڑی ساحرۂ
مکارہ ہی اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہی اُسکا سحر نہین کرامات ہی ہفت پیکر کو
اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہی اپنے مقام پر کہتا ہی کہ بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے
ہی وہ بلاے روزگار پرکالہ آفت ہی ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دیگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحرون کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام وگلپوش کو کیا اس کر و فر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کرکے ایرج طرف صحراے گرداب نشان کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نور الدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ جو آوارۂ دشت ادبار ہو کر چلے ایک صحراے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے ہین تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دوڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اُسنے چاہا کہ بھاگون شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اُٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھر لون نہین معلوم کیا شئی دیکھی سبحان اللہ کہہ کے چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر اسپ پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہے نور الدہر حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی ای ہنر بر بستۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے منہ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ ای شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپ کی بہت مشتاق ہین نور الدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون پتلیان جوڑ کر نور الدہر کو لیے ہوے چشمے مین جا پڑا نور الدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع عاشقان خاص و عام مقام صدر پر گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس کے ایک پہلو مین شبرنگ کے شبرنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرر بار نے کیا — رسواے خاص و عام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا — دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا
ستمراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا — میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن بنگے لپٹا سر سے نہ اُترا کسی طرح — دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
بدنام اُسکو کرتا ہین رسوا نہ آپ کو
سید ھا کرونگا گیسوِ خمدار کی قسم
ای بادشاہِ حُسن ہوا تجپہ وہ فقیر
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا کیا نہ دفن
گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
قاصر تھی رعب حُسن سے ہر مرتبہ زبان
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
پان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتوں نے کاٹ کر
بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے رند

رُخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا
جس روز مجھسے بل کبھی اغیار نے لیا
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا
مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا
کچھ عرض حال جب لبِ اظہار نے کیا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا
دان زیر لب مسی کو اگر یار نے کیا
دل داغ داغ لالہ گلزار نے کیا

شبرنگ کس لطف سے یہ غزل گا رہا ہی کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پہ ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پہ ہلڑ ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پہ مہتاب کرگدن سوار خبر سُنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بُلاکر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہی دروازے پہ کنیزون کو قتل کر رہا ہی یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پہ سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رُکتا سامنے جو پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچ لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹا دونگا تجکو خاک مین ملا دونگا یہ کہ کے گینڈے سے کود ا تلوار چمکاتا ہوا چلا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کُشتی ہونے لگی نورالدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اُٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پہ رکھا چرخ دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مارکر اُسکو نورالدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار آپ نے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا
نام سُنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا واصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا مین نے اپنے باغ مین
جانا موقوف کردیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سُنکر نورالدہر نے طہماس و شبرنگ کو ساتھ لیا
چار سی کنیزین ہمراہ اُس مکان سے نکلین نورالدہر نے دیکھا کہ پہلوے قصر مین ایک چشمہ
ہی اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طی کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ کے
کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا براے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا کہ یہ جوان
کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین یہ سب ساحر بخدمت
شاہنشاہ خارصحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوے جاکر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے مردون
کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سُنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا غصے
مین اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُس وقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نورالدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ آسمان سے آواز آئی
کہ منم شاہنشاہ خارصحرا دگیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً اُسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ مُنھ کے بھل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ مُنھ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی
اُسنے ارادہ کیا کہ اُٹھون شاہنشاہ خارصحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گری جو پہلوے نورالدہر مین تھی اُسنے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشے پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارصحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کردیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہی کہ شاہنشاہ خارصحرا زمین پر آیا نورالدہر
و طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے
چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھین تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہی
بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خارصحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا ماردیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او شاہنشاہ خار صحرا اودھر آئیے ساربان زادے
کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آگہیا ہی دیکھیے وہ ظالم مجھے کیسے دکھاتا ہی چاہتا
ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خار صحرا نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ
سینے پر اُبھار ایک پائچہ گھرسا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی آتی ہی منھ سے گلوری گرگئی
خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کُھلے ہوئے شانے سے خون ٹپکتا ہوا شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی
بیقرار ہوگیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہی اُسی کی مکاری کا سارا فتور ہی فرزندان عمرو نے
جنگل کے جنگل ویران کردیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی کہ حضور جلد آئیے
کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب پہونچا کنیز نے
ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجھکو نگا ہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجھکو گھور گھور کے نہ دیکھ میرا
خون ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اُترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی آنکھین جھکا کر
دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لنگا پھر یا پہنا چاہتا ہی گنواری بنکر
نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کرکہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین ڈرتی ہون
کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار بلا دصاحب بیداد
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرین
اور اُسکو ترس نہ آئیگا ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کردون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ
کہکر گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ نہ سوجھیگا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک
کنیز ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلیجہ پھر کا
کرکے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ ہم شہرنگ بن عمرو ہیں یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اُسکے سیکڑون کنیزین جل گئین صدہا باقی رہین
ملکہ نے دوڑکر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر سے دیکھکر کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے مین کیا ہین اس صحرا کی حاکم ہون یہ چشمہ خاص آپ کے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب آپکو
لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا مہتاب کا بلا
احسان ہی کہ یہ بجیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اُسکو مار اگویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر ہی مین
آپ کے ساتھ چلونگی صحراے گرداب نشان تک پہونچادونگی یہ کہکے نورالدہر کو لائی مقام
صدر پر جگہہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا گو کا اسکی سر سبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہی اب تو جلسہ جا سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ ای شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچایئے آپ کا کوئی ہمچشم ہی نورالدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرہ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہی چار لاکھ ساحر جمع ہین اب اُنکو صحراے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن چابک خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہی کہ اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہی اور گرداب جادو سے
رسم بھی رکھتی ہی نورالدہر نے یہ سُنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن باغ پیرا دسر سبز
و گلشن افسر کلان نے ابر نارنجی تیار کیا ابر بالاے سر آراستہ کیا زیر ابر نورالدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر گرجتا ہوا سر برحبس صحرا مین جاکر اُترے نسترن نے اُسی وقت
اُس صحرا کو پُر بہار کردیا گلہاے سر سبز سے تمام صحرا کو بھردیا اس زور و شور سے نورالدہر برابر
رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہی ملکہ نسترن نے بارگاہ زرلفتی
استادہ کرائی نورالدہر کرسی پہ بیٹھے ہین طہماس ساطور بقصد منی کاندھے پر رکھے ہوے
پہلو مین بیٹھا ہی شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہی ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی سر سبز پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاؤ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی گرم
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین
دورکابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر ٹہل رہے ہین
کئی سو کنیزین زرین پوش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جماؤ ہی نور الدہر
مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس البسار رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ کیا کہ
دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز و شاداب
ہی ہر چشمہ لاجواب ہی دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا ہہنگ کوہی اُسکا نام اشفاق کوہی
یہان سے قریب قلعہ ہی قلعۂ مہرانیہ اُسکا نام ہی وہان کا حاکم ہی اس وقت برائے سیر نکلا ہی اسطرف
بھی آگیا ہہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم
خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہی کہ آپ کون ہین
بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا شیر نگ نے
کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے سیر
صحرائے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشفاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کر کے سر انکے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ پیرا ساتھ ہی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بُلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر
اُترے اور اے ہہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن
سحر کرے تو وہ سحر آپ اگر رد کیجے گا آپ اگر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لونگا
ہہنگ اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے
طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

لشکر ضیاد شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نورالدہر سوار ہوے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پہ بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کو ہیان فرداً فرداً میدان مین آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر بار لادے ہوے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب کوہی جمے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزین گلشن زمرسبز پیادہ ہمراہ رکاب ہین نورالدہر گھوڑا اڑھائے ہوے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نورالدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گلنار کڑکتا ہوا پیدا ہوا زیر ابر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پہ آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ وہ میدان مین کھڑا ہی بی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر بی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی نسترن سحر کرینگی تو بہت پچتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا اڑھایا میدان مین آکے سلمشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمھین اختیار ہی طہماس رکے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئین بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ چہ مرکب چو برق پا بادے
تیز گامے ز برق چابک تر
طرفہ دیوانہ و پریزادے
نرمی گوش و نرمی کاکل
خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستہ سنبل

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ ہیش وستی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی بہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر نہ کرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی ردو بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے وستانہ مارا تیغہ جو کڑک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نورالدہر نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ شاہزادہ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر گز بمش		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ
طفلی زجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	لقارا بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کوہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کوہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس کھڑی ہین اُن کو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کوہی دشمن جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہین مگر کس حواس سے مصروف جنگ ہین سب لڑنے والے اپنی جان سے تنگ ہین دیکھو علمدارون نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑون سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہین یہان کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کس زرق برق سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیرون کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم تیرون کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلبر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم والم نے گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع متفرق کردیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کوہی بھاگ جائین افسر تو اُنکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزون نے کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رُکے کہ کوہی گرفتار کرلین کہا کہ مین یہی چاہتی تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو — آچکین آچکین صاحب کا اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو — آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو — رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جاکے طواف — ہم ہون اور ساقی ہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے — جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہی — سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن — دخل کیا گیسوئے سنبل مین کبھی شانا ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرتِ حور — قصرِ جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشتِ غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہی — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے — کھاؤن میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان مین جو تو جائے واعظ — نُقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آکے جو اے رند مرے بالین سے — ہی یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھون مین آنسو بھر آئے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزین ہان ہان کرتی رہین مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کو ہیون پہ مارد یا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ لنترن بلغ پیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھین کہ یہ نور الدہر پہ سحر کرتی ہی طاؤس اُڑا کر قریب پہونچین آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ تو دیکھتی ہو مین کیا کر رہی ہون لشکر کوہیان کو بھگاتی ہون تم کیون گھبرا گئین لنترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت مین نہین ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہین کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانون سے میل کرتی ہی دیکھ تجھپر آفت آتی ہی ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اُٹھا لیا پنجہ لیکر چلا لنترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا لنترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوے سوسن کو جاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمین پنجہ اُترا لنترن آسمان پہ ٹھہرائی دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام سوسن کو لیکر باغ مین اُتری سوسن کو ایک نخل سے باندھدیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہی کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہی مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ مارون آسمان سے لنترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجالاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا لنترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ چمکا یا نیچہ پھینکا کڑک کر اُسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو ہوش آیا
دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہین اور ساحرہ بھی مری پڑی ہی اپنے کو نخل سے بندھا
پایا زور کر کے کمندون کو توڑا اوتر کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ تُو نے بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے
چلین کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمک حرامی پر کمر باندھی ہی اب کہان جاؤگی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر سنگی
کے دست بستہ کھڑا ہی یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی
قدرت منہ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے اُنکے بندھے ہوئے دیر مین پڑی ہین منہ سے
نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین نبیرۂ حمزہ کی شرکت کی
زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونون کو لیجا کر قید کرے تصویر
نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کُل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا
پہلوے دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لاکے
قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
نسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی نگہبان اس
ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ مین غلام ہون مجکو بہ غلامی قبول فرمائیے
دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اُس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالاعلان کہہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
سے رہا کر دونگا میرا کہنا مانیے نسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہی کہ ہمکو اس مصیبت مین
دیکھتا ہی اگر اس امر کا خواہان ہی زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانین گے یہ
سُنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن
کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا نسترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل و حقیر جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین اُنھین کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائین گے زمانہ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشائی تیغ بیدریغ سے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادۂ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان جمع ہین دیکھکر خوش ہوجائیگا بڑی آبرو پائیگا ہرچند کہ ملکہ نسترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ نسترن پر ہاتھ مارے ون سوسن تو رہا ہو ہی چکی تھی اسنے نگہبان کی پشت پر کارد سحر ماردی کہ سینے کو توڑکر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے نکلین پرپرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سُنی اپنے اپنے مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پُکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہی جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے اِن دونون نے پھدبک مارے اُن سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہوکر پُکارتے ہین کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین نظم

گلاست توڑ اپنا اے جرس بس	نظم	نہین اس راہ مین فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اُس سے		جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترسا دو یکبارگی مار ڈالو		کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل		ہماری خاک کو ہی خاروخس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر		بہت نکلی ہماری بس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوے پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی دونون نے کہا کہ جاکر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین زیر کوہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نورالدہر کے چلین

نورالدہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
کہ کنیزون نے خبر دی حضور بی بیان آتی ہین نورالدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون نے
آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جاکر آفت برپا کرینگے
تصویر توڑینگے دیکھیے اسپر وہ بیچا کیا کرے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور
دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے تھان اُٹھائے
کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے ہلڑ ہو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو
ملازمان نگہبان دیوانہ وار وحشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین نسترن و
سوسن کا نام زبان پر ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے پہونچے پہاڑ
پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر جسنے قدم رکھا
مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طے کین تیسری گھاٹی پر
آکر پامال ہوے بعض پہلی ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آتے آتے
تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف مرضی
قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے حکم دو
کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کرکے جائے اور اُنھین گرفتار کرکے لائے اُس صحراے آگے
نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہجبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی
پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج نکلے
تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے انسر کے لیے ایک اژدر برائے
سواری نکلا چند اژدہون پر اٹالہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کروفر سے کوہان براے مقابلۂ شاہزادہ
نورالدہر چلا یہان نورالدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی
کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
کہ صحراے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش نمایان ہوے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو
حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نورالدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نورالدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نورالدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری
دو پہر رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کوہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا
ملکہ نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے
پتھر برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور
ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نورالدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رُکنے لگے بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کوہان سے ایک اژدہا نکلا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا
چاہا اُسنے کہ لشکر نورالدہر مین گھس آوے نسترن نے پڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے
صحرا کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی مُنہ سے قلابہ آتشین
چھوڑے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پر نشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر
اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اِس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدر سوار پھر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی
تلوارین گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نورالدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا
جست کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا گئی سی جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چلے تب وہ
اژدہا مُنہ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا مُنہ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن
گرین اژدر نے انکو بھی مُنہ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نگل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر در بارگاہ سوسن زبان دراز پر آئین
پکارنے لگین کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

خالی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کر کے دوسری بارگاہ کی طرف رُخ کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لانسترن کہان ہی اژدر سوار نے جواب دیا کہ ای سوسن تیرا ابھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کود ا تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنجے پیدا ہوے وہ پنجے آکر کمر مین لپٹ گئے اُٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چلے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی پنجہ دبے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جا کر مثل بجلی کے تڑپین پنجے سے اُسکے چھوٹین دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اُسنے کار دسحر پھینکی ملکہ نے اُسے توڑا اُسنے گولہ مارا ملکہ نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چاک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اُسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پر جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑلون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان نے اُسکو چیر ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوے شکم سے اُسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی لنسترن بھی دریاے خون مین غوطہ مارے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے لنسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ رُک گیا سوسن برق کے مانند کڑک کر آئی لنسترن نے پکار کر کہا کہ بُوا جلدی نہ کر داب اسکا زور کم ہوا اژدہا مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مارلین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹجاؤ مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پہ ہاتھ رکھا اُس شاخ سے کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکے کہ او مبہوت لے مثل غنچے کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا ہر درخت پر ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی اِدھر کوہان اُسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہی کہ ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان ذرا اس طرف

متوجہ ہو یہ سُنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجب درد تھا نظم

عاقلو باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل پہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رُخِ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
عاقلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتیِ عالم
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گُلرخان جو سوئے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس چمن کی ہواے بہمن و دی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے میکشان محفل درد
تب نظر آئے گیسو سنبل
گُل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گُل سوسن کا ہی کبود لباس

اُس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سُننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے چہرہ مثل گُل کے اُداس عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اُٹھا آہ ای ملکۂ عالم کیا اشعار سُنے ہین دل پر تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن مین آپ کا تابعدار ہون خدمتگار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہی بس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہونگے تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہی کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھین سُرخ ہوئین آسمان سے اُترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر جھومتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہی ہر منزل پر شب کو اُتر پڑتا ہی صبح کو جو اُٹھتا ہی اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والون پر تاکید کرتا ہی کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہی سبھون کو

بُلایا ہی اُسی وقت لشکر تیار ہوتا ہی سب صفین باندھ کر ساتھ ہوتے ہین اُسی جوش و خروش مین دن بھر رہروی کرتا ہی ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہی بلکہ سوسن کو یاد کرتا ہی جہان گُل و غنچے پر نظر پڑی وہین عارض یاد آتے ہین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہی نظم

دام لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یون لگا لاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو
جس طرح سے کوئی تکھ بنکے کبوتر چھوٹے

ہی وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار
دستِ اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین
قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک
اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہی قریب ابتو قدم رنجہ کرو
پاؤن کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے

صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون
جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی
پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا بُرا ہی انجام
تجھسے لپکا یہ کہین اور دلِ مضطر چھوٹے

پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا
جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

ایسی افتاد کئی بار پڑی ہی اے رند
بیشتر اُس سے ملے روٹھکر اکثر چھوٹے

اسی جوش خروش مین چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہان وہی میلہ جما ہوا ہے مراد مند حاضر ہین سب طرف سے آوازین آرہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مراد مندون کی مراد دیتا ہی صاحب اعجاز و کرامت آپ ہی تو ہوئے دوسرے خداوندونکا باپ ہی ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولادین ممکن ہوئین سامری و جمشید کیسی خدائی کرگئے آخر ناچار ہوئے مرگئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا مرادین پوری کرتے ہو دامن مدعا گُل آرزو سے بھرتے ہو یکایک میلے مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدائین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون کے

ہاتھ سے بچائیے ایک ایک امین دیو خصال فیل مثال ہی تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد ذرا
دیکھ تو کہ یہ کیا معرکہ ہی کیون میلے والے فریاد کر رہے ہین زندہ ہین لیکن مرنے پر مر رہے ہین
زبرجد شاہ سامنے سے تصویر کے ہٹا خود تصویر نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کوہان بن
کو ہین تیغ برہنہ ہاتھ مین ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بلے
گھوڑون پر سوار پامال کرتے ہوے آتے ہین جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑی اور
کھینچ لیا یا ستون گرا دیا جو خیمے مین تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون
پامال کیا اہل میلہ کا عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہین لوٹ بھی لیتے ہین ہر طرح ذلیل کرتے ہین
زبرجد کو کوہان پکارتا ہی کہ او بھیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہی زبرکوہ آ تو تیرا تاج اُتارون تجکو
رسوا کرکے مارون زبرجد نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور
دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند کوہان اپنے ہوش مین نہین ہی ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ
ہی سارے میلے کو ویران کر دیا ہزارہا آدمی مارا گیا دیکھیے لاشے پھڑک رہے ہین جو زندہ
ہین وہ بھاگے جاتے ہین مجکو کلمات سخت کہہ رہا ہی زبرکوہ بلاتا ہی نہایت بلبلاتا ہی حکم ہوا
کہ اے زبرجد زبرکوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہی فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو
تمھارا وہ کیا کر سکتا ہی تم بد دولت کو بخدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہی اُسپر بلا آسمان
سے نازل ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہی تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہہ کہ ہفت پیکر
فرماتے ہین کہ اگر لڑائی کی ہوس ہی تو آپس مین لڑو ایک ایک کو دیکھے میلے کو کیون برباد
کرتے ہو خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سُنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا
راہ مین جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیرون نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش مین
نہین ہی زبرکوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہہ رہا ہی کہ
یارو مجکو خداوند نے بھیجا ہی آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہین
وزیرون امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بسختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے
پہونچا کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کدھر ارادہ مین آتا ہون زبرجد نے جواب دیا کہ اے
کوہان خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ اگر لڑنے کا شوق ہی تو آپس مین لڑو قدرت بھی

تماشا دیکھ رہے ہین یہ سُنکر کوہان تھر تھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سُنتے ہو قدرت نے کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہین جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائین ہم جنگ کو حاضر ہین کیجیے آپس مین لڑین بھائی کو بھائی سے شروع جنگ ہی عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہی قریب تھا کہ آپس مین لڑین کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ پھول گیا جوش جرأت سے چھوٹنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بھاگ یہ جڑھ چلو زبرجد کی طرف کوہان نے گینڈا اڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان آگر وزیر و شیر یہ کہکر گرا کہ اُس ملعون کو کیون جانے دیا زبرجد کو پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہین وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند مین نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہین فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کے نیچے کوہان مصروف جنگ ہی ایسا نہ ہو کہ بالائے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور جہان جی چاہے وہان بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچتائیگا زبرجد شاہ تو پشت دیر پر ہو کے بھاگا اپنے ملک مین پہونچا دارالامارۂ شاہی مین جاکر تخت پر بیٹھا اور باتین بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سُنانے لگا کہتا ہی کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہی کہدیتا ہی کیسا خداوند ہی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتین کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی عذاب خداوندی مین مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر آواز آئی کہ ای بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہین پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفین ہفت پیکر کی کر رہا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی وہان کوہان پہاڑ سے آکر لپٹ گیا گھاٹیان پکڑ کر بالائے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیون کو طی کر کے بالائے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ جوان ساتھ ہین پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوے تصویر ہاے سنگی کہ اُسی ایک تصویر کی نقل جابجا کھڑی ہین اُنکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر مین گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان چھپٹا ساتھ والون نے بھی

بلوہ کیا اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دم بھر مین اندھیرا ہوا دھوئین نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ مین دھوان لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی دم بھر مین گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہوائے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساختہ
کردیا تھا قدرت نے اُس سحر کو مٹایا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجکو جہنم مین
پھنکوا دونگا تجکو معلوم ہو جہ کیون غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصویر نے چلا چلا کے
باتین کین وقت وہ ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین لشترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہین کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سُنا ہفت پیکر چلا رہا ہی
میرے سحر کو مٹا رہا ہی مین نے پھولون کا سحر ساختہ کردیا تھا اور بیرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہان یہ
شکست ہو وہان پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوے
اب بالائے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولون کو جلا دیا اب کوہان شاب
کوہان کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑون مین
آواز اُسکی سُن رہی ہون کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤن نسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا تو اوہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا مین
پھنس جاؤگی کہ وہانسے رہائی ناممکن ہوگی ملکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہان پر یہ آوازین تصویر
نے سُنین کہ ای کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے شکم مین مقام ہی کوہان اسکا
نام ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤن کے برابر گڑھے پیدا ہوے اُن گڑھون مین سب
پھاند پڑے گڑھے برابر ہوگئے کوہان بھی ایک غار کلان مین گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہان بلاؤ زبرجد مردہ ہوکر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپ کو بُلاتے ہین زبرجد تعریفین کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانون کو عجب حال زار مین دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے اُنکو باغ زنگار رنگ مین دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہی
تصویر نے بغصہ آواز دی کہ ادب بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سُنتے ہین حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہین بہشت واسطے نیک بندون
کے ہی اور جہنم واسطے گنہگارون کے تجکو کارخانہ قدرت دکھا دیئے تو نے جو قدرت کو بُرا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمھاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
وغرائب دکھایا تجسے نہین ہوسکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نورالدہر کو روکے یہ دونون
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہین گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونون کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہین رُک جائین وہان تک نہ جانے پائین کیا عجب ہی نورالدہر
کو سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونون دربار گرداب مین پہونچین گے کوئی
ساحر جائے راہ مین انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہین انکو ہٹا دے دونون کو آگے نہ بڑھنے دے
زبرجد نے کہا کہ مین جاکے تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے دربار مین آیا آکر اسنے ذکر کیا کہ قدرت
یہ فرماتے ہین کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہو کہ جاکر نورالدہر و ایرج کو روکے جس صحرا مین
ایرج اُترا ہی اُس جنگل کا صحرائے کُشت و خون نام ہی وہانسے ہٹا دے اور ایرج کو وہ
نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہین کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو مین جائین گے لیکن قبل سے
اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلخال جادو مصاحبون مین سے زبرجد کے ہی وہ اپنے
مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کرون کہ صحرا سے وہ خود بھاگین بھونچال جادو
بہن خلخال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو مین سحر تیار کرکے آتی ہون خلخال اُسی وقت ساٹھ ہزار
جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلہ نورالدہر چلی یہان نورالدہر اُترے ہین صحرا پُر بہار چشمے
چقر بھرے ہوئے صبح کو یکایک شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہوگئے درخت یا تو سرسبز و شاداب تھے یا پتے
زرد مثل مدقوق درختون سے گر رہے ہین جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین جنگل مین خاک اُڑ رہی ہی
صحرا ویران کف دست میدان لنترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

آتی ہی یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہوا شبرنگ بونڈرے گرد کے اُٹھنے ہونگے سحرا تپ رہا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہی جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہی یہ سُنکر لنسترن اُٹھی سوسن نے کہا کہ بُوا مین بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمایئے مین جا کے دریافت کیے لیتی ہون یہ کہ کے لنسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین پہچان گئی یہ کہہ کے دستک دی صحرا سے بونڈلہ گرد کا اُٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے لنسترن کے آکے کھڑا ہوا ملکہ لنسترن نے کہا کہ ارے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہی صحرا کیون ویران ہو گیا چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہی سامنے ملکہ لنسترن کے آکر دست بستہ عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی خلخال آکر اتری ہین سحر کر رہی ہین رات سے اُنھون نے سحر شروع کیا ہی ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہو گیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا آب و دانہ اس جنگل مین طائرون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو مخملے مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین لنسترن نے اُسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے پر لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر برسنے لگا چشمے چقر پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دناٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مینھ کا برسنا موقوف ہوا چشمے چقر یا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہو گئے پھر خاک اُسیطرح اُڑنے لگی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھا کر گرین گل بوٹے مرجھائے غنچون نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولون کے اُڑے درختون سے مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آ گیا مُنھ کھول کر زمین پر گرا ملکہ لنسترن بھی پسینے پسینے ہر چند کہ دستکین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قایم کرون پانی برسے چشمے و چقر مملو ہو جائین مگر ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہی تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہی اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہی کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے اُنگلیونسے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور و
ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون تُوا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
خلخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑایا
آواز دی کہ ای ابر بارندہ سیہ رو جا کر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بےحواس
ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر سیاہ
آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جبہر قطرہ پڑا اُسکو
معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر
مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان
سے آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹا دون ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی
عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلخال نے
حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا
کہ آگ کی دیوار کھینچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف
لشکر نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر
برستا ہوا بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر
حریف کا آ گیا جب لشکر خلخال کا مقابلہ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا
سوسن پلٹ آئین خلخال مقابلے مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و
نسترن ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور
کئی ہزار آدمی میرے لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے
ہاتھ سے کیونکر بچوگی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے

لشکر خلخال مین صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی
نورالدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکر دن مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات تیاری ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج
ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر
ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونون لشکر
میدان مین آئے اُدھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پر
سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران گر
لرزان و ترسان ادھر سے لشکر نورالدہر بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچا ملکہ
نسترن و سوسن طاؤسان زرین بال پر سوار آمد خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے
صفین آراستہ ہوئین اور جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خلخال جادو نے
ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے
گرین سنبھل کر اُٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین پر گرین پڑی تڑپ رہی ہین اُٹھ نہین سکتین
نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے کہ لیکر بھاگون نورالدہر ہر چند روکتے ہین
مرکب نہین رُکتا رانون مین بھینچ ہی چاہتا ہے کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤن نورالدہر
نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے پڑھ کر
سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزین جو گری تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے
اپنے مقام سے اُٹھین اور سنبھلین سامنے نسترن کے حاضر ہوئین کہا دادی آپ کے
سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے مشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد
اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولا پھینکا وہ گولہ آسمان پر
جاکے پھٹا بر بنگر لشکر بھونچال جادو پر جاکر برسا لشکر مین بھونچال کے صداے فریاد
بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے
سحر جو بن کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوے ہین میدان بہن جاؤ مین لشکر حریف کو تہ و بالا
کرو دنگی بہن یہان سے پانچ کوس پر تھی وہان جا کے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مر

لشکر کے جلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر مٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی اب تم
میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر نہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جاکر ٹھہرے
تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہی کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہی وہان بڑی بڑی جادوگرنیان
جمع ہین اگر اُنکے مقابلے مین رُکے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلخال کو ایسا
گرمایا کہ خلخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے ملکہ نسترن فوراً ماؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلخال کے آئین خلخال نے
اپنے کو پشت اژدہے سے گرا دیا بال سر کے کھولدیے مُنھ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ شعلے
لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے جلے
جب تو خلخال نے ایک مار سیاہ مُنھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اُس مار سیاہ پر
اشارہ کیا مار سیاہ کنکر دھواں زمین پر گرکر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال دوڑی
آگے خلخال چلی بُلاتی جاتی ہو نسترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ
بشکل ساحر چھپتا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس نسترن کے
پہونچایا کہا بُوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلخال نے توڑے
ہاتھ مین نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہو گئے پاؤن مین بیڑیان پہنائین جا کر سر زنجیر
تھام کر لیچلون ساتھ بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر
تیار ہوا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا خوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ بُوا ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان
جائین گی شبرنگ قریب پہونچا کہا بُوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کار نمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نتھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی تھی کیا بڑیان تھی وہ نہین اگر اپنے ہوش مین ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید بہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے یہ دیکھکر بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ و لنسترن پر آ پڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی جا پڑی نورالدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نورالدہر آتی ہے جسنے سحر نورالدہر پر کیا اسنے اُس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہردو شاہزادیان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آ کر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی ہے چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجد ہی پر تصویر سنگی مین سے ہفت پیکر آواز دے رہا ہے کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی بھاگی پھر رہی ہے کسی پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جا کر سر نورالدہر لائے زیر کوہ سکان فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُس وقت پہونچا کہ بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن پر تول رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آ کر پہونچا بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہی ہین

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہی کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا ہیان کنارے پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل دد سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کر دیا ساطور پہ تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ مین رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور چوتڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہی وہ سب لڑائی مین مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کو گردش دی صدہا سر کٹ کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے پنجے سے عصفور نہین بچتی ہیک ضرب ساطور دو پر کالے ہوے فوج بہت ہی لیکن بیدل ہو رہی ہی سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھین تو اہل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھونچال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ ای بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہی کہ یارو نہ گھبرانا چار جانب سے لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر نور الدہر بہت کم ہی دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر جو کیے ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہ رہے ہین نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین سوسن نے بڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے خون کے دریا بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہوے نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ہمراہو نہ گھبرانا مین آ پہونچا یہ کہ کے نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
بہ تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	ز گاوِ زمین بیخ و بن بر کنم
منم نخل بستان صاحبقران	منم شیر دل صف شکن نوجوان

ایرج نوجوان مع لشکر آ کر گرے تو حسن نے بڑھ کر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول جو اسپر گرے بھونچال کا چہرہ سُرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم مین کنیز ہون میری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی نظم

متاع و مال کی لذت اُٹھائیگا پھر کیا	گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا	یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اُسنے	بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
جفا و جور نہ کر اُسکے بندون پر ادیت	خدا کو حشر کے دن مُنھ دکھائیگا پھر کیا
وہ گھورتے ہین بُری آنکھ سے پھر اب ہر بار	مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار	یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر کیا
گرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے	وہ انیٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا	جو رند کو فنت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اُس ملعون کی بدکردار ہفت پیکر کی جان کیون جمے ہو لڑائی پر اپنے شیرون کی تھمے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا اور تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نورالدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھ کر نورالدہر نے ایک کمیدان کو مارا جوش جرأت مین مُنھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھ کر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نورالدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو سپر پر گا نٹھ کر ہاتھ مارا ایرج نے بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ مُنھ پر نہین لیتے نورالدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر زخمی ہوے طہماس ڈپٹتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران و ای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کر دیا ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او لم قد تیری شامت آئی ہی یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ ای ایرج طہماس تے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگر گاہ تک پہونچتا اب بھی اُسکو پاس ہو ورنہ اُسکا مثل نہین ہی ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پہ جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیر زادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی ٹرے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہی کہ تمھاری نالائقی خطا ہو نور الدہر نے چاہا کہ جواب دے ان بھوپچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج مین جا پڑی چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہی کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھوپچال کیون تیری شامت آئی ہی یہ آواز سنکر بھوپچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھوپچال کو اُٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسردن کو اُٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اُٹھا — اُسنے کاندھا دیا آگر تو جنازا اُٹھا
زہد و تقوی سے پھرا ہو رند مین گھبرا اُٹھا — پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اُٹھا
سنکر قید سے صیاد کی ہوتی ہی رہا — آب و دانہ ترا اہ بلبل شیدا اُٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی — دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اُٹھا
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا — قد آدم مری تعظیم کو بیٹھا اُٹھا
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم — آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اُٹھا
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے — دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اُٹھا
اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل — لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اُٹھا
حشر کو ہونی ہی اک تازہ قیامت برپا — گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اُٹھا
جسکو تیرے لب جانبخش نے مارا قاتل — حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اُٹھا
اُسکے مرنے کی خبر رند سے بولا رو کر — آج دنیا سے مرا چاہنے والا اُٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سنا مگر برق وعمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھالے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب اُسے بُلاتے ہین اور نور الدہر اپنی جانب اُس نازنین نے کہا کہ مین نور الدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہی مجھسے زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین نے آواز دی کہ ای گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریاے جواہر مین غوطہ زن اُسنے آ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آ کر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپکر سامنے نور الدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی جس نازنین کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرار چمن سیرا عیار تیرا خواہان ہی کہ پہلوے نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آ کر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو دارد پیے ہوے	پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
آؤگے ہوش مین تو تک اک سدھ بھی لیجیو	اب تو نشے مین جاتے ہو زخمی کیے ہوے
جی ڈوبتا ہی اُس گہر تر کی یاد مین	پایان کار عشق مین ہم مر جیے ہوے
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے	ہوتا ہی کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی	مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سُرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صداے ہیبتناک آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین سے صدا مین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہی نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آپکے سب کو لے گیا اب اُن سب کا پتہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ برق تلاش مین صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نورالدہر و طہماس و شبرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کر رہی ہی نورالدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من کیونکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئین ہین ای زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اُسپر سزا واجب و لازم ہی دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے زور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہی آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر خاموش ہوئی نورالدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دناٹے کی آئی صاف اُس دناٹے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہین دھوان جو ہٹا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوے پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جسپر نگاہ کرتے ہین — جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
تمہارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی — تمہاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی — حلال کرتے ہین یہ یا نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک — خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہی کیسا پیار — جو قول ہارے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھائین گے عاشق کے خون ناحق کا — عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

سری طرف سے ابھی دل مین راہ ہی کچھ کچھ
ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین

غفور اُسکو سمجھتے ہین تجھکو کیا واعظ
ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین

فراقِ یار نے ہشیار کر دیا ہمکو
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرورِ حُسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شبِ فراق مین ہے تو نالہ رُک نہ سکا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا
وہ باثمر د ہین جو طی یہ راہ کرتے ہین

کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم ای زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین

کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل مین درد ہی کیا
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چارون نازنینین نکلین پشت پر اُنکے دو دو سو کنیزین آکے اِن لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کردی دن بھر تو یون گذرتا ہی شام کو بھو نچال آکے اُس مکان مین جاروب کشی کرتی ہی جاروب کشی کرکے سامنے نور الدہر وایرج کے آتی ہی کہتی ہی کہ ای شہر یار آپ پر عنایت قدرت ہی ہماری بھی خطا معاف کرائیے نور الدہر وایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی دونون جادوگرنیان نور الدہر کے ساتھ کی نسترن وسوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش وتوسن وشاہباز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہوگئے تھے اب جو آنکھ کُھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا شاہپرانکے ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش مین ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تیرہ درون دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہی لبعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہی شاہباز پر تاکید ہی کہ بہتر اسی مین ہی کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کوسے دیندار ہی جواب دیتا ہی کہ جسپر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کرین اب اُسکے اختیار مین ہین جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ وبرق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہوے ہین رفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو وبرق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ وبرق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوے ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ ہمارے بعد تو کسی سے مقابلہ نہین ہوا اقلیما دو غیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے مین صاحبقران کے نہین آیا اسی وجہ سے لشکر اُسی طرح فروکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو سب باتین دریافت کرتے ہوے خدمت صاحبقران مین آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم پر کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے تحفہ جات پا چکے اب فکر لوح مین مصروف ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمھارا نور نظر پارۂ جگر یعنے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان آپس مین کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام ایرج سُنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونون کے مزاج سے جہالت نہین جاتی لیکن ایرج نوجوان نے جاکے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع تھا جادوگرنیان عمدہ عمدہ ممکن ہو مین صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرونکو گرفتار کرکے لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہین ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر شیرون کا شیر کب رُکتا ہے انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ اُسکو جاکر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہجائین گے آپس مین آنکھین ملنے لگین جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس مین دست راستی و دست چپی بگڑا چاہتے ہین فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل نہ آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ سبھی ایرج بھی بے مثل ہین اور نور الدہر بھی بے نظیر ہین سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بُلاؤ مین صحرائے گرداب نشان مین جاکر کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہان ہونچائیگا حال لوح اُنپر کھلیگا مین جاکر رہائی ایرج و نور الدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھپر اُنکا قید ہونا بہت شاق ہے انشاء اللہ چل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے عادی نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے امیر جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک مادیان مشکین پر تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اشقر بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ بخیر و عافیت ہین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہی کہ انکا بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جانیکا قصد ہی امیر نے فرمایا کہ مین نے صحراے گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پر ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھاے ہوے آتے ہین وہ پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر یا صاحبقران حکم خداوند ہی کہ ان صحراؤن سے نکل جائیے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پہونچ چکی اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اُس مقام سے بھی اُسکو بھگا دینگے ہفت پیکر اپنی فکر کرے یہ سُنکر سالوس نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر مخموری کرنے لگا کہ صحرا سے دوسری گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے رواروی کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہی اور کسکے مقابلے کا خواہان ہی عیار مثل عقاب کے گیا او مثل پیک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو روکنے آیا ہی اور امیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اُسنے کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا کوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا تین ٹھیکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اُستاد آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا ہان معلوم ہی

کس خاندان سے ہی خواجہ وبرق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے
فرمایا کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ ارابے زر سرخ و سفید کے جو
ساتھ ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہی اور نہایت جوان کم سن
معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل یہ
چاہتا ہی کہ جاکر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تہمتن صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
سالوس سے نگاور زن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہوا کہا کہ
او طفل بے ادب حربہ کرلے کہ تجکو حوصلہ نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین آخر
سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر کانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہ کے نقابدار
پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
تلوار کو اُسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر سر پر ہاتھ مار دیا شپ سے تلوار گذر گئی مثل خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر
کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاک تاک کر
کمیدانون اور رسالہ دارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رُخ کیا علمدار بھی اسطرف بڑھا
فوج کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت و
پہلو سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اُسکو گرا دیا
کبھی حقۂ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے
نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار
حقۂ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کرین اُسنے حقہ
مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغزن ہی یہ عیار پرفن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ
تلوار کا مارا نقابدار نے صاف یہ آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مار اِدع
علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر بیر اُٹھے پڑاؤ پہ آئے نقابدار
پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیمون مین آگ لگا دی خیمے جلنے لگے پڑاؤ لوٹ لیا آخر اُن سب نے بمشکل لاش
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر
کیا کہنا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے سالوس کو مارا عین میدان مین آکر اُسکو
للکارا ہم چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ
کس آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون
ڈالتا غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے یا تو با بہانے صاحبقرانی غلام کو ملین یا
مین بھی بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر
جب مزاج مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہی ابھی تو غلام
ایک مرتبہ حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نیازمند کے ہون
تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کر لونگا صاحبقران نے فرمایا جب
مزاج مین آئے جو اشیا کہ بانۂ صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد و تیغۂ صمصام
و قمقام و تمغۂ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوان و گرز سام بن نریمان جب مین نے
پردۂ قاف کا سفر کیا مصائب بیحد اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعویٰ کیا مگر
عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور بانے بجائے ایک نقابدار زرین پوش انھین اشیا کا
خواہان آتا ہی اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اُسکا البتہ خیال ہی اور آپکے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی ای

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پہ واضح ہو گا صاحبقران نے چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہریار بس اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہی نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اُڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھڑی رات رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون فرزند قید خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ اُنکو جاکر رہا کرین زیر کوہ زبرجدی تلوار چلیے لشکر اُسی مقام پر صاحبقران کا اُتر پڑا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ دبرق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوے ہین اگر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہو گا خواجہ نے کہا کہ ای شہریار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانینگے کہ بھاگا جاتا ہی لہذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہو گئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہی بارہ ہزار قزاق بیچ مین اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ دبرق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھو مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا دہین سے نعرہ کیا کہ باشیدا ای مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اٹالہ بارگاہ کا چھین لاؤ منم قرطوس فیل دریہ کہ کے عادی پر آپڑا اشرا بیبی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آکر ہزار ہا قزاق مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسون بھائی عادی کے ابجد عادی ہوز یابار عادی وغیرہ جاپڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو اعلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو گھوڑے
سے اوتارا ہوادار پر سوار کیا اڑتے بھڑتے قزاق پہلوان عادی کو لے نکلے اٹالہ بارگاہ کا
قرطوس فیل دو نے اپنے قبضے مین کیا اور لیکر طرف صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل دو نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی
کو گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور
چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اوٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُتے وقت
چورنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والانژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو
قریب آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجکو ملی اب اسکو لیجاؤن
عمرو نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ مجھے نہین
پائی ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہے مجھسے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمھین اختیار
ہے نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلالے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی
کہ نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو
سحر قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے
جو بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا ٹانکے سر مین دلوائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آتے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکر مین ہین
طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بیچ حجاب ساحر
روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالہ لیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا دن بھر
خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی وہ
جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صداے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنا برق فرنگی سے
کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غریو ہے برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گر رہے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام
ہے اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہے جاکر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ
سے لکہاے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہے کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ منم قطرہ زن جادو
ای ابر آتش فشان ہوکر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر
کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تونے اسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہے اسکو پڑھ لے جو حکم ہے وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اُٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین مگر
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھاتا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا
انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجھکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا ہاتھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جاکر
فریاد کرونگا ساحرہ نے اُٹھکر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری
اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوڑے چھوربے تونے میری کیونکر
خبر پائی تجھکو قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہے کہ جہان عیارون
کو پاؤ قتل کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہے یہ کہکر کمر مین پیچ دیا

برق کو لے اُڑی برق راہ مین ہرچند فقرے دیتا ہو لیکن قطرہ زن نہین سنتی خواجہ عمرو
انتظار مین کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان مین آئی
دیکھا کہ ایک ساحرہ برق کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیکر چلی ہو خواجہ نے فوراً منھ پہ ہاتھ
پھیر اپکار کر آواز دی کہ دادا آدم در درویش ازکل عالم ہیں میری شکل ایک ساحر سیہ فام
کی ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ
پوچھنا ہو قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر
کیا کہتا ہو عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہانسے آتی ہو کہان بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ مین
بیٹھ کر سحر کیا یہ مجبور یا پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر مین نے پہچان لیا تو کون ہو کہ جو
پوچھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون
ابھی درۂ کوہ مین بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی
عیار کو گرفتار کرکے اس طرف لاتی ہو اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا مین بموجب
حکم خداوند آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے مین خدمتگزاری
کرون قطرہ زن نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہین مین اس وقت
بہت خوش ہون کہ برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوے قریب پہونچے
کہا کہ دیکھو وہ قدرت خدا آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن بلٹی خواجہ عمرو نے
خنجر مارا قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی
بدحواس ہو رہا تھا اِدھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے
جا بجا اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی
حاصل ہوئی اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان
مع سردارون کے کوچ کیے ہوے آتے ہین ان مقامون پر جو آکے پہونچے حال نقابدار سُنا
کہ قرطوس کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر
بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہو اب مین اپنے کو
جلد پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ مین آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمھین اختیار ہو

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پہ زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو دبرق بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو بعد دو دن کے ایک صحراے پرفضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پر فضا مین اُترے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویساہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سرداروں نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اُسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پہ اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند تیر ترکش سے نکال کر بیخ نخل پہ رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پہ چار لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلہ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم بوزینۂ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف اسی صحراے پرخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکتا تا اب سر میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہو آمادۂ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے بہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا	علم آفتاب نکلا جب
سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار	رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب	
ہوا میدان چرخ سے اکبار	

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت وسیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بعد کروفر میدان کارزار مین آگئے صفین جبین ثقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر ہٹے یوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اُسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے یوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون یوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی سہمان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہکر میدان مین آیا چار گولے چار طرف پھینکے اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے مین سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلۂ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغ کھینچ کر صاحبقران پر چاپڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر باتوقیر جس طرف دیکھتے ہین شیران سحر حملہ آور ہین صاحبقران نے جسپر رُخ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہ گیا ایک کو تلوار سے مارا چند بہ اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا سحر اسے گرد اُڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر باتوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکا یا بندر کود کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جسپر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا یوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا کہ گھیر کر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آپڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوار یں کھینچ کر امیر کے شریک ہوے صاحبقران نے یوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

حال سُنیے کہ خواجہ عمرو و برق دربار مین زربرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندہ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو رد کرنے گیا تھا تین دن اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے مین جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہی تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو اُسکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرا‌ے شہر مین اُتر یے مین آپکو بُلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی چار پانچ لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالاے کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اسنے تصویر کے سامنے جا کر دُہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو بجالاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے روکے سے نہ رُکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جا کر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ یہ کُل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پُورا کرنے جاتا ہون جب بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج آپ پر تکلیف پڑی ہی ہم بھی آپ کے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف کو جسطرح بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی یہان دوکانون پر ہین ان راستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے ہم لوگ مارلین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار آمادہ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشہ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑ رہی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج و اسلے
لرزان و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوے آتے ہین نعرہ صاحبقران کی آواز آئی
کہ زمین تھرائی بارہ کوس تک نعرہ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو
آوازین آرہی ہین نعرہ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مرادمند
پہنچتے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ پہنچے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہین
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار غصے مین کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے
اور لباس معقول پہنے ہوے قبلے زربفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے
گلے مین اُڑا ہوا جاتا ہے گل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ
مرادمند چیختے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان جو
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہین بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ اے زبرجد اب
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہے اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے میرے
بیکار کیے آخر جیدار ہی کر کے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلادی سب کو
بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھکے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑے گیا الت صور کو
بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا اللہ ہو پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے مین طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادہ حرب و پیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار رہے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا لائق جنگ کے
ہوے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے
مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوندی ہے صفین جماکر لڑو بوزینہ نے کہا کہ اے زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے

اُسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کیکے گرفتار کرے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے
کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھین بچائین گے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پایۂ تخت کے
ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہے کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
آگے پانچ ہزار پانسو پچیس سردار لشت بہ پشت شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے
فوج زبرجد شاہ پر گرے، نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد
سمندون زبیشیم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
منم اختر برج عز و جلال
زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ لیا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان +
دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا نعرۂ مالک + منم مالک اژدر خشمگین +
سپہدار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج +
ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا نعرۂ بہرام + منم گرد بہرام خاقان چین +
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت بہ فوجین بیشمار فوج زبرجد پر جو گرے
تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ
برساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے
اِنکے ساتھ والون پر جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بد لگامیان کرنے لگے
اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری
تین بھال کا تیر بحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ اِنکے سردار کیسے کیسے
صف شکن کیسے کیسے نیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلوارین
رک لین حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے
آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیارون
کی بھی کمندین چلین خنجرون کا کاٹ کم ہوا امزاج عیارون کا برہم ہوا چاہتے ہین کہ جان
بچا کر بھاگ جائین فرامرز عماد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھُس گھُس کے
لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مصروف
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر مار کر گرائے یا چھپکے کھڑے ہین کچھ
بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی کرنے لگا
اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین مُنھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے اپنے
قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز کا
یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوے اُس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ مین یہ
کیسی پریشانی مثل آئینے کے حیرانی یہ کہہ کے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے بڑھ کر
کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے بے آگ جلنے لگے
ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اُس مقام پر آکے پھنسے
جو اُس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہی اپنے پیرون کے
نام لے لے کر پکار رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا
وہ ہی دیا شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب
بہت چیخا پیٹا کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھ کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا مُٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ بازو تم جلد آکر
حاضر ہو تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ
کو گرفتار کر لین سامنے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کر آواز دی مثل
انسان کے گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر
کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل اُلٹین کہ یہی سب مل کر صاحبقران
کو گرفتار کر لین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہی میری شعبدہ بازی
مین بھید ہی کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا رُکو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا زبرجد نے دیکھا کہ بوزینہ ٹرھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو بوزینہ پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرانے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھوتھنی غنچۂ گل تیز و طرار اپنے راکب کے خیرخواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانا چبا رہے ہین کف مُنھ سے جاری چہرون پر اُداسی و پریشانی یا سبزۂ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین زنجیرین ٹری ہین بوزینہ ٹرھا کہ ان سب پر ایسا سحر کردن کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صید گیر ان سب کے دلو نپر قبضہ کر کے حمزہ کو یہ سب گرفتار کر لین تجکو شراب پلاؤ نگا روز تیرا پوجہ کرتا ہون پہلو سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام کے رنگ جما رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما چاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر ہپنیکو خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اُسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا مین نے تم ایسون کو پوجہ پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پر اپنی چھری مار لی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر لے جسقدر جی چاہے خون جسم کا مابدولت کے لے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ کہان جائیگا مُنھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تاکے ہوے کھڑے تھے دہن بوزینہ کا تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گدّی کو توڑ کر پار گذر امرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و بر فباری ہونے لگی عرصے تک ہواے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من بوزینہ منزل دراز بود زبرجد شاہ نے جو لاشہ بوزینہ کا دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یہ آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو ٹرا غم ہوگا یہ ساحر مشیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب وغرائب قدرت کو سنبھالے ہوے ہین سب طرح کی خبر
پہونچاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر کرو
ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو بڑھایا افسون
نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران
غدار ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک حجم کر سب
سردار لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب
آگے نہ بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کر کے سحر کرتے ہوے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے
آبروا اپنی بڑھائی ابر بنایا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا اسب
طرف سے دریاے آب و آتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے لڑنے لگے
بعض کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرا دین سمندر ار کیسے کیسے
کوڑے گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال
ہی سوارون کو لیے ہوے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین
زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہی صاحبقران نے
بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون
سے کہتا ہی کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو
مٹایا تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے قریب
پہونچین اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اُتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی
کر رہا ہی کہ اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے
معلوم ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین
عاجز ہو کر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
بوزینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے اسد غازی
نے جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارونکو لیکر گوشہ

نخلستان مین آئے وہانسے کھڑے ہوکر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی سات سو ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی کھڑا جھوم رہا ہی تیر اندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوے ایک گوشے مین کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوے کہ یہ تیر کہانسے آتے ہین تیرانداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کسنے برسائے دیکھا کہ اسد غازی دامن گردانے ہوے گھوڑے سے اپنے اُتر پڑے ہین بیخ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوے تیراندازی کر رہے ہین ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہوکر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے جب سحر کرتا ہی اشقر رُک جاتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہی ایک مقام پر امیر نے فرمایا کہ کیون اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہی کہ جو تو رُک جاتا ہی اشقر نے زبان جنّی مین جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤن تھام لیتی ہی اس وجہ سے مجبور ہو جاتا ہون امیر نے غصّے مین کوڑا اُٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا مارا زبرجد نے زد مین اپنے سحر کے سپر سحر کو اُٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تڑپ کر تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پہ زخم آیا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو پکڑ لون چند قدم بھاگا ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اُٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار قدرت قدرت نے تجکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہی جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہی یہ قدرت کے نام ہین اب اُنکی تاثیر تجھسے لیے لیتے ہین جسوقت امیر نے

زبرجد کو بھگایا ہی اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے زیر شکم اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سائے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہی ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرہ نجس سے قرار دیا اُسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا — دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا — ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا
ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے — محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے — لیکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا
جو پاس ہو دے ڈالیو تو راہ خدا مین — محتاج بھی ہوجائے تو دل رکھیو غنی کا
منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے — گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا
تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل — بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوہ گردون — ہی وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا
یاد آئے جو مجکو تپ ہجران کے حرارے — صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا
قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین — ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا
سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین — دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال — جوڑا نہین نافہ ہی غزال ختنی کا
کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس — موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑنا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے — فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا
مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا — ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

یاد وُہ ر دندان مین گئی جان مری رند	تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران حیران اُس طائر کو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ مبہوت ہو رہے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہی اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہو کہ صاحبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا خاموش ہوے آسمان سے آواز آئی کہ کیون امی سپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو منم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے نامون کی تاثیر تمسے لے لی صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی مین آپ کو نہایت خاموش پاتا ہون صاحبقران نے فرمایا دریاے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا مقبل یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے مین غبار اڑا اُس غبار مین مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب مین درد ہی رنگت بھی زرد ہی یقین ہی کہ روح نکل جائے ہر اعضا مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ مین کلیجے سے مس کرون کہ جان ٹھہرے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل وفادار نہین ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتار بلا تکلف مقبل کے حوالے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ منم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو شکل مقبل تھا سامنے سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ امی زبرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد یا تو زیر کوہ جا کر زخمدار کھڑا رو رہا تھا یا یہ آواز جو کان مین آئی سردار بھی دوڑے ہوے آئے وزیرون نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زبرجد سحر کرتا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارائے ہند تمکو علم ہو کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ اہو مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اترے نولاکھ ہندی
لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا
پھاٹک کھلا ہوا چند نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارائے ہند وای
مالک آئیے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اس مکان مین داخل ہوے
فرامرز عاد مغربی وجمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین کیسا
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا
کدہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح بمثل لندھور
ومالک باتین کرتے ہوے اسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اسی مکان مین چلے گئے عمرو
دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا تھوڑے
عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے حیران
حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے تو
صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے
قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپ کا انتظار کر رہے ہین
صاحبقران ان تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مہرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای
آقائے نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے
جب قریب پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کرلین بعد تھوڑے
عرصے کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان مسلسل ومطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر
بمشکل اٹھے اس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل ومطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناچار ہوئے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوئے مگر اسم اعظم بند دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہے سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای داراے ہند مجھے خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہی کہ اُنپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہی کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہی کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قیدخانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تدبیر رہائی امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار
دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
یہ ابر سیہ شکل برسات کی
جو سوچو تو اک بات ہی بات کی
بس اب آکے وعدہ وفائی کرو
یہ مشکل ہی مشکلکشائی کرو
مرے دل مین ہر دم یہی جستجو
یہ ہی مجکو حسرت یہی آرزو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
کہ میکش کی میخانے مین دھوم ہو
یہ مجمع غنیمت ہی ای یار من
بٹھائے جو پہلو مین دلدار من
یہ وصلت قمر کو ہوئی جو نصیب
ملے آکے پھر مجھسے میر احبیب
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
غم فرقت یار دل سے گیا
تردد مرے آب و گل سے گیا
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
کہ ہی گل کو بلبل سے ملنے کا جوش
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہی
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخواب ہی
لکھون داستان امیر جلیل
کہ فرزند اُنکا ہوا جا [illegible]
لکھون حال خواجہ کا باشد و مد
کرین جا کے صاحبقران کی مدد
کہ ہی قید خانے مین [illegible]
بتاتے ہین کنا [illegible]

چہرہ فتاحان طلسم عجائب سحر ساحری وطی کنندگان منازل افسون گری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیالان فرخندہ پی + رہ داستان یون طی کرتے ہین کہ خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اُس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام پہ آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ ای برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بند کر کے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اُسکی قید سے رہائی بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہی برق بھی اس بات پہ رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کرینگے اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ تحفہ جات بجاے لوح کے ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کر کے طرف رستم کے چلے منزلون کو طی کر کے راہ مین صحراے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پتے دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا اُنکو مارا تب یہ جنگل ویران ہوے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے پہونچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین مہلال سرکش مقابلۂ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہانسے پلٹ جائیے رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے مہلال سرکش نے طبل جنگی بجوایا ہی ہو مخانے مین داخل ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا دیگا یہان ہمراہیان رستم نے عرض کی ہی کہ ای شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے سے نکلجائین پس رستم کو مہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہر چند کہ لشکر گران ساتھ ہی مگر سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی کہ مہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے خواجہ نکلے فرمایا کہ ای برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات نہ کرنا مین مہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سماک یلداقی نے

جو ساحروں کی یہ باتین سُنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر مہلال
مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر مہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر مہلال کا بڑا ہنگامہ ہی
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو مہلال قیامتین بپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو
دلواونگا آپ جا کر اگر بن پڑے مہلال کو گرفتار کر کے لائیے یا سر اُسکا خدمت علمشاہ مین
پہونچائیے خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کر کے خواجہ
لشکر مہلال مین آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا
سے نکل جائین ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر
بھاگین خواجہ یہ دریافت کیکے اول بشکل ساحر در بارگاہ مہلال پر آئے پوچھا مہلال
کس کام مین مصروف ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہوخانے مین ہین یہ دریافت
کر کے خواجہ وہان سے ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل
کی شکل بنکر ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان
مہلال بیٹھا ہی سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے
راز دار خداوندم اسرار بلند پرواز یہ سُنکے مہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر
ایک ساحر سوار تخت اُترتا ہوا زمین پہ آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہی مہلال اُٹھ کھڑا ہوا
سر نامے پر کاغذ کے مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے
مین مشتاق تھا خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہی تخت کو اُتار لائے
مہلال جس چوکی پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر
آئے کاغذ ہاتھ مین مہلال کے دیا مہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص
قدرت کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا
اُس سحر کو صرف کرو مہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر

طلسم کشا کا نہ باقی رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو مہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اُسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہلال نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ مین دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا دماغ مین مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن دی پشتارہ اُٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اُڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون زمانے کا مکار و غدار ہون مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون جہانگیر عالم کا عیار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی عمرو نے فوراً منڈھی حضرت دانیال کی تخت پہ آراستہ کی جو ساحر چھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا سر نیچے پاؤن اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام صدر پہ بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوے آتے ہین اُسکے ملازم روک رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سُنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی کہ غلام جاکر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جاسکیگا جو جائیگا فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولہ طرف ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

نے

طناب پر ہاتھ رکھدیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن
اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا
جو ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ ہٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا
تھام لیا مہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای مہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا مہلال نے دیکھا کہ دربار
دُربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھا رہے ہین کہ ای مہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر
مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہی پس
مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحرائے گرداب نستان کے چلو اُس صحرا
کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ
لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو اس فصاحت و بلاغت
سے مہلال کو سمجھایا کہ مہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا او
عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا
ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہو گئے اور مین ہفت پیکر
کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق
شہرۂ آفاق ہی جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے
ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین ای شہریار ہفت غار افراسیاب مین
کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہانسے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان
گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اسنے جو مجھکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے
کہا کہ ای مہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اس
ہفت پیکر کے آیا مجھکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بے اعتبار کام کیا اب آج
مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اسکو سیکڑون
کوس کی خبر بتاتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی مہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی
علمشاہ سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو
صبح کو تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجھکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار کر لیتے ہین
تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا
تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی مین گھبرا گیا
دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی کہ اُسنے
مجھکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہی
اس راز سے کون ماہر ہی مہلال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھایا کیا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو مہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر
وہان سے اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی
مصیبت مین صاحبقران ہین مہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی
کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود
تصویر سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہی کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکے
سپرد کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے
رہائی پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحرائے گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے
مقابلے پڑینگے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت
گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین اُسکی دختر
نہایت حسین وجمیل گرفتار کر کے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا
کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مواج سمندر نشین
بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑینگے اپنے اپنے زور دکھائین گے غلام آپ کا سب
کچھ کر لیگا اب حضور کوچ کرین مہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا
سماک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہو گا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائین گے
غرضکہ شب بھر جلسہ رہا مہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات
بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے
برآمد ہوے مرکب باد رفتار پر سوار ہوے مہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف
چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو
بہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو
مہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام ومقیم زن وشوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ
ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ
مین حاضر ہونا اکثر زبرجد نے گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث
کہ بعض مراد مند محروم ملٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مراد مند آتا تھا محروم
نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جا کر طعن وتشنیع کرین کہ کیا
قدرت عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ اے زبرجد شاہ ہوشربا تیرے
ہاتھ سے سب کو گرفتار کرا لیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تخنے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہرچند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام نہین
ہی کہ لوح پر قبضہ کرلے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہو جس طرح اشیائے تحفہ جات ملے
اُسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہورہا خواجہ گلیم
اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سُنتین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم ہوا
کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل سرسبز و
شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران مدد طلسم کشاع سردار و نکے میرے پاس
قید ہین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھُس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ کر ڈر رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر
سنگی پر بیٹھا غائب ہوگیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو
عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے پلٹے تخت پر
سوار ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے
ہاتھ تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ
گل بہار میرا نام ہی جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر
سوار ہوئین تخت اُڑا یا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید
صاحبقران اور کے سپرد کرینگے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہرچند کہ ہمارا
باغ ایسے مقام پر نہین ہی کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جلال سرکش اُنکا شریک ہوگیا
اور ہمراہ ہی اگر وہ نشان بتادے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور
سے دیکھا دیرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہی قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے
کنیزین چبوترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا

زن و شوہر آگے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گاؤگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مقابل آرسی مین عکس جو اُسکا نمایان تھا — مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا — بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور حیرت دانا — تھا اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے — مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اُڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین — کبھی پُرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
نہ لوٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی — وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہی عالم مین شہرا تیری صورت کا — وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی — اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجھکو حفظ قرآن تھا
ترا دیوانہ جس وادی مین تھا اے غیرت لیلی — بھرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون وہ بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہر وش کے سوز فرقت نے — ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے — مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشۂ مردانگی اے رند — نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا اے گل بہار آج تو تو نے وہ کمال دکھایا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہے بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اور یہ اُنسے سیکھتی ہے قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہے خوف ہے کہ عمرو نہ آجائے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہے کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہے ہرچند کہ مین ایسے وقت پر براے ملاقات قدرت گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہے عمرو کے تو ہوش اُڑ گئے کہ اِسنے شراب موقوف کی اب مین کیا کرون کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہے کہ برق فرنگی عقب مین خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہے ملازمون کو پکارا ہے کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حباب مارا
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا میٹھی
میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین زوجہ ہر چند
کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے
دل دھڑکتا ہی نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجاے
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہی تم کیا نگاہ ڈالینگے
مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائین گے مقیم نے
کہا کہ صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہی کہ کل اہل طلسم
اپنی اپنی جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو
دشمن کرنا کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برا ے
استقبال اُٹھا مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریاے جواہر
مین غوطہ زن نازنین سر فن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار پس گیا ٹھنڈی سانسین
کھینچنے لگا ہاتھ تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو
سالار مبہوت ہو رہا ہی اشارون کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و
ای آرام دل مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا
انتظام کرنا ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی ای سالار
ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتائین گے رنج و ملال اُٹھائین گے دونون نے اشارہ کیا

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ مارون کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑ جائے اب تو کیون اُسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کروگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو یہ کیفیت ہی قطعہ

پھر لہو سُرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر ۔ رہگیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر ۔ پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہو کر
آہ نکلی جو سوے عرش معلا ہو کر ۔ رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر
مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد ۔ سر کرو معرکہ عشق کو تنہا ہو کر
خاکساری نے یہ ترکیب بتائی ہی مجھے ۔ چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو ۔ مُنہ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر
چشم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا ۔ چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
مُنہ بنا لیتے ہو جب سُنتے ہو ذکر عاشق ۔ نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
نازِ معشوق کا عاشق کو دیا ہی دھوکا ۔ تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ ۔ اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن ۔ کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا ۔ پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردا ہو کر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر رند ۔ بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آیئے اب تو آپ کھُلی کھُلی باتین کہنے لگے بس اب جایئے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرا ئیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس
یہ ہو کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے جو بہکایا سالار نے فوراً بھاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم
پیچ و خم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون
کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہہ کے ملازمون سے کہا کہ
ارے تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیچلو وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہہ کر طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کر کے الگ ہو گئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اُڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہو چاہتی ہو کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلجاؤن
شوہر کے سحر روکتی ہو کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پہ شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ
او گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہو تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون
میرے بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا
آگے بڑھا آواز دی کہ او بھیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہو اُسکے سر کے ساتھ میرا سر ہو جو اسکا
جی چاہا اُسنے کیا خبردار اُسکو ڈرانہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار
مین تلوار چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین جھنڈ برق فرنگی و سبدم سالار
کو اُبھارتا ہو اور خواجہ سنبل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپ کے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینک کا تیر مجہ کمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھو آسمان سے آگ برسا چاہتی ہی قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ سینے پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ جو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے بدلے تمھین وہان حورین ملین گی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا کہ ای گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہی جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا کہ ای سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار رہی برق نے جو آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ اوپر سے پاتے ہین مزے اڑاتے ہین اور تم تو عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہو گا نشے باز جوان جس وقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اُس سے نشے کی باتین کر کے سارا گھر اُسکے سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا واہ بھیا ایسی باتین نہ کرو مین کیا اپنی بی بی پہ سوتا پا دونگی یہ مرنیوالے اکثر راتون کو اٹھکر میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ بات اپنے دل سے دور رکھو اُسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انھین اختیار ہی اگر اپنے مال کو عزیز جانین گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہی سالار نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہی اُسنے عورت کے پیے جان دی مین نے ہر چند سمجھایا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گھونگھٹ مین تھی جب سے میری اسکے آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا اُچک کے برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری تو لے لون یہ کہکر کوٹھری مین

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر زنبیل زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ رہے ہین
یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہر و مجھ غریب کی گٹھریان
بقچیان جا بجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام پہونچا
فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کھدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے پہالیے وغیرہ بن جائین گے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دور جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ
مین پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات کو
بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار
جاتا ہی اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک
جام شراب پیلو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر
ٹھہریے کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپ کے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسیر عاشق تھا آج مجھے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا گڑا آخر کو مارا گیا کیقال نے کہا کہ ای افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی اُس کل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ ای کیقال اُس مرنے والے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اس واسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جابجا جایا جاتا ہین مین باغ سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کیقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے انکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہی سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہی انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئین سالار نے کہا کہ ای کیقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین مجال ہی کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہرچند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کیقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے شراب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو اُلٹ پلٹ کرکے لانے لگا کہتا جاتا ہی کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرینگے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کیقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہین گانے مین بھی دخل ہی کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہی دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے — لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اُٹھا چلے
طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے — کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے — اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد — بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے — بیگانہ وار آئے تھے ناآشنا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے — چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تیر نگاہ خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار — دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون آپ کی — تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حُسن	ق	عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سُنے کوئی		در سے ترے چلے بھی چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند		کس کام کو تم آئے تھے اور کرکے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا اور دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ ناچار دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دو ہتڑ مارا خواجہ و برق مُنہ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ ای کیقبال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کیقبال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لاکر آراستہ کرنے لگا مجکو اُسپر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے ای کیقبال میدان خونی کی تیاری کرو کیقبال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب پیدا ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے دل مین خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی ذہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہی کس طرح آکر دونون نے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سب کے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے بھی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا بھیا لنے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد ان ہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدہ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مار الغین ظالمون کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوے ای کیقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کیقال نے آواز دی گوشۂ باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابرو دون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکار کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کیقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمہین کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلیجے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہو کر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنو نکے ہاتھ سے بچائے نظم

پئے کشایش باب امید نا امید — بدست فاتح الابواب رزق ہست کلید
بتیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید — چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
گدائے درگہ پاکش فقیر و دولتمند — امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین — خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد — خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر — خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
ز کینہ آئینۂ سینہ چون مصفا شد — عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بنا براہ طریقت نہاد پا سالک — برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان — نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کیقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑائین مگر لشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اُترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا مہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام ومقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال زنگی
حرزہیکل لے گیا ہی خالی قیام ومقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا البتہ نہ ہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہو گئے ہون سمک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ وکعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجکو خبر دیتا ہی کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائین گے کوئی بات بھی
عیاری کی کی اور اُنھون نے بھانپا نالہذا غلام جا کر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن مہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہی کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ دبیرق سرنگون حیران حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ مہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ وبیرق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر نکالا
جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے مہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او بے حیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہی خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکالکر مہلال پر مارا مہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا دہی گولہ
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او مہلال تونے غضب کیا کہ کیقال کو
مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
مہلال پر سحر کی بوچھار کر دی مہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او مہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچ جھومتا ہوا مہلال پر
جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہی کئی تلوارین
خنجر مہلال پر گرتے ہین مہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہی جب خنجر توڑے تلوارون
کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہے

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق
شمشیر جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر سر پہ تلوار گری سراسر سر کو کاٹا
تا بہ جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریون مین گھس گئے جال نکال کر مارا مال کھینچا اور زنبیل کیا چھت پردے تک کاٹ لیے
مہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق لوٹتے پھرتے ہین
پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہین یہانتک کہ غلام کو بھیجا لیکن شکر ہی
کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے کہا کہ اے مہلال
مجھے مرنے کی عادت نہین مین جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی سے شیشہ اسم اعظم
کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کبقال کے لی یہان تو شیشہ ٹوٹا وہان امیر اُس
قید خانے مین بیٹھے ہین سردار بھی سامنے بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین یکایک سردارون نے
دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران ہوشیار ہوے ہوشیار
ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہین اسم اعظم یاد آیا غصے مین آکر امیر نے قید کو توڑا
سردارون نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے نکلے دروازے پر صلصال جادو
نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی اُسی تلوار سے
اُس سیاہ رو کو مارا مار کر آگے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اسکے نوکر مالک کے مرنے
کی آواز سُنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ شیران دشت
نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے مہلال سے کہا کہ یقین ہی مین نے شیشہ اسم اعظم
کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا مین یہ حرز ہیکل صاحبقران کو پہونچا دون
ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل پہ سحر
تاثیر نہین کرتا مہلال نے کہا کہ مین پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہی کہ لڑائی بڑی ہو
تا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُس وقت پہ
پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ رہے ہین
زبرجد طرف کوہ کے چلا بالائے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند نہین معلوم

کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہا سنے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ ای بندہ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا کبقال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام ومقیم سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے مہلال وقت پر پہونچا اُسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ مہلال سرکش جرنیل لیکر آتا ہی اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہی مہلال سرکش ساحر زبردست بادہ کبر ونخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب وپیکار ہی یقین ہی کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحراے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب دریاے طلسم تک رسائی دشوار ہی یہ سنکر زبرجد آگر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار مہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ مہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او مہلال کہان جاتا ہی قدرت تجکو طلب کرتے ہین مہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کرکے خداوند بن بیٹھا مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا مہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا مہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر پرا باندھے سامنے کھڑے تھے ہر کسی کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہی معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بیلائے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا ۔ مجھکو فقیر تجھکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق ۔ دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہی ۔ سو سے برا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص ۔ چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
اُجرت یہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق ۔ مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
سارہی رنگین ہوئی ہین تن زار پر نمود ۔ ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پانون مین زنجیر ڈالی زند ۔ سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار وحشی مثال سامنے مہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای
مہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجا لائین مہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف
باندھے کھڑی ہے ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب
سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پہ جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مرکر
گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے مہلال نے پھر ایک گولہ مارا
دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی
مین مصروف ہوے مہلال جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ
شریک ہوتے ہین مہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرۂ امیر
کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
بہ پیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر ہمہ از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ نیکنام
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و خوار

ایک طرف سے سرداران نامی
و پہلوانان گرامی نعرے کرکے گرے لڑنے لگے اب جو مہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا
قریب آیا برائے سلام اسقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص
تو کون ہے عرض کی کہ آپ کے فرزند کا غلام اور حرزہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا
مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرۂ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی شیہے بھرتا ہوا قریب آیا
امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا مہلال
رکاب تھامے ہوے ساتھ ہے جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد
کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے مہلال نے خوب آگ برسائی
زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد بہت بڑا تلوارین برسائین شعلہائے آتش
گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرزہیکل گلے مین جو سحر قریب آیا باطل ہوا

آخر کو صاحبقران نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا زبرجد نے سپر سحر
اُٹھا دی تلوار جو تڑپکر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا
زبرجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین وزیر کوہ و بالاے کوہ
اندھیرا ہو گیا لکہ ہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازین ہیبتناک آنے لگین
تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی مہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے ہولخیز مین کھڑا ہون
سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپنے کو پایا اپنے
سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہے ایک سمت بارگاہ ہشامی
خیمے بارگاہین استادہ ہین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکریۂ پروردگار کیا اور فرمایا
کہ اب انشاءاللہ یہان سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران تو اس
مقام پر اُترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص ہفت پیکر
کا تھا کہ اُسنے مجکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران بہ آرام ہون یہ سوچکر
طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار مہلال مین تھے مہلال جو ایک صحرا مین پہونچا دیکھا
کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین مہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس مسافر کو
لوٹ کر مہلت پائی تب مہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے آپ نے
دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و مہلال و برق پاس رستم کے
جاتے ہین راہ مین ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے مہلال پانی پی لین تو آگے
بڑھین جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے چشمے سے سر نکالا وہ
نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے جھپٹ کے برق کی
گردن لی پھر چشمے مین پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو خواجہ عمرو و
مہلال جب تک دوڑین نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے مہلال برق کو
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے مین بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو دیکھکر
ہنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے
کہ مہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دو تانا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق ہو
جب تو مہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہے خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا
کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار کیا
اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری گردن
پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اُسکے سر پر پڑا امر
کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ غوطہ زن بود اب
مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریاے خون مین نہایا ہوا خوجہ
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا کہ
ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا اُن ساحرون
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور ہوا
کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچائین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زبیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد مٹا اب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ مجھ سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ غوطہ زن
مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجھ پر تو دست انداز نہ ہو سکا برق کو لے گیا آپ کے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہانسے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آوارہ دینا دشمنون کو
گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی
ذات پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا
غلام کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے
روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کُل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحراے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا مہلال سے یہی باتین رہین سمک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کُل طلسم کشا کا
کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار رہا مہلال نے ساحرون کے پہرے جمائے رستم
نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو ایک
صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہی کہ نخل بند سے ہوے
کھڑے ہین مہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین کسی ساحر
زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے رستم نے بارگاہ
استاد کبرائی فرمایا کہ ای خیر خواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کریگا یہان تک کسنے پہونچایا
ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب نے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچایا
امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی مہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے حرز ہیکل
پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی اُسکو مارا
خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضاے کار
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہا ہی کہ
سلطنت سے ابر سہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین مین نے
بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو لڑکی کے
شوہر سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پانون کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھہ آیا مردانے نام کا
کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین کھیل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابرشق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہماے
اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھہ ہی تخت آگے اُترا باپ کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھہ آپکو
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپ کی سرحد مین آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک
رہین گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس مالک صحراے باد انگیز یعنی
باد انگیز جادو آئی تھی اُسنے بھی مجکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین وہ روکے ہمایہ کہہ کے
اُٹھی کہ اب مین برائے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہماے اورنگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھہ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان رستم جب صحرا مین
اُتر چکے تو سماک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام وچین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہی
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سُنکر سماک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار برائے خدمت
مقرر کیے آپ بھی ساتھہ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا تھلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین
آکر مسند پر بیٹھے ایک دو جام پیے سماک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سماک
نے فوراً اپنے پاس سے نی نکالی سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا — آہو پری دیوانہ تجبیر ہر بشر ہونے لگا
حُسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا — آئینہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال — اُنگلیان کانون مین دین وران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے — درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہوچکی پیدا ہوے آثار صبح — پار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جیسے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا — ہی تماشا کان سے پیدا اگہر ہونے لگا

مے‌کشی موقوف جام و شیشہ رکھ بالائے طاق — رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پہ ہوا آغاز خط رو سیاہ — یہ بڑا اندھیر ای رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان مین اُسکے نہین کرتی اثر — گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جا کر خبر — سُنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
شعر سُنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے — اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ — بیمروت اپنو جانون کا ضرر ہونے لگا
عرش تک جب دل گئی آہ رسا سن بیجو رند — عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

سماک عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہی شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانو نمین یا تو باطمینان بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکال دیے صدائے نی سُنکر جھوم رہے ہین بعض آشیانو نسے نکل آئے گرد سماک کے چرخ مار رہے ہین قضائے کار ملکہ ہمائے اور رنگ نشین تخت اُڑائے ہوے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز نی کی آئی وزیرزادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سُنتی ہی کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی وزیرزادی نے کان لگا کے سُنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہی کیا خوب گاتا ہی اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہی اسی مین کوئی گا رہا ہی بلندی سے اُترکر دیکھیے تخت کو پہاڑ پہ لائین اور اُترین پہاڑ پہ اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلی پہ پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہی زلفین عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان قریب چشمۂ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچۂ باغ خوبی دہن گلو صراحی مے محبت سینہ چوڑا دونو شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہی چہرہ گلزار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص دبلا پتلا کہ نگاہ مین نہین سماتا نی کو نئے طور سے بجا رہا ہی اور بتاتا بھی جاتا ہی جوان مسند نشین جھوم رہا ہی دیکھتے ہی ہمائے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ دکھ یا کا عالم ہوا دلکو کوئی کھینچتا ہی کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچاؤ ان

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا
حسن رہا ہی جبل کے قریب سے سُنین کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ اپنی
عملداری ہی آپ کے صحرا مین اُترے ہین ذرا جبل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونون کوہ سے
اُترین قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہین پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ
اُٹھایا رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب
عالمتاب حسن مین لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد رواق منظر
چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + سماک نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ ای صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
خاموش ہوگیا اتر کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ پرائی عملداری مین آپ یون بخوف اُترپڑے ابھی
بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہین تا بہ صحراے
گرداب نشان جائین گے یہ کہہ کے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگین سماک نے وزیرزادی کا
ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد مین بیٹھے ہین جب آپ حکم دین خیمہ
اُٹھا لیجائین ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ ای ملکہ عالم نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہی ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ
ہم تو اپنا نام بتائین گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی
آخر آپ کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سنا ہوگا رستم پیلتن عملشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحراے گرداب نشان کی فکر مین نکلے ہین منظور ہی گرداب شعلہ زن کو
قتل کرین یا اپنے ساتھ لین ملکہ یہ سنکر ہنسین کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحراے گرداب نشان ایسا مقام نہین ہی کہ جہان یون بخوف جائیے رستم نے
کہا کہ اپنا قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کیا عجب
کہ آپ کا گذر وہانتک ہو ہماری ملکہ عالم جو بیٹھی ہین خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہی یہ
آپ کے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحراے گرداب نشان مین پہونچیے گا باد انگیز جلد

آپ کی فکر مین نکلی ہی وہ آفت برپا کرگئی کہ زمین ہلادیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ کر جائیگا جدھر جائیگا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہو جیسے گا رستم نے کہا کہ انشاءاللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہی یا انشاءاللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہی کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہی آخر لوح کا کیا نشان ہی گرداب جادو کے پاس ہی یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا لوح کا حال مجکو تو نہین معلوم ہی لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہی کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو باتین انہین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہی دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہی موت عشق کے آزار کے لیے
بہتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے

بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

چھپکے پلک پلک سے نہ ای دل تمام رات
رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے

ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے

سیخ کباب پر بط می کو چڑھا شتاب
ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے

مجنون عشق کو ہی عبث پند و اعظو
ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہی مرے مختار کے لیے

اک ماہ چارده کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے

کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے

عاشق ہون رند یار کا تقصیر وار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہی حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا اگنشا کسش مین ہی

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمہارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت برپا ہو
اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا تو اُنکو کیا
جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق و معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے
یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور
کہا کہ طلسم کشا تمہارے صحرا مین آتا ہی مین جاکے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا
لشکر دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی
کم ہوئی ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجائے
تو بڑی مشکل ہو ای شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف
فصل مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہواے تند کا چلا یہ خیمہ
بھی گرا لشکر مین صداے فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ ای
شہریار مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمہارے منتظر رہین گے
آئندہ جیسا تمہارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز
ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جاکر تیرے ماں
باپ سے اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دگھڑے سے بڑے بڑے راز و
نیاز ہو رہے ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر
سوار ہوتا ہی کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی
اگر یہ بچ کر گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر
ایک دستک دی جھونکا ہواے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبا

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے ملکہ ہمائے اورنگ نشین آگے بڑھین
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہے اُس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہے کہ طلسم کشا
گرفتار ہو کر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین ہین نے اپنی
جان بچائی ہے امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کر لونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے سب
تیری باتین سُنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی وزیر زادی
صاحب تجکو گھیر کر لائین وہ بھی اُلجھی ہے عیار طلسم کشا پر مائل ہے اب کوئی عیار طرار ایسا نہین
کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے گرداب
شعلہ زن کے لیجاونگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہے اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ خیمے اُڑتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا کے سر کٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہے
جب باد انگیز دستک دیتی ہے تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ زمین تھرا جاتی ہے کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا بلکہ جو زیادہ ہوا جھلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہے ایک طرف شعلۂ آتش کے اُٹھ رہے ہین جھلال
نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہے جس طرف شعلۂ آتش اُٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض کی کہ
ایک نازنین بصورت زیبا و طلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اُس سے رد
و قدح ہو رہی ہے وہ نازنین بھی کچھ کمی نہین کرتی یہ سُنکر جھلال سرکش دوڑا اُس وقت پہونچا
کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پہاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آ کر اس
گیسو بریدہ کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اُس ماہ تابان پہ سر پوش ہوا اُسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جھلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہے مگر باد انگیز دم
نہین لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہے ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جھلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہمائے اور رنگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اِسکا کوئی سحر اِس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر اُنگلی سے اُسپر ملا ملکر پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری مُنھ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای مہلال کیا کارنمایان کیا مہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا ہمائے اور رنگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکون مگر وہ بونڈلہ نہ رُکا مہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای ملکۂ عالم لاش اِسکی تمھاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل پہونچائیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہی تو اُسکی جستجو مین مصروف ہون ٹہرا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آفتین برپا کرتین باد انگیز بلائے روزگار تھی آپ سے سحر مین مصروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پہر دو پہر مجھسے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحرائے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای مہلال اب مین جاتی ہون جا کر حال لوح دریافت کرون اِس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہی کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اِس طلسم مین بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین دربند و نسے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہی بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہی ایک ایک ساحر مکار و غدار ہی ملکہ ہمائے اور رنگ نشین یہ باتین کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار

آپ کی جدائی کمال شاق ہی دل صحبت کا مشتاق ہی نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خالِ رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون — سنکھیا کا عالم اس حبِ شفا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضورِ قلب ہو ویگا کبھی — عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
مرتے ہین بیمارِ الفت متصل اب یا مسیح — بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
اُس نگاہِ تیز سے دل ہو گیا جسدم دوچار — مین نے جانا سامنا تیرِ قضا کا ہو گیا
حور کے غمزے اُسے جنت مین خوش آتے نہین — اہو بھی زد و کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد مین اُس سرو قامت کی جو کی فریاد رند — وہ قدِ بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کر کے تخت پہ سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین یہان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پہ دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تمھین کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہون اس وقت آنیکا کیا سبب کیون تکلیف کی امواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اترا ہی مجکو خوف ہی پسران ممدوحہ اکثر مین وہی رکھتے ہین جنکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برگشتہ جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین مصروف رہو ہین اپنے باغ مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا بیرون نے لا کے پہونچایا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مار ڈالا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا حملہ خرابی کا ہی اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہی یہ کہہ کے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جاکر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لے گئے کہ آسمان پہ ابر نقرئی پیدا ہوا امواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہمارے نور رنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پہ آیا ہما سے

ماں باپ کو سلام کیا گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے بیٹا اُڑا ہوا ہی ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں
تری حواس میں ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیوں نور نظر لشکر طلسم کشا کہاں تک ہو بچا ہماری
سرحد میں آگئے یا سرحد سے باہر ہیں ہما نے کہا کہ اے مادر مہربان میں اُس طرف نہیں گئی مجھے
نہیں معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر اے باپ میں آپ کے مکان پر
آنے کو تھی لیکن آپ یہیں باگے میں کل سے بہت بیقرار ہوں صحراے گرداب فتان کا پتہ
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران ہوا فتنکار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جلال سرکش ساتھ ہی
کیسا از دار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ اے نور نظر کیا تم حال
لوح دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان
طلسم نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور ادھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ اے باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہاں ہی مواج
نے کہا کہ میں لوح کا حال کیونکر کہوں آج تک میں نے زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کہاں ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کریں تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے میں لوح ہی کہ وہانتک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش میں رہیگا اُسی جنگل میں سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش وحواس درست ہونگے اس بات کو میں زبان سے نہیں کہتا مگر
کیوں بیٹا تمنے حال لوح کا کیوں پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بُری طرح
پیش آئینگے ہما نے کہا کہ باباجان میں آپ کی خیر وعافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہوں اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہاں جا تو نہیں سکتا مواج نے کہا کہ اے نور نظر خاموش
رہو دیوار ودر ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگیں جوش فراق میں رستم کے
بیقرار ہیں خیال میں آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائینگے کہ ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہیں بتاتے گلے میں باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ اے نور نظر میں مقدمہ لوح میں کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہے اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمھاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہمایہ
شنکر تھرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہے مجھے طلسم کشا
سے کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلاے اسرار دان کو
بلاؤ ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے مُنھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھر تھر کانپین اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای باپ
شب کو جو مین برائے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گارہا شہزادہ کا نام مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو لشکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کر رہی ہے مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جہلال نے پشت سے آکر کارد
سحر ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کرونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان مُنھ سے
نکالو سوزن زبان مین دو یہ ہمارا ابھی حکم ہے ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے ماران سیاہ جسم مین لپٹائے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایہ ملکہ ہما ہی
اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر مُنھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج
نے کہا کہ تونے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو
لیجا کر برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی
طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نازنینان جبین
کی تلاش سے پایا مگر یہ صحراے گرداب لشان ہے یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہے لاشہ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہے اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجاکر بُرج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبراکر سمک سے فرمایا کہ اے یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہمارے اورنگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی

نظم

ستارہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا — پھر تو مین اور کفِ دست بیابان ہوتا
خوب تھا وصف رُخ و گیسوے جانان ہوتا — ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا — رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
چھینٹے موسم گُل مین جو نہ پوشاک مری — چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
پانسے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت — آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قدکشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون — آدمی تو اگر اے سروِ گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند — سر پہ کیون خنجر جلّاد کا احسان ہوتا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپ کا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید ماں باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہانسے پہونچون دامنۂ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا راہ کو طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جہلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے اُنھین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑچکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سنکر دروازے پر جو پہونچا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہی ہنسے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ گاڑھے
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتی کو انگلی سے
اُکسایا اور اُنگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُسپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سماک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھا لے سماک سمجھا کہ جسکی صورت مین بنا ہون
یہ اُسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہی اپنے کو چھڑاتی ہی کبھی
کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سماک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی
گلوریان بنا رہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت
نہین محلدار نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو
کہ نہین مٹکا کرکے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت
کرکے جاکر طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے
نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی
ایک گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوگئی
سماک نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان
رومال مین لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو
سماک نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس
کنیزون کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائین ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی
مان سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھ دیا مُنھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلاے روزگار ہی اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا حکم نہ ہو ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہی کہ قدرت کو نامہ لکھا ہی دیکھیے وہان سے کیا جواب آئے نہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے دا[illegible]
تمباکو کے بغیر اتنی تمنے اس وقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہانسے بدلی ہو تو اپنی صحبتی ہین جائین تب پان بعیب ہوا ایک ایک گلوری
سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اُٹھی گر کے
بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام
کو آپنے پہچانا مین ہون سماک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو ہین
بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماران سیاہ کو مارا سماک نے
چاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہی ہین نکل جاؤن انکو پڑا
رہنے دو یہ کہ کے ملکہ نے سماک کی کمر مین پنجہ دیا اے اُڑین رستم اُسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد
مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جب سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہی ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم
فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اُسپر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہی یہان دل کی
یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی نظم

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین ہر دم اپنا — سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
پھینک دو نگاہین اسے چیر کے پہلو اپنا — تجھپہ قابو نہین دل پہ تو ہی قابو اپنا
نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہی — اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا
بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اُسکی بو کا — جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر — کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جان جب سے ہی تجھسے مرا خالی آغوش — گور بھی مجھسے تہی کرتی ہی پہلو اپنا
یاد کر کے لب پانخوردہ کی تیرے سُرخی — خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کاٹین — پاؤن میدان سے سر کے جو سر ہوا اپنا
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکو نمین — رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارونپر — جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا
پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رو سے — منہ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرو ہونگے — حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم دیکھ کے دم بند ہو اسنبل کا — باغ مین اُسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند		شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

رستم سوار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سماک وہ عیار ہی کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ رکنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہی کہ دیکھا آسمان پہ برق چمکی ملکہ ہماے اورنگ نشین سماک کو بغچے مین دبائے ہوے بصد تعجیل آتی ہین رستم بے اختیار پکار اٹھے فرد ای آمدنت باعثِ آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما + ملکہ ہما زمین پر آئین سماک کو بغچے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اداس منھ پہ ہوائیان اڑ رہی ہین رنگ زرد متغیر متردد متحیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال لوح نہین بتاتا سماک بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سماک بیٹھکر گانے لگا یہان گرداب جادو سو کر اٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاتی ہوئی نشے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری ہی اور سب کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دوہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط بی محلدار آئی تھین انھون نے گلوری کھلائی جب ہی مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اٹھایا محلدار نے کہا کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی اب تو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل والمکمل تھا اپنا کام کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے آندھی چلی کہ صدہا نخل اکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان خاک برسی اسی زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پہ پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین سماک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہی کہ گرداب آگری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر نکالیا ملکہ نے آنکھین کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہا ای شہریار اُٹھیے رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغۂ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بھروسے پر آیا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دبا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھین گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہو بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے فرد ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم + رستم نے دیکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے کہا کہ ای خواجہ سماک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش ہے دل مین نہین
منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین

آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین

مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب ملک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین

مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین

اُسکو گردن مین پہنکر کب گلے میرے بلا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین

مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بت تیرے دل مین ہی مرے دل مین نہین

طی نہین ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین

کسکے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

رستم نے بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو مہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہین مہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائین رستم نے کہا کہ ای مہلال بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر چھریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعۂ گرداب پر جا کر تیغۂ ہفت جوہر چمکے گرداب نے جو تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا گھبرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہی ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہ کے رستم نے گھوڑا اٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا
اہل لشکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فورًا تیار ہو کر عقب مین رستم کے چلے یہان
گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہی زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہی کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پہ ہاتھ
رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم یلتین

بیت
علمشاہ چو رستم لقب — یل نامور رستم ذی ہنر

دیگر
علمشاہ رومی شہ فیل زور — منم نوہ حمزہ شہ بحر و بر

ارشد اولاد امیر عرب — کہ بربخت مرزوق افگندہ شود

بارہ ہزار جوان نیزے اٹھا
اٹھا کر آ پڑے رستم چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا
ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوے قلعے سے باہر نکلے اس طرح پر سحر کر رہے ہین
کہ جنگل مین آگ برس رہی ہی ایک طرف دریا جوش مار رہا ہی تلوارین گر رہی ہین درختون سے
تیغے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پڑتا ہے گرا سر اسکا اڑ گیا رستم نے بھی تیغہ ہفت جوہر
سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کہ صحرا
سے گرد اڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پہ رہتا ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین کا
منگیتر یہ خبر پاکر بارہ ہزار ساحر و غیرہ لیکر چڑھ آیا اسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا
اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہی گرداب
نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سر ہنگ جادو بھی جھلا کر برج سے
کود ہی گرداب سے یہ کہہ کر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پہ
فوجون کا بلوہ ہی اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہی کہ فوجین برابر
بھیج رہی ہی دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پہ سحر
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین
فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہی رستم پر آگ برسا دی تلوارین برساتا ہی
مگر رستم پہ کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین گا تی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جسکو دیکھا کہ رستم پہ جلوہ کر کے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہین تو برق چمکائی دو دو سو اور کٹ کٹ کر گر رہے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہی سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کرکے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کمر مین ڈیکر ملکہ کو لے اُڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جا کے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اُتری ایک تختہ سنگ پر زبان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا بہ عتاب کہہ رہی ہے کہ او گیسو بریدہ تونے مان باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے نظم

ز کار بستہ کشا بد خدا از ہر سو باب	کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار	خداست کاشف استار و فاتح ابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا	میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا از خاک بر آورد جوہر انسان	خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد	بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور	کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
نرفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو	نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان برند جان حزین	کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک	بشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر	فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی	ستادہ ایم برای دو روز پا بر کاب

بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہو گا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیہ اُنکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہی کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہی پکارتی ہوئی کہ اے سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا منگیتر آیا ہوا ہی مین اُسی کے حوالے
کردون سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو نیچہ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ
روک کر کہا کہ اے ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا
سامنے قلعۂ گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ تو فرمائیے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر
اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے دشمنی اور
سات ہزار فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ اے سرہنگ یہ سب
سچ ہی مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہی
راضی کرلیگا اس کمبخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہی وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جو
مان کو آتے ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر
کہا کہ اے دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو بُرا قتل پر ہاتھ نہین اُٹھتا
ہر چند چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھائے
اس مصیبت سے اسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
لو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابر دیکھنے کو پلٹی گرداب نقلی نے حلقۂ کمند کے گلے
مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سماک بن عمرو یہ کہہ کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو
جلد پہونچائیے ملکہ نے سماک کی بلائین لین اور کہا کہ اے مفرد الاکہر کیا بات ہی عیاری ہی
کہ کرامات ہی کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سماک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہی اُس بلوے مین شیرانہ دہنگانہ و رستمانہ
مصروف جنگ ہین کافر یہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اُتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہو گیا
مگر رستم پر تاثیر نہوئی اُسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی قریب رستم کے پہونچا
منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بڑھتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیون رستم ان
تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہی اگر آپ کو جرأت کا دعوئی ہی تو ان چیزون کو جسم سے الگ کر کے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب مین جانون کہ آپ رستم ہین یہ سُنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتار رہی زرہ اُتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم
فرزند صاحبقران ہین ہر شرط پر موجود ہین زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے
لپٹ پڑا سماک بلداقی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اُتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ
سر سے جدا کی تیغہ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر بلوہ
ہی کہ سماک کو جانا مشکل پڑا ارستم تو جنگ مین مصروف ہین کس زور و شور سے زنگی سے
لڑ رہے ہین منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے
زنگی ہر چند چاہتا ہی کہ رکون رک نہین سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اُٹھالی رستم نے
ہندرہ قدم زنگی کو ریل کر ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے زنگی کے آشنائے زمین ہوے رستم نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغہ منقار نے اُٹھا لیا رستم نعرہ کر کے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا
خبردار ان چیزون کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر مین ہاتھ دیکر
رستم کو اُٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہما نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پرواز پیدا کر کے چلین کہ منقار کو مارون جب قریب پہونچین منقار
نے ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کائن کائن کرتا ہوا قریب ملکہ ہما کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ ہما نے اورنگ نشین پر ڈالا ملکہ چرخ کھا کر گرین منقار نے چاہا کہ

ملکہ پر قبضہ کرو ن گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کو اٹھوا لیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی آج کی شب اسمین اترو کل پنڈتون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھکر بہو تری تمھاری پھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مینے اپنی زبان کاٹ کر یہ شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کر لو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سماک بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی شکل بنا بشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سماک نے پکار کر آواز دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بندوبست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اب

نہ جاؤ گی باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے مین کنجی جا کر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بُلا لون یہ کہہ کے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پہ تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھُس گیا منت کر کے بُلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہی جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہی خادمون نے کہا کہ پہلوے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہی اُسمین قید کیا ہی سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت گل و بلبل کر رہا ہی منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہی کیون اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین بمنت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پہ چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اسکے رکھا ہی سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہی زرہ کو ہین لیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعۂ گرداب کے آئے اور ہزار ہا ساحر

قتل کیے اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائین خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر
کوہ الماس پہ اب رہتے ہین الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہی اب سحر تیار کر رہا ہون
کہ صبح کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑون ساحر آ دینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائینگے
مین پہلے ہی تدبیر کر رکھون کہ فقط اشارے کی دیر ہو سماک نے باتون مین لگایا باتون مین
لگا کر کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہی دروازے پر کوئی پکار رہا ہی منقار نے کہا کہ مین تیرے
ساتھ چل کر اُسے گرفتار کر لون یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا
یہان سماک نے تینون چیزین لے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے سے
سماک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغہ مجھسے نہین اُٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھدو سماک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر رستم
کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوے زبانین مُنھ سے نکال رہے تھے اُن سب نے کھنچے
اپنے جھکا لیے رستم نے ہتکہ مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر گرے
رستم کلاہ پہنے ہوے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جا کر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہان سے پلٹا تو دیکھا کہ
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہین منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولدیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مار لو مین پھر وہی سحر کرتا ہون کہ زنگی
آئے اور تحفہ جات اُتروالے مین گرفتار کر لونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغہ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کر کے ساحرون پر جا پڑے سماک نے ایک شعل کی آڑ پکڑ کے حقہ ہاے
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر طرف
صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہی دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بدانجام
مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا پکار کر کہا کہ ای
رستم تم رستم ہو فرزند محترم و محتشم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سماک نے پہلو سے
آواز دی کہ ای شہریار برائے خدا اسکے مکر مین نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سماک کے جوابدیا

کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ مین ہی کیون نہین وار کرتا زنگی نے پینترہ بدل کے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر تلوار کو کاٹا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغۂ ہفت جوہر پر
پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار کہکے
ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے مرتے ہی
منقار کے منھ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹتا ہی کہ
مین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر چاہتا ہی کہ منھ بند کرون بند نہین ہوتا منھ کھولے کھڑا ہی
خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب
منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا
کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے
مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار پکار کے
سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منھ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا
کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہی زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہی مگر سحر منقار کا
زور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنۂ قلعۂ گرداب مین بیہوش
پڑے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی سب
تلوارین کھینچ کر اُٹھے اُس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب آکے شریک
جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی
جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سمک نے جب دیکھا کہ علمشاہ
جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اور تاک نشین مین چلا اندر قلعے کے
آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گرد
کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سمک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ کیوں اسوقت رستم نے
کیونکر رہائی پائی سمک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گولیان
نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضائے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
چاہتی ہی للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہی زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اُس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین
ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کرلی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہی ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا کہ
گرداب چرخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی
بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہی اور ایک عورت
قتل کیا چاہتی ہی وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقۂ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے اب
زمین شق ہوئی گرداب اُسمین سما گئی سمک جست کرکے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا بعد تھوڑی
دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزون کو مقرر کیا
سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین بیٹھی ہین
جو آتا ہی اُسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کمبختو زیر قلعہ
جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کرکے چلین سمک بشکل گرداب
قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آ پہونچا اب اُٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن
نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچین رستم
لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کرکے لشکر گرداب پر گرین زیور اُتار اُتار کے مارنے لگین کبھی بجلی
کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سی کے سر اُڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین تھلال سرکش
بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہماے اور ناگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلا دی
مہلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آگے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کہ کل
فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہو مہلال
کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اٹھائی رستم سے کہا گئین کہ افسون جادو باوا جان کا
شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون
آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے
جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین ناز نین ہو تمکین ملکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر لگا
تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان
اے سرتاج حسینان و اے ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے
نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
رند کہو تم پر کیا گذری
گذرے جب دم ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پہ بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی بیجا گذری
کیونکر جھیلی آفت فرقت

ہجر مین تجھ پے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
ہمنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہم پر جو بپت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا
رند کہو دل پر کیا گذری

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا
کہا کہ اے ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب
کا سر لاؤ بہت خوب کہہ کے افسون بڑھا گوے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب
کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جاین
گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا اللکارا کہ او
گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آمین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی و یار
جادو ادائی کے لیجاؤن گرداب نے منھ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر اپنے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہے
اس نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجکو
ترس نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا
آئی ہی میرے شوہر نے تجکو سحر سکھایا اس مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچایا اور اسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اس
نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہو افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
اور اسم سحر پڑھکے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ایکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی
تراش کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چرخ دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا ساحری
وجمشید کا کام ہی یہ کہکے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے پلٹا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکر
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا گرداب
کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا لڑکا خنجر ہاتھ مین لیے
للکارتا ہوا گرداب کیطرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرائے علمدار کو
قتل کیا مہلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی وامنہ قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علم ہاے فوج کفار سرنگون کلیجے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے مہلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ ای مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن
کام آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہے

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے چلی کہ پتلے پیچھے ہٹا جاتا ہی جب چاہتا ہی کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہی کہ پیچھے قدم اُسکے اُٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا مواج سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے
ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے

تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے

سیلاب اشک کو سون تلک موج زن رہا
روتے ہوے جدھر ترے گریان نکل گئے

ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے

دست جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا
دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے

کہنا تمھارا کافر و ہندو ارنے کیا
ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکل گئے

وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہو کے سوے بدخشان نکل گئے

اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہو کے سوے پرستان نکل گئے

صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے

تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے

دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے رند
مجنون سے بھی بڑے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش بر آواز ہوے اور اُسی جانب دیکھ رہے تھے کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غرّاتا مار کے پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ پتلا کہ جو زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہی ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس پتلے کے چلا پتلے نے چاہا کہ بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس پتلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہی جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملازمان مہلال کو پناہ پانی دشوار ہی دل پانی پانی ہوسے جاتے ہین حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان مہلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی دیوانہ وار
وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان مہلال غرق دریاے حیرت ہوے
رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا انکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان کہ
جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغ ہفت جوہر
کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین مہلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہی جوش و خروش ہی مچھلیان نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپٹ کر ساحر و غیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجاتی ہی
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ ای مہلال یہ سحر
بڑے ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہی کید و کاوش بالکل بیکار ہی وہ بڑا ساحر نامی
نامور ہی ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا ہی ستون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو
اُسکی رونق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی
چارہ نہین ہی اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جا ئینگے لیکن جب سے اُس پتلے کو نہنگ
نگل گیا اُس وقت سے افسون ہوش مین ہی گرداب کے آگے عذر کر رہا ہی کہ خطا میری
معاف کیجیے مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطا وار ہون آپ کا
گنہگار ہون گرداب نے کہا کہ ای افسون تجھسے یہ امید نہ تھی اُس جھوکری نے جو نگاہ سحر آگین
ڈالی اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہوگئے مہلال و ہماے اور رنگ نشین قریب
رستم کے آگئے ایک ٹاپو مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُتر دین اُتر نہین سکتے
گھوڑا بد لگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طے کرتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک زرغہ نخلستان مین جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع مرکب
غائب ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہوگئین چاہا کہ
عقب مین رستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ایک
نہنگ کلان نکلا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے زیور اُتار کر پھینکا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر نہنگ نہ رُکا بڑھتا ہی چلا آتا ہے
ناچار ہوکے دوپٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام مین پھنسکر دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملکہ ہمائے اور نگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین پھاندا مہلال سرکش
نے کئی تلوارین پھینکین کئی خنجر سحر کرکے پھینکے نہنگ پر تاثیر نہ ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہوگیا
دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے مہلال پر جا پڑا مہلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اُٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی وہان کیچڑ تھی آخر نہنگ مہلال سرکش کو بھی نگل گیا
اور دریا مین پھاند پڑا مہلال بھی غائب ہوا سمک نے دو ہد سے غائب ہونا رستم و ہما
و مہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے مصیبت ہوا کسی کو نہ معلوم ہوا
کہ سب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کیسا
سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لازوال دیے ہین انکا کون سامنا
کرسکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا
مواج سمندر نشین اُنکا نام ہی اُسی سحر مین سب کو غرق کیا میان مہلال پر کیا گذری
مگر چھوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین ربا
بلٹ کر درہ کوہ مین غائب ہوا انہین سا رہی خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا
کہ اندر سے درہ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے پانی کے
ٹپکتے ہوے جوشان و خروشان نعرہ کرتا ہوا نکلا پشت پہ ہزارہا ساحر افسون جادو نے
بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ اے افسون تمھارا ہمائے اور نگ نشین نے
کیا حال کیا تھا سمجھ کر وہ بتلہ کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا منقار کا آکے
ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب
اسی مہینے مین طلسم کشا کو قتل کرکے ہملے اور نگ نشین کو تمھارے ساتھ کردونگا فقط
بھونری پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہولون تو اسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ
یہان ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے

قبضے مین نہین ہی مگر نوبت بجان و کارد باستخوان رسید زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب معاملے دریافت کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا قریب زرغۂ نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہو کے اُسکی پشت سے اُترے ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے بلایا ہی رستم نام معشوق سنکر کنیزون کے ساتھ ہوے ایک باغ مین جا کے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختون پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہرین بصد جوش و خروش ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمے پر جمع ہین حالم بحر و بر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزین ساتھ ساتھ ناز و کرشمے دکھاتی ہوئین قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہمائے اور رنگ نشین مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھین پکار کر کہا کہ اے شہریار آئیے کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئین گے مین بلوا لونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ اے شہریار ایک کسر باقی ہی زرہ بھی اُتار دیے باطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے پہلو مین رکھ لیا کہا کہ اے شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی اُٹھائی بڑی جنگ بڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ پوچھو کا وہ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علمشاہ بے اندیشہ انجام پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے کہا کہ اے شہریار زرہ بھی اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی — وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا — زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم — تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
پہ بیحجاب ہوے بزم غیر مین صاحب — تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری — پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا — ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہی — الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزارون مر گئے اُسپر سسکتے ہین لاکھون — عجیب روگ ہی یارب یہ کیا دبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹادیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہی تو اتر مجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کردیا سینے کو نوک خنجر سے — کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر — بتا تو او دل ناداں یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی
سُنا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین — مزار پہ وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ اُتارنے پہ ہاتھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوے دورۂ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہین اُس نازنین سے بوس و کنار مین مصروف ہین سامان محفل عیش و نشاط پر موقوف ہین اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہی کہ ای شہریار کنیز نے بڑی بڑی کد و کاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مولاج سمندر نشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپکے ساتھ والے میدان مین بیہوش پڑے ہین انکی تدبیر واجب و لازم ہی اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپ کے ساتھ چل کر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کرین سمک پھرتا پھراتا اُسی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کرکے صحبت مین آبیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہی کہ زرہ نہ اُتاریے گا تیغہ و کلاہ کیا کیا
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو تیغ و کلاہ کو پوچھتی ہی اور زرہ کو منع کرتی ہی نہ اُتاریے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک اپنے
دل مین سوچتا ہی کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی باتین
کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اور رنگ نشین نہین ہی دم دے رہی ہی اور فقرے
کر رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ زرہ اُترو الون سمک نے رات بھر اشارے کرکے منع کیا
اور زرہ نہ اُتارنے دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و
سیارگان قصر مغرب مین جاکر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیاؤ
شعاع غالب آکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہی
کہ اشارے سے الگ بُلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہو اپنا کام
کیا تحفے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہی
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہی کہ وہ اشارون سے بار بار
منع کر رہی ہی کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار غصے
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہہ کے جھپٹا ملکہ کی کمر مین
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہی خدا
اسکے ہاتھ سے بچالے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا اُسنکر دوڑے چاہتے ہین کہ
ملکہ کو رہا کرون مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہی ہی ای شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھالے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جاکر کنیزین
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہی یہ عرض کر رہا ہی کہ ای
شہریار یہ ہماے او رنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین
آنسو بھر کے کہا کہ ای حمتہ دالا گھر ایسی معشوقہ پر پچھرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہی کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی
کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہی نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین / زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہی تو جسمین مکین نہین / ناحق کا یہ گمان ہی کہین ہی کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا / دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین مین عشق باز ہون / چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی / کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن / کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین / خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہی حُسن کی خاطر غرور بھی / وہ کونسا حسین ہی کہ چین بر جبین نہین
کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے / تلوار ہین تیری چال پہ کسدن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہووے نہ بندے کو بھی نیاز / اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو / دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی / کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند / موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہر چند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے نہ مانا گریبان چاک کیا کلاہ سر پر ندارد ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان بلغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پانون مین آبلے پڑے اور اُسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہو کر فرمانے لگے فرد قمر کانٹے تلوون سے نکالین گے ہمین ہوش آیا۔ مدد ای وحشت دل یا بہ چُھٹے جاتے ہین دیگر صبر و طاقت بھی نہین وحشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا ی

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین سمک ہر چند سمجھاتا ہی کہ ای شہریار تیغہ و کلاہ تو آپ نے
ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سمک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سمک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
مین حضور آپڑے ہین کہ یہاں سے نکلنا بھی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہی
اگر بنتا ہی تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپ کا پیچھا نہ چھوڑینگے
یا مواج کو قتل کرون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سمک نے
رستم کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب و غرائب کی چلا
اب حال ملکہ ہمائے اورنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم کتنے
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک
مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ روبرو بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ کیون
ای ہمائے اورنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحرائے گرداب نشان
کو فتح کرادون یہ صحرائے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے
حاکم کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای
ہمائے اورنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے
لیجائین قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا
کے جان دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائے ملکہ حیران و پریشان ہین بات کا اُس زنگن
کی جواب نہین دیتین وہ زنگن کبھی سختین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جہلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی من دمبدم ڈراتے ہین
دھمکاتے ہین کہ کیون ای جہلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے
طلسم کشا کا ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤگے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤگے

قدرت تہ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہوجاؤگے تب
قید سے رہائی پاؤگے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہین بعد آٹھ پہر کے آب ودانہ لاتے ہین
دو روٹیان خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بشکل جھلال وہ کھاکر بسر اوقات کرتا ہی
جھلال تو اس حال مین ہی لیکن سمک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین خدمتگزاری کررہی ہین
سمک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزون نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ مین اُنکے پاس جاؤن دیکھون کیا کررہے ہین کئی دن سے مین نہین گئی یقین ہی
کہ انتظار مین ہون کنیزین تخت لائین نسیم تخت پر سوار ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف بستی کے تخت کو رجوع کیا
ایک باغ تھا اُسمین تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط مین باغ کے ایک
چبوترہ بلور کا ہی اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جوان نامدار بعہدہ افسری بیٹھا ہی
گرد خادم کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی
دن سے کیون نہین آئین مزاج کیسا تھا تیغہ وکلاہ کہان رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب
مجھے وہ شی میرے سپرد کی ہی کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت مین رہتی ہون ایک لمحہ آنکھون سے
جدا نہین کرتی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر
عیاری کرے مین ساتھ لیتی آئی ہون یہ کہکر تیغہ وکلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے
دیکھکر آواز دی کہ قنطور مردم در اسکا نام ہی کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا
مین جاؤ کہ جہان طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھرتا ہی کسی طرح سے زرہ بھی اُتروا لاؤ تو
میرا سحر پوری تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب مین نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤن اور زرہ اُتروا لاؤن لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا
کہ ای نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر وکلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤگی اگر زرہ کی خواہش ہی

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ ای ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون یہ کہہ کے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بیخزان مین پہونچا اور بشکل ہماے اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہان لا کہ مین کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لون کہ مہلت پاؤن مہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اُسکی خطا معاف نہ ہوگی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہان رستم اُسی جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا وقت ہی شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سائے مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی جو زیادہ زور کرتی ہی پکارتے ہین کہ ای ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اتنو ہمارا ہی یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا	درد مندون نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا
تیرے پھرتے ہی ادا اسی سی چمن مین چھائی	رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئنہ رکھتے تو غش آ جاتا	تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا	آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
ای شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہی جو تو	سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
سیر تنجانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے	کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت	قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا
لوے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش	گرم جینے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق مین قیدخانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہی کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ای لیلاے عصر و ای سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین

بصورت ہماے اورنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی تحفہ جات بھی مل جائینگے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین انکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتاریے اور کنیزان اُن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے ناز و کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی یہان سمک نے یا تو نہین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گائین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سواے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش چہری طی کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہماے اورنگ نشین نقلی پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اب ہی گاؤ سامنے طلسم کشا کے گاؤ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی نظم

خو سپید ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید	اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین	چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
لب جانان کی کبودی جو انھین دکھلاؤن	زرد ہو کر گل سوسن تو طباشیر سفید
خاکساری سے ہو آئینۂ دل روشن	کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھون	شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا	پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہی خیال رخ نورانی سے	پہ تو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید
سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے	نہ جھرے دل کے اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہی نئی آب و ہوا کی تاثیر	مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پیے لیتا ہی لہو جونک کیطرح	کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

اس گت سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہی کہ غلام آپ کا حاضر ہی ان سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور یہانکے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہی اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار رہین تو ان سب کو مار کے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہی کہ معشوقۂ اصلی پہلو مین بیٹھی ہی جو یہ سکے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہی کہ ای شہریار مین آپ کے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگن سیاہ رو مجھپر حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ غفرہ دیا کہ ذرا سوزن زبان سے نکال بمشکل اسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اسکو مار آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہما آباد اسکا نام ہی بہشت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہی بڑی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہی کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیے گا وہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہما کے اور ناک نشین کی بناوٹ بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگا لون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ مرا فرادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہی جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہی رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جا کر صبا سے دلگیر کو آراستہ کرون تاکید بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اترواتی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہی وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہی کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اُٹھائیے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سماک اشارے کر رہا ہی کہ ای
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہین کہ آپ سے زرہ لے لین پھر قتل کا سامان کرین رستم نے کہا
کہ ای نسیم ہمین زرہ بار نہین ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ مین مصروف رہتے ہین زرہ وخود
ہر وقت جسم پر آراستہ رہتا ہی قنطورا اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل مین آیا رستم کو سلام کیا
اور آکر بیٹھا کہا ای ملکہ ہماے اور رنگ نشین تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو
میرے پاس موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار لیجیے تو تینون چیزین ایک مقام پر ہو جائین ہم لوگ
مہلت پائین ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے مین
ہاتھ ڈال کے کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے مخلّی بالطبع ہو کر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ
کے سب مکدر رہین اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھین تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے
کھولے ہرچند سماک اشارے کیا کیا کہ ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا
زرہ اُتار کے کہا کہ لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطورا کو دی قنطورا نے
جس مقام پر تیغہ و کلاہ رکھا ہی وہین پر زرہ بھی رکھی تینون چیزین جب ایک مقام پر
ہو چکین تو قنطورا نے آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہماے اور رنگ نشین پہلو
سے رستم کے اُٹھنے لگین رستم نے ہاتھ تھاما کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی
چہرے پر اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے
پائجامہ بھاری پہنے ہوے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی
گھبرا گئے فرمانے لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہان جائیے گا
اب یہان سے جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک سناٹا ہوا غبار
اُڑا تھوڑی دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان
اور گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو باہون پر جوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و
مطوق پایا قنطورا نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و
مہیائے قضا ہو اتنی رات بیچ مین ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھلئے

کہ معشوقہ نے کیا مزہ دکھایا خوب لگاگرلائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برائت تھی ہم لوگ خائف
و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے مین
خداوند ہفت پیکر پدر پی فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم
ہفت پیکر کی جان بچائی ای طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائین آمین مین
راز داران طلسم تمھارے شریک ہوے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات
تم پا گئے کہ تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین
یہ خرابی ہوئی کہ دامنۂ قلعہ مین تلوار چلی اور بی ہماے اور نگ نشین نے وہ سحر کیا
کہ افسون جادو و دیوانہ وار و وحشی مثال قتل گرداب پہ آمادہ ہوا یہ سب ان تحیات
کا باعث تھا سماک نے جو یہ باتین تمطور سے سُنین بچین ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای
سماک ہمین تقدیر نے اس واسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین
کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہی اگر
قید کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو قلب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی
فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان مین ہی ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین
اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا
فرمائین گے کہ ای سماک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سواے تیرے کس سے کہون **نظم**

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض ۔۔۔ با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق ۔۔۔ کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار ۔۔۔ یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان ۔۔۔ ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کی دل دہند ۔۔۔ گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد از و ہر صاحب صدق و صفا ۔۔۔ بر رُخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال ۔۔۔ ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہندیا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار ۔۔۔ چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائین کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی
کہ ای شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے
جان کا خوف تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پین
صبح ہوتے ہی نشے کے جوش مین ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کرین کیسے ہم پر خوف
غالب تھے راتون کی نیند اُڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آتی تھی کہ طلسم کشا تا بہ
صحراے گرداب نشان آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بے آرام
سوئین گے یہ سنتے ہی قنطور نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون ای نسیم یہ کنیز تمھاری بہت
گستاخ ہی معلوم ہوتا ہی یہ بھی طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے مین عیاری جو
اسنے ایسا فقرہ کہا کہ ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت مین ہماری
نہ رہے ہمین خوف پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمھین کسنے سکھایا
تمنے کیون ساقی گری کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین
صدہا جادوگر مارے گئے اسی عیاری پر عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو
سمک کے ہوش اُڑ گئے کہ ای سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آ گئی
جہان یہ شکوک ہین ایک لفظ کہتے ہی کھٹک گئے مین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر
کیا کرتے دل سے یہ باتین کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا
واری اگر مجھ پر عیار کا شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہین سب ساحر دلشاد رہین
سب کے ساتھ ہماری بھی زندگی ہی مین نے براے خیر خواہی عرض کیا یہان شک گذرا
تو مجھے قتل کر ڈالین سب عزیز تو بچ جائین گے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہین خداوند
ہفت پیکر کی جان بچے کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے
میری قضا ہی اسکے قتل کی ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی مین
پڑینگے ایسے قدرت مہربان اُنکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نہ کرین آپکو شک پیدا ہوا
یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم نے گلے سے لگایا کہا کہ ای شگوفہ صاحب کو شک ہی مین تو تمکو
اپنا جان و ایمان جانتی ہون تو کیون اسقدر روتی ہی سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہین

باہر ٹھہرو مین باہر رہکر آپکے جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے کہا ہی میرا ابھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پروار کرین کہ عرا نکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قبضہ کیا النسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پہ شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بناکے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر بردتی ہو ڈرہی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اُسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پہ یہ عاشق ہو گی قنطور نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سماک دوڑا میخانے مین آتے ہی ہاڑہ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہ جائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی پیالہ پیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اُٹھالیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سماک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان ملبلا کے نکل آئین سماک گھبرایا ہوا ہی کنیزون مین جسنے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہی کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہی قنطور نے النسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون کا کیا حال ہی النسیم بھی حیران ہی کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہو گئین سماک بھی جلدی مین چالیس گلابیان کہ اُنمین بیہوشی ملا کر بھر کے اُنکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا النسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سماک نے آتے ہی شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفون کو جلد بھر شراب … مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اک ساغر شراب
فصل گل ہی کھنچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب … بادہ کش بد مستیان کرتے ہین پی پی کر شراب
ہی دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب … جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا … خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہون وہ میکش محتسب مین ہون نوپہلے حکم دون
پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہو وین گُل
گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
شوق سے داماد پیر مغان کرتے قبول
بوسہ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب
میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہی
غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
بیچتا ہی تول کر پیر مغان سونے کی تول
مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
حشر کے دن دیکھنا بدمستیان مجھ رند کی

دودھ کے بدلے پلادے طفل کو ادر شراب
تاک کے سائے مین ابنڈین مست پھر بیکر شراب
واسطے آئینۂ دل کے ہی روشنگر شراب
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
گور پہ ساقی کے بھجوا دون گھڑے بھر بھر شراب
دیکھتا ہی سیر پہ رندون کو پلوا کر شراب
خون دل پینا پڑے مجکو نہو وے گر شراب
ہوگئی ہی دور مین اپنے تو آبِ زر شراب
ہی ابھی شیشے مین اے ساقی کئی ساغر شراب
گور سے کہتا اٹھون یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گارہا ہی اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک بلذاقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ ہمارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا مین اُسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے مین بہت مشتاق ہون تیرے گانے نے دل بیقرار کردیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردون اسکا یون خاتمہ کرون بتعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی گھاتی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ مین لیکر کچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تونے ہمارا کمال دیکھا شراب اُڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ درو غن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا اور پائون زمین نے تھام لیے اب تو محفل مین ہلڑ ہوا کنیزین چیخین مار مار کے بھاگنے لگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی سٹھیا دیو ہی عجب طرح کی حرکات کرنے لگین سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کہ کیون نسیم دیکھا تمنے میرا اثر بچا تو نہ تمھارے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سُنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخبارون مین لکھا دیکھا کہ عمرو و برق
نے اسی عیاری پہ سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزارون بلائین نازل ہو گئین دوست
دشمن ہوتے ہین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہی جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرتوا
ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی
قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا
احسان کیا کنیزون نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے
پھر رہی ہین بعض خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ
مین تو یہ کیفیت ہی طلسم کشا اور سیماب کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان رسید کار د با ستخوان
سرنگون بیٹھے اپنے مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے بے نیاز ان ظالمون کے
ہاتھ سے جان بچا لے اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمندر نشین پہلو مین
گرداب کے بیٹھا ہی جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی
گرداب نے باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین و
مہ جبین گرد بیٹھی ہین صحبت عیش و جشن آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہما کی دایہ کی
بیٹی ملکہ تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہما اور تاب نشین کے واسطے ملول و
حزین ہی گائین جو گا رہی ہین جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب
نقشہ ہوتا ہی سناٹے مین آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیون اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا
گذرتی ہوگی وہ پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم مگر اُسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے
سامنے بھی جنگ مین مصروف رہی افسون جادو پردہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا
اگر مواج نہ آجاتے تو پتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج
نے آکر پتلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا
کہ وہ مارا تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اُٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش
پاتی ہون مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے
فراغ ہی طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج فطورنے بڑا کام کیا

وہ مالک صحراے حسرت انگیز ہی طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنا یا زرد
چھین لی تھین پیغام لیکر جاؤ قنطورہ کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر نہ ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات
وہین موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہماے اور رنگ نشین اور جلال کو
قتل کرکے سر ان سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوند
مین بھیجین کہ کارخانۂ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے
جو ملک ویران ہوے اُنپر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کُل رعایا دل شاد ہو
اپنا اپنا انتظام کرین جلد اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سُنکر تصویر دلکش
اُٹھی یہان قنطورہ و نسیم نے انتظام کیا ہی کہ کنیزین آمادۂ قتل ہین ایک کنیز سر پر سماک کے
خنجر بکف کھڑی ہی اور دو کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا
اُن کنیزون نے رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اُڑتی ہوئی
آسمان پر آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی مین کہتی ہی کہ ہی ہی کیا غضب ہی معشوق میری
بی بی کا قتل ہوتا ہی جس وقت وہ کشتۂ حسرت و یاس سُنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی
جسنے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین
جب ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا
وہ جو خبر مرگ اس جوان کی سُنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ
بے قتل کیے جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے
نام سے نفرت کرینگی سامری نامے مین بھی یہی مرقوم ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہی کوئی نہ
کوئی اور صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یون
قتل ہوتا ہی یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین
قریب رستم کے کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم
دار سے گرے پھر ہاتھ ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سماک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا انکی خود

چمک کر گری جس مقام پر زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اُٹھایا رستم قید اپنے جسم سے دور کر چکے تھے تصویر دلکش نے تینون چیزین اُٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کر کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم + ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور + نعرہ کر کے لڑنے لگے سماک نے جو رستم کو جنگ مین مصروف دیکھا حقۂ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہین قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہاے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اُسپر تو ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اُسکے پاس پہونچ گئین اب اُسپر سحر تاثیر نکریگا مواج ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحراے حسرت انگیز مین بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے اُڑی چاہا کہ نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا اپشت کو توڑ کر پار گذرا نسیم کا لاشہ جو گرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے پتے مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولون کے پامال طائران زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی مین مصروف تھین یا منقارین بند دل دردمند دیوارین کر رہی ہین قنطور نے جو لاشہ نسیم کا دیکھا اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا الٰہی طلسم کشا پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی شی تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کر دن اس تصویر کو صفحۂ ہستی سے

مٹا دون

مثادون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر ہی پر
سحر کیا کہ زمین نے پانون تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغ کھینچ کر
چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خدا ے نادیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہاتھ
سے اس ظالم کے بچالے اُس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ
روے تصویر دلکش اُڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پانون مین رعشہ عالم یاس
بدحواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا
جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخش ہی تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران
نامی کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا تصویر چمک
چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیپور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جان
بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچاؤن
اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر چاہا کہ ہاتھ ڈالون تصویر نے
پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اُسکے جیپور
پر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیپور کی سُرخ ہوئین ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا
بیتاب ہو کر پکار اُٹھا نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کمر یار دیکھ بھال نہین
زخم کے مُنھ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہو گیا وصال نظام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہی جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہی طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلانا ہی
ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہی جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہی فرق
اُنکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا یا نتک
وصل کا آپ سے سوال نہین
ای جان جہان دای آرام

دل مشتاقان میری تجھپر جان جاتی ہی ایک نگاہ پھر اُٹھا دے آہوان چشم نے مجکو شکار کیا
دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ
شادی کرون جیپور یہ سُنکر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ
او قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ

ہین تیرا سر کاٹ لون یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہرچند
نالا کہنا جاتا ہی کہ ارے بیحیا کیا تیری شامتین آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا
ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا جیپور اپنے ہوش مین نہین ہی ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے
تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مار اکہ
جیپور کے دو ٹکڑے ہوے غصے مین تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا جیخین مار کر رونے لگا
پکار کر آواز دی کہ ای تصویر اب تجکو ضرور مٹاؤنگا تونے میرے بھائی کو میرے ہاتھ
سے قتل کرایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہی
کئی افسر مارے کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تصویر کے جاتا ہی اُدھر سے
رستم لڑتے ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر سپر روکا عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہو گیا ادہر
سے رستم نے ہاتھ مارا کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی
باغ سارا جل گیا کنیزین تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ ای نازنین تجکو
میری مدد کا کیا سبب ہوا تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہی تصویر نے شرما کے سر
جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اس وقت
جو آپ کو اس حسرت و یاس مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا اب مین پاس مواج کے جانیکے
لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب
آپ کو مناسب ہی کہ تیمور جادو قنطور کا بڑا بھائی ہی جسکی قید مین مہلال سرکش ہی
اُسکو چل کر ماریے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی اُسی کے پہلو مین رہتا ہی جسکی قید مین
ملکہ ہماے اورنگ نشین ہین چل کر اُسکو ماریے اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا
کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر مع سمک برائے رہائی مہلال
چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے ای ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ
بتا دو تو مین جا کر مہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کرون تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور
جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اُسمین گرد اُڑتی ہو گی گرداب کا عزیزدار سراب جادو کہ نہایت

ساحر زبردست ہی جب اُسکو ماروگے تب نگہبان کا مقام ملیگا سماک یہ سُنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا دیکھا کہ گرد انتہائی اُڑ رہی ہی سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہی سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ ای برادر تمھارا کیا نام ہی کہا نسے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوش خرام میرا نام ہی مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کردون طلسم کشا آتے ہین ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتون مین لگا یا باتون مین لگا کے بیہوش کیا اسکو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہی خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سماک نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ سراب مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوش خرام آیا ہی یہان بُلالو خادم آیا سماک کو بالاے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحراے سراب آباد ہی اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور و دراز طی کرنا ہو گی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سماک پایان کھینچکر سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی

نظم

رُکا ہو خنجر قاتل جبے مجھے خیال یہ ہی
تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعال یہ ہی

لبون پہ جان ہی اک دم کا او رمہمان ہی
مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی

اُڑائے طائر رنگ رُخ پریہ وبان
حضور صلِّ علےٰ آپ کا جمال یہ ہی

عیان ہی سینۂ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل مین بس حُسن کا کمال یہ ہی

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا
گیا وہ غیر کے گھر پہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سماک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خوشخرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سماک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مواج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ مین نے پایا اُستادون کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور صحبت مین بٹھائین محفل جمائین مین ساقی گری کرون سر سے شراب پلاؤن مُنہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ ای قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہی یہ کہہ کے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سماک نے کنجی لی چاہتا ہی میخانے مین جاؤن کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا ابر آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بہاری پہنے ہوے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اُترا چند کنیزین بھی بیٹھی ہین وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اُتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہربان اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکۂ آدمخوار نے کہا کہ ای فرزند اس وقت مین ہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اُسکو مین نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی مگر شاید اُسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا مین نے باعث پوچھا کہ ای ہلال سرکش قیدخانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو کیا اسنے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اُسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سمک کے اشارہ کیا
کہ یہ قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ مہلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل واکمل ہی
چند شعر جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُنیے گا نا
گیا ہی سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین
کی زیادہ گوئی ہی قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی
کسکی مجال ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہوجائے سفاکہ نے کہا کہ اے
فرزند یہ غرور دل سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی
صحراے گرداب نشان طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران
کی موقوف ہی اگر طلسم کشا قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحراے محیط مین پہونچ
لوحداران جادو خود خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے
پیش کرون اُس وقت طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے
لوح ملیگی طلسم کشا صحراے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین صرف نہو
ہر چند کہ مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین
طلسم کشا کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہوجائین گے سمک
نے یہ باتین سُنین آج کان مین نام صحراے محیط پڑا جی مین کہتا ہی کہ ای سمک اب
خدمت آقا مین یہ ذکر کر دیگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی
کہ ای فرزند غفلت کا وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو
اور ساقی گری قاصد خوشخرام کے سپرد ہی مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاکہ نے
انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین
رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اٹھالو
پھر ساقی گری کرو سمک کانپ گیا مگر مجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک
زنجیر طلائی ہاتھ مین سمک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر مُنھ پر گرا کہ رنگ و روغن

عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تونے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہو اگر مین نہ آتی تو ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہوا ہے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ فرزند خواجہ عمرو ہو عیارون مین بہتر سے بہتر ہو اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائیگا سراب جادو کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استاد کرو دار جب استاد ہونے لگین جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہو جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون اُس وقت سمک نے بیقرار ہو کر بدرگاہ رب اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز و ای بندہ نواز تیری صفت کون بیان کر سکتا ہو تو کریم و رحیم ہو نظم

زنور حق منور گشت ہر شمع
شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہی اندر راست وچپ جلوہ نمودہ
گہی شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع ایجاد نمود
گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ
گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہی از پردۂ ذات حق عیان گشت
گہی پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد
بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہو سفاکہ کہتی جاتی ہو کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا مارو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے مہلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی مہلال آئینگے تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند حبشنین گئین قفس مہلال لیکر آئین قفس سے مہلال سرکش کو نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد اسکے بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہو پکارتا ہو فرد

سلطان

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بدام شد طعنہ بر صیاد چیست + جلاد کھڑا
کہ رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوئے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی مہلال نے سر جھکایا اور
دزدیدہ نگاہ سے طرف سماک کے دیکھا کہ سماک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین
اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ
ارے ان دونون کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اُس وقت دونون بدحواس بعالم
یاس قضاے کار تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا
مین پہونچی کہ جس جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اُتار کہا کہ حضور یہان ٹھہرین مین
جاکر خبر تو لون دیکھون سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے
آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہی اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ
جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ کر کے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہولین چند عورتین
مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جائین اور طلسم کشا کو لگا کے لائین تب مین جانون کہ مین نے
کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے
سر اُڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی
تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہہ کے گولہ مارا تصویر کمسن یہ ملعونہ دنیا
جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلے بھڑکے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر
کھڑی ہوگئی اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیے خاموش ہو کر کھڑی ہوگئی تھرا رہی ہی ہونٹھ
کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا
سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی
دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم آتے ہین اور آواز دی نعرہ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم شیر دل رستم نامدار
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم قاتل کافران جہان
منم فارس عرصہ کارزار
منم نور عینین صاحبقران

سماک و مہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر سے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس دو تصویر پہ ڈالا تصویرین سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
اٹھنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سماک و مہلال کو مارا گیا سماک نے
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر کر گرے مگر سب
کنیزون نے مل کر رستم پہ حملہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پہ جا چڑھا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہی ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
زور مین یہ رستم ہی صاحب شوکت و حشم ہی کون ایسا ہی کہ جو اُسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان
ہی کہ فرنگستان مین چوٹھا لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون وار قعر ضلالت مین غرق ہی اسکی جرأت مین کیا فرق ہی خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے آتش
اگرچہ بجھ رہے لیکن رستم پہ تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہی
کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر پاش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بیحیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہہ کے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پیترہ بدل کے
ہاتھ مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سراب جادو
بود یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل
نہ تھا اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے
محیط کا نام لیا عیار بیٹھا سنا کیا اب اُسکے بعد یہی وہان لیجائیگی ہر چند کہ لوحدار ان
بڑا ساحر زبردست ہی مگر مین سحر مین بینظیر تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہی بیقرار و مضطر ہو اس زور
سے تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ
نے قریب آ کر بال پکڑے کہا تجکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اڑون اور لیکر بلند ہون
طلسم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑ دے طلسم کشا نے
لپک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا بایان ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اسنے ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے
خون کے گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن مین آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلۂ
آتش نکلین رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدمون کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ ای
شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
شکر ہی کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے
صاحبو میرا عجب حال ہی دم بھر مین ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مار لیگا پناہ نہ دیگا
مین جاتی ہون اس منفی کو قتل کرون کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنی ملکہ
ہمائے اورنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اسکو اسی
کٹے ہوئے ہاتھ سے قتل کرون یہ کہہ کے زمین پر دونون پانون مارے غرق زمین ہوئی
ایک گڑھا پڑ گیا سب کنیزین بھی اس غار مین پھاند پڑین طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ مین بھی
عقب مین سفاکہ کے اسی غار مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصے مین گئی ہی جا کر ملکہ
کو مار ڈالے مہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ ای شہریار غار مین نہ جائیے گا وہ حرامزادی
کیا قتل کر سکتی ہی غلام فوراً جاتا ہی یہ کہہ کے مہلال سرکش اڑا پرواز پیدا کر کے چلا
بعد نکل جانے کنیزون کے رستم نے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہی سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر
سمک سے فرمایا دیکھا تم نے بڑھ کر خبر لاؤ سمک بھاگا برائے خبر چلا بعد سمک کے رستم اکیلے

اُس صحراے ویران مین کھڑے ہین کہ پہلوے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تن و قوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک وچست تیغہ برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے وتلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے ساحر نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا حلال کو قیدخانے سے کیون لایا رہائی کی تدبیر آپس والون نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اس اکناف کا وہ واقف کار ہی سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بہ صحراے محیط لیجائیگا لوح کا پتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہی گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آپڑے چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر اُن ہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گر اکئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم کشا کو بچا لیتے ہین تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہی کلاہ کا عکس پڑتا ہی واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہماے اورنگ نشین کو قفس مین بند کر کے مکان تنگ و تاریک مین لٹکا کے باہر نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے کہ فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آکر پہونچین فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ ای باپ کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراپ جادو مارا گیا مین اس وقت وہان گیا تھا جہان حلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قیدخانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آکے طلسم کشا کو گھیرا فغفور دروازہ زندانخانے پر بیٹھی ہی کہ اندر سے قیدخانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صداے دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار

عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم
ہمدم و ہم مزاج لیل و نہار

ہوس مرگ وصل کی خواہش
حسرت خفتہ دولت بیدار

مبتلاے فزائش و کاہش
آخر آرام آگیا جی کو

چھوٹ کر غم چلا گیا جی کو
چشم انصاف چارہ جو باہم
دل دہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
زہرہ برجبیں کا نشان نہ رہا
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہی
چشم بد دور اُسنے کیا دیکھا
بدلہ سنجون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

رونگٹی ہائے انبساط کا جوش
کیا نگہ ہائے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آبِ وصال
مستیِ اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق وحشت و جوش جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہی
بدزبانون کے مُنھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا
اقربا کی نگاہ مہر آلود

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دمبدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان نہ رہا
اپنے وعدے پہ آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی
دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سُنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہی کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہی کہ کلیجے کو برماتی ہی ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دلدوز پرسوز ہی کہ دل بیچین ہوتا ہی کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ قید ہی کہ جسکی باتین سُنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج دشمن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پہ اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہی تو زمین تھراتی ہی فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ اے پرسان حال غریبان و اے مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لاؤتو کہنے کے نہین ہے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہرچند کہ بربادی اپنی منظور ہی مگر فہم کا سراسر قصور ہی تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہی خدا اُنکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہانتک پہونچائے ہم نوبت بجان وکارد باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی ہی چاہتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہی یہ ہجران کشیدہ بد نصیب ہی شاید جمال بمثال دیکھ لین

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جائے کہ دل ترد د منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو
کہ ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہو اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور رہ
باتین سنکر بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تو دۂ دل تیر دلدوز ہے
باتون مین کسقدر سوز ہی کچھ خدمت مجھے ارشاد ہو مین بجالاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی
تمکو ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہو سکے قفس سے نکال دو زبان سے بھی سوزن
نکالو کہ مین جا کر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اُس شہریار کو بچاؤن نہین
معلوم ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قید سے
رہا نہین کر سکتی مگر جا کے خبر لیتی ہون دیکھون جا کے کہ میرے باپ نے کیا کیا
نہایت ساحر زبردست ہی مگر یہ سُن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن وتیغزن یکہ تاز میدان
جلالت شہسوار عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہی کہ
ساٹھ ہزار جب چار طرف سے سحر کرینگے کیا گھبرائین گے لیکن مین جا کر جہانتک ہو سکیگا
بچاؤنگی یہ کہ کے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی
کہ دیکھو محبت نے اس مہجبین کا کیا حال کیا یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون
سے چلی کنیزین بازو بند و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم
نے کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار بین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہی
کہ ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کر کے ٹوٹ پڑو
کلاہ سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
بھی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پا چکا اب لوح کا ملنا باقی ہی تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کر کے رستم کو گھیرا نیزے تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہی کہ اسکو گرفتار کر لو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا اگر دلاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

ٹخنے خون کے جسم پر جمے ہوے گھنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پہ قبضہ جھپٹ
جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب
ٹوٹ پڑو طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے
اُتار لو یہی خوف ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤ گے فردًا فردًا آگے قتل ہونے سے
تو نجات پاؤ گے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار
اور آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ
ایک جوان رعنا خانۂ زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس
جرأت سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال
مصیبت ملکہ ہماے اور تاک نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو
اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور نو
سمجھا کہ طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور
پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو
گھیر کر مار لو مجکو ملکہ ہماے اور تاک نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ
کہکے دوسرا حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو
اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب کیا مین پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر مار لو
اب اسکو مہلت نہ دو یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اُسکے زخمی ہونے پر کس قدر
بیقرار ہی تڑپ تڑپ کر لڑ رہی ہی کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی
جانب پلٹے تیمور نے بڑھکر فغفور پر سحر کیا فغفور کی پشت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا
سحر تیمور کا باطل ہوا جب تیمور سحر کرتا ہی فغفور کی پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہی علمشاہ تیغہ
چمکاتے ہین ہر مرتبہ فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جن کنیزون
کو فغفور در زندانخانے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور
سفاکہ مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا

کہ تم سب سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگی مین ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجاؤ مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کردن اسی ظالم کی ذات سے متعلقین صحرائے گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے نیچے کھینچے سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست انکے سحر کو کب مانتی ہی کٹے ہوے ہاتھ کا خون لیکر پھینک مار آگ کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جل کر گرین اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہی کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبانپر جاری ہین نظم

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے

چشم کم سے خاکساری کے نہ مضمون دیکھیے
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے

کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوانو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے

سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر
ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے

دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی میرا لہو
حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے

رٹ لگی رہتی ہی تیرے نام کی وحشت مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے

اسقدر روئے ہین شوق اُس پری کے عشق مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

کہیو ناسخ کیطرف سے اُس پری کو قاصدا
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھ مین عشق تیرا اُتارے دیتی ہون میرا تو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس تو زمین پر رکھدیا نیچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے
ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤن جمال جہان آرا کو دیکھون نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق
محکم از سد سکندر گردد دیوار عشق

صورت مطلوب از خود مینماید چار سو
صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق

پیش جانان کی کند از دادن جان ہم دریغ
از زبان وقتیکہ عاشق میکند اقرار عشق

واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض
محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق

دردمند درد دل را کی شود صحت نصیب
کی رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق

ہر کسے گردن بصمصام محبت خم کند
سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق

میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا
ہر کہ بر گردن بہ بند و ہندیا زنار عشق

ملکہ دعائین مانگ رہی ہین سفاکہ نے نیچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی ہی
ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے
آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمور نے آپ کو
آداب و تسلیمات عرض کیا ہی مراد اُنکی یہ ہی کہ آپ نے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اُٹھایا
یہانتک کہ ہاتھ کٹوایا ہی لیکر ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کو بھی آئیے عاشق و معشوق
ایک ہی مقام پر قتل ہون وہان تیاری میدان خونی کی ہو گئی ہی فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی
حقیقت مین تیمور نے بڑا کام کیا پہلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چھینی زرہ
ہفت جوش کس تکلف سے اُتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے
کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجکو حکم ہوا کہ جا کر ملکہ سفاکہ کو لا
کہ اُنکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل
کوہ عجائب پر ہین روز میلہ رہتا ہی تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا
کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت بکڑلو تیمور نے آج بڑی جرأت کا
کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کرتے تھے ہر ایک کا قول
یہ تھا کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاکہ نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر بیراول مجکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیاروں کی ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سماک ہان ہان کرتا ہی کہ ملکۂ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سماک اُٹھکر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی سماک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی ہین قریب پچاس قدم کے سماک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر مارا سماک لڑکھڑاکے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا سماک نے اپنے کو دیکھا کہ بصورت اصلی ہوگیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سماک دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک کا عارض نیلا ہوگیا سماک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا ہو تو اپنا نام سماک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا مالکہ ہمارے اور تنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہی جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاکہ کے آئے کہا کہ اے ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے سماک یلداقی نے بلک کر بدرگاہ کارسے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اس آفت آسمانی سے بچا لے **نظم**

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را		سبزہ را سرسبز کردی تیز نوک خار را نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
	جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی زو داغ بلبل نالان معطر ساختی	
انقلاب دور دوران است در دست مدام شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام		ہیچکس را نیست در فرمان تو جاے کلام آب و آتش را نمودی قایم اندر یک مقام
	برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی	

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر دو دن دہر بردن
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون

صانع عالم توئی ای خالق چون وچگون
بے ستون قایم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

دہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ
پیش کش پیش جناب اہلِ عرفان کردہ

تحفۂ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

سنسکاک ہندی نظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہی عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی اپنے جی مین کہتی ہی کہ ای ہماے اورنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہی مرتے دم جمال جہان آرا ے طلسم کشا نہ دیکھا یقین ہی کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائین کہ ہماری خیر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھسے کشاکش نہین اٹھتی سفاکہ چاہتی ہی کہ جلادون کو حکم دون دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اُڑ جائین کہ زمین شق ہوئی مہلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی مہلال نے ہاتھ چمکائے کہ دونون جلادون کے سر اُڑ گئے جلادون کا مر کر گرنا تھا کہ مہلال سرکش نے سفاکہ پر گولہ مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اُس گولے کو اُلٹا پلٹایا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف سے دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رُکتی ہی مگر کچھ زور نہین چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا بس زخمی ہوتے ہی سفاکہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی چاہا کہ کارد مارون مہلال نے

فوراً تصویر کو آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہی یہ کارد جسکے سینے پر پڑیگی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رُکنے والا نہین ہی بس یہ کہکے ایک پتلی چرمی جھولی سے نکالی سامنے کردی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اُس پتلی کے پڑی مہلال نے ہاتھ سے اُس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑکر کارد پار گذری پتلی تڑپ کر اُٹھی پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی مین کنیز سامری کہلاتی ہون دیکھ عجائب وغرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہون یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی چلی مہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ ای مہلال کیا حکم ہوتا ہی اُسنے مہلال نے ہاتھ کاٹ کر خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پر پڑا امثل برق کے تڑپنے لگی مہلال نے تیغچہ ہاتھ مین دیا وہ تیغچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہرچند چاہتی ہی کہ روکون گولے پھینکتی ہی ماش کے دانے جھولی سے نکالے اور اسم سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکے مگر پتلی پر جون جون سحر ہوتا ہی اور زیادہ جوش اُسکا بڑھتا جاتا ہی تڑپ کر سفاکہ پر جا پڑی تیغچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو آگے کیا تیغچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے تیغچے کو تھام لیا لاکھ پتلی زور کرتی ہی تیغچہ سپر سے نہین چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او مہلال سرکش ہرچند کہ تو برسون خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو مین نے گرفتار کیا مہلال نے پھر اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو مین لیکر پھینکا آواز دی کہ ای کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا تیغچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہرچند کہ سفاکہ روکتی ہی مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے تیغچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے ایسا کیا کہ کئی پتلیان فولادی پتلی کے روکنے کو آئین پتلی نے اُن پتلیون کو بھی مار ڈالا لاشے اُنکے زمین پر گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہی کٹے ہوے ہاتھ کا خون پھینکتی ہی جو قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اُس چنگاری کو مُنھ مین رکھ لیتی ہی کہتی ہی کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس نے حکم دیا ہی کہ سفاکہ کا سر لاؤ مین تیرا سر لینے آئی ہون تیرے مددگار بھی تجکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے

پڑے تڑپ رہے ہین اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بُلا سفاکہ کو یاد آگیا اور پکار کر
آواز دی کہ ای فولاد مردار خوار اس پتلی کو آکے روک یہ میرا پیچھا نہین چھوڑتی صحرا سے
ایک پتلہ فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہان
جاتی ہی آگے نہ بڑھنا یہ کہہ کے سامنے آیا نیمچہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا سر پہ نیمچہ پڑا اسرا ٹا
خون کا نکلا وہ خون پتلے پہ گرا پتلہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی
کہ او سفاکہ دیکھا تو نے جو تیرا ایسا مددگار تھا اُسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ
کہہ کے قریب پہونچی سفاکہ نے چاہا کہ اپنے کو بھاگ کر بچاؤن لیکن اُس پتلی نے اسطرح گھیرا
کہ سفاکہ کسی طرف بھاگ نہ سکی پتلی نے جھپٹ کر اس طرح نیمچہ مارا کہ سفاکہ کو کچھ نہ بن پڑا
نیمچہ سر پہ لیا نیمچہ جو سر پر پڑا سفاکہ کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سفاکہ کے بڑی
آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من سفاکہ مردار خوار بود مہلال فوراً جھپٹا پتلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ
ای کنیز سامری کیا کہنا کس لطف سے سفاکہ کو مارا بھاگنے نہ دیا پتلی ہنسی کہا کہ ای افسر
یہ ملعونہ کیا ہی جس روز مقابلہ پہ ہفت پیکر کے جلوگے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوگے اور
طلسم کشا کے پاس لوح ہوگی اُس روز میری جستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر
کو دیوانہ کرتی ہون مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہی تمھاری خدمت مین حاضر رہتی ہون
جس وقت جو کام لو سر سے کرون جو حکم دو بجالاؤن مہلال سرکش نے پتلی کو جھولی مین
ڈال لیا پلٹ کے آیا آکے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہی مہلال نے کہا کہ یہ خبر مین نے پائی ہی کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہی مگر خدا
نے مدد اُنکے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنے ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیون سے برا
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہی اب ہم لوگ چلتے ہین فوراً مہلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا مہلال و ہماے اورنگ نشین و ملکہ قصویرہ دلکش و سمک بن عمرو
تخت پر مہلال سرکش کے سوار ہوے مہلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہان تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگرون سے آیا ہی اُسنے آکر آواز دی کہ ارے گھیر کے

طلسم کشا کو مار لو تیمور نے ٹیکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ
نے ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ ابتک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب
یہ آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہی اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی چپک چپک کر لڑ رہی ہی یہ سُنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حُسن ظاہری پہ مائل ہوئی باپ کی
تباہی کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر
فغفور نے کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا اور کہا کہ او
شوخ دیدہ اب اس لائق ہوئی کہ ہمپر سحر کرتی ہی زمین پہ نہین گرتی فغفور چرخ کھاکر
زمین پہ گری اور ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہی آنکھین حسرت آلود
کھلی ہوئی ہین طلسم کشا سے جو نگاہ ملگئی اشارون مین کہ رہی ہی کہ ای شہریار کنیز اب
رخصت ہوتی ہی سحر نے بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پہ گری اُٹھ نہین سکتی
کنیز تک تشریف لائیے طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون
فغفور کو اُٹھاؤن لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوے کھڑے ہین جہان ایک کو
قتل کیا دس وہان آکے کھڑے ہو گئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین
کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت وحشم شیرانہ لڑ رہے ہین
جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ
خالی نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھبراتے ہین بلور
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوے پہونچا چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون فغفور نے اُس وقت
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے افسوس ہی کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے آسمان
سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم مہلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ ہماے
اور نگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویرہ دلکش تینون نے مل کر سحر کیا

جہلال سرکش کا گولہ بیچ مین آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور کا اگ بھالا تیغہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونون نے مل کر جو سحر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولون کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھین سرخ ہوگئین رنگ رو متغیر متردد و متحیر یکایک بیقرار ہو کر پکار اٹھا قطعہ

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین / منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین / کچھ سواے خاکساری آب اور گل مین نہین
چشم و ابرو گوش و بینی ہین نہ غنچہ سا دہن / مطلقا تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال / جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
کیون نہ بھٹکین وادیِ الفت مین ہم غربت زدے / میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام / نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
بیحجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین / دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
موج سے دست و گریبان ہوتے دریا مین ڈھونڈھ / گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین
بعد مردن لاش اُس کوچے مین گڑ جائے مری / آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل مین نہین
اُسکو گردن مین پہن کر کب گلے میرے ملا / سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
شکوۂ بُعدِ مسافت اتنا سالک کیا ضرور / نابلد ہی راہ سے تو پھیر منزل مین نہین
ساربان ملتا نہین دے کون مجنون کو جواب / لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل مین نہین
شکر اللہ جذب الفت نے کیا انکو مقرب / وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین
کسکے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون / ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جہلال زمین پر اتر آئے ملکہ ہما نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے مگر ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اُس سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ ای ملکہ عالم

آپ نے عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہماے اورنگ نشین نے کہا کہ دیکھو اُس بیحیا کا کیا حال ہی دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہی اب مین اُسکو حکم دیتی ہون غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار کرو میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر نے سر اُٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہی کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہی کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اُسکا لاکر سامنے ملکہ کے پیش کش کردن میرے دل کو آرام نہین سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہوکر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکہ عالم کا حکم ہی سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر قلم کردن تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی مجھسے زبان لڑاتا ہی دیکھو کس آزادی سے آتا ہی افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہی کہ یارو مجھکو نہ روکو معشوق کا حکم بجالاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اُسکو صحرائے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہی بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہی تیمور اور بلور نے گھیرا ہی مگر طلسم کشا ایسا جری دبہادر ہی کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسی کے روکے نہین رُکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسکو طرۂ بیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سُنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگائے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا ایک ایک اُنمین تو ہی تن و قوی ہی ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ مین جا کر طلسم کشا سے لڑون

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا گرگدن پر سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا بڑا
دعوی ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سرفتنہ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان کیے
پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہین ہوا لیکن کوئی
پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہین پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اس طرح رستم نہ مشہور ہوے
مین جا کے آج سمجھا دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت گرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین غیور پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور شہ
زور و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا رستم
شیرانہ لڑ رہے ہین فغفور و مہلال و تصویر چپاک چماک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے ساحرون
کو مار ا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا مین بہت
مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہی یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے سو سو پچاس
پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو ٹوکا زیر کرکے اپنا شاگرد کیا
آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار بہ سائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی
سے نہین ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کرکے تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون
قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو زیر کرکے
بھیجا ہی آواز شہ زور کی سُنکر رستم تلوار پکڑکے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے گرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہوکر
نیزہ ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان و ای فرزند صاحبقران اب
میرے مقابلے مین آئیے تیغہ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جھکایا
باگ پھیر کر سامنے شہ زور کے آئے نگاور زن ہوے پانچ قدم گرگدن شہ زور کا
پیچھے ہٹا تین قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس نگاور پر

ناز نہ کرنا گردن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای
پہلوان دوران تمکو اسکا خیال ہی مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے بہت
غرور زیبندہ نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی الانسان ضعیف البنیان
کس بھروسے پر گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال
معلوم ہوگا شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے
بڑے ملکون پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کر لو بعد اُسکے
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور
نہین اگر تمھارے سردار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ سنکر شہ زور
ہنسا خبردار خبردار کہہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو
اُٹھا لونگا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا
لشکر و لشکر تیمور دنگ و حیران ہی لشت رستم پر مہلال سرگش و ملکہ فغفور و تصویر دلکش
وہمارے اور رنگ نشین دسمک بن عمرو عیار یہ چند کس آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین
جنگ رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پھر بھر کامل
نیزہ چلا ئین سی ساٹھ طعنین ردوبدل ہوئین اب آپسمین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین
رستم نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سُست ہی
مرکب ہمارا چالاک و چست ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہ کے نیزہ شہ زور کا گانٹھا اور
مرکب کو اُڑا کے تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل نیر شہاب آسمان پر
چمکا اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا شہ زور بہت
جھلا یا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگردار جوہردار بنیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوئے

مرکب دگر گدن سے کود ے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ اے رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کہو مکر بچو گے تلوار کہین قبضے سے مردون کے نکلتی ہی یہ کہہ کے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہی اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہی پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کرون مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارو زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ اے رستم شاباش ہی خوب مجھسے لڑے اس دو پہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہی کل پہر تمہارے اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ اے شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زبر کرینگے یا زیر ہو جائین گے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون کو رات کا دن کرتے کیا دیر لگتی ہی یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی کرو لڑائی الجھ گئی عہلال سرکش نے بڑھ کر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے ایک طرف سے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا طلازمان شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہ

جھاڑ معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین قفلے بندھے از بیخ تا سر
نخل اسی طور سکا انتظام تھا جب روشنی ہوچکی تو رستم نے کہا کہ ای شہ زور اب وقت جنگ ہی
اب کہا درنگ ہی شہ زور بھی بہ مجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہ رہا ہی کہ بڑے
ظالم سے مقابلہ پڑا ہی دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کُل فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق
کسی مقام پہ کمی نہین کرتا کُل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین ماہ منیر ہی اگر قدرت
مدد کرین تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو مصروف کارزار ہوا ایک طور پہ کشتی ہونے لگی
چار پہر رات ایک طور پہ کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے ہین دو دو
کوس ہی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہی پہر دن ہانپتا ہی چہرے کی یہ کیفیت ہی کہ ماتھا خون
سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہی دو پہر ڈھلتے رستم شہ زور
کو ریل کرکے دو ڈھے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پہ لاکے ہکہ مارا دونون گھٹنے شہ زور
کے آغشتہ بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرے رستم نے دونون ہاتھ ستون جیسے
کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو
اُٹھا لیا لینا کہہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چرخ دے کر زمین پہ مارا سمک نے
دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور
نے آکے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہوجاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے لاشے
پڑے ہین تلوار چل رہی ہی آخر جھلال سرکش گولہ پکڑ کے جا پڑا اجھپٹ کر گولہ مارا گئی سی
ہوا اُن کے سر پھٹے ملکہ ہماے اورنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی
آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہ زور سے کہا
کہ کیون ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اگر کچھ زور مین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

کہ

نکال لو مین پھر تمسے برائے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہر یار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپ کی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ
یارو خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوئے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور وشور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اُسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ وناچخ لیکر
جا پڑے مہلال سرکش نے بڑھکر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن
رستم لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او سیحا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر جبک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوئے تیمور کے مرتے ہی آندھی
سیاہ چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم
نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی مہلال سرکش وتصویر دلکش وہمائے
اورنگ نشین وسمک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوئے شہ زور بعہدہ رفاقت
ساتھ ہی مقام صدر پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہمائے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب
تمہارے مان باپ کو پہونچینگی یقین ہی کہ سامان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعۂ گرداب نشان پر
جائین ہمائے نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا مگر
یہ خبرین بھی اُسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے مہلال نے کہا کہ غلام اثالہ بارگاہ
کا لیکر بڑھتا ہی آپ وقت پر آئیے گا شب بھر بھی صلاحین رہین بوقت سحر مہلال سرکش
اثالہ بارگاہ کا لیکر طرف صحرائے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی
کوچ کیا عقب مین مہلال کے رستم چلے سمک بن عمرو ساتھ ہی مگر حال نکبت مآل گرداب جادو

وہ مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان مین بیٹھا ہی زروجبر سے کہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہماے اور ناگ نشین رہائی پائے اگر جلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے پے در پے فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کر ہمت مضبوط باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطک مار کر انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ ای مواج سمندر نشین رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُسکے ساتھ والے بھی رہا ہوے اب جلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپکے قلعے پر آتا ہی یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیر دن دل نہین مانتا اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

تجمل مجھکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا — چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے — ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے — لکھا ہی مین نے کچھ حال دل کی بیقراری کا
ارادہ ہی فلک سے لیجے مہر و ماہ کے ساغر — نہایت اوج پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا
جہان مین ہی ترا حُسن خداداد ای صنم ایسا — کہ یہان فخر کرتی ہین تری خدمتگزاری کا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین — بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا
تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر بیدردن کو — مرے دلسے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالب دیدار مرتا ہی — ذرا صورت دکھا جا وقت ہی اب دم شماری کا
برہنہ دخت رز کو حضرت زاہد اگر دیکھین — اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمین بولی جو بعد دفن مین تربت مین گھبرایا — کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ ای سطوت — جوانی مین بہت مشکل ہی چھٹنا بادہ خواری کا

مصاحبون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم مواج کو پیغام دینگے وہ جبرائیلی کو اپنی آپ کے سپرد کردینگے منقار کہتا ہی کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کو اپنے پہلو مین دیکھون مین نہایت پریشان ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا عرض کی کہ مہلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آتا ہی عقب مین رستم مع ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کے آتے ہین نام معشوقہ کا سنکر منقار اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہو مہلال کو قتل کردونگا ہمائے اور رنگ نشین پر قبضہ کرونگا یہ کہہ کے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر چلا یہان مہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ منقار ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے آکر پہونچا مہلال سمجھا کہ مجھسے مقابلے کو آیا ہی ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہی پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا مہلال جاکر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہی کل طبل جنگی بجوائیگا مہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا بہ ارادہ شبخون چلا آکے لشکر پر مہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہین طنابین خیمون کی کاٹ دین بازارین پامال کرتا ہوا قریب خیمہ مہلال پہونچا مہلال کو ہرکارون نے خبر دی کہ منقار برائے شبخون آیا ہی مہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہی خیمے گر رہے ہین منقار لڑتا ہوا آتا ہی مہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا منقار نے گولہ کاٹا گولہ جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا بلند ہونے لگی مہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار مین تہلکہ پڑ گیا ہر طرف مہلال دوڑتا پھرتا ہی لشکر پر منقار کے گھیرا ڈالدیا جب گولہ مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے منقار چاہتا ہی کہ مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن مہلال نے گھیر لیا ہی رات بھر یون ہی

تلوار چلی منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی یہی قصہ ہی کہ منقار کو مار لون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا اسے گرد اڑتی دیکھا کہ رستم پیلتن مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے مہلال کو جو لڑتے دیکھا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم صف شکن تیغزن پہلوان — منم نور عینین صاحبقران

ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بڑھکر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوے جھولی سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے منہ پھولونکا برسنے لگا منقار نے اُٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد — سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا — پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر — شرط کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد
کفِ افسوس ملا کرتے ہین اس رنگ سے وہ — اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور — پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیان ہجر مین تیرے جو اُٹھائین مین نے — دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا — نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے بےخوف پھرا کرتے ہین — نہ رہی اُنکو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی مجھکو جو معشوق سے اک دن راحت — کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
مجھسا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو — ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد
مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے — خاک اُڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق مین الفت کا مزا — اُڑ رہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا	میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت	نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھین سُرخ گریبان پھاڑکر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہاکہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ ہماے اورنگ نشین نے کہاکہ ای منقار شیر امدعا کیا ہی کیا چاہتا ہی منقار نے کہاکہ تمھارے گُل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہی کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زمانۂ فراق مین ہلاک ہوجاؤن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمایئے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھایئے ملکہ نے کہاکہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کتنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمپر حاکم ہی اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعۂ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہانتے سر لیکے بخیر و خوبی پلٹو بھوتری پھرجائے بس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سُنکر منقار چہکارے بھرنے لگا کہتا تھا کیا ساعت سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی مین ابھی جاتا ہون جاکر مواج دگرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہی فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہی یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہاکہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دوسو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل بکمیدان ورسالہ دار فوج سے نکل آئے کہاکہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجالائین گے سر اُس نابکار کا لائین گے وہ سو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہاکہ حضور منقار آتش ریز مع دوسو سرداروں کے سحر کامل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہی رعیت شاہی کو

قتل کر رہا ہی منھ سے نہین بولتا آنکھین سُرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیان دیتا ہی
کہہ رہا ہی کہ مواج و گرداب کہان ہین یہ سُنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے غصے
مین اُٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے مین گھس آیا دیکھو جا کے کیا
حال کرتا ہون مثتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار مبہوت لب پر
مُہر سکوت تیغہ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہی کہ مواج کس
مقام پہ ہی سامنے نہین آتا قصر مین گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونون
گنہگار ہین مواج نے للکارا کہ او منقار کیون دیوانہ ہوا ہی تونے ہزار ہا بے گناہ قتل کیے
زبان کو نہین روکتا یہ کہہ کے مواج نے گولہ مارا گولہ گرداِن دوسی کے پھر اسب پر سایہ ڈالا
دیکھا سب نے کہ منقار تلوار نیام مین کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا کہا
کہ اے مواج مین اپنے ہوش مین نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہماے اور رنگ نشین طلسم کشا کے
ساتھ ہی اُسنے مجھپر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ مین آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤن جا کے
ہماے اور رنگ نشین کو پکڑ لاؤن یا طلسم کشا کو سزا دون مواج نے کہا کہ اے منقار
تم نہ جاؤ نہین معلوم تمھارا کیا حال کرینگی ایکی مرتبہ زندہ نہ پلٹو گے یہ کہہ کے منقار کو اپنے
ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون فوراً قتل کرونگا سحر
خدمت مین خداوندی روانہ کرونگا یہ کہہ کے مکان سحر مین گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا
پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا دور سے
بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پہ بیٹھے ہین
جملہ سردار اپنے اپنے ڈنگلون پر بیٹھے ہین مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا خاصہ نوش کر کے براے آرام چلے مواج ایک گوشے مین آیا نقب سحر کھودنے
مین مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب مین چاند اکھرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا مین
توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہین سرھانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ
رکھی ہی زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر اسنے اول تیغہ و کلاہ اُٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے مین
طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی مین زرہ اُتار نہ سکا بغچہ کمر مین دیا اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اُسی نقب مین پھاند انقب کو طی کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اُٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا پھر نقب کا دیکھا بدحواس ہو گیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور برسر طلایہ ہی سمک کو دیکھکر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون اسے شہ زور بڑا غضب ہوا کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ ای مہتر والا گُہر یہ کام مواج کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہی آکر آقا کو لے گیا یہ سنکر سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہ کے سمک بھاگا تلاش مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہی جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اُترا پانی پیا ہاتھ مُنھ دھویا دیکھا کہ رات کا وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اُٹھتے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھدیا طائرون کی آواز بن سُن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام صحرا باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی جائین اگر تمکو پا جائین گے توبوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوے نتھ ناک مین گھبرائی ہوئی آئی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمھارے مشتاق ہو رہے ہین سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہین خالی نہ پلٹین گے طلسم کشا کو لیکر آئین گے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہ ہو کہ یہاں طلسم کشا
آجائیں مہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر
اُدھر آئے مین لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی
بارگاہ سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو مین لشکر کشی کر کے جاؤن وہ گیسو بریدہ سب
زیادہ بیقرار ہی یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوے چاہتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہان جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر مین چلو مین دوسر
جنگل کو طی کر کے آتی ہون مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل ہو
مواج نے ذرا مُنھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ پھیرا
ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا کہان جاتا ہی ارے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہین سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اُڑ گیا جھٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونون کو گرفتار کر کے لے چلا سمک کو
بیدل پیچا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے ہی یہان گرداب جادو بعد جانے شوہر کے
بیتاب و بیقرار اپنے لشکر مین پھر رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہین طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہی سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یکہ و تنہا گئے ہین خداوند
ہفت پیکر اُنکو بچائین کہ یکایک سمک سے باتین کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کسے لائے مواج نے پکار کر آواز دی کہ اے
صاحب مبارک ہو کہ مین طلسم کشا کو لایا رادہ مین اس مکار نے تمھاری صورت پر عیاری کی
مگر مین نے پہچان لیا دونون گرفتار ہوے جلد میدان خونی کی تیاری کرو کہ ان دونون کو
قتل کرون تو دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے
اُٹھے دار مین استادہ ہوے لگین جلاد و تیغ زن لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ لاؤ طلسم کشا
کو قتل کرین مواج نے اُسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہی
دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم مین بسرت زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضہ مین مواج کے ہی
مواج تیغہ ہاتھ مین لیے جلادون سے کہہ رہا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہے سمک دعائین مانگ رہا ہے کہ اے کارساز و اے بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہین اگر تجھکو منظور ہے تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہے بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہے عرض کرتا ہے کہ اے خالق حقیقی و اے رب تحقیقی رحم کر دے نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک — خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک — شد چو از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہم صورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر — جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ اندر بحر و بر گہ در میان خشک و تر — گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ — گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ — گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار — ہر کہ ادنی پایہ دارد پائے نخوت استوار
ہر کہ شد حاصل غرورش باوجود انکسار — ہر چہ طاقت می برد تا اوج گردون این غبار
ہر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سمک بلک بلک کر دعائین کر رہا ہے رات کم باقی ہے سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوئے میدان چرخ نیلی مین آکر آمادۂ قتل ہوا یہان میدان خونی تیار ہوا اور ہین استادہ ہوئین جلاد شلنگین لگانے لگے چاہتے ہین مواج حکم دے تو رستم کو قتل کرین مواج حکم دے رہا ہے کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے مواج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہے قتل کرنا ہمارا کام ہے جلا تا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے مواج نے حکم دیا کہ مین نے ہزار حکمونکا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوئے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہے کہ خنجر مارون سمک کلیجہ پکڑے رو رہا ہے جلاد خنجر کھینچے ہوئے جھپٹا چاہا کہ خنجر مارون کہ ایک

بگولا آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیون اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہین اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گرداب نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہین آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہین ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائین گے اگر کسی کے سحر کے ہین تو قایم رہین گے مواج نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ایک طائر الٹ گیا دیکھا کہ ملکہ ہمائے اور رنگ نشین بصورت طائر ٹھہرا رہی تھی منقار پہلو مین مواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو جو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہی نظم

کس طرح شکر کرون تن مین نہین جان قاتل — میرے سر پہ ہو تری تیغ کا احسان قاتل
دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل — میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل
بلبل جان کا نکلنا ہی تھا بہت مشکل — ہین گل زخم کہ پھولا ہی گلستان قاتل
وار ہنس ہنس کے لگائے ہین جو مجکو تونے — ہر گل زخم ہی تن پہ گل خندان قاتل
دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال — تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل
یہ جہان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا — دیدہ زخم رہین گے مرے گریان قاتل
مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون رہون حشر تلک — دے اگر بہر کفن تیغ کا دامان قاتل
بعد میرے جو سے گا نہ جفائین قاتل — قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل
اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن — آرزو بھی ہی یہی اور یہی ارمان قاتل
سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو — دل کی کیا اصل ہی حاضر ہی مری جان قاتل
ہو اجازت تو گلے اسکو لگاؤن مین ابھی — ہی تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل
بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بعد ای سطوت — خوب دیکھا کیا ہر دن تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کے دوڑا کہ جھلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اُٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا رستم کو
ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ رستم بن صاحبقران

که بر تخت فرزوق افگنده شور | یل نامور رستم پهلوان | عملتاه رومی شه فیل زور
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زگاو زمین بیخ و بن برکنم | منم نور عینین صاحبقران

ایک طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چاروں سرداروں نے زمین ہلادی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہی رستم لڑائی مین مصروف ہین سماک نے اُسکو ہی حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہ ہاے آتش گرے سودوسی جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوے پہونچے گرداب نے نیمچہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر اپنے کو زمین پہ گرایا چاہا کہ ہوتے آئے اُڑ جاؤن کہ مہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر اپنے کو گرادیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر مہلال کے آبلے پڑ گئے اُف کرکے گرداب کو چھوڑ دیا گرداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پہ آکر ملکہ ہما نے گولہ مارا پشت پر گرداب کے بڑا منھ کے بھل گرداب زمین پر گرا گولے نے پشت کو نہ توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا گرداب کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آوازین گیرودار کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی میرا نام من گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سُنی مُنھ اپنا پیٹ لیا صاحبون سے دیکھ کر آواز دی سوائے تیغہ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص یہاں کی مالک تھی اُسی کے نام سے یہ صحرا میان کا آباد تھا آج صحراے گرداب نشان ویران ہو گیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ مہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہما نے پشت پہ آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغہ ہفت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ مہلال کو مار ڈالونگا نہ جسے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے افسوس کرین یہ کہہ کے مہلال کو للکارا مہلال رُکا مواج نے گولہ مارا مہلال سرکش نے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف مہلال کے پلٹا مہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
خون پتلے کے سامنے کیا خون پیکر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہان آتا ہی مہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا مہلال نے خون چلو مین
لیکر اُسپر پھینکا کئی مرتبہ مہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو رد کر دیتا ہی پانچوین مرتبہ
پتلہ طرف مہلال کے چلا اب مہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے تھے
دیکھا کہ مہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی پنجہ کھینچے ہوے عقب مین مہلال
کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون مہلال خیر تو ہی مہلال نے عرض کی کہ ای شہریار
مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اکی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان
ہی سوائے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے
بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگے گون
رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے پنجہ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا مہلال نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالدیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اٹھا کہ ای مواج مجکو ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اٹھالون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالون
کہ رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے
مواج متغیر ہو گیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میرے
قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا
یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو
شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے
سے لڑتی ہوئی ملکہ ہماے اورنگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھکر جل گیا سوچا کہ یہی
ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ
وای گیسو بریدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا مان کو قتل کرایا اب
صرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہمائے اورنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کرده ہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر کشائے پر ملکہ ہما کے پڑا کہ شانہ شانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب کنیز کی یہ کیفیت ہی دراصل یہ صورت ہی نظم

صدمہ یہ اُنکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا
گر پائمال نازمرا دل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
روز فراق آکے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہی اُنکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
کیا بات ہی نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملاپ کی
گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اُسنے تو میرے قلب وجگر دونون لے لیے
اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپ کے تو بہت سے ہین شہر مین
اک مین اسیر طوق وسلاسل ہوا تو کیا
سطوت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی
رنج اُسنے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے اڑتے ہوے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغہ ہفت جوہر چمکا کر سحر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای جوان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہی آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ای افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہی یہ میری بیٹی ہی لیکن اسنے مان کو قتل کر دیا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لاتب جاکے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہی مہلال سے اشارہ کیا کہا ہین ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مہلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کا کا مجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہی وہ مواج کی بیٹی ہی یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہی زنگی سینہ سپر کر دیتا ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرتا ہی اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے مہلال کے پہنچ گیا مہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
کہ ملکہ ہمانے پیچھے سے سحر کر کے نیچے زنگی پر مارا لیکن تاثیر نہ ہوئی جو تھی ضرب مین نیچہ ٹوٹ گیا
اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہمامے اور رنگ نشین
کو قتل کیا چاہتا ہی اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہی زنگی مثل شعلۂ جوالہ دوڑا ہوا جاتا ہی
چاہتا ہی کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر نکالا نشتر زبان
ہمارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پر پھینک مارے
زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا ساتھ والون
سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہین کس طرح اپنی
جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہمامے اور رنگ نشین کو بچا لیا
اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہی یہ کہکر طرف
مہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ مہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی کہ ای
شہریار غلام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا
طلسم کشانے جو مہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ او
نامرد خبردار مہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہی اُس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دوہتھڑ زمین پر مارا
کہ ہمامے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دوہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و مہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیا
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہی کہ ان چارون کے سر کاٹ لون اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے
آتے تھے چاہا کہ مہلال کا ہاتھ تھامون اُدھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ ای شہریار
چارون ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے ابکی
مواج قتل کیا چاہتا ہی رستم نے جو کنیزون کی یہ آواز سنی بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو
زمین پر ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
کرکے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اُتارین جب تک کمان کاندھے سے
اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون
سردارون کے قریب آکے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون
پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہی کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعۂ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہی کیا عجب
ہی کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر
مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور کے
لیجانے کا اس درجہ قلق ہی کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی خاصہ
بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تصویر
دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک براے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے موجود
ہی حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہی کبھی زیر پلنگ چھپتا ہی کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب حال
مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے
قلعہ ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے
اسی طرف آتا ہی نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو
اسکو لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سُنی ہی مواج گھبرایا ہوا تھا
مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا
حال بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل
قلعہ شریک رستم ہوے مین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو مین
عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہو چکی تھین کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کہ
طلسم کشا کے ساتھ ہین اُنکو بیکار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرلونگا نہنگ نے
یہ حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی
جان دی تم قلعہ مین بیٹھو آرام کرو مین جاکر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے
بیزار ہوا گر ہاتھ پڑگیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش و خروش اُڑتا ہوا طرف
لشکر طلسم کشا کے چلا آکے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلائے پر دیکھا کہ ایک نازنین
پری پیکر سیمبر رشک قمر ٹہل رہی ہی نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اُٹھا لایا زبان
مین سوزن دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اُترا خیمہ مہلال دریافت کیا نقب کھودکے
خیمہ مہلال مین پہونچا مہلال کو بھی سحر کرکے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھادیا
پھر لشکر مین آیا ہما سے اورنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ
ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہی تڑپ کر اُٹھی نہنگ نے
منھ سے حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی
نہنگ دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویریہ مین آیا تصویریہ کو بھی بیہوش
کرکے اُٹھا لایا جب ان چارون ساحرون کو لاچکا تب ابر سحر بنایا اُسکو لشکر طلسم کشا پر
برسانے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا یکایک ہلچل ہوا اسماک قریب طلسم کشا تھا اُسنے
جھٹ طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلین دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہی پانی برس رہا
ہی جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزارون بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین علمشاہ باہر نکلے
دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہی یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف
گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ رہے ہین
رستم نے پڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہوئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر برقرار ہا ہی برف

نہین برستی جی مین کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھنڈا کرون یہ کیا
سبب ہی کہ ابر ٹھہرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر
کی شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چندکس ہوشیار ہین سمک
سائے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر
برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی
سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی تہنگ نے فوراً
جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر لشکر
سے غائب ہوے تہنگ دریانوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھ گیا طلسم کشا
سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم کشا نے
دیکھا کہ چندکس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے
پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ہاے ابر آتے ہین رستم سے
کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا
کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ چارون
ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی سمک نے آکر
سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کسپر سحر کر رہے ہین تہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور
کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو آکر خبر دی
کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور براے بربادی
لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جا کر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا تہنگ نے
کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لون
سمک نے کہا کہ آپنے ان چارون سحرا کو خوب گرفتار کیا ہی مددگار لشکر اسلام ہین
انھون نے طلسم کشا کو رہبری کر کے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی مہراج
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم
آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرلین نام شراب کا سُنکر تہنگ ہنسا کہا ای بھولا الاکھ

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیاریون کے حیلے نکالے
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ جس وقت تم بالاے
کوہ جاؤگے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا
ہی سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سمک اُٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرلون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ
کہکے چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا مہلال سرکش نے
دیکھا کہ سمک گرفتار بیٹھا ہی نہنگ قصد کر رہا ہی کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون
قضارے کار یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم نیسان جادو سنگین فغفور کا کہ نسبت
اسکی قرار پاچکی ہی بھونری پھرنا باقی ہی اپنے قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ تیمور جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہی کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہی نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور
پر آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے
برف برس رہی ہی کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہوا بالاے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہی نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام تیغ کھینچے سر پر کھڑا ہی چاہتا ہی فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہی کہ شاید ساحر عاشق ہوکر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہی کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اس نے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہی
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا نیسان
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جبتک فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور چونک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن غیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

ایک ڈھب پر نہین رہتا ترا تمہارا مزاج	ہی طبیعت متلون تو ہی عجب مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم	گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب	جسم ہی زار و ضعیف او رہی بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ ای ہمدم	ایکبارگی جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن پھول سا منہ گل سا بدن	خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین یہان	ایک دن مین مرا بگڑا بنا سو بار مزاج
فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا	کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا	کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او غیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی غیسان شہناگ پر سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ شہناگ بلا کا ساحر ہوا سپر سحر تاثیر نہین کرتا جیتک مہلال کی زبان سے سوزن نکالی مہلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہمارے او رنگ نشین کی زبان سے سوزن نکال ہملے اُٹھتے اُٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا شہناگ پھینچ مارا شہناگ کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سائے مین کھڑا تھا ملکہ ہما نے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج شہناگ کو ایک غزل صاف صاف سنادے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی چہرۂ انور بہار صبح	کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سنرکی نہ زلف اُس رخ انور سے زینہار	یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسار ۂ حسین کے جو عاشق ہین آپ کے	کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہو خدا سے ہمین شفا	دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ جو اشعار اُس طائر نے پڑھے شہناگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کردون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامور کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھکر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتار اُسکے گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا مہلال سرکش برابر ملکہ ہماے اور رنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہوے قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای نہنگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی کو رہا کرتا ہی دیکھ یہ برائی ہی نہنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہی تیرے قتل کی یہ تدبیر ہی مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہلِ قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہی عاجز کردیا ہی کہ مہلال سرکش آکر پہونچا مہلال نے بڑھکر نہنگ پر سینہ سپر کردیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما و فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسادی ہما نے گجر اچھینکا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کسکے سحر کو روکے آخر سینہ نشانہ آگے کردیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے چمکی ہما نے جو گجر امارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھین سُرخ ہوگئین مبہوت ہوکر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو مُنہ سے کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہی نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پہ	صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پہ
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین	لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پہ

حال کھلتا ہی مرد نیک کا وقت بد مین — جوہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر
نہ مٹیگا وہ سمجھ لے اُسے پتھر کی لکیر — جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ — دھیان کرنا نہ سری بے سر و سامانی پر
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا — موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند — ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سُنے مہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای مہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے یہ ورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی ممانعت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عذر نہ کرو ادہر ہماے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہی روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین مہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہہ کے گولہ مارا ملکہ ہمانے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہی سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم بر پتلے پتلے ہونٹھ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل و غنچے دہانکے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اُس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جاکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ مہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جا کر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شفتل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نبکو میرے ساتھ باغ مین
چلو تو بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھکر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سر سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہون کہ تو مجھپر مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹکر گرا مواج جھککر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا نکلا
مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ
کرتا ہوا قریب اُس جھیل کے پہونچا جھککر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ اے بھائی آؤ تمکو کسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھم سے پھاند پڑا غرق دریاے
لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا بعد
عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ
سب سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر
قبضہ کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان
قلعہ جات کو لیکر خدمت رستم مین آئے مہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے
چلیے سماک نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر
فتاحی طلسم اصلی ہی تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ
کئی مہینے سے صحراے گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ
گرداب نشان پر ٹھہر و بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعہ گرداب نشان پر
مقیم ہین کہ انکا حال وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ
گرداب نشان پر آکر ٹھہرے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور رہی

دکلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کوچ کرنا قلعہ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پہ و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ گیسو کی صورت پریشان ہین
کہ دیوانہ وار وہ پریشان رہا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوا کوہ کن نام مشہور ہے
اٹھائے محبت مین کیا کیا ستم
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
لکھون کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
یہ گلچین کو دعوی ہے با صد خوشی
یہ کرتے ہین رو رو کے باہم سخن
نہال مضامین نہ پایا گیا
دکھائے فلک نے ہمین کیا ستم
بہار گلستان کی خواہش رہی
وہین بلبلین ہون کرین جبکہ غور
قلم حال الفت بہت طول ہے
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا
ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان
یہی عشق و الفت کا مذکور ہے
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
چمن اسکے برباد ہین سربسر
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
کہ کس باغ مین ہے ہمارا گذر
کہ اس باغ کا آج سا یا گیا
تڑپتے ہین اس باغ مین بار بار
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
کرو جلد اس راہ آفت کو طے

عجب عشق و الفت کے سامان ہین
دکھائے یہ الفت نے رنج و تعب
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جان
ہوئے سختی عشق مین رنج و غم
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
کہ صیاد ہین یان کے بیداد گر
ہر اک جا پہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
عوض پھول کے خار ہین سربسر
ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
کہ دیکھین بہار گلستان کا طور
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ
لکھو داستان جلالت نشان

پھر وہ راقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین شعر مرصع خیال فصاحت ادا چنین می نگارد کہ بہ لطف و عطاء سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام وہ بندون کو فتح کرتے ہوئے قلعہ لالہ زار پہ پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین سریر جہانبانی پہ جلوہ فرما ہین

گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے خبر پائی ہی کہ ایرج و نور الدہر آپس مین ہمچشمی کرکے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت ہی کہ اُسمین قید ہوے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لاے کھڑے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے آکر پہونچا سردارون مین مقصود کوہ پیکر و نعمان مردم و روہیکلان خود سر مع پانچہزار فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوے اِن سب نے کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہوگئے اُنکی رہائی کی تدبیر و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اِس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہی فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہی کہ اِن دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا غلام آگے بڑہکے تدبیر کرتا ہی آپکے اقبال سے دونون شیرون کو رہا کرکے لاتا ہی وہ بھی دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک اہل اسلام کے قبضے مین آچکے گروہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک طرف روانہ ہوگیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور آپکے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف کوہ مقناطیس کے لیجاے مشکبار جادوگر عاشق جمال بیمثال ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی لیکن فیروزہ بن عمرو تیسوین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہی چشمہ اے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی اِسنے جو صحرا کو دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شجرفی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت مین کمال کے بیٹھا آسن مارکر

یہ غزل عاشقانہ گانے لگا **نظم**

سر سبز ہین نسرین وگل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک

رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تا کفن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہو نہ تمھارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

موزون نہین کرتے ہین جو مضمون ہین کو
سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی اُلفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اُس رخ کے شب روز
خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک

ای رند محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین مچا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سُنی آشیانون سے سر نکال دیے گانا سُن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چرند ہا ہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہین فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضاے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرین فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگل گا رہا ہی کہ دل بےچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر مگر نہایت حسین و جمیل بین کو گود مین لیے ہوئے تانے مار رہا ہی حیوان صحرا و طائران ہوا بلطف سُن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرا دیا دیر تک گانا سُنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیچلو اپنے باغ مین اسکا گانا سُنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اُٹھا کے تخت پر ڈالا اُسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو

اُتارا کنیزون سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہ ہو ہمارا منظور نظر ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گیئن فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبیان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ دم بدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائنگی اُسوقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائنگی میرا کام جو گانا بجانا ہی وہ اُنکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتونسے مجھے کیا کام ہی باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے کہا یہ گائن ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اُسکو بیہوش کیا اسکو توکرتا رے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب فرمائین شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اُس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین اُس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

اُلفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دیکے سنو جو لینے جی کی
مسرور ہی سینہ کوبی مین دل
اب لے لے مزہ تو عاشقی کی
رونے پہ مرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہی پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بلائیان کین
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس ہنس لیجیے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہی زیبا
تقصیر یہی تو وا قعی کی
آنکھین لڑین تجسے مین ہوا قتل
اسنتا نہین رندہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بُری کی
اُلفت پہ تیری خاتمہ ہی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
بے یار ہی دل کباب ساقی
اِن تُرکون نے جنگ زرگری کی

اِس اِس طرح اِس غزل کو گایا اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہوگئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
ای گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا
تم لوگون نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہو جاتین مین آج پھر
صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجاے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیچلیے مین اُسے تلاش کرونگی اب
دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و بحشمت جمشیدی
تاج شہریاری بر سر چارقب شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے
پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے بحسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین
سامعین موتی رولتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب اب جو
منقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگئی کہا کہ گلرنگ تونے اس
شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہرادہ پھول کس باغ کا ہی شوکت و لیاقت مثل جاکران کمترین ہمراہ
ہین دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہو گریبان چاک
کرون خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی **نظم**

گُل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے	دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے	منھ کے منھ پر ہوائیان چھوٹین
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے	تو لٹا تیغ کا عبث ہر بار	جو لگا نا ہوا لگا بیٹھے
ہم وہ قسمت فقیر ہو جاؤن	میرے سر پر اگر ہما بیٹھے	رکھدیا سر کو پاے قاتل پر
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے	جذبۂ دل نے کیا کھینچا	بے بُلاے جو پاس آ بیٹھے
راہ اُلفت مین رکھا بعد قدم	سرسے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے	لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سُنا بیٹھے	کشتگان وفا شہید ہوے	اب پڑھین آپ جب تیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین	اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے	بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

خال مہرخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے	مہراب کو ٹلون پہ ہونے لگی	دولت حسن جب لٹا بیٹھے
سبز رنگت پہ اُس پری کی رند	کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے	فیروزہ نے عرض کی حضور

مین اُس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین تو یہ ہی کہ ایرج نوجوان
اور نورالدہر انکے لشکر کے سردار بلکہ عزیزدار کوہ مقناطیس پر قید ہوے ہین انھین کی فکر
مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے باغ مین لاؤن
وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جو اُن کی غرض ہی وہ ہمسے نکلیگی
ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل مین دھڑکن ہی
قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین دم بدم فیروزہ
یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہین اے گلرنگ دل کو حجاب
آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلاتکلف بلا لیا خدا اے نادیدہ سبیل نکالے کوئی ایسا
سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجاے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس خیال مین ہین
فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو ایسا ہی ظہور مین آئیگا حضور کے قلب کو
سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلوے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی
اغلال شبیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے
اُسکی گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر
کی مرقوم تھا اے بندۂ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر
اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائین اِس جنگل مین نہ رہنے پائین اُنکا ارادہ یہ ہی کہ وہ
اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یارو حکم خداوند
آگیا خبر لاؤ اِس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ
ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی اے پہلوان دوران
صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف شکن و
تیغزن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کر دونگا سعد
کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

سا ٹھ ہزار فوج کے چار غول کیے آپ آگے بڑھکے بہا پہیاں مسعد آگا ہے تھے چونکہ براے ایرج اور نور الدہر بہت تکدر ہین نعمان کو طلاے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلایہ پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے لیکر ابڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہی نعمان کو جو لشکرسے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آکے گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آکے نعرہ کیا باشید ای کافران بیایید ای نابکاران پر دغا نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان بھی آگے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر اجلال سرکش اسنے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر بادشاہ کا چار پارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغ قمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے اجلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل راکب تیرا شکستہ ہی اگر تو چالاک و چست ہی مجکو نکال مرکب نے جو راکب کو سست پایا مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا اسکا شانہ چبا لیا پشتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور مقصود اور ہیکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر لشکر اتری ہرکارے براے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہی کہ مقتنا طیس بالاے قصر بیٹھی ہی فیروزہ بہ شکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا باتین بنا رہا ہی ملکہ نہایت بیتاب ہین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار گردن مین
مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہی جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے پہونچا جھیل سے
پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے گھٹنون کو فوراً
زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہو میرا راکب اُٹھے میری پشت پر سوار ہو جب
راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین مصروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے یہ سب معاملہ دیکھا
کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارۂ سحری زمین پر چمک رہا ہی مقناطیس نے
کہا ای گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہی معلوم ہوتا ہی کسی مقام پر قزاقون نے گھیرا ہی زخمی ہو کر
گھوڑا اسطرف نکال لایا ہی چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ کچھ اپنے آقا کو پہچانا کہا ای ملکۂ عالم ضرور
چلیے بڑی بدنامی کی بات ہی آپکے حوالی مین قزاقون نے یہ حرکت کی لاکے اِس شخص کا علاج کیجیے اور
قزاقون کا نشان دریافت کرا کے انکو سزا دی جاے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کیجاے کسی مسافر کو واسطے
مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہی ایسے ہی دلیر تھے بیشۂ جرأت کے شیر تھے کہ مال اپنا بچایا اُن سب
ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سُنکے ملکہ اُٹھین گلرنگ ساتھ ساتھ تھا اور
چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُسی شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار
ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پہ رکھ لیا کنیزون نے پاؤن تھامے بحفاظت تمام بادشاہ لشکر
اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لاکے پلنگ پر لٹایا جراح بُلا کر زخم دوزی کرائی
خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہی عشق حقیقی کی
عجب صورت ہی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش آئیگا
نفس کی آمد و شد جاری ہی میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہی رومال ہلا رہی ہین شہریار کے
عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ کیا زخم کاری
کھایا ہی ابھی تک ہوش نہین آیا ہی دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا ای ملکۂ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی اعضا مین
نرمی ہی تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بہت جلد ہی ہوش
آئیگا آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بھی

جھکایا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے ای شہنشاہ حُسن وخوبی وای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بہجران کی ہی **نظم**

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے　　جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے　　تو چوڑی کی طرح توڑونگا حلقو نکو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے　　جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ بہجائیگا قیس زار لیلے تیرے ناقے سے　　مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو　　روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی　　مری کشتی بھی اُلٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکہ عالم تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اِس کنیز کو مقناطیس زعفران پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا اُنکو پہونچتا ہی رنگین شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے فرزند ایسی رنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان اور نورالدہر کا دریافت کیا فیروزہ بہ شکل گل رنگ موجود ہی اُسنے جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنیکا ملکہ کو بڑا اشتیاق تھا حضور کمان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا نہ مال اپنا

قزاقون سے بچایا سعد نے کہا ای ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے
اغلال شبیر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین ہین زخمی ہوا مرکب
اسطرف نکال لایا تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑ کے مرتے مگر
مرکب ہمارا انہین معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور
مرکب پر یہ معرکہ گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہانسے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار
ہوکر ایک طرف بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے انھون نے اغلال کو خبر
دی کہ مرکب بادشاہ کا دشت مین چرا کر رہا ہی اُسنے فوراً سوار ہوکر کئی ہزار آدمیونسے آکر مرکب
کو گھیر ا کئی سو آدمی مرکب نے مارے آخر رسّیون اور زنجیرونسے مرکب کو گرفتار کرلیا اغلال
نے مرکب کو لا کے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزۂ
صاحبقران کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہی گرم مار مار کے
زمین مین گڑھے ڈال دیے ہین جو کوئی گھانس دانا دینے آتا ہی کسی کا سر چبا لیا کسی کا
شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ لیا کسی کو ٹھونگ مار دی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بانسون سے
لٹکا کے گھانس دیتے ہین دانے کا توبڑہ بانس مین لٹکا کر مرکب کے منہ پر چڑھا دیتے ہین
اسطرح سے دانا اور گھانس ملتی ہی مگر اغلال شبیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا ہرکارونکو
حکم دیا کہ تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو
ہرکارے اغلال کے روانہ ہوے جابجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مفنا طیس
زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب ملکہ صحبت مین
بیٹھتی ہین بشکل گلرنگ گاتا ہی بجاتا ہی ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہی بادشاہ اسلام بھی اپنے
پاس تخلیہ مین اسکو بلاتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جاکر اُسکو وہین مارون
فیروزہ انکو منع کرتا ہی کہ آقا ابھی تامّل فرمائیے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار ہی بادشاہ
اسلام خاموش ہوجاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مفنا طیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کو کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر قزاقے بھری ہی اور سم مار مار کے زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا کہ
صاحب اِس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اِسکو خرید لیا ہی اِسطرح کی خونی ہی کہ اِسنے کئی سائیس مارے کئی چتبنین اِسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھانس بہ مشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
کب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پا جاے تو چبا لیگی لیکن
بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے
دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپنے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی
سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اِسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے کہا بس چلے آئیے
اِسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپسے کیا خوف کیا کہ رہ رہ کے
چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین و لجام آٹھا کے لائین
سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کرکے پشت پہ سوار
ہوے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرا گئی بیرون باغ
مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ آئیے سعد نے
گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا
کرینگے ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو
آزار پہونچاے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہوکے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھر لاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہردم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا ارے
گلرنگ کو بلا لا وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ مقناطیس زعفران پوش بھی پیچھے پیچھے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق و ای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اغلال مین

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نورالدہر کا سامان کرون فیروزہ
نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک ہو جائے
دیر تک یہی صلاحین رہین ملکہ نے یہ سب باتین سنین یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ مین کیون
بلاتے ہین یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئین اندر کمرے کے آئین نام تو انکا
سُن ہی چکی تھین کہا کیون بھیا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلان مکان
مین ہی ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دوسرے دن
بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال
کی بارگاہ مین جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھراتے پھراتے جو
ایسن دیا گھوڑی کو فرّا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوے چلے اب
وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو کئی سو پہلوان گرد ہین یہی فکر کر رہا ہو ہرکارون پر
غصہ ہو کہ تمنے ابتک پتہ نہین لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہان گرا لشکر اُسکا گرد اُترا ہوا ہو یہی
کہہ رہا ہو کہ دیہات مین جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن مین پناہ دی ہوگی اگر
مجکو پتہ لجائے تو گاؤن کو پھونکدون اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے اُسنے
زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل مین تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے
کہ اب ہم دیہات و قریات مین جاتے ہین اور مفصل خبر لاتے ہین اغلال اپنے پہلوانون کے
سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہو کہہ رہا ہو اِس جوان کو قتل کر لون تو طلسم کشا کو تلاش کرون
اُسکی مشکین باندھکر بخدمت ہفت پیکر روانہ کرون لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے
صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو جھپکاتے ہوے آتے ہین ہرکارے پلٹے
اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا
سر پر کہین نام بھی نہین صرف ایک عیار ساتھ ہو اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا
تیار کرو ملازم اسکے گئے کہ گینڈا تیار کرکے لائین بادشاہ اسلام در بارگاہ اغلال پر پہونچے
مع مرکب اندر چلے درگہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہو گھوڑے سے
اُترو ہتھیار کھول کے یہان رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھ ہم اندر جاتے ہین درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ ہاتھ
ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے
پوچھا یہ کیا سر ہی ہرکارون نے عرض کی صفائے دست زبردست سعد شہریار ہی درگہ سالار
مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا میرے خدا نے
مجھے زندہ کیا اُٹھ تو سہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہی اسکو
گھیر کر مارو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے
جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے بھڑتے ہوئے
تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا
تلوار کا ہاتھ ماردیا اغلال نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہی تلوار چھین لون سعد نے
گریبان مین ہاتھ ڈالکر ٹکہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کُشتی ہونے لگی سعد نے چوتھے پیچ پر
اکھیڑ کر دے مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پہ سوار ہوے ارشاد فرمایا
شناخت ہین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی اغلال نے کہا لاکہ جانین میری خداوند ہفت پیکر
پر نثار ہین سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پہ رکھ کے ٹکہ مارا مع نرخرے گردن
کھینچ لی بال تھام کے سر اُس خود سر کا رومال مین باندھا لڑتے ہوے چلے جب باہر آئے کُل فوج
نے گھیرا سعد لڑ رہے ہین اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی کس کس سے اپنے کو بچائین
اگر بیس تلوارین پڑین ایک یاد جسم پر پڑ گئین پشت و پہلو سے خون جاری ہی سعد کو یقین ہوا
کہ اِس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز وای رب کارساز تو اِس
آفت سے مجھ گنہگار کو بچالے نظم

انقلاب دور دوران است در دستت مدام — ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختے
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختے

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از بہرام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان باربار
گاہ از روے خزان وگاہ از رنگ بہار
گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
در دلِ ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر ہو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیر اڑائے ہوے ہو اب کمندین اور زنجیرین لیکر چلے ہین کہ سکر سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آگے مرصع پوش گرا فوجون کو درہم وبرہم کردیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ و دہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا اے نقابدار بہادر تُمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین مقبول دلہاے خاص وعام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہو انشاءاللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہو کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیازمند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہوجائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلال کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو
قید تھے انکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے
ہوے ہین کارنمایان کرکے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوے
یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے در باغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو
بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے اپنی تو یہ
نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی نظم

ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اور شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہو سکا
نصرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے تم بحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہو سکا
ٹھہرتا ن ہین تجکو ہی موقع تلاش زہر

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی اسکے دم سے تھی
پاس درازی شب کاکل نہو سکا
تنگی وہی رہی دل صدچاک کی ہوا
غم پر مدام خوار تحمل نہو سکا

ہین جانکر حریف تغافل نہو سکا
آشفتہ ہو دل کو منہ نہ لگایا دوام ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہو سکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا ہی
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ
نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کرسکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی
جرأت مین لاثانی وہ بیچارا کیا اُنکو جواب دے گا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ
سر برہنہ نکلجاؤن اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا
ایسے بدمرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو
وہ ملعون جلساز دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین ای کریم وہ
یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض
آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو
مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو
ساتھ ہی ملکہ گھبراکر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمھارا منہ موتیون سے
بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا سعد شہریار اُسی مادیان بحری پر سوار لختے خون کے
سینے پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا
دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار گھوڑی سے اُتریے مین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پونچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے لیکر باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی خودسر کا سر ہو جسنے اپنے نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین اگر تم ہمکو اٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ صاحب اقبال ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ای ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہو کہ بمقدمہ رہائی ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برائے خدمتگزاری موجود ہون شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم اسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ درپیش ہو کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہو گا قصر عشرت مین داخل ہونا غیر ممکن بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین فیروزہ گا رہا ہی کہ چند لکہا سے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جائینگے دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بیلیے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت حاصل کر کے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود ہی بیلیے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے لگے باز بحری جرّے چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہوائی کا کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ نے عرض کی گنوارونکو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہانسے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چر رہے ہین سعد نے فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیرا فرمایا بیچ مین جو نر ہو اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہوونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ مرد ذی ہنر سامنے سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوتھنی مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر بھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جاکے آہو چوکڑی بھولا
فرائٹا کا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا کسی کو
اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لاے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی مقام پر
ڈالدیا قربوس سے سیخین نکالین کباب لگا کر رکھدیئے آگ نکالی جب لکڑیون کا دھوان سب
نکل گیا سیخین آہنی لگا دین جب کباب تیار ہوے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب نوش
فرماے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا بادشاہ
تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زُلف لیلاے شب کمر سے گذری کان مین
آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہی بہ دل اُس آواز پر متوجہ ہوے
معلوم ہوا کہ بالاے کوہ سے آواز آتی ہی سعد شہریار تلوار ٹیک کر اُٹھے گھاٹیون کو طی کرتے ہوے
جب بالاے کوہ پہونچے دیکھا بالاے کوہ ایک حجرہ ہی اُسمین ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا تسبیح خوانی مین
مصروف ہی بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی ای بادشاہ اسلام
سلام تیپر ہو ہم تمھارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے کے پہونچایا
وہ درویش کھڑا ہوگیا بادشاہ کو لیکر پہلو مین بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اِس مقام خوف مین آپ کا
کیونکر گذر رہتا ہی درویش نے کہا بابا وہ رزّاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہونچاتا ہی دونون وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہی بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہین آپکو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہی جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب مجلد
نکالی اُسمین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے آپ پہ
سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہوسکے اِسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتاحی طلسم ہفت پیکر اِسکو
اپنے پاس رکھیے گا ہرچند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہین لیکن آپ اور صاحبقران معین
و مددگار طلسم کشا ہین بہت ملک ہفت پیکر سے متعلق ہین اُنکا فتح ہونا واجب و لازم ہی آپ اب

اپنے کو کوہ مقناطیس پہ پہونچایئے بادشاہ پہر دن چڑہے اُس درویش سے رخصت ہوے اُسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائین دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندہے ہوے زیر کوہ آئے اپنے
مرکب پر سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند بیلیے شاہ کو تلاش کرتے ہوے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑکے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھٹکر گرا گئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نکی ساحر نے چاہا جھک کر
بادشاہ پر گرزمارا بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑکر پار گذرا بادشاہ نے اُسکو نیزے پر
بلند کیا اکھیڑکر زمین پر مارا اُستخوان چور چور ہوے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک آئین بعد
عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام سن بیابان جادو بود مارا کہ اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی
ایرج اور نورالدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپکو پہونچایا ہی بادشاہ شکار سے پلٹ کے
باغ مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے
کھڑی ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پہ ہاتھ رکھدیا کہا ای
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگرریش عابد و زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپہ سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب ہوا
ملکہ شاہ کو لیے ہوے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم چاہتے ہین کہ
کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر رہائی
دریافت کرون تب آپسے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین قبول نہ کرونگا
جو لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ مقناطیس پہ پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و نورالدہر
کو رہا کر لونگا تب وہانسے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین آج ہی جا کر اُس سے دریافت
کرتی ہون اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُس طرف چلین مین تو جانتی ہون
کہ مجھی کو کوہ کا اختیار رہی آیندہ نہین معلوم کیا ہو یا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا ذکر ہی

کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جاے کبھی اسطرح بند ہوجاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین یہان ہفت پیکر دن بھر بہار جشن کرتا ہی شب کو برابر کوہ مقناطیس ہی اُسپر جاکے رہتا ہی کہ ملکہ طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی یہ کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اُٹھا کر لایا کہ قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی ای مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہو مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا اُٹھکے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی اُمیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا تمسے انکار نہین ہی مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا کہ قیدیون پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جاسکتی ہون ہفت پیکر نے کہا میخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہوجاتے ہین اِسی کے مشتاق رہتے ہین کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم قصر عشرت مین بلا تکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا اب ہفت پیکر نے بہ غصہ جواب دیا ای مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا میخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی مقناطیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسیر گل جاکے اور ابھی قید کرے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر ہی کہ اُسنے راہ کو بند کردیا ہی مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہوکر

بلقیس دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سختی کیونکر طی ہو میخوار و سرشار کیونکر قتل ہون کوہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کہیون ای ملکۂ عالم چلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجھکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اُٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظم ہی اِسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کرلونگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جس وقت پر مناسب جاننا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہوجائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا آپ اُس معرکۂ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی

نظم

زندگی کردیگا ہجران سے دل ناکام تلخ ۔۔۔ عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایکدن دلدار نے ۔۔۔ کردیے شوریدہ بختی نے مرے بادام تلخ

خار خار بیکسی نے کر رکھا ہی بیقرار ۔۔۔ خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقیِ گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون ۔۔۔ شہد ہو تو کردے منھ مین شامت ایام تلخ

منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو ۔۔۔ کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار ۔۔۔ ہو وے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ

شب کو سوؤین دن کو کھاؤین کچھ جو ہو دل کو قرار ۔۔۔ ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھدے یہ شیشہ او ہ لا ساقی شراب ۔۔۔ ایک تو شیرین پلادے پی چکا ہون جام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو ۔۔۔ بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اُس معرکۂ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظم ہین کہ مجھپر بھی آنکھ

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون میخوار و سرشار انکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون
راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نہ ملا تو مین
ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجھکو قید کر لیگا مین نے اسطرح سے
ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھسے کہدیا کہ کیا میخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہی
بس اتنا جملہ کافی ہی کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار ہی کوئی
اور لیجانے والا ہی فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ مین سب دریافت کر لونگا اور اپنے آقا کو
بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال
ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجھکو قید کرے مین خسرو اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی ان دونون سے
کسی طرح مین سحر مین پایہ کم کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی وہان کچھ
زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کبیر کی قضا ہی تو اُنھین کے ہاتھ سے
قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقناطیس سے رخصت ہوئے فیروزہ بن
عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوئے
تو نقابدار نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب سردارون نے آگے
استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا کے قصد ہی فیروزہ
شب کو شہریار سے رخصت ہوا بہانے عیاری لگا کرتے ہی کو نکل گیا جست و خیز کرتا ہوا
آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہائے آب لاجواب عندلیبان
خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر نخل سرو
طوق محبت بہ گلو کو کو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈتی ہی منقار کھولکر بہ زمزمہ سرائی و بہ
خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اِک نظر موسے اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحرائے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا گرتا شروع کیا جا چین گرا ور زر دوزی جوتا اِس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اُس صحرا مین گایا جنگل مین سناٹا ہوگیا اِس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ توڑ کر بھیروین کے سُرون مین گا رہا ہی خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اُسی طرف تخت اُڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرونکا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اِس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اِسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دلکی یہ کیفیت ہی نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی قائل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینہ حق نما ایک ہی
مآل سخن ذکر ہی یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
نہین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
نہ آنا تھا اُس زلف کے پیچ مین
لگی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہوگے جو کچھ تو سنیگے ہمی

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہی اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
یہان مین ہین غافل بہت سے طریق
کہون سو طرح مدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسے کے گھر
ارے دل وہ کاکل بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی

خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ
اگر راہ صدق و صفا ایک ہی
محل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفا کار و دمباز و کاذب بخیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت ہین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی

اِسطرح کے اشعار پڑھکے اب سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق پریچہرہ اس لایق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوق کیسا جلسہ ہو یہ پیکر گانے دل لُٹ عشق کے مزے اُٹھاے یہ سوچکر وہین سے اِسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کرکے

اٹھالیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لاکے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اِسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
نہونے پاے اسکو کوہ سمن آرا پر لیجاینگے میخوار و سرشار معشوقان پرچہرہ اِسکے گانے سے
بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزونسے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجکو یہان کون لایا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست وہ تمکو یہان
جنگل سے اٹھالایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلے کی میخوار و سرشار
کہ بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ
نام کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم
پہونچینگے میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس
جلسے مین شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہی فیروزہ
پہلے تو رویا کنیزونسے کہتا تھا مین اپنے ماں باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ
تمکو جہانسے لاے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہی کبھی
اُچک کے کسی کی گود مین بیٹھ گیا خالہ اماں کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہی
تم ہماری دُلھن بنو ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین
ماں نے کہدیا تھا کہ ای نور نظر جب تم دُلھن کا دودھ پیوگے تب تیار ہوگے شکر کرتا ہون
کہ مجھے دُلھن تو دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو اِنمین دودھ بھی ہو کہ میرا
پیٹ بھرے کنیزین اِن باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیےگا فیروزہ
ہنسی کی باتین کرتا ہی کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا
کنیزون کو بلاکر پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب
ہمنے آپکے اوصاف بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چُپ ہوا اور اب سب سے
ہنسی دل لگی کر رہا ہی دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے
بیٹھا کنیزون سے کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گاے

کنیزون نے آگے پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ ماآن وراز کہتے ہین اتنی اتنی بڑی تانین لیتا ہون کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہون کنیز نے کہا میان نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہین فیروزہ طنبورا ہاتھ مین لیے ہوے محفل مین آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے کہا میان نیرنگ آؤ ایسا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے مان باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیون میان نیرنگ مان باپ تمھارے زندہ ہین فیروزہ نے کہا حضور مان نے انتقال کیا جب مان بیمار ہوئین باپ ہمارے گھبراے ہوے باہر گئے وہانسے ایک عورت لاے مان کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے مین جا کے ڈال دیا یقین ہی مان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہی ایک کوٹھری مین رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہین کچھ آواز نہین آتی ہین لاکھ روتا ہون جواب نہین دیتین بڑے میان روز نئی عورت لاتے ہین رات کو اُسکے پاس سوتے ہین صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہین اُنھین کو ہزار ہا روپے دیتا ہون مگر بڑے میان مجسے جلتے ہین بین ایسی بجاتے ہین کہ طائر محو ہو جاتے ہین اُنکو بھی آپ کی صحبت مین لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھا لیا اُسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا **نظم**

دل لگی غیرونسے بیجا ہی مرتجان چھوڑ دے	مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے	اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستان چھوڑ دے
یہ نہین کہتا کہ صیاد اب سبھی آزاد کر	دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے	کہہ تو بیٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکلجائے گا دم	چھوڑ دے وحشت جنون میرا گریبان چھوڑ دے
غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا اے رشک حور	مجکو جنت مین اگر لیجا کے رضوان چھوڑ دے
غمزۂ بیجا نہین اُٹھتے ٹپکتا جسا آہی دل	گر میان اپنی تو اے مہر درخشان چھوڑ دے
پھر پھنسیون مین دام گیسو مین تو کافر جانئے	چھوڑ دے للہ اب او نامسلمان چھوڑ دے
طوق پہنینگے گلے مین مثل قمری سیکڑون	نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جویا ہوں مدت سے ہین دیوانہ مزاج	مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑ دے
یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار یار	حفظ کر کے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا گا رہا ہی تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سن رہے ہین تعریفین اسکی کر رہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہی بتانا بھی قیامت کا ہی ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت مین کھلونہ ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پہ لکۂ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہی وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان تخت پر سوار گرد چند کنیزین آگے تخت آترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا ای شاہان اقلیم حسن و جمال اسوقت کیونکر آنا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین کہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہی خونخوار نے کہا ای ملکۂ عالم یہ لڑکا گوئیے کا جو آیا ہی خوب ہی گاتا ہی ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہی تمھارے یہان صحبت مین لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہی میخوار و سرشار دونون نے گانا لڑکے کا سنا سنکر کہا ای خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اسیوقت تخت پر سوار ہوئین ابر سرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار جلسہ آراستہ و پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہین آپسمین کہہ رہی ہین کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہی آج اسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار برای استقبال خونخوار اٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیون میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہی فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعائین کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورہ نکالا طنبورہ ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہمپر نہین ہی وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی
نہین بیوجہ اپنی آہ و زاری محبت یار سے کیونکہ نہین ہی
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر سرک جاے یہ ایسا سر نہین ہی
فریب یار ثابت ہی مجھے بھی مگر تابو مرا دل پر نہین ہی
مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا چھری لاؤ اگر خنجر نہین ہی
اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب کلیجہ ہی مرا پتھر نہین ہی
حسینون کی محبت چھوڑ اے دل ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہی
ہماری جانکنی پر قہقہے ہین تجھے خوف خدا کافر نہین ہی
نہ بھڑکا آتش شوق او محبت مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہین ہی
سمجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب تمھارے واسطے بہتر نہین ہی
نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی یہ جام زہر ہی ساغر نہین ہی
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف وہ زور عشق غارتگر نہین ہی
مین رویا دیکھ گور رند مغفور لحد پر گل کی بھی چادر نہین ہی

فیروزہ نے اِس طور سے یہ غزل گائی کہ میخوار و سرشار تعریفین کرنے لگین کہتی ہین کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہی اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستارہ بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پُرانے گویّے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین میخوار و سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جسدن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پاؤن سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہی تانسین کے نوا سے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے اہلی کا پٹر ہی جو نیا گویّا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے پر

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے کھانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ قحط
ہی اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی
کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ مین
اپنے باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤگے وہان پر
جنگل ملیگا جس جنگل مین تم بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار
نے کہا میان نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدرشناسون کو ہم بلائینگے
سب جمع ہون آن ساحرونکا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدرشناس جمع ہون تب
تمھارے گانے کی قدر کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین
جاکر والد کو ڈھونڈھونگا پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سایے مین ٹھہرونگا فیروزہ
یہ سب باتین کرکے اِن سب سے رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ
گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام کا بڑے کر و فر سے آ کے پہونچا فیروزہ جلکے بادشاہ سے
تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین کوہ سمن آرا پہ ہوآیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین
مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرلونگا حضور
صرف بیٹھے رہین باقی سب کام مین کرلونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا
بادشاہ کو ایک مرد ضعیف کی صورت بنایا سر پہ عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا
مشروع اُسکا پائجامہ بھاری جوتا زردوزی گھیتلا اتنا پرانا کہ مال تو اُسکا اڑگیا زر دنا کا
باقی ہی بادشاہ صورت مین آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت
شرمندہ ہوے فرمایا مین اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کرسکونگا مین طبلہ و ربابہ
کیونکر بجاؤنگا فیروزہ نے کہا آپ زبان نہ ہلائین مین سب کام کرلونگا سب کا خاتمہ کردونگا
ایسا فنشان ملا اور ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہی بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی
نخل کے سایے مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر لکہ ابر کا
پیدا ہوا فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین
مشتاق شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ روتغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہی دیکھین انجام کیا ہو کہ ابر آنکر برسر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ و دوسرے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے انتظار کر رہا ہی والد ماجد کو تلاش کرکے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے ہین جنگلون مین جا بجا جہان برت ہی وہان جاتے ہین آنکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین باوا جان بیٹھے ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ و اژدہے جمع ہین بڑے میاں صاحب بیٹھے ہوے گا رہے ہین ماران سیاہ پھنکے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ بھاگے اپنے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لاے بڑے میان کے آگے رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بخوشی آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی جنگلون مین میری برت ہی سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جاکے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون آنکی معشوقین اسقدر دینگی کہ مال آٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاؤن موتیونکے مالے پاؤن خونخوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار بھی فیاض و سخی ہین ای نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ نے کہا مین بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جاے خونخوار نے دونون کو تخت پر سوار کیا ایکطرف کو چمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا لکۂ ابر آٹھا میخوار و سرشار نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لاے ہون کہ ابر آکر سامنے پھٹا دیکھا میان نیرنگ گنگنا رہو ٹرا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین میخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھیں خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین گانیوالونکے سر کا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہی میخوار و سرشار خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہی کہ عجب نہین جو خداوند ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان تو ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہی صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے دریافت کیا گویا کون آیا ہی ہمنے بھی گانیکا حال سنا دل مین شک پیدا ہوا اے میخوار یہ وہ زمانہ ہی کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ آنکا عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنمین سے کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خونخوار لیکر آیا ہی آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لاے ہین بڑے معرکے کا آج جلسہ ہوگا جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہی راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے جلسے مین کیا آسکتا ہی ہرچند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنیکا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چُپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مرواریدی آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہی میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ صاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت آڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین پہلے بہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے مین اسکا مثل و نظیر نہین ہی لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہی ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہی اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہی طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہین شیر کے پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہی پہلوے باز مین گنجشک باز شکار سے باز رہتا ہی اور آج تو وعدہ کیا ہی کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقناطیس تو خاموش ہو کر ایک گوشے مین بیٹھی خونخوار جمال جہان آرا ے مقناطیس کو دیکھ رہا ہی کبھی وجد مین آتا ہی کبھی تعریفین کرتا ہی کبھی مصاحبون سے کہتا ہی مین تو جمال مقناطیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہی

نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین
ڈھونڈھنے کو تر مضمون دہن بیٹھے ہین

ایک دن ہچکی بھی فرقت مین نہ آئی افسوس
مجکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہین

نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہین

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین

نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے
پھرتے پھرتے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہین

خرچ اک دن کا ہی قارون کا اگر گنج بھی ہو
جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین

باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین
آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین

للہ الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی
دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہین

زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین

دل شگفتہ ہو ذرا بات کر ای غنچہ دہن
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین

مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہین بعض
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین

دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے
چوکڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہین

چند باتین جو لکھی ہین وہ سناؤ ای رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خونخوار کی سنتی غصے مین پلٹ پڑین کہا کہ ای خونخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنین اتنا جو مقناطیس نے غصہ سے کہا خونخوار گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمائیے تو عرض کرون مقناطیس نے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہو ای مقناطیس یہ بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو پہچنوایا مقناطیس حیران ہوگئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لایا جب یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر خونخوار نے میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھکے کہا مین غلام و تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیچلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ و شبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت آٹھائین میگونہ و شبگونہ اپنے مقام سے آٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گوئیے صاحب آپکو ساقی گری مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہو کہ مثل میرے کوئی اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت ملال ہی جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون آنکی مصاحبون مین مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر میخانے مین پہونچا بتعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر مناسبت ہی سلیقہ سے صحبت مین آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی

فیروزہ نے تو پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ وششگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین لڑنے لگین لڑ لڑ کر ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وششگونہ نے کہا ای میخوار و سرشار اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اڑ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی بدلی میخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغ برہنہ کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر نکالکر خونخوار پر پھینک ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا میخوار و سرشار نے کہا ای مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ بہیا کیا کہتا تھا مصاحب خداوند کو ایسا فقرہ میگونہ وششگونہ نے کنیزونکو اشارہ کیا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے جھلا کے اٹھے تیغ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ اسلام شہنشاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا تعویذ عطیۂ درویش کامل جو انکے بازو پر ہی اسنے اپنا اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرا دیا کسی پہ خنجر مارا کسی کو حباب مارکر گرا دیا میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر گئین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انہون نے بھی سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا دشمن کا اب اسپر بھی قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ تھرایا بادشاہ با تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اڑائے لیے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پہ فیروزہ بھی ہمراہ ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آ کر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کہ وہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی ای شہریار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہی آنکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو سمن آرا سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے ای فیروزہ میگونہ و شگفونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا لگا بیان ٹوٹین شراب شعلہ بنکر اُڑگئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی نظم

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوے صحرا کیسے — کیون جنون ہم بھی ہین آمادہ سودا کیسے
گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے — مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق — دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہی — نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل — مل گئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہی ایسا — تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
گوشہ تنگ گوارا نہ کیا الفت نے — اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے ای قلزم حسن — پھوٹ کر روے ہین کل ہم لب دریا کیسے
حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر — دوڑے جاتے ہین سوداے صحرا کیسے
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت ہمین — دفعۃً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوے نہ یکجہتی کا — شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
بار عصیان سے ہوا ہی مرا مردہ بھاری — دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے
پیشتر ازین رند خرابات نشین تھے کیسے — سنکے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول نہون اپنے لشکر مین چلیے مین جا کر باغ سے ملکۂ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش وحواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہانسے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لایا لشکر مین بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ مین آکے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ میخوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہی کہ مین اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکۂ عالم کے آگے ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ہی ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگین شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش آڑے حرکات خلاف کرنے لگین مین نے جب ملکہ کو اس حال مین دیکھا تو مین کام کے حیلے سے آٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو غل ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کرسکین آنکو گرفتار کر لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو اسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجسے ایسی باتین کین اور چاہتا تھا مجپر ہاتھ ڈالے مین نے اپنا حفظ ناموس کیا کار دسحر ماردی میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحرہ جمع کیے اور ملکہ کو ارابے پر سوار کیا ہی خدمت مین ہفت پیکر کی لیجائینگی اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اِس باغ پر بھی میخوار و سرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت مین بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپے ہین ہر چند اُمرا رؤسا وزرا سمجھاتے ہین لیکن بادشاہ فرماتے ہین یارو کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہی میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہی دل کی بُری حالت ہی اب تو یہ نوبت ہی نظم

ہون سر فروش جان کا خوف و خطر نہین
اِن قدمون کی قسم مجھے پروا سر نہین

اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین
ثابت ہوا کہ چشم عنایت اِدھر نہین

کوئی دوا فراق مین کرتی اثر نہین
گر درد سر یہی ہی تو اِک روز سر نہین

عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری
دندان ولب ہین یار کے لعل و گہر نہین

وہ بُت فروغ حسن سے پُتلا ہی نور کا
دیکھے نگاہ بد سے یہ تاب بشر نہین

سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہین

پہچانتا ہون خوب نہ کر جلسا زیان
یہ خط تو میرے یار کا ای نامہ بر نہین

۱۴۰

کیا جلوہ ماہتاب کا ہمنا بیون پہ ہے	یا دش بخیر آج وہ رشک قمر نہین
کھویا گیا ہون وادی الفت مین کیا رند	برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبون مین بیٹھے ہین کہ فیروزہ آکے پہونچا تمام کیفیت
بیان کی عرض کی حضور چلکے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہرین جب قید آدھی سے
گذرے تب شبخون مارے بادشاہ نے اِس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی
ضرورت نہین ہی لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو
رہا کریگی رہا کرکے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہو جائیگی
بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سوارون کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے
آئے ایک درۂ کوہ مین آکے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اُڑی
بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے بیچ مین ارابے پر مقناطیس
سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوے آتے ہین بادشاہ کو
تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا ای شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اُترینگے وہان چلکر
شبخون مارئیے گا بادشاہ نے نہ مانا اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہوے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے
نکل کے نعرہ کیا نعرۂ سعد بن قباد منم شاہ شاہان فریدون حشم ✝ بہار گلستان کاؤس و جم ✝
دو سو سوارون سے آکے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے
آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحرون کے سر اُڑا دیے
زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اُٹھو نعرۂ شاہ کی صدا اُسنکر مقناطیس
خوش ہو گئی تڑپ کر اُٹھی اُٹھکے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین ایک جانب
مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے
ساحل جادو کہ افسر لشکر ہی بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے
تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کرکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا تھا
غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا
تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریاے قہار ظاہر ہوا اُس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگان خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جسے ہاتھ مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بصد جوش و خروش نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے دامن نوچ لیا کسی نے خود پر دُم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر پھٹ جاتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے حماقت مین ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگ گئے بادشاہ اسلام بہ فتح و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا شم افلاک آسمان سیر اے مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا اجل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکے اڑا مقناطیس نے آواز دی ای شہریار کینہ کو مرے لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بھر کمان مین پیوست کرکے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا مقناطیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت مین بادشاہ کی آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤن کیا حضور نے تیر مارا افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسّی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ ہی سحر و ساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور فتنین

بر پا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلین وہان قبضہ ہوجاے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر
لشکرکشی کرین تو عجب نہین مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو
بر سر کوہ سمن آرا لیچلین میخوار و سرشار کا علاج ہوجاے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے
بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو بہکا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اِسنے سحر اُتارا ہمکو تم تک
پہونچایا اب چلو لشکرکشی کرین بادشاہ کو پکڑ لائین خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائین معاف
کرائین یہی راے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک
ساحر کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار
مطمئن بیٹھی ہین کہہ رہی ہین کہ اب تو بی بی مقناطیس قتل ہوگئی ہوگی کوہ مقناطیس بھی
ویران ہوگیا ہوگا اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے
عرض کی راہ مین بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کر لیا ہم لوگ شکست
کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے میخوار و سرشار حیرت
مین آگئین سناٹا آیا قلب تھرایا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے
میخوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہی کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا میخوار نے کہا مین ابھی
دریافت کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہ ہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک
چراغدان نکالا اُسے روشن کیا چار بتیان نکالین اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی
کہ آسمان سے ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہے
میخوار نے قلم ہاتھ مین لیا اُسکے لفظونکو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان
سنسکرت مین تھے اب اُسکو اُردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہی ایک درویش
کامل نے دیا ہی اِس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا ہوا لشکر تیار کرو
مقابلہ بادشاہ مین چلو مین تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ہزار ہا
ساحر چھٹے ہوے علم سحر کے مشتاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پر میخوار و سرشار

بیٹھی ہین گرد ساحران مذکور جمع ہین سرشار کہتی ہی زمین ہلادونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین
پکڑ لاؤنگی لشکر آراستہ ہوکر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین
کہ آسمان سے ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست او منقناطیس و
مشکبار تخت پر بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گیئن کہ یہ دونون
ساحر کون ہین مگر ناچار اس بات پر کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آکر پہاڑ پر اُترا منقناطیس نے
دوڑ کر میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی
بڑی کد و کوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی
تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون ساحرون
نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے یہی ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر روکینگے
تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب
لشکر سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہی کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر
کیسا تیار کیا ہی میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے منقناطیس نے کہا
بوا ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی شریک ہین
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک طرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے منقناطیس نے
بیان کیا کہ منقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی ہی خوف
خداوند سے بھاگ آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوادی
کہا ٹھہر جاؤ اب جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی منقناطیس نے
جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا منقناطیس نے
چٹکی لی کہ ای متر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی
اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل ؎

سب نے سرگوشیان غیرون سے اشارے دیکھے
آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے

رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
ہمنے جو آنکھون سے ہین روپ تمھارے دیکھے

قول کے چھلون کی اللہ رے کافر کو خوشی
پہنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے

رو بہ صحت نہوا ایک مریض فرقت
ایسے بیمار سعد اگور کنارے دیکھے

پائون ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلائون الہی
ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے

بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا
چاہنے والے نہ دو چار تمھارے دیکھے

دل تو کیا جان بھی کی نذر تری ای شہ حسن
حوصلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے

رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہورہے ہین گائن کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان ق تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا اُترے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوارو سرشار گرفتار کرلو مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ اسلام ہم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہو کر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار مبہوت لب پر مُہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہاے

سرکشی کرنے سے مقناطیس کے نہ ہٹے تب بادشاہ نے اُس بیتابی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناتا ہو شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے جھپٹ کر
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ ای
شہریار آپنے عجب کار نمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہوجاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی ای عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچالونگا عمر بھر تیرا بوجھ پاٹ کیا آج کا
دن جانبازی کا ہی عقاب اپنے مقام سے اُڑا مقناطیس نے قصد کیا ہی کہ تعویذ بادشاہ
کے ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون اعضا
چالاک و چست ہون کہ عقاب اُڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا مُنھ سے دھوان چھوٹا وہ دھوان
آنکھون مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا
کہ تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھایا لیکے اُڑا سلنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اُٹھاؤن مشکبار تڑپ کر
گری چاہا تعویذ اُٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ نیچے کا مارا سر مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی ہوکر
ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پابگل ہوے خاموش کھڑے ہین میخوار و سرشار
نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین ہل سکتے
مقناطیس جو جھک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا اندھیرے
مین شہباز نے تعویذ اُٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہی کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
نیچے چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پہ کمر کو بتایا سر پہ جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اُڑا کہ ای میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہی مین یہ تحفۂ نایاب لیے جاتا ہون
تم بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار رہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ تعویذ
لیچلا فوراً پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے نیچے اُسی کے سایے مین فیروزہ بھی
چھپتا ہوا جاتا ہی یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کرلیا سب فوج بالاے کوہ

آگئی لڑائی مین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے
لگایا تھا وہ اُڑگیا جمالی ہمثال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ
زخمون مین چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر ہلڑ ہی کہ عجب کر سے
مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ اِن دونون کو زخمی کر گیا
بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اِس تختے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل
نہ جاتا تو کچھ اُفتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا
اب شہباز کو نامہ لکھیں کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا
اگر مناسب جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے اِنکو قتل کرین یہ نامہ ایک
کنیز کو دیا کہا یہ جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھتیا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانونکا
قبضہ نہوا سر تا سر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس و مشکبار
کو بھی گرفتار کیا ہی لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے
روانہ کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہی فیروزہ بہ شکل مبدل
ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہی شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اِس فکر مین ہی کہ مین
اپنے کو کسی طرح سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے تعویذ لون باغ سے الگ ایک
نخل کے سایے مین کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑھی دیکھا ایک کنیز آتی ہی جھپٹی ہوئی
چاہتی ہی کہ باغ مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہی کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک
جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم
کہان سے آتی ہو اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہی مجھکو شہباز نے اِسی مقام پر مقرر کیا ہی
کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے آسے روکو ہمارے پاس آسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا
سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرا دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث
ہی کہ شہباز نے اِس ساحر کو یہان مقرر کیا کہا بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہی شہباز عقاب سوار
کے پاس آئی ہون میخوار و سرشار نے بھیجا ہی فیروزہ بہت ہنسا کہا ای نوبہار خداوند
ہفت پیکر کی کیا قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہی مین

اسی وجہ سے انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہوکے نوبہار گری فیروزہ نے اسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اسکو تو ایک دُرۂ کوہ مین ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف باغ کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے انھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین ان ساحرون نے جواب دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کوہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی جب شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہون ہوسکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر کرین اچھا کنیز کو بلالو جب ساحرون نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑ گئے مگر مجبوراً ناچار ساحرونکے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر پتے منقارون مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا

نظم

ہوگیا ہی حسن کا بھی تیز بازار اندنون
ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریدار اندنون

سر سے ہوتا ہی نگاہِ یار پر بار اندنون
ناتوان سے ناتوان ہی چشم بیمار اندنون

بسکہ تپ فرقت نے کردی ہی مری حالت ردی
پیٹنے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون

اور ہی ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر
زلزلے مین رہتی ہی زندان کی دیوار اندنون

صورتِ ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
ہی رگِ جان سے زیادہ مجکو زنار اندنون

عالمِ رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہی شکل
خواب مین لاتے ہین اُسکو بخت بیدار اندنون

پڑگیا ہی پیچ ہم پر حال دل کس سے کہین
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارونکو رندا
بیدکی لکڑی سے ہی بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ تھرا گیا دل مین کہتا ہی کہ فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہی اب کیا کرون کبھی چاہتا ہی بھاگون فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا اے نوبہار ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہوش اُڑے ہوے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او نا عیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا مین جانتا تھا کہ تو پہاڑ سے غائب ہوا ہے مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آتی ہے جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہے نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درۂ کوہ مین پڑی ہے ساحر جاکر نوبہار کو لائے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا اے نوبہار نامہ کہان ہے نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہے آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا انکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سبکو ساتھ قتل کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار نے زیرہ کوہ سمن آرا میدان خونی کی تیاری کی ہے ستر ہزار فوج جمع ہوئی کھڑی ہے بادشاہ و مقنا طیس و مشکبار کو زیر تیغ بٹھایا ہے مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جاے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بند ہوا نوبہار بھی تخت پر سوار ہے شہباز آگے اُترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے

کہا ای میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا تو طلسم کشا کا جی جھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہین میخوار و سرشار و شہباز تخت پر بیٹھے ہین اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین نظم

ہست خالق واحد و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروا ے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا — کار فرما ے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان — جلوہ می بخشد بہر یک چہرۂ چون آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس و گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ — گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو حال زار مین دیکھکر مقناطیس و مشکلبار رو رہی ہین یہی آرزو ہی کہ ہم قتل ہون مگر یہ شہریار بچ جائین فیروزہ کو بھی عالم یاس ہی جی مین کہتا ہی ای فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہی بالاے کوہ سمن آرا قضا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اِس طرح کا برپا ہی کہ میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہین جلاد بانی بیداد کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہی پانچ ہزار پانسو چھپن سردار انکے خون کا دعوے کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجلشکر سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجیگا لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوئے بہادرون کو حکم دیا ہم سوتے ہین تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اُٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بارگاہ مین خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے اسقدر بیقرار ہون کہ لشکر مین مجکو ستنا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹ رہا ہی آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعا گو ہی پھر جو مین نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین اس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین نماز پڑھی بازداروں کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز ۔ در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر ۔ رہا شد بر ہوا باز سبک پر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہانسے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان چرا کر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے جو صدا سُم مرکب کی سُنی ایک طرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پہر بکمال صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کر چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو زندہ شکار کرین آہو جست کرجاتا ہی ایک مقام پر جاکے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوا اسے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سایے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ جنگل لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہین امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آگے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہان گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا برائے شکار آیا تھا یہان آکے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہین اُنکا انتظار کر رہا ہون یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ مین لایا جام مے ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین | بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین | جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین
وہی پیدا اگر ایگا دل مین بھی عشق حقیقی کو | بنا یا جسنے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین
فلک اسباب دنیا جسسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے | نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین
جو اعلیٰ ہین مقام اُنکا ہوا اسفل غیر ممکن ہی | بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی ہے سمجھ مین
وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبیٰ کی | نہین کرتے ہین ابتک فرق بدین او بہتر مین
پڑے ہین گنج مرقد مین کفن پہنے ہوے غافل | جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر مین
قد دلدار سے دعوے جو اُسکو سرکشی کا ہی | کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین
کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینون کو | بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین
دعا ہر دم ہوائی زلف سیاہ یار خالق سے | رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا ہے سر مین
یہین وہ آتش نفس بلبل ہون گن لینا تو اے گلچین | لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین
ہو تو پی چکا ای عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجسے | نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین
وہ راحت پائی ہی گنج لحد مین خود مین حیران ہون | کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین
ہوا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے | مرا مرقد الیبیلا جائیگا پھولون کی چادر مین
خدا چاہے تو رندا ایکی در مقصود ہاتھ آئے | توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر مین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی نقابدار زرین پوش اپنی جرأت کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہین

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سیہ چشمی لشکر کشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہی میرے بھی ہرکارے مجکو خبر
پہونچاتے ہین جبکے اُسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہی ورنہ آپکے حقیر نے
کل سرکشان پردۂ قاف کو مٹایا بڑے بڑے امیر زادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح
گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین اُنکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین
کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون ای عیار کیون
گھبرایا ہوا ہی عرض کی اِسی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی مین نے اُسپر سے چڑھکر دیکھا تین
افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد
زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہی
یہ سنتے ہی اوّل صاحبقران ذنگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرما کر صاحبقران اشقر پر
سوار ہوے نقابدار زرّین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان
بتاتا ہوا چلا راہ کوہ طی کرکے صاحبقران و نقابدار زرّین پوش سر پر نقابدار کے
باز سفید سایہ فگن اُڑتا ہوا چلا آتا ہی اُسوقت صاحبقران زمان سامنے پہونچے کہ شہباز
عقاب سوار میخوار و سرشار سے کہ رہا ہی کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار
نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار
قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران الضعیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران و جہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمند ورن زپیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہی تمام کافر تھرا گئے
جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑ کر پار گزرا نقابدار بھی
نعرہ کرکے گرا ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار حربی و بہادر وصف شکن و
تیغزن تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ
ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہی پھر ہر مقام پہ گرفتار کرلونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا کہ ای شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لینگے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر باز سفید جو سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہی اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہ ہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہ ہاے آتش سدّ راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہاے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران زبان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین سعد نے قید کو توڑکر پھینکا لڑتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھکر عمرو نے رہا کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا نقابدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگین میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ نقابدار زرّین پوش و صاحبقران نامدار پہ حربہ تیز نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آوازین سن رہی ہین بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پہ ایک دوہتڑ مارا کہ عقاب تڑپکر شعلۂ آتش سے نکلا چاہا شہباز آگے نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پہ گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن باز سفید نے آگے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی لٹک گیا یہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکل جاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا ابھی کی نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس و مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھر پڑا
صاحبقران کا دُسکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے
صاحبقران نے اِسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران
نے تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے فرمایا
او بیحیا خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہ ہاے آتش تھے
بادشاہ اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہاے آتش نہ جلا دین اشقر کے پانون زمین پر
نہ جمتے تھے یہین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلۂ آتش بھڑکے بسبب اُس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ نے
ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام
کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہی لپٹے کو اُسنے
فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپکر نکل جاؤن
بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون شاہ نے لنگر مارا کہ ہر دو زانو تک
زمین مین غرق ہوے جب لنگر شاہ کا نہ اُٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام نے موے
سر اُس خود سر کے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ اسکا
تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من میخوار جادو بود اب
سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سُنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین مین
پڑا ہی سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہی اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہی **بیت**

کاسۂ چینی پیای منعم نہ کر اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو مصنف عرض کرتا ہی
یہ بھی دو شعر لایق اِسی مقام کے ہین **نظم**

اُس سارے زمانہ گئے کہان کہان تک — بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مُردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس ساتھ تھے یہان تک

سرشار جادو حال پُر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہین جنکے سر پر

بار سفید سایہ افگن ہی منقار سے صد ہا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نقابدار کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر بھاگتے
ہین گوشۂ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہی خنجر بیدم ہی ہم لوگ
ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی بارہ ہزار
سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون مقناطیس جادو نے آگ
برسائی مشکبار جادو نے دریاے سحر بہایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اُسکے دو ٹکڑے کردے تینون دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر
سحر نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا بار سفید
خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین
مصروف ہین فرما رہے ہین کہ ای مقناطیس کچھ کد و کوشش کرو کہ تابہ سرشار بیوجہ ن
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار داہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو وہ ڈرائی ہوئی لیے جاتی ہین دور سے
سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے آتش سحر کو
بجھا دیا دریاے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے
افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان ای یارو یہی وقت جانبازی ہی گھیر کر بادشاہ
اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرات و ہمت مین یہ شیر یگانہ ہی
ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی پہونچین بہشت عنبر سرشت مین
سیر کر رہی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی تم لوگ
اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرونکا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکتاز میدان جلالت شیر بیشۂ

جراٗت و ہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا گئی سو افسر یا تھسے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوے اب ساحرون کے حوصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رُخ کرتے ہین ساحر بھاگتے نظر آتے ہین بادشاہ اسلام شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین سرشار جادو مست مے سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ جھکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد تجھین قضا گھیر کر لائی ہی یہ مقام کوہ سمن آرا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل یہان آکے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اِس ارادے پر آئے کہ اِس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے نیچہ پولادی کمر سے کھینچا نیچہ جھکایا ہزارہا شعلۂ آتش اُس نیچے سے چمکے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار نے نیچہ جھکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن کچھ بہن کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ نیچے کا مارا بادشاہ نے تیغ قمقام آگے کر دیا وار نیچے کا تیغ قمقام پر روکا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے اپنی ایک درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سُنکر سب اِس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پر نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و محن پرون سے سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا

تیرا تو رنگ سرخ ہی گو میرا زرد ہی — بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہی

دم بھر نہین قرار سدا رہ نورد ہی — جب سے شریک رنگ یہان اپنی گرد ہی

مہندی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ — صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہی

کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانہ مین — ہین ایک [illegible] گرم ہم وہ [illegible] سرد ہی

انگلی سی گر میان نہین حسن وجمال کی	ٹھوکر سے دونون سے عشق کا ہنگامہ تیز ہی
ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہی خاک کا	یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے	ہی یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
مر کر بھی ہین رکاب سعادت کے ساتھ ہم	توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی
ملتا نہین پتہ تری منزل کا خضر کو	ہر سون گذر گئے یہ نہین صحرانورد ہی
آزار کسی کو قتل یہ مردانگی نہین	نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی
آزار کیا ہوا تمھین ای رند عشق مین	آنکھین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے عین وقت پر آکے شریک جنگ ہوے اسوقت آکے پہونچے کہ ساحر جادو ہلا رہے ہین مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوے نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش مین ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ مظفر ومنصور ہوے رنج والم عنایت خدا سے دور ہوے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب محل کلام نہین ہی فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پہ بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور مشکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے مصاحبان شاہی نے جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کیا ساقی بچے گلابیان لیکر حاضر صحبت ہوے کشتیان شراب وکباب کی محفل مین آئین اک رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلین پانی سے بھری ہوئین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بائین جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھاکے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہین دوکانین آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اسپر ایک دیر سنگ کا بنا ہی اُس دیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی ہزارہا مراد مند شور وغل

پکار رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا اُمیدوار ہون
میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہی پلٹ کر اُسنے
دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہی دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اِس طرح پکارتا ہی
یا خداوندا مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہی پچاس برس ہوے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہین پیدا
ہوا اُمیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہی
پلٹکر اُسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہی کہ رہی ہی صاحب دعا مانگو ایسا نہ ہو کہ بچہ
پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہی مجکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اِس طرح سب کی
مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلا یا فرمایا ای مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہی اس پہاڑ کا کیا نام ہی مقناطیس نے دیکھکر کہا ای شہریار کوہ سمن آرا پر وہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پردہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج
و نورالدہر بھی قید ہین اب جیسا ارادۂ اقدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہی مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاءاللہ بہ عنایت پروردگار ایرج و نورالدہر
کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے
لشکر لیکر آئین مین غرق زمین ہوکر پہونچتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کرلونگی چار نگین
کہ اُن جوانون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہی کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور
اُنکے عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو اِن دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اُٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہی اور وہ دونون جوان ہوش مین نہین ہین وہی نگین
صبح کو صورت زیبا بنا کر دکھائی دیتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پریچہرہ
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر
صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے
پہلے کنیز جائے اِس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور آتے ہوے پہونچین مگر برائے خدا
بالائے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہی ایسا نہ ہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جاے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوے مشکبار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایک جانب فیروز ہ بن عمرو سامنے سعد کے مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر یہان پر ایرج و نور الدہر قصر عشرت مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اُس حور کی چھو آتی ہی ۔ بو کو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہی ۔ حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہی
یاد کرنا بھی ترا موت ہی عاشق کیلیے ۔ دم اُکھڑ جاتا ہی ہچکی جو کبھو آتی ہی
رند مشرب ہون فقط نام خدا جپتا ہون ۔ نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہی
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی ۔ ناک مین اب بغل گور کی بو آتی ہی
منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھون ۔ پہلے یار آتا ہی یا موت کہ تو آتی ہی
فیض ساقی سے ہی میخانے مین طرفہ سزا ۔ موج مے بادہ کشون تا بہ گلو آتی ہی
شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب ۔ سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہی
تیغ ابرو سے مین کس مست کی مجروح ہوا ۔ زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہی
دیکھ کر سنگدلی بُت کی برہمن سے رند ۔ یاد اُس کافر بدکیش کی خو آتی ہی

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چار وان رنگینین کھڑی ہنس رہی ہین ان دونون کو ڈرا رہی ہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہی اور اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ دونون ہنستے ہوے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق پری چہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے اگر صحبت مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہو گا ئیون کو بلائین معشوق کی تعریف مین اشعار عاشقانہ گوائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہی ہم اُسکی صورت کے مشتاق ہین حال درد دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگینین یہ کہکے چاہتی ہین سامنے سے ہٹ جائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونون کو دیوانہ بنا کے مقصد ہی کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان معصیت مین سڑ رہے ہین

ان شیرون کو بڑی تکلیفین پہونچین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی بلبلین کہ او مقناطیس
عشب کو قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا
برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ
ضرور قصر عشرت مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینکدینا ہمنے اسکے واسطے طبقہ جہنم ہنجم
خلق فرمایا ہو اسی مین اسکو پھینکینگے فرشتگان طبقہ جہنم ہنجم اسکے مشتاق ہین جلا جلا کے اسکو خاک
کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نور الدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے چلے
اری تو کون ہو کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہو مقناطیس نے سحر کیا
کہ ایرج و نور الدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ سکین
زنگنین چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑلین مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ
گر پڑی زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا ماردیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو
لات ماری چارون زمین مین گرین ایرج و نور الدہر ایک مقام پر کھڑے ہوے زنجیرین
ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پہ قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس پاؤن نہین چھوڑتا اور
یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہ رہے ہین کہ اری تو کون ہی معشوق کی خبر اب ہم
کیونکر پائینگے مقناطیس اب ایرج و نور الدہر کا سحر اتار رہی ہی جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق
کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہی کہ جوش اور
خروش ایرج و نور الدہر کا بڑھتا جاتا ہی سمجھی کہ شاید ان زنگنون کا سحر ہو ایک کو جھک کے جو مارا
سر اسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نور الدہر کا بڑھا بیقرار ہو کر چلانے لگے
پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہین کہ ہمپر فراق مین کیا گذرتی ہی کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے
بسر ہوتی ہی کیا کہین جو ہماری کیفیت ہی ہمارے حال پہ بلبل نالان بھی روتی ہی نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو و مژگان کی الفت چھٹ گئی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر بھولے جسکے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو گیا نمود — سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین — پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک — شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری — شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک آڑاتے سر پہ مثل گرد باد — یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہی کی زندگانی سنے وغا — آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہی — ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اور نہ قول دردیہ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش وخروش مین دونون جوان ہین قید سے رہا ہوے جاتے ہین مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے مارین پکارتے ہین کہ او نازنین تلوار ہمکو دے سر اپنا ہم کاٹین نام پہ اپنے معشوق کے نثار ہو جائین بار سر سے اُترے مہلت پائین مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگیون کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیعا سیرون کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور ہین کہ ہاتھ پانون ہمارے قابو مین نہین ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہی تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگیون کو قتل کرکے قریب ایرج و نور الدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہی ان دونون کو بیرون قصر لیجاو زنگیون نے دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا ای شیرو باہر چلو کہ تمھارا جوش وخروش کم ہو مقناطیس دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالاے کوہ سب کی مرادین دے رہا ہی اپنی خدائی کے رنگ جمارہا ہی تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہی مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہی اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہی مقناطیس جادو

قیدخانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کرلیا چارون زنگنون کو مارا لیکن جوش و خروش
ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے مقناطیس کو
گھیرے ایرج و نورالدہر کو قید کرے اِسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہوگئین سیاہ رو حلقۂ
زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین پھینکو نگا فرشتگان جہنم
گرزہاے آتشین لگائینگے خاک کے پُتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید اُنکو پہونچائینگے
مقناطیس تاجدار یہ حکم سُنکر پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ سیاہ سے دل
دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دنناتا ہوا دھوان بیچ سے
شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرۂ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پاؤن سے نیچے لٹک رہے ہین
ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا مُنھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساٹھ ستر ہزار نازنینان مہ جبین
ومہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک کلمات سخت کہتی ہوئین
اُچھلتی کودتی ہمراہ ساحرۂ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز دی ای مقناطیس تاجدار
کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے بڑھکر کہا ای سیاہ روے گیسو دراز جلد
اپنے کو قریب قصرِ عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہوئی براے رہائی
ایرج و نورالدہر آئی ہے چاہتی ہے رہا کرکے ایرج و نورالدہر کو لیجاے یہ سُنکر سیاہ رو نے
کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند کے واسطے
کافی ہے تو اُسکی کیا حقیقت ہے اُسپر تو میرا حق اُستادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے اُسکو
چند سحر سکھاے مین نے سحر مین اُسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے
دروازے پر قصرِ عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین نیچے کھینچکر لڑنے لگین کسی کو
مقناطیس جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو پنجہ مار دیا چالیس زنگنین مار کر ڈالدین مگر حیران ہے
کہ ایرج و نورالدہر کسکے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی پکار رہی ہے کہ ای بہادر و ہوش مین آؤ ایرج
اور نورالدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی ادیہان

ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ ہمپر کیا گذرتی ہی کس سے کہین کیونکر خاموش رہین بہتر یہ ہی کہ ٹکرا کر تلاش محبوب مین جان دین اس کشاکش سے مہلت پائین مقناطیس جادو ہرچند سحر کرتی ہی مگر ایرج و نور الدہر ہوش مین نہین آتے دونون غلامان زنگی دونون جوانونکو سنبھالے ہین اپنے پاس سے ہٹنے نہین دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہین یہ سحر بھی مقناطیس کا ہی زنگنین بیرون قصر تعاقب مقناطیس کا نہین چھوڑتین تانتا لگا ہوا ہی تار بندھا ہوا ہی جو سامنے آئی مقناطیس نے گولہ مار اللکار کے قتل کیا زنگنون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین لیکن مقناطیس نیمچہ ہاتھ مین لیئے ہوے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی زمین تھرائی سیاہ روے گیسو دراز اژدر پر سوار مقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقناطیس ہمارا خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے ہمنے تجھکو گود مین پالا سحر سکھایا اس مرتبے کو پہونچایا تونے سرحد کو ویران کرایا کہ سرحد سے پردہ اُٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہان آگئی اور تو نے گنہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مرجائینگے انکو کہان لیے جاتی ہی دیکھتے ہی مقناطیس نے گولہ مارا سیاہ روے نے بالون کو ہلایا حلقۂ زلف مین گولہ اُلجھکر رہگیا وہی حلقۂ گیسو بصد جستجو سیاہ روے نے ہلادیا گیسوون کو جنبش دی ہرچند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن بلاے روزگار ہی زلف جو ہلی بالون کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو مین اُس خوشخو کے پڑ گیا مقناطیس لڑکھڑا کر گری دوبارہ اُسنے زلفون کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے مین پڑ گئے وہ دونون غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل مین گرفتار ہوے اور زمین پر گرے تڑپے تو موے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونون غلامون کے کٹ گئے سیاہ روے گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطیس لٹک گئی آنکھین نکل آئین کھنچتی ہوئی طرف سیاہ روے کے چلی اُسوقت مقناطیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا اور بے اختیار پکار اُٹھی اے خالق لیل و نہار واے پروردگار اس کشاکش سے بچانے نظم

باقلیم جہان است آن خداوند جہان حافظ	بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برای صرف کردن حضرت حق مال بخشیدت	نہ بہر آنکہ شل مار تو باشی بر ان حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی	نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چند روز است این خزانہ زیر تحویلت	مکن بہر نگہبانی مقرر پاسبان حافظ
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست دیگرکس	ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد	اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی	بذکر حضرت باری دولت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران ہر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بداند نعرۂ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فرون حشم بہار گلستان کاوس و جم فرزند دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار تیغہ تمقام دست حق پرست مین بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر تو چند ہین باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پرملال مقناطیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون نے خطا شکی تیر اندازی شروع کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا سیاہ روے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جان و ای آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہو اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھو مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہی جنکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش مین معشوق کے ہین عمر بھر یون ہی دیوانے رہینگے ہزار طرح کی آفت سہینگے آ میرے پاس چلا آ مین تجھسے بہ دل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی اعزاز و اکرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہو ایرج و نورالدہر کو لیجاؤ لیکن یہ جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر تو کہے موقوف کردون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہو یہ کہکے ہاتھ پھیلایا اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ ای یار دل نواز ذرا گلے سے تو میرے آ کے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہو شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے چمکا کر آگے بڑھے فرماتے ہوے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا چھینی مین

پیشاب کرے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہی یا کوا کہون یا اُلّو تو اُکس سے مثال دون سعد نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ اگر ابکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین مُنھ سے انگارے نکلتے ہین بال ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین پردۂ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحساب آنکھین دونون جیسے دو خُم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارکے بادشاہ اسلام کو للکارا مقنا طیس جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہی آنکھین نکلی ہین گلا حلقے مین بندھا ہوا ہی مایوس ہوکر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا انکا ہونٹ سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بخوف آتا ہی جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر نے تمھین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نورالدہر پر ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نورالدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہی مگر ایرج اور نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن یا رشک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ محبت طرف ایرج و نورالدہر کے دیکھ رہی ہی دونون جوان اور زیادہ بلبلا سے بے اختیار ہوکے پکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو آرام آئے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہی نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہی تو یہ ہی
کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا | خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
سب نکل جائیگا دعواے خدائی دل سے | بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
مجکو مرجانیکا اپنے نہی بہی غم ای یار | کون دیکھیگا ترے ناز و ادا میرے بعد
سرمہ ہوجائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر | گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی | کسکو بلواؤگے پسواکے دوا میرے بعد
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل | سب سے الجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دوروزہ پہ وہ رند | یاد آئیگی انھین میری وفا میرے بعد
رند کی ہی یہ وصیت اسے سب سن رنگین | پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو درازنے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران وای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کسپر مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو براے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو درازنے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام نے بےخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طی کرگئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف سی آواز آئی کہ ای شہریار زرا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا نہ بن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بخوبی ماہر ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلو گل وغنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمہین جنگ وجدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا ای سرگروہ معشوقان وای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو درازنے زلفون کو جنبش دی اس طرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون
چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہی
حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہو کنیزون پر آپ کا احسان ہی
بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط
باغ مین آئی کنیزین بھی آ کر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی
ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

چلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ ۔ لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچے کرتا رہے بلبل ۔ یا رب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل ۔ جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہی لالہ ۔ گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے ۔ رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا ۔ پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا ۔ فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین ۔ مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
ای رند جنون مین بھی نہ صحرا کو گئے ہم ۔ کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی
کرنے لگی کہتی ہی ای گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے
کہا ای ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائیے
کلید میخانہ مجھے عنایت فرمائیے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن
اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا اِنکا کتنی بڑی بات ہی اُسی تحفہ پر اِنکو ناز ہی کسی کامل نے وہ نقش انکو
دیدیا ہی جب تو کوہ مقناطیس پر گھس آئے اِس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ
اُسنے یہ فقرہ کیا ہی میرے ساتھ بھیجا ہی تعویذ انسے لے لیا جاوے پھر کتنی بڑی بات ہی وہی
مقناطیس گرفتار ہین اُس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ
جو میخانے مین آئی شراب کو خراب کیا جالیس گلابیان مئے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت
مین آئی بہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی
تعریفین کرنے لگی کہ ای گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہی توڑے لے رہی ہی
بہ قول قمر مطلع ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا ؛ اہل محفل مین کیا آپ پہ نچھاور توڑا ؛ ٹھوکرین
لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اِشارے سے
مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہ جام اِسی شعبدہ باز کو پلائیے کہ مین اِس ملعونہ کو مار لون یہ کہکے جام
بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھگئے کہ یہ گائن میرا عیار ہی فوراً وہ جام اُسی نازنین کو دیا وہ
نازنین پی گئی اب تو اُس نازنین نے دَور اباندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے
سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ جیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہی آنکھون مین
لال ڈورے نشہ و حشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول
اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقناطیس
کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی
نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ
نازنین نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
یہ ملعونہ آئی اور آپ اِسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے
ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ
اسلام کو بلانے گئی ہی سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان آنکا تعویذ لے لین پھر جس طرح چاہین
اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلا یا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلیے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیار نے یہان سب کو قتل کیا جب اُسن نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام ہی محبوبۂ شعبدہ باز ہو د بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مقناطیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقناطیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز
لگا کر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی آفت پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف
نہین ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر
آواز دی اے سیاہ رو اندھیر ہو گیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ
باغ وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے
سُنکر جواب دیا او بھڑوے کل موہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے ایک
پیچ ماری پرونسے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور طرف
بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے و ماران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرکے آتے ہین جو
قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہ ہوئی
کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین ایک
کانٹون کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ اے سعی وہ لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو رہا
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون سے
لڑتے لڑتے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک دہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک گنوار کھڑا ہوا

پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزارہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا ای شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہ وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے آتارا کہا ای شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص یہ تو راہ ہی دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ ای برادر یہ خنجر لے اُسنے کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گاؤن سے گھار پیدا ہوئی ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کرکے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گاؤن کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے اِن سب کے پیچھے گاؤن کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لپا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا گھار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی ای شہنشاہ حسینان و ای سعد نوجوان ذرا اِدھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پانچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھڑے چھپکا سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا اُگرتی آب روان کی پکار رہی ہی نظم

نگاہِ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا	کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
غمِ فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت نہ کرتو مقابلہ دل کا
کہ جان گُسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یارب
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضہ دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہی یونہین مدتوں سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

گرانہ کوہ الم اِسپہ چرخ نا انصاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر
مگر زبان پر آیا نہین گلا دل کا

نوائے چُغد سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ اُنھین زمزمہ عنا دل کا

چھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب
عجیب حال کیا تونے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہوکے بہے
غضب مین ڈال دیا تجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے اتنو کہا سُنا دل کا

یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

کہین ہی ایک ہی دونون مکان آپکے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبہ دل کا

اُس نازنین نے اِس طرح آنکھ ملاکر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے منت کر رہی ہی کہ اپنے پر جو کوچہ ہی اُس طرف سے ہوکر میرے مکان مین آؤ اِن گنہگار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کرکے لپٹین اور تخفے تمھارے بازو سے چھین لین اس گنوار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر رہتے ہین ہر چند کہ آپ دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اِس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین بطور

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا زر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا بوچھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہی کم سن کمسن بہ خوشنما مدعرض کرتی ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہر چند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے لیکر جبر کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار بخیزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہی کہ اس باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرّم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جو خزان نہین سنتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طی کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے بجزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی آییے تشریف لائیے آپنے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچا سب ڈھونڈھ رہے ہین مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اِس باغ مین رہیے پھر مین آپکے لشکر مین آپکو ضرور پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا بانون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پر سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑتی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر سرو گری کنیزون نے جا کے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون نے حضور کے بلوہ ای کوٹھے پر اِسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا اور شدت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزنِ دین و ایمان بندگان خدا کو برگشت کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچائے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا جو اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہی اب ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

ہین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کے باپ مقبول زمیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکۂ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنوار و نکو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ براے چند ساعت کمرے مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپکے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی ہین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سڑن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی ہجر مین ہی آٹھ پہر نالون سے
اب بسر ہوتی ہی اے رند برے حالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوی میری ٹلی
جان بچ جاے جوان ناز و ادا والون سے

یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہین بُرا انکو انھین چالون سے

یاد کرکے اُسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھین تیرکون نے مجھے چھید لیا بھالون سے

ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین ابر سفید
پتلیان چھپ گئین مکڑی کی طرح جالون سے

ہوگا مردہ نہ خراب ایسا پس از مرگ اے رند
گورکن دوست ہین یارانہ ہی غسالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑکر آیا نہین معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اِس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کر دو یہ شہر یار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا وہی زمیندار آگے آگے تیغہ کھینچے ہوے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوے باغ مین گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنیکا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فورًا حواس درست ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کررہی تھی یا جسوقت اُن گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھاما اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ کُرفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑالون بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالونپر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ مین قبضے مین اِس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو اِن حرکات کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہوکر گرے وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند ہفت پیکر کی گئی افسوس ہی کہ اِسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچالیتے بادشاہ تلوار کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے پیپلے سے سنان نیزہ کو اُڑادیا بادشاہ نے نیزہ کاٹکر بڑھکے ایک ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ظلمات جادو ہو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑرہی ہی سرداران فوج شاہی کو بہ ظلم قتل کررہی ہی لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہی زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کررہی ہی اور ہوشیار کرتی ہی کہ براے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپسے لے لے بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے جاتے ہین مگر ساحرہ وہانتک اِسقدر چھائی ہی کہ گرد مقناطیس جادو کے ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر

اِس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی سے باہر نکلیے بندے آپکے عاجز ہو رہے
ہین تصویر سے آواز آتی ہی ای بندگان من اگر قدرت تصویر سے باہر نکلینگے اور نمو سحر
دکھائینگے تو ہفت طبقات زمین جل جائینگے کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہی
یا خداوندا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا
تو وہ بھی اِس دام مکر مین پھنستے نہین معلوم اِس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہی دختر ظلمات
ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے لگا کے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خود بخود وہ
ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقۂ پریچہرہ کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی اُسکی مرتبہ اور
رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھا یا طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای بیران جلد
آؤ اب تمھارا کام ہی صحرا سے دیکھا کہ ہزارہا شیران نر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ کے
حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا
نہین تھمتا مشہور ہی کہ شیر کی بو سے گھوڑا بھاگتا ہی نہ کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ
پٹھے دباتے ہین رانون مین مرکب کو مسلتے ہین تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین
مرکب بہ مشکل تھمتا ہی ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا لمبا مثل سر فیل سر اُسکا دونون ہاتھ
اُٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا
مُنہ پھیر دے پیترہ بدل کے دونون کلائیان تھام لین ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا
پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی بعد تھوڑی دیر کے
جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون چند کنیزین درختون سے
بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے سیاہ رو
ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھکر اُن کنیزون کو کھولا کھُلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون پر شاہ کے
بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اِس باغ مین قید کیا ہی
مقناطیس جادو کا نام سُنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ اُن کنیزون کے باغ مین
آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہی روش پڑی برباد ہی جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہی اُسمین مقناطیس جادو بندھی ہی زبان مین سوزن

ہاتھ پاؤن درخت سے بندھے ہوے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوے بادشاہ نے
قریب آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور
ماران سیاہ کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف
حضور کی وجہ سے بچی وہ تو کہگئی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لاے
آپنے آکے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی آپ سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ
ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر کچھ بچھاو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے
چادرے کھولکر بچھا دیے اسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین
ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ
اٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او
مقناطیس تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین
مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی ای
شہریار غضب ہوا مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ
بازو پر سے کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اٹھایا کہ تعویذ کو بازو
سے کھولین ایک کنیز انھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے
مراد اسکی یہ تھی کہ براے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اسکے اشارے سے رک گئے
مقناطیس جادو نے کہا کہ ای شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا چاہتا ہی جلد تعویذ دیجیے
پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اسنے دانت کے نیچے انگلی دبائی کہ ہرگز
تعویذ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو
گوارا ہی کہ درد سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہی اور تو تعویذ کو منع کرتی ہی اسنے ہاتھ جوڑ کر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصور کرلین اپنے اور
پراے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہی جو ہم
کہین اسکی پیروی کر ہرچند کہ انکا حسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم کی
ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین صحت پاؤن

تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز نقش طلسم
ہفت پیکر ہی کرین بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی سوسن نے ہنسکر
کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن مقناطیس جادو سے
کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملا کر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر مقناطیس جادو نے کہا ای
سوسن ہماری صحبت سے اٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن اٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس
سوسن بخیلا ہی جسقدر تم اسکو برا کہتی ہو وہ بات اسمین نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی سوسن نے کہا ای شہریار خواہ بی بی کنیز کو
قتل کرین خواہ بخشین یہ تیسرا سحر سیاہ روے گیسو دراز نے کیا ہو اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ
آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان
بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر کلیجہ پتھر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس
نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا ای شہریار سبحان اللہ یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی
سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپنے
تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجھکو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف مین کہ بیٹھی دلکو صبر
نہ آیا آپکے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین
کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے سوسن کو ساتھ لیا باغ اُسی طرح قائم رہا اور کنیزین
بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے جا کر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل
کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر
بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران
حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی بیقرار ہو کر پکار اٹھی ای رب دو جہان چارہ ساز بیچارگان ہین نے
تیرا مذہب بدل و جان اختیار کیا ہی اب تو ہی اِس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے
قتل پر آمادہ ہی اِسکے ہاتھ سے مجھکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان نہ ہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش	ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس و پیش
چرا بعیب دگر میکند نگاہ کسے	بچشم غور نہ بینی چرا بحالت خویش

بہ پیش بندۂ وحدت پرست یکسان است — بہائے کسوت شاہی و خرقۂ درویش
کند زمانہ پرستش خدای واحد را — بہر طریق و بہر ملت و بہر کیش
خدا بوقت مصیبت کند مددگاری — نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی — اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعائین مانگ رہی اور کنیزین منتظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دین تو سر کاٹ لین کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی باشید ای کافران بیباد ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو نعرۂ بادشاہ اسلام شہنشاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تینون کنیزین جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھین تینون کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینون کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کو وہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے ہین نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا ہاتھ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر مین پھینسنگے یہان کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہین ہر ایک سحر مین تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا اکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ لو ساتھ لڑ رہی ہی اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی شکست ہوئی ہی تیرا خیال ہی کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکیگا مگر قدرت تجکو پھر زندہ کرینگے خاتمۂ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہی دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھون نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر ہم یہ کرامت دکھائینگے کہ تجکو دوبارا جلائینگے مقابلۂ بادشاہ اسلام سے مُنہ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا وار چل گیا تو تو نے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہین معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُتر بے جیسے ہی
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی سکلے اژدر کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے ہال نو چکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ
جلکر گرنے لگے ابتو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین لے نیچے
گرایا غلطک مار کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازو ون کو تہ دیگر بلند ہوئی آوازدی ای
میرے خداوندا اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہی اور اقرار کیا ہی مگر دل میرا
دھڑک رہا ہی دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہی جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے
رنگ مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہی پھول ہنستے ہین اور
عندلیبان خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بہ سر نخل
نہین بولتے موسم بہار مین کیا رنگ ہی جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا
چلنا نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہی سرو
گلزار ہر چند کہ مشہور آزاد ہی مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہی ہر وقت و ہر ساعت
دردمند ہی آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہی پھولون کو گرایا
غنچون کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ
دنیا دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑ دیے یا رشتۂ الفت کو توڑ دیے یہ کہتی ہوئی پھر بر روے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور تلوارین
برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتون کے
سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پر بادشاہ کے
پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار رچہ رو کا الجھاوے سے ہاتھ کو
نکال کر شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے
بالون کا گٹھہ مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغ انتقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر
اُس خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آبدار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ

جگر جگر سے تا بہ کمر اتری بنا سے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اس مکارہ کا زمین پر گرا خون کے قطرے جو اڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی ایرج و نور الدہر جو دیوانہ وار زنجیر مین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے دونون جوان تھرا کر زمین پہ گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوے عیار انکے برابر پہونچے عیارونسے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوے دونون تکبیر نعرے لگاتے ہوے اٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین انہین کے مرکبون پر سوار ہوے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نور الدہر کو لڑتے ہوے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے اس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ براے استقبال شہریار حاضر ہوے مقناطیس جادو وسنگبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمایئے اور تو کچھ اس سے نہ ہوسکا لیکن کوہ مقناطیس سے آسنے ہٹا دیا ہوا سے تند چل رہی ہے اسی کا یہ باعث ہے مگر یہ برکت نقش معظم حضور اپنے مقام پر پہونچے آسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکون کہ جہان سانس کا لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نور الدہر کہان ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایرج و نور الدہر تیغہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہاے ہوے چلے آتے ہین قدمونکو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے اگلی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف اٹھائی ہر روز امید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر بارگاہ مین آئے ایرج و نور الدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان حسین ساق و مطربان

خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بصد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے اشعار

خیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
موسم گل مین آگیرے یہ وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو لوا ای گلچین
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
گل ہین مصروف عزاداریون مین پھول آپنے
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین نہ

دیکھیون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جاے وبال بلبل
آگئے آگئے ایام زوال بلبل
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مجسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا ہمین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکر کشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جس دن سے سنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو بھی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ ای شاپور تونے سنا

کہ بادشاہ نے سہ روز بار کیا کہا مین اس محل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیردل نے عرض کی
غلام کی بھی یہی رائے ہی کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب ہمارا
تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے نکلے
بپشت مرکب پر سوار ہوے صرف عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین
آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اُٹھ گئے
نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتین کی تھین وہ اُنکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر سے
فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے جانیکا
خیال ہو نورالدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہی کہ تاجر زادہ
انتہا کا جھلا ہی ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین دادا جان کی بل کریگا اور کہیگا کہ ہم
بچے لنگوٹون مین نہین ہین الگ شمشیر زنی کرتے ہین اُسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے
پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہی اُسنے عرض کی حضور چلکر دربند و تیر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہی اگر یہان رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پریوش پر سوار ہوے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوے اوّل حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین
ٹھہرے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہی لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا
خون پونچھ رہے ہین کہ نام پڑھون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقاب دار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلاکر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہی جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ کہکے نیچہ کھینچکر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا
ہلکہ دیکر اُٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن و جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہی

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پہ پڑی رعب حسن سے قلب تھرایا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہی کہ عارض پہ عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہی اتفاقا ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین خورشید تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑکر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی **نظم**

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے	سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے	یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو گوشۂ چشم سیاہ یار	آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
روکر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان	ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا	وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا	شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے
بخشینگے اسکو ابر کرم سب گناہگار	ہم حشر مین جو لے کے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار	قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح	کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین	ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
اجتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ	ہرچند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رند سے یہ توقع نہ تھی مجھے	کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھسے جدائی ہوئی اگر	اے جان مرہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
لکھتے ہیں رند رات کو کچھ کھاکے مر گئے	آتش تجھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا اے شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی
ایرج نے کہا اے یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچادو یا خود تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پہ بیٹھے
ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پہ سوار ہوکے
چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگائے
کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اِس صحرا ے
لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہے نام نامی سے آگاہ فرمایئے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے
تھے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان براے
بربادی طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شبیر دل ایک کام کو گیا ہے ہم کباب
لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لایئے آگ مین سلگا دون اور کباب
بھی درست کردون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب
طریقے سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے
ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھاے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے
اِن کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہے تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہے اُسنے پکار کے
کہا ہم نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش ہے ایرج جھلاکے اپنے مقام سے
اُٹھے بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ
باندھا طرف قلعہ سرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کہ اُسکے لیے
اُسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جسکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے
جسکو پاؤ یا قتل کرو یا بدولت کے پاس روانہ کرو یہ بیٹھا ہوا ہے کہ آواز زنگ بلند ہوئی
دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بدوش آکے پہونچا
پشتارہ سامنے لاکے ڈال دیا کہا اے پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہے
آگے سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کرا سنے

عرض کی یہ شیر بیشۂ جرأت ہین مین مکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ
قیامت برپا کردیگا آہنگر دن کو بلائیے مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار کرائیے اسی وقت
آہنگر آئے ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین غلغلہ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے
نسیم عیار گرفتار کرکے لایا ہی اب اُسکا دربار سجایا جاتا ہی ادہر پیکر آفتاب جمال جو راہ
مین ایرج پر عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہی جس وقت سے ایرج پر عاشق ہوکے
آئی ہی اور باغ مین اپنے پہونچی سر نگون بیٹھی ہی خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا
مزاج کیسا ہی کیا سبب ہی کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن
سوچ رہی ہین کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہی
ایسی ایسی باتون کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور
لونڈی ابھی برائے کار ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار
نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہی کہ مین آنکھون کا تھوڑا اُس شہزادہ کا
ہی نہایت حسین و جمیل اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہی دربار سجایا جاتے ہین یہ سنکر
ملکہ گھبرائین دل سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہی مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے
دیکھون یہ سوچکر اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان
مسلسل و مطوق ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہی ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین
غل ہوا سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بل کرکے آتے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی
وزرا اُمرا بگڑنے لگے کہ اے تاجدار یہ جوان نام خداے نادیدہ کا لیتا ہی مبہوت نے کہا
اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگون نے اِس مذہب کو رواج دیا ہی اب یہ قتل ہوگا
جس طرح چاہے کلام کرے پکار کر آواز دی اے ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا
تقدیر کی کہ ہمارے ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر
کو سجدہ کرو تو نجات ملے ایرج نے جھلاکر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اُسکی
مکاری ہمپر کھل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہی اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے
سحر کیے کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا ہی

تو شاہ کو نجات نہ تھی ایک پہاڑ کوہ صفا جعفران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ سنگارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر بھوت نے یہ سنکر حکم دیا اسی جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہاے برہنہ لیکر سر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جا کر سمجھاے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کولیا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکارا اُٹھے کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے

تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی

نظم

خدا خالق و رازق مار و مور — خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ہست و خدا ظاہر ست — خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشد نہ ہر آئنہ — ز ہر پردہ حق مینماید ظہور
منور چو خورشید نور ذات خداست — بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد — گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل — عبث میروہ بنادہ نزدیک و دور
گہے شکل موے نمایان شود — گہے پرتو جلوۂ کوہ طور
گہے صورت شب گہے شکل روز — گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد — نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خداست — ز ہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعائین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی دو حکم بادشاہ دے چکے قصد ہی اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل

رکھتا تھا اپنے مقام سے اٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی ای شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہی اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہو گا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چھپان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور رعد قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آگر خراج گزار رکھین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہی بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا ای وزیر اعظم و ای دستور معظم جو تمنے کہا وہ بادولت کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہی کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اِس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہی وہان لا کے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسیوقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہی ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہی کیا حال بیان کرون یہ حرامزادہ نسیم تیز رو کیونکر وہان تک پہونچا جا کر گرفتار کر لایا کیا غضب کیا اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھسے ستم صیاد کا — توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
تو گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی رہی — اب قفس سے چھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد — قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدمزاد کا
کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا — آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا
بیکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین — صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
شعبدا کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آئے ہین — اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
سب سے بیگانہ ہوا ہو دل آشنائی اُس سے کر — بھول جا سبکو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہو اب مجکو گریز
بچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اِک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا

جوہر حُسن آئنہ رویونپہ کھلتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین آ کر آتی ہین ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہی مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آ کے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ ای ماہ پیکر چار پہر رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچایا ایک رات کی مہلت ملی اب خیر نہ ہوگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صاحبو ذرا نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید اُس جلاد کو رحم آئے اُنہون نے ختم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا بے سکت پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہی ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہی ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہی آپکا چہرہ بے نظیر دیکھکر دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی ملکہ نے صبا کی بات سُنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا ای صبا کیا حال پوچھتا ہی جو مجپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہی جو تمسے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہی کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہی کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہی مین صورت زیبا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جا کر کچھ فساد مچائین ملکہ نے کہا ای صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پر آیا کلکال نقش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہی صبا نے اپنا نام بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا ای پہلوان دوران ملکہ عالم بیمار ہو گئی تھین اُنہون نے نذر لات و منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلا آؤ سُنا ہی کہ یہان بھی کوئی قید ہی پس تم اُس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا ای صبا تمنے سُنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہی

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا اِن لوگون نے دربند ہفت پیکر مٹائے دین اسلام کو رواج
دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا
نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھا لو کہدینگے کہ قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اُٹھا اور کہا
کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدوریون کو
دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہے مین اسپر قبضہ کرونگا
بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اُٹھتے ہی جہان سے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب لینا لینا کہکے
اُٹھے بیہوش ہوکر گرے صبا نے بڑھکر در قیدخانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر بسر خم کیے بیٹھے تھے ملکہ
نے آکے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا اے صبا اِنکو باغ مین لیچل صبا نے
کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا ہو آپ وہان جا کر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون
لیکن جان پر بنیگی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہے ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج نے
جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا زور مین آکر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پوچھنے لگین کہا
اے شہریار کیون جلدی کی عیار بسہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ کے
چلین قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کہ کوتوال شہر ہے طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا کہ
بیہوش پڑا ہے ساتھ والے بھی سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو نکالے
ہوئے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے ہو
صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اِسکا
اتنا کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے
لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامردان تین روئیون کے
پیادون کو کیون قتل کراتا ہے تو افسر ہے سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے کے
آیا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ادھر یہان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آکر ٹھہرین کماندھون سے

اُتارین تیر جگر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گنہگار کو رہا کر کے لیجائے مین تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال کہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاہپور شیر دل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اٹھکر دوڑا راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ بے گھبرا ہو یہ سنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پہ پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا کیا اُسکو گھیر کر مارا آخرکار کلکال ناہنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پہ روکے ہرچند کہ صدمہ حد سے بڑھ رہا ہی مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار انکی جنگ سے تنگ ہین ہر کب شل ہوا داد وش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو تیغ کھینچکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ قوال شہریار آگیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے تیراندازی کر رہا ہی سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کر دیا ابسکا

بیچھا چھوڑو مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کر ڈالینگے اُنکے ہاتھ سے بچنا اِسکا دشوار ہوگا ساری جرأت وہمت بیکار ہوجائیگی مگر حیران ہون کہ میرا بیٹا کیون لڑ رہا ہی برابر تیر اندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہی کہ چھپا دون اور مار کر اِن سب کو اِس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ کو سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا منہ برسا رہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چہار طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو یہ کیسے نسیم نو ہوا اور دولت شاہی پہ پہونچکے نفس راست کیا پکار کر آواز دی بی محلدار صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اُس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے اور ولیعہد پر بیٹا میرا کہ وہ عنقریب قیدی ہی اُسکو بھی چلکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مبہوت تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اُٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی کے ساتھ لڑ رہا ہی مبہوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہاے سیاہ کے پھرہرے کھلے ہوے ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ اِنکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہی انشاء اللہ مبہوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ اِن دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحبو مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہی اُس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہی مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا نظم

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہون آ گھڑی بھر کو

مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے
مین سیر ہو گئے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہی
گلی مین جا کے تری دن لگے کبوتر کو

بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین
بنا یا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بنا تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا مین مسلمان کر کے کافر کو

دہن کے واسطے ظلمات خط مین ال ہی بجا
تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو

پس از فنا جو ہی شورشین جنونکی یہین
تو اٹھکے چھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو

قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ادھر کو

ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین
سنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو

کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین
رہا نہ آپ مین منھ سے لگا کے ساغر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو

سنبھالو آپ کو ای رند ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہی جان مضطر کو

اِدھر تو ملکہ مجبور و ناچار بے ملے ہوے چلی آئین کچھ بن نہ پڑا روتی پیٹتی ہوئین باغ مین آئین اُدھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا یا تو پیادے بھاگنے کو تھے یا بادشاہ کے آنے سے رک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت للکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے خون شاہزادۂ ایرج نوجوان کے بہ رہا ہی چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑون افسرون نے بھی اِسکے ارادہ کیا مگر قریب تو اِس شیر کے کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اِس جوان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مارا لاشے اُنکے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارونکو روانہ کیا اُنھون نے

بیزے دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اسوقت مبہوت
نے پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغہ جو پڑا
تمام جسم تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اسوقت جمکر شمشیرزنی کی دل مین
فرماتے ہین کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری
نہ کی پائون نے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین
کیا ہاتھ دونون گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجکو نکال لے چل ہر چند
مرکب غیر ہی مگر راکب کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی تنہ مثل قعر بلا کے کھولا
پشتکین دولتیان مارتا ہوا میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بچیا آپس مین لڑ گیے بلکہ
رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح فراق نے جو چہرۂ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا
نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان
مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید
کہین اکناف مین ہو ہرکارے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین
حاکم کے سامنے بیان کرتے ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا
چار طرف تلاش کیا مبہوت نے پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان
ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے پوچھا جاے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا نے سبک رو
بصورت مبتدل یہ سب باتین سن رہا تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے
پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی آپکا نام نہین لیتا باباجان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو
اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ باغ مین آگ لگائیے
یہانسے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا
ملکہ نے کہا بھیا کہان چلون مین یہ افتاد نہ سمجھی تھی صبا نے سبک رو نے عرض کی
اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اِس حال کو ظاہر کردیتا اُسکے ساتھ کے پیادے بھی
مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا
مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون

مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر رہے تو سدباب کرون
اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار کرکے بھیجو نگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے
گیا مین دریافت کرون شاید میرے باغ مین آیا ہو نزد جہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ
لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی
نزد جہ سے ذکر کر رہا ہی کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بلوایا ہی پایہ
اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے کو گیا ہی کہ گیا ہی کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو
حال کھلے اتنے مین ملکہ بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران
وپریشان چاہتی ہین اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم والم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام
کرکے گلے مین ہاتھ دالدیے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مہوت نے دیکھکر کہا
ای نور نظر وای پارۂ جگر تمھارے عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی
کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ رونے لگین کہا باباجان مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے
دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا
ہوکے نکل گیا مین حاضر ہوئی مہوت نے کہا حال اب ظاہر ہوجائیگا مگر اُس جوان نے
میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا گھوڑا مرنیکو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین
وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سرحدیث خداوند مین بھیجون قدرت فرماتے ہین
یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا مٹانا ہم نہین چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے
نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر
بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین انھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ وہ
مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تمپر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے
سرپر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپکے سرکی قسم مین نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مہوت
نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے سبک رونے اپنی ذات
سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہی مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے
تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان

بیان محترم کو پہونچی یہ کیکے ملکہ سوار ہوئین باغ مین آئین صبا سے یہ کیفیت بیان کی کہا کہ بیٹا تم اسی باغ مین بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی خدا کہین وہ وقت دکھاے کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھون اُسوقت دلکو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے — کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچاے جو ترے قہر سے یارب — تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی کی معرکۂ عشق مین کس روز — میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر — انسان ہی باہر نہو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہجا ای چرخ — ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلائیگا ون وصل کا بھی جذب محبت — اللہ بچائے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا — دیوانہ ہون اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو — باہر نہو او سرو چمن حد ادب کے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای زند — سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام ثواب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیتا اگر آنکی خبر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پانا تو ہمارے حال خراب کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمھارے بیٹے خود دیکھین اُنکے مگر آپ گھبرائین نہین یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی اُفتادین اکثر پڑین پھر عظم و شان کے ساتھ آنکو پایا آپ دلکو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاء اللہ شاہزادے کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا اگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا تھا ہو سے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار منھ گھانس کے کھاے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے مین مصروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین کھیتون کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاہی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستیان دیکھیے قزاقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگے ہین
اسباب جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا
یارو اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا قزاق لوٹنے نہین پائے
ساتھ والون نے کہا گستیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد
نے گانو سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین اسکا
علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا شیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے
خیر خواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر یا بن مہوت
کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین لا کے رکھا جراح سے بلا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا کہا
یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرہانے بیٹھا کہ اس جوان کو
ہوش آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے
ہی جب ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لیپا ہوا ایک
زمیندار وضع سرہانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھون
بہزاد نے منع کیا کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے
کہ آپکو قزاقون نے کس مقام پر گھیرا مگر آپنے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین
میری آپکو لے آیا مجکو آپکی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھا لایا اب مفصل حال بیان
کیجیے ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین مہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی
اسنے ساٹھ ہزار فوج سے مجپر بلوہ کیا اسپر بکر پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاءاللہ
اسکو جا کر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی
نام نامی سے اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور کچھ

ذکر اپنے جد کا کیا کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سنا تا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر
ہو جاے اور وہ مجہپر لشکر کشی کرے تو گانؤن پہونک دیگا مجہے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر
جہکا لیا بہزاد نے کہا ای بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا ہین اُسی کا خراج گزار ہون اگر
کہین خبر وہ پا گیا تو سارے گانؤنکو پہونک دیگا ایرج اُٹہنے لگے فرمایا کہ ای بہزاد ہم رخصت
ہوتے ہین جنگل مین جاکے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمہارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر
حیات مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمونپر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانؤن مین ہزار آدمی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بہڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے معروف خدمتگزاری ہوا قضاے کار یہانسے
تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے خبر
پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹہا کر لے گیا کہ کئی لاکہ روپے کا جواہر
اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹہا کہ آجتک ہمنے
بہزاد کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اُس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آئے آپ گہوڑے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اِسکا خیال ہے
کہ ایسا نہو نام بدولت کا سنکر وہ جوان بہاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اِسکا خیال رکہو خود میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلے سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بہاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچہ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی
کہ بلمان قزاق آتی اور آپکے گانؤن کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتہیون سے کہہ چکا ہی
کہ اگر اُسنے بہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہی گہس کر
گانؤن مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ ای بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجہسے مفصل بیان کرو بہزاد نے
کہا ای شہریار مین کسی طرح نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامے قزاق ایسا

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین وبالی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی پادشاہ اُس سے
اسقدر ڈرتے ہین کہ اُلٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کردیتے ہین اسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجھکو بھیجدو زمیندار نے
کہا حضور وہ جلّاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامّل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پر زین ڈالا آلات
پیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اُس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑ نا منظور نہین ہی اسی طرف
اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے بیچھے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے
قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر نام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہونا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار کے
کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہی ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین آپ
یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گانٔون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ اِن قزاقون کے مقابلے کے
لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آواز پر
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو
پانٔوں سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے
جاتے ہین اور یہ جواہرات اُسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے
اسباب مجھے دیجیے اِس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی تیاری
سے ہوا بھی تھک تھک کر رہ جاے اُسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف
کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانٔون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانٔون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگادی کتنے ہی آدمی قتل کرڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور
صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہی یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے آپکے پاس ہی وہ
لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پر ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سُنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے
کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے
نکلے دیکھا کہ بلمان تیغ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج
کو جو آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پہ پڑی ہی آسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے
گلے مین پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی
غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغ بھی ما دولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب
ہی گھوڑے سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹکر لیجاؤنگا
ایرج نے جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے
تیرے حوالے کردین آ مرد میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان
یہ سُنکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے
مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اُٹھا کے مارونگا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا
پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھالون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے
اسنے چند طعنین یاد کی ہین اُسی پر اسکو گھمنڈ ہی مین سب حوصلے اسکے نکالے دیتا ہون
اس طرح نیزے پر اُٹھاکے مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ
ہاتھ باندھتا ہی کہ ای بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت
ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ
نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی ایرج نوجوان جواب دیتے ہین ای بلمان اب حال کُھل جائیگا
ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے

بلمان مردم درکا نیزہ کا ٹھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اچھل پڑا بلمان نے کہا
او جوان اسپیر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردون کا کھیل ہی اس تیغۂ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر مارون تو
تا بہ بیخ کاٹون نیزے کے نکال دینے پر نازنہ کرنا یہ کہکے تیغۂ برقتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا
الجھاوے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینۂ شمشیر مین
جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی رد و قدح مین شاید مین زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا توڑ مروڑ کے رکھدونگا
کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اچھا تو گینڈے سے اُترے ہین کشتی کا مشتاق ہون بلمان نے
گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جمکر
کھڑے ہوے بہزاد و زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر گٹھے لگائے ہوے لیس ہین تماشا
دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہین اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے
پہلوان مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی بارہ ہزار قزاقون کی تنخواہ
بادشاہ کے ذمے ہی اب دیکھین کشتی مین کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون
ایرج نوجوان نے کلائی تھام کر دستی سا تھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤن ہونے
لگے بلمان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہان پکڑ لاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے
ہین اور جب ایرج اسکو پکڑ لاتے ہین تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہین
وہ کہہ رہے ہین یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمن بادشاہ باختری
کا نواسہ ہی بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہین میعاد صبا و رشک و راز گلن
وغیرہ اسکے سردار ہین ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کر لیگا اتنی ہی دیر مین دیکھو کہ
کیا حال ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اس جوان کے چہرے
پر بحالی ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی پاس کا چہرے پر نام نہین جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہی تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہین کہتے ہین ای پہلوان دوران وگرشاسپ
بھمان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بآسانی نکل جاتے ہین قزاق خاموش
کھڑے ہین صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت و ہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوے گذرا سب لوگ کھڑے ہوے تماشا
دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہی اور اگر
نہ کچھ ہوا تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھ نہ رہے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونون مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا
سات قدم ایرج ہٹگئے بلمان نے ہکّہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر
مین حرکت بھی نہ ہوئی بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیون سے خون ٹپکنے لگے
تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے
شیر اپنے مقام سے اُٹھتا ہی دونون مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے مین سر اڑایا ریل کے
لے دوڑے بلمان ہر دم در پے چاہتا ہی کہ داہنے ہاتھ پر رکون تو بائین بازو کا ہکّہ پڑتا ہی طبقہ
زمین کا پاؤن کے نیچے سے نکلا جاتا ہی وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی
جاتی ہی سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارویں قدم پر لا کے
ہکّہ مارا کہ دونون گھٹنے بلمان کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرُون ایرج نے
ہاتھون کو ستون کیا لنگر نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکہ نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرّائی پہلے
ہی زور مین لنگر کو جنبش ہو گئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ گھٹنہ
اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنہ پاؤن آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ
کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارون اس زور و جرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا
بیقرار ہوکر پکارا اُٹھا ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین ذلت پر نہین ڈالتے
مین دل سے اطاعت کرتا ہون ماشاء اللہ کیا زور و جرأت ہی میری کیا حقیقت ہی مین جسکا
کہ بڑے بڑے پہلوان آپکے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا

بلمان نے قدمون پر گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ بتلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
فوج سے پکار کر آواز دی یارو مین نے اِس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام
قبول کرنا منظور ہو میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی
ہم دل و جان سے اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے اِنکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی
جانتے تھے کہ اِنسے کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہا کی جرأت کا
خیال کیا انکے ہاتھ سے زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا ای شہریار
بندگان خدا کے بہت سے خون ہوے کیسا ہی تاجر اودھر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے
ساتھ ہوئین تو اِسنے لوٹ لیا کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے اِدھر سے نہین بچا آپنے آج
مسافرون پر بڑا احسان کیا قریے مین لا کے مکان کو آتارا بلمان بجان و دل مصروف
خدمتگزاری ہی مگر ایرج فرماتے ہین کہ جلد یہانسے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت
ہی بلمان نے کہا مین قدوم میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون
ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز
صبح سے فارغ ہوکر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق صف جماے ہوے کھڑے ہین فقط سوار
ہونے کی دیر ہی کہ صحرا سے گرد آڑی سب دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ
بیمان فیل سوار بھائی اِسکا ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی
کہ حضور میرا بھائی آتا ہی اُسکو بھی لاکر قدمون پر گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے
بیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب اِسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بیمان
نے کہا تیری نامردی سُنکر آیا ہون تجھ ایسا قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن
جنگ مین مشتاق اور ایکا یک یون دل چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے
کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی
ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرین گے
بیمان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون کہ کیسے ہاتھ پاؤن ہین کتنے بڑے
قد و قامت کا جوان ہی بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو چھوٹے سے قد کا آدمی ہی مگر زور

کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہی بلمان ساتھ لیکر پمیان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہی یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہی پمیان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ تو اس قابل ہی کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بچون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپسے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا پمیان نے اُسیوقت لشکر اُتارا بارگاہ اِستادہ کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری باطن مین اسکو بڑا رشک ہی جلسہ جمایا ساقی بچون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا ۔ خود غرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہ کملا یا فقیر ۔ بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا
کسنے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری ۔ یہ عصا موسیٰ تمہارا اژدہا کیونکر ہوا
وادیِ اُلفت مین آپ آوارہ پھرتا ہی غریب ۔ خضر خود گمراہ ہی وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر توبہ برہمن سجدے یہ کرتا ہی کسے ۔ بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
وہ توہین رندان کی اب کرنے لگا پیرمغان ۔ تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
شاید اُس ناوک فگن نے تیر مارا سینہ دوز ۔ ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار اُلفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے ۔ عقل حیران ہی یہ درد لادوا کیونکر ہوا
گر نہین خون شہیدان ہو گیا اسمین شریک ۔ پوچھتا ہی شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
سنتے ہین چند یسے خادم ہی وہ بت اللہ کا ۔ رند تھا مضطر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین پمیان نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہی اُمیدوار ہون نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے مجبور ہوکر جام لے لیا اور بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام پمیان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو پلانے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گر پڑے بلمان اور

اُٹھا وہ بھی گرا اِن دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی اِن دونون کو مسلسل کیا ارابے پر سوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا حرکت کی پیمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند مین لیچلونگا اُسی وقت پیمان نے کوچ کر دیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اِس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا ہے کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہی اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین دونون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہی آج ہی رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اِس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اِسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے سے گذرنا دشوار ہی گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان پہنچکر نقب دیتا رات بھر اِسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدیے زندان مغرب قید شدید سے رہائی پا کر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا پیمان جو اُٹھا قریب قید خانہ کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پاے جاتے ہین زمین پتھر کی تھی نقب نہ لگی پیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے پیمان نے کہا کہ دس بارہ منزلین طی کرنا ہین پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اِس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہی بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیچلیے پیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین لگانے لگے ایرج و پیمان کو زیر تیغ لا کے بٹھایا جلاد نے کو لے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سورہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اٹھا یا جاؤنگا مگر ہلڑ سنکے اٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون یہان پیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوبھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر ٹھٹ ہیں کہ بیک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوبھن سیلے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے **نظم**

کردهٔ بر هر که ای خالق کرم — او ندارد در زمانه رنج و غم
چاره ساز دردمندان تو ئی — در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جهانی روز و شب — همدم و دمساز عالم دم بدم
هر زبان در شرح اوصاف تو لال — قاصر از تحریر وصفت هر قلم
جلوه گر در بتکده انوار تست — آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام نامیت — ختم شد بخشش سخاوت گفت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہی کہ اپنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر پیمان نے آواز دی کہ یار دو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہی لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پر حساب ماردیا کبھی حقۂ آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے نورالدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو سنا سر اٹھا کے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران تیرہ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ۔۔۔ کہ شاہانش ہمہ چاکر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ۔۔۔ عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ شاہزادہ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جاکے ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے طرف پیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے بیتاب ہوکے آواز دی او گستاخ گبرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر ٹھہر جاؤنگا تو اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو قنبر نگ عیار بھی ہمراہ ہی جب ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے چُپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوے قریب بلمان کے بھائی پیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا انجام دیکھا ہمنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آیا اگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوے چاہتا ہی کہ پیمان کی کشتی مجسے ہو ایرج نوجوان کو پیچھے ہٹاکے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیون بھائیون مین تلوار چلنے لگی دو چار ضربین رد ہوئی تھین کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا ای بلمان دیکھ پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا ماردیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون بلمان نے آواز دی ای آقاے نامدار و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج نے جو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب پیمان کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے تو آ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار خالی دیے تیغے کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ ماردیا تیغہ دودمۂ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلبر نے کئی سو پہلوان نامی وزبردست اُسی مقام پر ٹکڑے ٹکڑے قتل کیے شاپور شیردل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہی جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقۂ آتشبازی داغا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے چادر ینہا دین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایرج نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانوں کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف بھبوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی

بھبوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ مین ہمراہ صباے شبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب اُنکا عیار عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاءاللہ شہریار صحیح وسالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہین ای صباے شبک رو مین کیا صبر کرون کیونکر صبر کرون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد — اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد — نگر کرینگے کبھی بہر امتحان فریاد
گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے — کرینگی حشر کو آنکھوں کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا — نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی — کرینگے شکل نے میرا استخوان فریاد
تمہارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ — جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین او بت آ رہنے کے سوا — قسم خدا کی جو آتی ہوتا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری — وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گئین وہ عشق کے ہمراہ رند تاثیرین — سفینگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب لگ بہت بیقرار ہوئین تو صباے شبک رو نے عرض کی کہ غلام براے تلاش شاہزادگ

ڈالا قدر جاتا ہی لکہ نے کہا بھتیجا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین ملاقات ہوگی
سردربار مبہوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبائے سبک رو نے کہا
حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مبہوت کے ہاتھ سے
بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے رات کو
صبائے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہرچند
کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکارکے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اُسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا
کہا کیون معتبر صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجکو شاہ
نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتادیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوے
ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اِس زمانے مین مہنگی ہی اہل و عیال
تڑپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا ارے تو میرے
سامنے باتین بناتا ہی مجھسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو گرفتار کرکے
لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا اِنکار کررہا ہی
آخر باپ بیٹون مین تیغ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ پر
نسیم نے کہا ارے اِسکی مشکین تو باندھ لو صبائے سبک رو نے یہ سُنکر منہ پھیرا نسیم نے
حلقہ ہاے کمند اِسکی گردن مین مارے صبائے سبک رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے پر
حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لاکے اِسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا
کوڑا لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تونے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین
جان بخشی کردونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبائے سبک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای بابا جان مجھے اُسکی
جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فراہی قہقہہ مارکے

ہنسا کہا ای فرزند یہ بات تیری لایق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلہ نے کیونکر گوارا کیا
یہ کسی جلیل کا کام ہی صاف صاف بیان کر صبا ے سبک رو نے کہا با با جان آپکے سامنے
میری کیا مجال ہی کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہی جب صبا ے سبک رو
نہ بولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلک گیا کہا ای باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہی تو
خنجر مار دے سر جدا ہو جاے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہی کہ صبا ے سبک رو تڑپ رہا ہی اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبا ے سبک رو نے دیکھا لشکر
فوج ظفر موج آگئی آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقدہ روح قاسم ذیشان
شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوے چلے آتے ہین بلمان مردم در قزاق
پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوے صبا ے سبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور
نے جو صبا کو بیچا نا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ یہ
جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بحر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ ہی
کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کہنے سے کمانکے
بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہ رہا ہی کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو بچاؤن
پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانہ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بچہ میرے سامنے تو آ اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبا ے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کر تبا کر ہاتھ پر نیمچہ
مارا نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی
مع لشکر ظفر اثر کے آکے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ بیچارا میری تلاش مین تھا آج مین آگئی تلاش مین نکلا اس بیچارے نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملکہ کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکرکشی کرکے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کرکے تمکو لینگے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری یہ کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
وہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
ہنسی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارا جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اُسکے خوان الوان مین

سنائی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا تربت نازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتونکے مدفن پر
صدائے حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر تختے ہون پیدا شاخ مرجان مین

تو ڈر بد فعال بدسے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آنیکا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنیکے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم اور وان کی حمایت پر
برون سے تیر کے ہی طاقت بہ دار پیکان مین

طبیعت سے نجائے رندجو ہی جوہر ذاتی
شمال شیر غلطی ہی جرات مرد میدان مین

صبا سبک رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور نے
منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا لگا لا ایک ضعیف
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مبہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی ظلمان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کر کے لایا ہی عیار بھی
اُسکا اُسکے ہمراہ ہی مبہوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہی یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے
لشکر لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیرباران کرونگا نسیم خاموش
ہورہا رات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اِسنے تین شخص آتے ہین ایرج
ہتھیار لگائے ہوے آگے آگے پشت پر دونون عیار اِسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہی کہ یہ
ضعیفہ کون ساتھ ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اِسکا مددگار ہی اُسکی ملاقات کو جاتے
ہین دل مین یہ سوچکر اِسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ سیما انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے
دروازے کے ہاتھ رکھے ہوے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین
کہ واری وہ عیار آپکا ضرور معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹیگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین
ایک ضعیفہ آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران
لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبائے سبک رو
ملکۂ عالم نام ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای
شہریار یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہائے تاریک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت
قلعہ بند ہوگا تو سر سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آ کے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھ کر نسیم باغ کی دیوار سے

اُترا خیال مین آیا کہ جا کر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس
جوان کے ٹکڑے کرین دونون کے دونون کیا گھُلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم
بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگادو کہ نسیم شبک رو دروازے پہ
حاضر ہی محلدار نے جا کر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا ای نسیم
کیا ہی کہا ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون
صبا سے شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے
آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہی ہرچند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار
کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اُنکو بھولے
ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین دفتر حکایت
و شکایت کھُلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب
آتا بلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہی خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کرکے آپکے
قبضے مین اُسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی
بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سُنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیرلو ای نسیم سبک رو حقیقت مین وہ جوان بڑا
بہادر ہی مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے
عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پہرے نہ رہین وہ
بھی تیار ہو کر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم سبک رو کو
یہ بڑی فکر ہی کہ مین شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہی مین اُسکا
جب تک تن سے سر نہ جدا کرلونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان
بصد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین
ہو رہی ہین دفعۃً بیٹھے بیٹھے صبا سے شبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اِسوقت
دل گھبراتا ہی ای آقاے نامدار آپنے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر
ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر مغزاثر حضور کا بیرون قلعہ ہی بلمان مردم در کو خبر نہین ہی اب

پہر وہ پہریان ضرور بھیجیگا ملکہ کو آپکی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو مین
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شبگیر رو خبر کر دے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کر دے تو پہر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا ای صبا اے شبگیر رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعواے
جرأت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہی مگر تم سمجھتے ہوے جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کر تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاہ بہرہ شبیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین صبا اے شبگیر رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کرکے بشکل اصلی
باغ سے نکلا آدہ کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم شبگیر رو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھکے
پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جاکے
بلمان مردم در کو خبر کر دون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا اگرچہ بعنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پہاٹک پر قلعے کے آکے دیکھا
دروازہ بند ہو رہا ہی صبا اے شبگیر رو دوسری طرف آیا ایک کھڑکی کی سلاخین تھین
سے کاٹین آہنین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہی سنتے ہی
کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین رہ کے جائین اور خدانخواستہ
دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جس روز سے آقا نے مجکو زیر کیا
مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر انکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہر چند کہ آقاے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منہ پھیرین
شیر کے مانند رمہ گوسپندان مین آپڑتے ہین ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین
لڑتے ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے انکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ
دیکھا ہی ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے سمجھ والے کہ رہے ہین
کہ یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ

الگ ہی سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب لیاقت طرز
جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبائے سبک رو
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہی پکارکر آواز دی ای سپہ سالار آقائے نامدار باغ مین ملکہ کے ہین
بہہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوگے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا
کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بروقت جانے کے
آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہائے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار
قزاق اسکے طلایہ پر ساتھ موجود تھے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبائے سبک رو نے کہا بھی
کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہی بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار قزاق
جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین گھر گئے
کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہی جو ہین نام اپنے آقا کا سنا فوراً انھین اپنی
اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے سپر و شمشیر ہی صرف
ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو درست کر رہے ہین
بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ انمین تیل بھرا ہوا نیچے اُنکے آگ روشن ہی کہ
دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہی گولہ اندازون نے یہ سنکر
توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے کہا کہ بس دفعۃً توپین
گرگین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ گولہ پڑنے لگا
گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھون نے پیدلون کو اشارہ کیا
کہ تم لوگ تو ہٹ جاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے مارکر داہنے بائین
سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا توپین روکین کہ پہلو و نسبے گرد اُڑی
دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز
فیر نہ کر سکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کر خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے
خندق مین ڈالدیے گھوڑے شناوری کر کے اِس پار آئے پھاٹک پر کلہاڑے پڑنے لگا پھاٹک کو

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے کے
پرے پامال کردیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ پیدل جو
پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کردی
کہ حضور باغ چہار جانب سے گھر گیا مبہوت تیغ زن چاہتا ہی اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پر مبہوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہی کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ کیا
کہ او مبہوت یہ کیا نامردی ہی کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہی یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل کیا
مبہوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہی سب گھیر کر مار لو سب فوج بڑھی مگر
شاپور شیر دل نے بڑھکر حقۂ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ ای یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہی مین جاکر مبہوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہی ایک چست و چالاک
جنگ مین بلا ک ہی چند حقے آتشبازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آکے گرے
شاپور پشتی بانی کر رہا ہی جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر تڑپ رہی ہی
افسرون کو تاک تاک کے مارا گرد اُنکے مرکب کے صدہا لاشہ پڑا ہی ہر لاشہ مثل مرغ بسمل کے تڑپ رہا ہی
مبہوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہی سب مل کے
اسکو گھیر لو کہ نسیم نے بڑھکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان باغ سے
نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہین پہلے اُنکو گرفتار کیجیے مبہوت گینڈا بڑھا کر اُس طرف
چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ باباجان تو اِدھر آنیکا ارادہ رکھتے ہین
کنیزون کو آواز دی کہ اِسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر جو ایک
مرتبہ چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مبہوت نے گینڈا آگے بڑھایا اور
پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آ کے سبکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین او رجھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا ابتو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو چلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اُسی طرف چلے چندے نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکر ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رُخ ہی گھبرا گیئین دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگین ای معبود و ای موجود وقت مدد ہی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے نظم

می طپید در سوز عشقت سینۂ سوزان ما	در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما	گوش فرما بر صدای نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما	تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی	در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان	از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی	بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدۂ ما نیست دگر	نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی قلم	دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہی بسبب تیراندازی کے جو نامرد قریب نہین پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہین ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مبہوت نے پٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیر و نیزون سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیراندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیرونکو قلم کر رہے ہین وہ بچیا چاہتے ہین کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخر کار سب نے ملکے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخمون مین چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوئے شمشیرزنی پیدل ہو کے کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اُس سے کہا

ابھی نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دو سو پیک بچے ساتھ ہین مبھوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دو سو پیک بیچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہی یہ ہٹین تو مین کمندین مار کر پکڑ لون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھا پریشان ہو بے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے ای خداوند لیل و نہار مجکو بچا لے نظم

بر خطا کاران براہ لطف فرمودی عطا — بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروے شفا — گمرہان راہ الفت را تو کردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختے — مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق بیدار و بحکمت کردن اخلاص خم — ساختی کم را زیاد و بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بود از تعمیل فرمانت قدم — کس نزد اے صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا پیر و پیمبر ساختی — جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را — سبزہ سر سبز کردی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را — نالہ و فریاد کردی نطق مو سیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی — زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہو کر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم دربارہ ہزار فزا قون سے آکے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کودپڑا صبا اے سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہی صبا نے اُسکو پتھر مارا زنگی کا سر پھٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم دربھی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان آگئی پشت پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب مبھوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اُسکو دولتی ماردی ایک سوار مرکر گرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دوچار پامال ہوے بلمان مردم در نے بارہ ہزار قزاقون سے برے کے پرے
درہم وبرہم کر دیے لاشونسے میدان بھردیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آگے پیچھے
سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے پہونچے بلمان
نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑکے لاتا ہون یہ کہکے
گینڈا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے کلائی
پکڑلی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج کے لایا
مبہوت پکار اٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اُسنے عرض کی
غلام مسلمان ہوتا ہی کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکو بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال
اپنے اپنے ہاتھون مین باندھکر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہی ای آقا یہ
ابھی مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا
خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیر دل قریب تھا اُسنے عرض کی ای بلمان مقام
اندیشہ نہین ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی بنور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم
ہوتی ہی پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے تدریج خوشبوئی نسبت ملکہ کا
سینے پر ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت
کی مگر ای مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا
کہ حضور ایسا خویش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا ای مبہوت ہمکو
جلدی ہی کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بائین پر اسی قلعے کے
صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طے کرکے قریب کوہ رنگا رنگ کے پہونچیے تو وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین
آئے ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا اے شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق مین اُنہین ہجر کی گھڑیان کیونکر کاٹونگی میرے دل کی عجب کیفیت ہی نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

پہچانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا

بدمست میکدے سے یہان کے مین آگیا
آنکھون نے پھر بھی رنگ نہ دیکھا خمار کا

دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہی خار کا

اب آپکے آستانے سے چھڑاتے ہین مجھکو یار
ای پرند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکۂ عالم پاٹے کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کرینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار مین بسر کرنا غم و الم کا ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتک ہوسکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمہاری جدائی شاق ہی مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہی کہ ہمکو انکا پس و پیش نہ کر کے باہر نکلے مبہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدۂ سپہ سالاری مقرر کرین لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہین کی ہی امیدوار ہی کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادۂ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کر کے طرف صحرائے نرگستان کے آگے اُترے شاپور شیر دل ساتھ ہی اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہانسے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہی ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرائے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر اب انکا حال تحریر ہوگا ؛

دو کلمہ داستان تہور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ قراطاق اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین مین ہون
جھومکر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب رہین
نقش پا ہی ترا مرا سر تاج
حالت ابر ہی فرح افزا
ابھی میخانے مین ہی مے باقی
ساقی ما ہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر بر سر میدان

رگ و ریشے مین ہی شراب بھر
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہی
جمع میخوار ہو گئے آکر
اسقدر ہم رہیچ و تاب مین
ساقیا ہے یہ تیرا احسان ہی
لطف محفل ہی جسپہ جان فدا
آج ہو میکدے مین لطف شراب
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا آسمین ہی بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو چکر
چپکے قہقہے آرہے ہین آج
رنگ محفل ہی کوے جانان ہی
ہیر کے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہی دل بیتاب
ای قمر داستان شہریاران

چہرہ حالات معرکہ جرأت وجلالت و یکہ تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان بحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین شتر تصنیف مصنف راقمان سوانح ہیجاء ہمی نویسند از ید بیضا سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادہ والا شان یعنی نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہو ایک نخل کے سایے مین آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون ای شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر تاہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحراے خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوئی شبرنگ کہتا ہی ای شہریار آپکو بھی انشاءاللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پہ ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود مین ڈالکر اڑگیا قراطاق جادو نے

وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا ای قراطاق جادو پوتا حمزۂ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہی اُسکو اُٹھا لا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی نو صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنیکا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو ان
لوگون کے مددگار پیدا ہو جاتے ہین اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ سے
قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبون کی جانب دیکھا
مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھکر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے مین اُڑی ہوئی آتی تھی حقیقت مین ایک نخل کے سایے مین ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہی میرے دل مین آیا کہ اُٹھا لاؤن پھر خیال مین گذرا کہ شاید مسلمان ہو اُنکا ستانا
اچھا نہین اب حکم خداوند آیا مین ابھی جا کے لاتی ہون یہ کہکے مہلیل اُڑی آسمان پہ آ کے
ٹھہرائی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتین کر رہا ہی
تڑپ کے گری نور الدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب مین دوڑا یہان قراطاق
کے سامنے لا کے نور الدہر کو مہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پانون
نور الدہر کے زمین نے تھام لیے مہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا
جلادون کو بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نور الدہر پہ
آیا کو لیکا خط گردن پہ دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اِسکے افسوس کر رہے ہین کہ رہے ہین کیا جوان قتل ہوتا ہی کوئی خطا بھی اِسنے
نہین کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہی جلاد تیغ لگا رہے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہین
اور چہار جانب دیکھ رہے ہین چاہتا ہی قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ اِس
جوان کے دو ٹکڑے ہون کہ آسمان پر لکۂ ابر سیمابی پیدا ہوا سبنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہین قراطاق نے کہا نہین معلوم کس کام مین تھین آج کئی دن کے بعد آتی ہین ہم تو
انتظار کرتے ہین اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہین آج آئین تو سہی مین بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتون کو گھبراتے ہین کہ وہ ابر چھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آکے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہی قراطاق نے کہا یہ نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہی سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہمتو دیکھین کہ کون جوان ہی اگر گنجاب کا نواسہ ہی تو
گوہر ملک کا بیٹا ہی مین ایک زمانے مین براے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرأت کرتی تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جاکے طلسم گوہربار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سُنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب
سحر طراز کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے بہ نگاہ یاس ملکہ
سیماب سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہین جو اٹھائین تیر مژگان سینۂ
سیماب پر پڑے سیماب بیقرار ہوگئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی
عزیز کو قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کرلیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمین کیا دخل ہی
قدرت نے فرمان بھیجا ہی سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہی خطاوار کو قتل کرتے ہین یا بیخطا کو قتل کرتے ہین کون یہان
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرأت
اور ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہی مین اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہلیل کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے
نبیرۂ صاحبقرانی کیا خیال ہی اپنے مقام سے اُٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا او
سیماب کیا تیری شامتین آئی ہین جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو
رہا کرتی ہی قدرت تجکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو
مجکو غصہ آجاے مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہی قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی
ہی کیا دھگڑا بنائیگی سیکڑون جادوگرنیان اسی جوش عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ
اور برباد ہوئین اب فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے

بتاکید لکھا ہی کہ خبردار فیدیہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین اُنھین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب مارون گولہ کہ تیرا سر پھٹجاے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اُڑگیا ابتو قراطاق جھلاکے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑلو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کرسکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام خدائی کرتی تھی مُردون کو باتین کرانا درختونسے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ اُسکی خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کرسکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ کرسکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب سحر طراز جب ہنستی ہی گوہر دندان کو ظاہر کرکے برق چمکاتی ہی کہ جس سے دس بیس کے سر اُڑ جاتے ہین ساحر اسیر بلوہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی لڑتی ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہی اشارہ ہی کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھسے اور قراطاق سے ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر کھینچدی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غُل مچا رہا ہی کہ ارے یارو اِس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانیکا ارادہ رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پاٹون ٹوٹا بہر نوع بیکار ہوا جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہی کہ قراطاق کو کشتہ کرکے شاہزادے کے ساتھ عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین جوان کے چور ہی ہرچند کہ اِنپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے انپر قبضہ کیے نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جاسکتا جو جلاد گیا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھکر

ایسا چسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا اور وزرا وغیرہ سب قتل ہوے اب مین تیرے جھونٹے پکڑ کے ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اُسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہی جو عنایت سامری و جمشید شریک ہو یہ سحر انھین کا بنایا ہوا ہی ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر نہ رہی اُسکا زوال اب قریب ہی یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے ہنس ہنس کر ان سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہی کہ او دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا آئی ہی دیکھ کہتی ہون کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق نے نہ مانا تیغہ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب ہو چمک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے اِسکے اندھیرا ہو گیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہی جب جھونکا ہوا کا چلتا ہی روشنی گل ہو جاتی ہی سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو بچے مین اُٹھا لون لیکن بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو ہو تو تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے ہاتھ روکا سب ساحر اِسکی خدمت مین حاضر ہوے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے دیکھا تو شاہزادۂ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پٹنے لگی ساحرو نیز غصہ کیا کہ جسنے اِس جوان کو چھپایا ہو وہ بتادے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم ہمتو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اُس مقام پر آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اُسنے وہ دانے اُٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیٹھا ہو کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو پتھر زمین پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہی صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اُڑتی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اُسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اُٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی کہا ابھی جا کر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی میرا تو اب یہ عالم ہی کہ جینا مجکو دشوار ہی یاد مین دل ربا کی قلب کو اضطراب ہی نظم

وہی جہان محبت مین کسی رشک چمن کی — سونگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی
سن آے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی — رشتی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا — خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا — پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے گرگئی — ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
اُس کاکل مشکین کا جو ٹوٹا ہے کوئی تار — تحصیل سمجھنا تو خطا او رختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی — تشنی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک — تدبیر ہی یان اپنے لیے غسل و کفن کی
اعجاز نما ہی لب عیسیٰ کی طرح سے — کیا بات ہی کیا بات ہی اُس گل سے دہن کی
خود اُلفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند — زنجیر عبث پاؤن مین ڈالی گئی ہن کی
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان اے رند — صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو ہمارے سیر و شکار نکلی کہین اتفاق سے گذر اسکا طرف کوہ چمن آرا کے ہوا ویرانی اُسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک وہان ٹھہر کے روئی کہتی ہی کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کردیا وہانسے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دفعتاً نے سناٹے کی آواز کان مین آئی جھک کے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہی اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہی نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اڑی راہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہتی تھی گوہر کیا معشوق خوش خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ایسے معشوق طرحدار کسے ملتے ہین دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے

اشارے کر رہی ہی نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہی تو صاحبہ ون مین گھرا ہوا تھا مین تیری جان بخشی کر کے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پہ عاشق ہوئی اِس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار خداوندی مین بر سر عہدہ ہاے بزرگ ہین تجکو خداوندی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کردہ کرینگے عہدۂ جلیل سے سرفراز فرماینگے نور الدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اُس ملعون سے ملاقات کر کے ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوے چلے آتے ہین میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین آنیر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہی انشاء اللہ اُن پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سُنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پہ نظر کر کے کہا ای شاہزادۂ والا قدر مین تمھارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون یہ سُنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو یہ مطلب ہی جو ملک فتح کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر آثار نور الدہر کو پہلو مین بٹھائے جگہہ دی کنیزین گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی مین نے اِسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آئی ہی نور الدہر نے للکارا کہ او فحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اِسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز دی جیسا سحر بی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری لونڈیون کو یاد ہی گوہر نے اُٹھکر گولہ سیماب پہ مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹکر گرے سیکڑون کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر جو تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اُتر جاے مین دل و جان سے تجھپر جان دیتی ہون

نور الدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کرین
سیماب دوڑ کر قدمون سے لپٹگئی کہتی تھی ای جان جہان وای آرام دل عاشقان مین نے
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون
نور الدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگالیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ مین مسند
پر تکلف پر نور الدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پہ گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین
سامنے دست بستہ حاضر ہین گوہر جادو نے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی
لاکر سامنے رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نور الدہر بیٹھے ہین گوہر
و سیماب ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک
لکہ ابر کڑکڑایا برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھین
اور پکار کر آواز دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین
اور اپنی بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا
دیکھا کہ تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریاے جواہر مین غوطہ دیے
بیٹھا ہی گرد تخت کے کچھ جادوگر نیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین
جگہ دی ہی شرط کہ ابھی قلعے کو اڑا دون نام و نشان تم دونون کا مٹا دون سیماب نے
گولہ مارا گولہ الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے
تیور بدلے ابرو چوہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ
اٹھایا کہ سر دست قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی
آوازین آنے لگین نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اڑاے ہوے
جاتا تھا کہ دیکھا ایک ابر لہرا رہا ہی اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کرے ان اور نور الدہر
سامنے سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہر یار یہ ساحر اب
نور الدہر کو مارا چاہتا ہو اتنا بڑا ساحر ہی کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو
زخمی کیا نقابدار نے وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پہ

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپکر باز سفید پر گرا
سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھون سے اشارے
کرتا تھا کہ جن اشارون سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہی ہین تو اسکے سامنے
نہین جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرنا کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادون کے کٹکر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبون نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم باآواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوے چاہتا ہو کہ نقابدار کو اپنے سحر مین پھنساؤن مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر
سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغ برق زا بلند ہو کر دست
زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرانے لگین چند
زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھدیا تیغ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے سپر دیکے
پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ و
زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئین ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہین آئی مگر گھبرا گیا اب
دیو منہ کھول کر چلے کہ چنگل مار کر اسکو گولی بنائین اور پھانک جائین ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہین آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے
آواز دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے
ہین کچھ بندے پیدا ہوے ہین کہ انکی مشکلین آسان کرتا ہین یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر
نے اڑایا ہر چند دیوزادون نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے
نکل گیا نورالدہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار متبع جد عالی تبار
کے صاحب اسم اعظم ہین کیسا ساحر زبردست جسنے لنگاوال کے قلعہ گھیرنے کا ارادہ کیا
اسکو بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا زاغ و زغن نے سر کٹوائے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے بیر تھے
جھک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا ای شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود مجھکو گرفتار کرلیجاتا نورالدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن و جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری
مددگار جادوگرنیان اسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو
ہر طرح کا اختیار ہی نقابدار نورالدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہگیا
کہ تمھارے ہمچشم ایرج نوجوان صحراے نرگستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ
ہوگیا نورالدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن
ہفت پیکر جو پلٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین ملے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ
ایرج و نورالدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ بوقلمون پر تصویر سنگی مین داخل
ہوا وہان کا تاجدار بوقلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قدرت
کیون خاموش ہین مرادمند جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری راے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج و
نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید لنگار آگئے نورالدہر
کی گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہورہے
ہین نورالدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی
تجکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جاکے سبکو گرفتار کرلاے بوقلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سرفروش حاضر ہی جو سر قلعۂ مروارید لنگار جاے اور دشمنون کو گرفتار کر لاے
گوہر جادو کی آبرو بتاے سامنے ایک نخل چنار تھا بیخ اسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب و شکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید لنگار کو جاکر تباہ کرون
اور جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجالاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نورالدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھا لاؤ یہ سنکر وہ ساحر اڑا اسوقت آگے پہونچا کہ نورالدہر کھڑے
ہنس رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہہ رہی ہی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا
نازل ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا نگہبان آسی پر ہی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ مہیب تڑپکر گرا ایک پنجہ کمر مین نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کرکے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہی پر پروانہ پیدا کرکے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہی مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہین پہونچتا راستے ہی مین بجھکر گر پڑتا ہی مہیب جادو بلند ہو گیا سیماب تھک کے پلٹی مگر کنیزون کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہو گئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر مہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز کان مین آئی اس طرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہی **غزل**

نمو و خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستون مین اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہی ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست و دشمن کی
خدا نے آنکھین ہین دین دیکھ بھال لینے کو

کھلا یہ غمکدہ دہر مین پہونچکر حال
عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طی
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہی
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

کھلیگی قیمت حسن و جمال ای یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیر زال لینے کو

شب فراق کے صدمون سے یار مر گئے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو

پس از فنا پھرون چاک کیطرح ای چرخ
نہ آئے گور مین مٹی کلال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے ایسے رشک
بلا ہین زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سائے مین ایک مہنت بیٹھا ہوا ئی بجا رہا ہی بالونکی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہی دھوان آسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہی مہیب جادو نے اُس پہاڑ پر اُتر کے ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈالدیا شش ہر دوسے کے دونون پڑے ہین مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے مہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب مہنت نے یہ دیا کہ او بچیا تو کون ہی جو یہان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی خداوند ہفت پیکر بھی گاہے گاہے اسطرف چلے آتے ہین پہاڑ سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ مارونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا مہیب نے کہا مین آپکی زیارت کو آیا ہون گانے کا مشتاق ہون مہنت نے پوچھا تو کون ہی کہان سے آتا ہی اور کہان جاتا ہی مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا مہیب نے کہا مین خدمتگزار خداوند ہفت پیکر ہون براے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہی مثل مُردے کے پڑا ہی مین آپکی زیارت کے لیے آیا ہون مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر بہ سرگروہ بو قلمون جشن کر رہے ہین مہنت نے کہا دامن قدرت دراز ہی بیٹھ جاؤ تو مین تمھین گانا سُناؤن مہیب بیٹھا مہنت نے پھرنی کو لکا لا چند اشعار پُر بہار گانا شروع کیے

نظم

خونفشان انکھین ہین لڑکر چشم شوخ یار سے — دل تہ و بالا ہی اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہین باتین دل بیمار سے — وہ بھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے
کیا قیامت ہی کہ تم ہونگا نہ محشر سے قبل — حشر کے سامان دکھلانے ہو صنم رفتار سے
ڈالکر باہین گلے مین میرے لپٹے تو سہی — آج وہ باتین کرون مین اُس بُت عیار سے
دے بھی چُپکے بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہین — دل نہ قابو مین رہیگا اِس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب — سابقہ پڑجائیگا جسدن کسی میخوار سے
ہاے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کرون — منفعل اپنی نگاہین ہین عتاب یار سے
اُٹھکے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے — حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر — شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر — سخت جان کا حلق کٹنے کا نہین تلوار سے
جیسے اک پردہ نشین سے لڑگئی آنکھ ادیبان — شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

مہیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو مہنت کی زبانی سُنا مست ہو کر جھومنے لگا مہنت نے گاتے گاتے اپنی دھونی کو جو کُریدا دھوان اور زیادہ نکلا مہیب کے دماغ مین خوشبو آئی تاک

پھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پاؤن کانپے لڑکھڑا کے گرا اسکے
گرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لپک کر چاہا خنجر مارون کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا مہیب کو اُٹھا لیگیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے
گوہر اُٹھی پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون مہیب کو
بیہوش کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے اُٹھکر سحر کیا نورالدہر کے مُنھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پر پرواز پیدا کر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آتے ہین
اسپ پریوش ہمارا صحرا مین چرا کر رہا ہی اُسپر سوار ہو کے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کر کے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر و
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غرض یہ پہونچے
ہین نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار
دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب
کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسّیان ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوے
بیچ مین کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہی کئی سو جوان
مار چکا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا شبرنگ نے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر بندھی ہوئی کوڑا ہاتھ
مین لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ منقم تاجدار
اس حوالی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر مین کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرلے سب گھیرے ہوے کھڑے ہین
شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کرین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کردونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین
کنوتیان بلند کین مرکب جر کا شبرنگ نے زبان حبشی مین کہا کہ ای مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک
مقام پر ہی تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین
ہاتھ ڈالکے رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے شبرنگ جست کرکے
سوار ہوا مرکب کو پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہی
دیکھو کس طور سے مرکب کو تسخیر کیا ہی اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے
پکار کر آواز دی ای شہریار تیئے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نورالدہر کے آیا آپ گھوڑے سے
کود انورالدہر سوار ہوے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوے
مقیم تاجدار نے آواز دی یارو یہ تو نبیرۂ حمزہ ہی اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ
سنکر سب کافرون نے بلوہ کیا مقیم پکار رہا ہی یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے
دو ٹکڑے ہوے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ بڑھکے شاہزادہ
نورالدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نورالدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شاہزادہ
نورالدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا
عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نورالدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے
تاج و تخت کی ہمکو ممانعت ہی یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت
جمی دور شراب شروع ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت
محبت سے شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب دچماق ہاتھ مین لیے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہی

صبح

گریبان سحر چاک ہو چکا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی ای شہریار کاؤس بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نور الدہر نے اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے پر چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز گران کاندھے پر اس دبدبے سے اکڑ اُترا ال کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا کہتا ہی ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ زرین پوش تخت زرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہان ہی میدان مین آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسپ خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہی کہ ای شہریار اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہی صدہا شیر اُس مین تھے جب سوار ہوکے نکلتا تھا دو چار شیر مارکر پلٹتا تھا چندے مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر یہ گیا فتح کرکے آیا مین کیونکر گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نور الدہر نے کہا ای قیام کاؤس کے قد و قامت پر نجاؤ دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ پرپوش عنان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سامنے آکر کاؤس کے پہونچے آپس مین تکاور زن ہوے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا تکاور سے ہٹا کاؤس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران ہین کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اُڑایا کاؤس کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور خواصی سے گرز گران سنگ اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاؤس نے مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پہنچی ہوئی کاؤس نے آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختے خون کے منہ سے
گرا رہا ہی دونون گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہین شبرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نور الدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اُس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نور الدہر نے بقوت صاحبقرانی جھٹکا دیا سونڈ ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہتّہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زنجیرے کھینچ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نور الدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑے نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ہتّہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ
ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین زرہ پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ
آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب
برنگ زر دلرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا
اے جوان کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑ اگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و
آرام کے ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہو گا نور الدہر نے فرمایا اے برادر آرام
کیسا ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا
مین شب کو مقابلہ نہین کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات
کو مقابلہ نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا اے شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپنے دیو کے مقابلے سے نجات
پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اُسکو زیر کرتا مگر انشاء اللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی اے آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکریگا نورالدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قد و قامت
کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرما کے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا اپنی
بارگاہ مین گیا اکیلا جا کے بیٹھا کسی سردار کے آنیکا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس شبک رو پھرتا ہوا
قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسیکے آنیکا حکم نہین طاؤس
نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا کہ کاؤس
آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقاے نامدار کیا ملال ہی کیا
خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھپر عجب صدمۂ عظیم گذرا اس حقیر جوان
معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ کر دیا کل فن مین
مجھپر غالب آیا اگر بہر دو پہرا اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا مین نے اپنی جان بچائی اسی سے
ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرا لاؤن قید کر کے قتل کیجیے اُسکے
لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہو گیا کہا ای یار
وفادار اگر تو اسکو چرا لائے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جاے طبل جنگی لشکر مین بجوا دے
اور تو جا کر عیاری کر طاؤس نے اُسیوقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بانہاے عیاری لگا کر
طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ کاؤس
نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر
ترقیم کیا ہی وہی پیش آنی ہی بے فائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجوا کر نورالدہر اُٹھے خاصہ نوش کر کے
آرام فرمایا شبرنگ طلاے پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ نورالدہر
پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی
شمع ہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپرکھٹ پر آرام کر رہا ہی طاؤس اندر بارگاہ
کے آیا چادرہ کمر سے کھولا ایک سرا پاؤن سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادرے
کو چرخ دیا کہ شمع ہاے مومی و کافوری لہرا کر گل ہوئین ایک شمع روشن رکھی جھپٹ کے
قریب پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شالہ ہٹایا کنکھے مین دارو بیہوشی رکھکر برابر

دماغ کے لگا دی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے
سیجبند کاٹ کے اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو
لے نکلا یہ تو پشتارہ لیے جاتا ہی مگر مہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیون
سے کہا یارو خدا خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سبک رو اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ
فتور کرے اِسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایے پہ چھوڑتا
آپ وہان سے چلا قریب بارگاہ نور الدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا
پردہ اُٹھا کے اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ
سمجھ گیا کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب
جو اسنے میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ
لیے جاتا ہی بیقرار ہوا دوڑ کر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے
داخل ہو گیا طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا
جاتا ہی طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ
یہی کہتا ہی یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی
دیکھا طاؤس آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یارو باہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے
شیر رہتے ہین مین نور الدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس
نے کہا ہوشیار کرو طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی
اُٹھتے ہی آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نور الدہر کے
آراستہ کی اب شاہزادیکو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے
کسینے قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے
کاؤس کے بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن
پیر زال سے بھی بدتر ہی اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا
ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پہنادے تو ہم جانین کاؤس نے اِن باتون کا
جواب نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہی ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا آیا کہ اے پہلوان دوران مین اسکو قتل کرون اور
مہلت ملے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی نے ہرگز نہ سنا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد
اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر اسکو ناز ہے جلاد نے نور الدہر کا ہاتھ پکڑا کہا اے
جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کرون اور دون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ
کے آگئے ہین ہر ایک کا قول ہے جلد ہی قتل کرو نور الدہر حیران چہار جانب دیکھتے ہین
کبھی بیتاب ہو کر پکارتے ہین اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے
بچا لے عجب ملک کیا ہے سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ہمارا پروردگار ہے تیری صفت
کیا بیان ہو سکتی ہے نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار ‎ بجنبش شد فدا ہر بلبل زار ‎ گہے از برگ شد ظاہر گہے از بار
گہے از گل عیان گشت و گہ از خار ‎ گہے از نور شد روشن گہ از نار ‎ نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار ‎ بیکسو برہمن پوشیدہ زنار ‎ گہے مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار ‎ گہے برق و گہے ابر گہربار ‎ گہے مہر و گہے ماہ ثریا انوار
ز ہر صورت خدا صورت نماید ‎ نقاب از چہرۂ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی
او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نور الدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کر بیٹھے اب نور الدہر
کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نور الدہر نے ہاتھ اٹھا دیا
ہتکڑی کٹی نور الدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو
اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نور الدہر کے تلوار مارون نور الدہر
نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماردی کہ اُس پہلوان کا سر پھٹا نور الدہر نے تلوار اُسکی اُٹھا لی
شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نور الدہر نے ستون بارگاہ کا تھام
کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نور الدہر و شبرنگ باہر نکلے نور الدہر کے
ہمراہی جو اُترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاؤس
نے قریب آکر نور الدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نور الدہر
نے زخمی ہو کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس

زخمی ہوکر بھاگا افسر کا پانوٴن اُٹھا تو کل فوج کے پانوٴن اُٹھ گئے کاوٴس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نورالدہر جاتے ہین کاوٴس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہی سب بھاگے ہوے چلے آتے ہین ہر چند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرونکی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر اُنکے سامنے پاپوش کی گرد ہین جدھر رُخ کیا سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدہر بلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا اب جو اُنکی فوج والے آئے اسپ پریوش بھی پہونچا یا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آیا بگلر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گر رہے ہین کاوٴس پکار رہا ہی کہ ای خداوند ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر مہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا لیجا کر سامنے تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی مہیب نے پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد مُنڈا اپنا رس کا گُنڈا اُسکی دھونی مین گیا تھا کہ مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ سن قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اُٹھا لایا تیری دستگیری کی مہیب جلا کر اُٹھا کہا یا خداوند یہان وہ جوان ملیگا اسقدر گوے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت نورالدہر نے کاوٴس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاوٴس کو بچانا نورالدہر کا سر کاٹ لینا مہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاوٴس کی فوج نصف قتل ہوچکی اب کاوٴس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاوٴن یون جان بچاوٴن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ باش او نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاوٴس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون مہیب ابلق سوار یہ کہکے مہیب نے ایک گولہ مارا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رُک گیا

دوسرا گولہ مہیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے پا بہ گل ہوے مرکب جم گئے قدم نہین اُٹھاتے بعض کے مرکب بد لگامیان کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین سیدل مُنھ کے بھل زمین پر گرتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے گرین مہیب ہرچند اشارہ کرتا ہی کہ او طاؤس ان سبکو ارے بالکل بے کار ہین مگر کاؤس ایسا خائف ہی کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا مہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بے کار ہین لاکھ لاکھ آواز دیتا ہی کافر ایسے ڈرے ہین کہ نہین بڑھتے مہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے زمین پر مثل مُردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے تمھارے قبضے مین ہین اُنکے مرکب پا بہ گل جب اسطرح مہیب نے کہا تب کافر گھوڑونکو درست کر کے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹکے گرا سوار کو بھی مار لیا صدہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حربہ کرتے ہین وہ حربہ نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہین ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اس بلا سے نجات دے نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف	ہرچہ طاقت ہست سر کش این نحیف
نیست امید بقا در زندگی	چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا بخشد توان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم	زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہون کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے مہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا عیار و سردار آتے ہونگے سیماب تو عاشق جمال ہی رات بھر انتظار مین

بیٹھی رہی کبھی بے قرار ہوکر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی پڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین نہلا
کشتگان عشق سب گڑوا دیے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
ل چلو تم ہر کس و ناکس سے زند

ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ نجاوے دل مین دلکا حوصلا
مار ڈالا بے ثباتی نے تری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
کیجے جسوقت ہو جو مقتضا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کرکے اُسپر سوار کرکے لائی ہوتین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید ہین خدا کی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہاے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکہ عالم ہمارا تمہارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دلکو کیونکر آرام آسکے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی مہیب کو نیچہ اُٹھا کر لیگیا ہو ضرور فقر ربا کریگا بڑا اچھا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا ہو اتمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحرا اُنکو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحراے سبزہ زار ہو وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آئی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والیکو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خداے نادیدہ سے دعائین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سنکر بے قرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا کہ نور الدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شبرنگ بن عمرو رکاب سے لپٹا ہوا قدمونکو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقاے نامدار واے مولاے قدرشناس کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والیکا سراسر احسان ہی اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچاے وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک کر اپنے پیدا کرنیوالے کو پکار رہے ہین مہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کئی مرتبہ مہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب نہ دیا جب تو مہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ مثل شعلۂ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر چٹکی ماردی اور نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب مہیب کے پہونچا مہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو دفع کیا سیماب اور مہیب سے آپسمین سحر چلنے لگا سیماب مہیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہی اور اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے معروف جنگ ہوے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب پر چھری چل رہی تھی اول تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ دانہ ماش اپنے خون مین رنگین کرکے سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے

جسم مین طاقت آئی اسپ خوش‌خرام طرارے بھرنے لگا نورالدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن
کی ہنگامہ ہوا کہ یارو لو وہ تلوار کھنچ گئی مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہی
کہ سیماب ٹھہرا جاتی ہی ڈر رہی ہی کہ ای سیماب کشتہ ہونا بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم
مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب اُسی طرح سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر
مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ جاتی ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ ذرا ابھی اسکو
کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نورالدہر کے سر پر خود نہ دارو سر برہنہ شاہزادہ گھوڑا اڑا رہا
ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار کر ڈالدیا چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہنچاوین
اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نورالدہر کو بڑھنے نہین دیتے سیماب اشارے
کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نورالدہر آمادہ ہین کہ جاکر کاؤس کو مارون
قضائے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب کے چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ
سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہی مگر مقابلے سے مہیب کے نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای
ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب
متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر نکال لا اُسپر اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے
دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب آتا ہی دست دیگر اُسے روکنے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی
سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پُرکینہ پر
کارد پھینک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤن کارد جو
آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی
بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہیب جادو بود پیر غل مچا رہے تھے کہ ہمارے
افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا تو سیماب
و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نورالدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب کا ہاتھ تھام لیا کہا
ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ لینگے سیماب
نے منہ پیٹ لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپ کے سامنے کر دیا صدہا
بندگان خدا ہلاک ہوے آپ کے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کو

بڑھا اُسکا مہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہو کر اُس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا گوہر عین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک کر دون نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی مُنھ پھیرتی ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر حملہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین نورالدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت مین آپ سے نہین لڑسکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کر و خدمت مین آکر حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے کاؤس ہاتھ سے شبرنگ کے مارا گیا پچھتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا اسی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نورالدہر کو اُسی بارگاہ مین آیا نورالدہر نے کہا قلعۂ مروارید نگار پر چلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے قصد ہی کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہی ای شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہی اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپکو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلاح کر رہی ہین کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ اُس کا نام قلعۂ سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برای مقابلہ حضور آتا ہی کاؤس نے کہا ای شہریار مین ایک مرتبہ اِسکے قلعے پر لشکر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہی تین خندقین آگے قلعے کے کُھدی ہوئی ہین سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دلکو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دلکو سمجھاؤن دلکی عجب کیفیت

نظم

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج
غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روے یار سے کاشانہ آج | پر جلین آ کے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین رو کے سے رکتا وہ کسیکا ہی پری | طوق و زنجیرین تڑاتا ہی ترا دیوانہ آج
آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا | وہ بت کافر ہوا ہی ساقی مےخانہ آج
شمع روے دلدار سے کہتا ہی مجکو سوز دل | تخلیہ ہی کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہی او ساقی یہ تیرے نصیب | آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپہ رند | باغ مین لپٹا جو مین اُس گل سے گستاخانہ آج

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو غرض کہ سیماب و گوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس ہمیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہی تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اُتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پایہاے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اُترتے وقت اُسنے ساتھ والون سے کہا نور الدہر کون شخص ہی کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہی مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہی کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہی صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھکر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اُسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہی فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہی اور نبیرۂ حمزہ کو سنا ہی کہ ایک معشوق وضع ہی چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نور الدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بعہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین نامے پر نور نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو بدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اُسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو بدو بلغے سے باندھا سو پہلوان دوسو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شبرنگ نے خبر دی بہمن برسم سفارت آتا ہی لشکر مین بدعت کر رہا ہی نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کر کے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر
برائے استقبال چلا کاؤس کو نور الدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتشخو شعلہ مزاج
ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن نے
کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نور الدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار رہنو نا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا
ہی ورنہ تمہاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو
کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے نامدار ہی
سوا اسے خاطر کے اور کچھ نہین کہہ سکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس
مین جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور
غرور بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نور الدہر مین آیا جمال جہان آرا ے
نور الدہر کو دیکھکر بہمن دنگ ہو گیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل
کاؤس بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلو نپر کرسیون پر بیٹھے نور الدہر نے اشارہ
کیا ساقی بچون نے جام سامنے کیا نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن
کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا
استقبال و غیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نور الدہر کے دیا نور الدہر نے اُسکو پڑھا
بعد تعریف ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشہ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو
ورنہ گرفتار کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اور یہ تو مجھپر
بخوبی ثابت ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ
کرونگا نور الدہر نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو
سوال اطاعت کرنا کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا

ہمکو سناسب نہین جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر وزبر سوال اطاعت وغیرہ اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ ندو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی

نظم

یون کسطرح سے وصف خط مشکبو کرین ۔ آگے کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے مسنون جانکر ۔ ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو ۔ بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اُس کمر کے نکالے نئے نئے ۔ عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کر نا زلف کو عشاق کا نصیب ۔ حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اُس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہی ۔ عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
چپکے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین ۔ مُردے جو اٹھ ین جو ابھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین ۔ گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہون جو میکدہ مین رند جاوٴ ین ۔ تعظیم سرو قد مری اٹھکر سبو کرین

نورالدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خُلق سے پیش آئے کہ بہمن پھول گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نورالدہر سے بہمن رخصت ہوا نورالدہر تا در بارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے بھی تو وعدہ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپکو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو لکھدیا کیونکر خوش نہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سواے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہی کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو زیر کرلونگا اسی مقام پر

جلوس ہو حسب طبل جنگی بجا ہر کارے جو بعہدۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبریں لیکر سامنے نورالدہر
کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہی اپنے مقام پر کہہ رہا
ہی کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہین جسوقت
کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش و خروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین میدان مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا و رکاب مرکب پر جھوم رہا ہی جب فوجین جم چکین نقیب
نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا میدان مین
آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زیر دستان جسکو
تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای بہادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا
اپنا بڑھایا نورالدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس بیشہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا ای پہلوان تونے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون
سپہ گری زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان
نے کیونکر زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری
سے ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہی شل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقوبل دیو پرور زرہانجان و یحییٰ خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ و تنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اب جمع کیا ہی ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدونگا لیکن جب
مقابلہ پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیرے
تو مقابلہ ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین
بھی حربہ کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آسیمین

نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا گانٹھا
تھپیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلّایا قبضے پر یہ کہکے ہاتھ ڈالا
کہ ای کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہی مگر یہ تلوار وہ ہی کہ جسکا وار رُکتا نہین اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ بیخ کاٹون کاؤس نے کہا ہم اُسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغۂ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس نے
سپر کو گردش دی صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا بار خو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا کہ ای
کاؤس ہشیار نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا ای بہمن مین کیا تجھسے
پایہ کمی کا رکھتا ہون غرور تیرے دماغ مین بہت ہی نہین معلوم کیا سمجھا ہی کیا تو ہی سپاہی ہی
ہم نے یہ فن خوب حاصل کیا ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی لشکر والے تعریفین کر رہے ہین
نورالدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہی کسی مقام پر
کمی نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہی یقین ہی کاؤس غالب آئے دو پہر ایک طور پہ کشتی ہوئی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کرکے دوڑا سات قدم پیچھے
ہٹکر کاؤس آیا وہان پر آکے کاؤس کو غصہ آیا سنا تو بن قدم سے پلٹا کہا ای بہمن اب
ہماری باری ہی بہمن نے کہا کیا مجال او ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا
اور کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون
پاؤن کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اُتر گیا بہمن نے ہکہ مارا کہ کاؤس کا کولہ
اُترا اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھون نورالدہر
نے ہرچند للکارا کہ او وفا پرست کیا کرتا ہی مگر بہمن لیگیا نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچا تا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہی شبرنگ نے شاگردون کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نورالدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین
آکے کاؤس کو سلسل کیا پہلوانون سے کہا اسکو لے جاؤ صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات
کو تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

الک قیدخانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک بلبلانا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس سرخ پہنکر آیا ہون کاؤس نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اسیر پر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا پی گیا دُرد شراب کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلہ غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوا غصے مین آکر ایک مار اتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مرُوڑا بہمن نے کہا اِسکو مار لو ایک پہلوان سے اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اُسکی کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرلو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار ڈالے بہمن غل مچا رہا ہی کہ ارے اِسکو گرفتار کرلو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کروا نہین کوئی میرے لائق نہین ہی شاگردان شہرنگ برائے خبر حاضر تھے طرف لشکر نورالدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان شہرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین ڈال سکتا فرمایا ای شہرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نورالدہر سوار ہوے صرف شہرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیرزنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے [illegible] جاتے ہین ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لینا لینا کر رہے ہین خوف جان قریب نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہی نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی

ای برادر نہ گھبراتا مین آ پہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان بڑھکر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت کا باعث ہی کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہا ہی نور الدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی مرتبہ نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا اُچھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا تڑپ کے جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا تا دوابرو تیغہ پہونچا بہمن نے داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ مین آ گئے بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوے قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے کولے کے اُکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند کھڑا جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا ای برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نور الدہر بھی آ گئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے گلشت بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہکے روکا کہ ای برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے ای کاؤس مجھے اس ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے ہوے ملٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نور الدہر نے فرمایا اب ہم کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بیجا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہی دلکی یہ کیفیت رہتی ہی

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچار و نکی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتار و نکی

مرتے ہین ننگئی ہی جان پہ بیچارونکی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارونکی

شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی

نقد جان تک تو خریدو نگا تجھے او یوسف
چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی

بدمزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
تندرستی مین بھی خو تھی ترے بیمارونکی

زلفین سر کا کے دکھاؤ جو ذرا عارض صاف
قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخسارونکی

ڈالدی ہیپ انکھیون مین غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کرلو جگر افگارون کی

یارب اعمال کی اپنے یہین ہوجاے سزا
حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی

رند کھلتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہی
زرد سے ہوگئے ہو شکل ہی بیمارونکی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم ہم ان در بندون پر قبضہ کرینگے عم نامدار ہمارے فکر لوح مین آتے ہونگے ان مقامون پر انکو راستہ ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین یہ چارون پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جا کے اسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلین طے کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آگے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کر کے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سوا رہی وہ فتح کرینگا ان لوگونکا یہ بھی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کرلیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اُسکا الماس تیز پا مجمع سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہی گرفتار کر کے اُنکو لاتا ہی قتل کرینگا آپکو اختیار ہی بہمن نے کہا ای الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتشار ہی اُسکی جرأت و شوکت آنکھونکے نیچے پھرتی ہی اکیلا لشکر مین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اُسکو بڑا پاس تھا رفیق پرور جری بہادر صاحب زور و طاقت مالک ملک لیاقت مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون الماس

اُسیوقت بانہاے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر کو چوتھی
منزل تھی ایک صحرا مین آکے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استاد کرائی لشکر اُترا نور الدہر
شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نور الدہر مین پہونچا
لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہے پشت بارگاہ نور الدہر پر آیا ایک گوشے مین بیٹھکر
نقب کھودنے لگا پہر رات رہے مُہرہ نقب کا بارگاہ نور الدہر مین توڑا سر نکال کے دیکھا
شاہزادہ پڑا سو رہا ہے دوشالہ چہرے پر پڑا ہے الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے قریب
چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہے کفچہ مین دارو بیہوشی
کو رکھکر پہونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کر لے بھاگا
نقب کو ڈھکر کے لشکر سے نکلا میدان بگڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب
الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ اسنے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے
آہنگر کو بلا کر مسلسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کرایا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانہ زنجیر مین
غل ہوا سمجھے کسینے گرفتار کیا آنکھین کھولکر دربار کفر دار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری عیار
کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر بہمن چاہتا ہے حکم قتل کا دون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہے ایک خندق کے پاس پہونچ چکا
ہے اب دونون خندقون کو فرایا چاہتا ہے بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہو گیا رفیقون سے کہا اب
کیا کرون سبنے کہا اس جوان کو کشان کشان بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب پھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نور الدہر کا گوارا نہ کریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نور الدہر کو بالاے
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فرا چکا ہے دوسری کو فرانا چاہتا ہے بہمن
نے پکار کر آواز دی اے کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغہ کھینچ کر سر پر نور الدہر کے آیا جب
تو کاؤس منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نور الدہر نے پکار کر کہا بھی
کہ اے کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہو جانے دو کاؤس نے کہا
غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی اے بہمن اگر آقا کا ایک

موسے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اُڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا
تجھکو اگر قتل کردنگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکر قلعے مین آیا رفیقون سے کہا
یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا
نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجا کے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہو کہ روز
صبح گو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا ہی حیران
ہی کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے
حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا
وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندق و نکوڑ کرتا ہوا بہ اب پھاٹک کے پہونچا
چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیزپا کوئی تدبیر کر الماس نے کہا اور گنہگار
کو بہ شکل نور الدہر بنا و زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بہ صورت نور الدہر
بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ اے بہمن تم کبتک میرے ہاتھ سے قضا سے
کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن
خاموش ہو رہا نور الدہر پر معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین اُلڑ ہوا کہ نور الدہر کو الماس تیزپا
گرفتار کرلایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اُسنے کہا مین بھی جاکر دیکھون مسلمان
کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام ہو رہا تھا اُسکی نگاہ
جو جمال نور الدہر پر پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا
کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون سے حال
کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دلکو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دلگی تو
عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو
شاہ رگ پھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو

کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو

قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق
دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہی انسان کو ضرور	یا صنم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر مین چلیے مقابل تمکو یوسف کے کرین	گفتگو ہمسے زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ زید	کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھیں کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہی وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہی ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نورالدہر بھی شیرین عذار کو دیکھکر مائل ہوے سفاک روز خبرین پہونچاتا ہی کہ سردار آپ کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہی بہمن نے یہ مکر کیا ہی کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہی اُسکو دکھاتا ہی کاوس پلٹ جاتا ہی نورالدہر نے کہا ای سفاک کسی طرح کاوس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہرچند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہی مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین کاوس کو پکڑ لاؤن اس حیلے سے جاؤن اپنے تئین پاس کاوس کے پہونچاؤن نورالدہر نے کہا اُدھر سے کاوس آدے اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ نہ نکلیے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائین سب آپ کے دشمن ہو رہے ہین نورالدہر نے کہا ای سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہی کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اِسنے نورالدہر کو چھپایا تو فوراً بادشاہ قتل کریگا اور زندہ نہ چھوڑیگا سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نورالدہر مین پھر رہا ہی جی مین کہتا ہی ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاوس کو پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاوس کو گرفتار کر لائے تو دولت دُنیا سے نہال کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اُسکا پتہ نہین ملتا ای سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاوس کو گرفتار کر لاؤن تو اُسکو بھی تلاش کرونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاوس کو

گرفتار کرلائے تو پھاٹک کھولدینا فوج والون سے مجھکو کیا خوف ہی دم بھر مین سبکو پامال کرڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھراتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائن یہ غزل گارہی ہی نظم

ہین وہ ایذا دوست تمہاراحت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا — رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صنم — میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا
درد دل زخم جگر گو اُن سے ایذا تھی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم پڑکر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانانہ مین نسیم — کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوئے پہلوے باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نورالدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہی کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کردیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہی کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑکر آئے اور ہم نہ پہونچین ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپ کا دشمن ہی ہمین کو آپ سے بڑی کد ہی نورالدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرما رہی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لیچلیے مین بھی اپنی جان دونگی مجھسے صبر نہوگا دل اپنے قابو مین نہین ہی نظم

ناز ہی غمزہ ہی یا اعجاز ہی — سحر ہی افسون ہی یا انداز ہی
وہ ہی آئینہ ہی مشق ناز ہی — چشم بد دور اب تو اور انداز ہی
کیا کرون اظہار رشتہ عشق کا — عاشق و معشوق کا یہ راز ہی
ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس — توڑتی پر حسرت پرواز ہی
حکم ہی چھیڑین نہ سیاز بدے بھی ساز — کیا مزاج دشمنان ناساز ہی
فتنہ برپا وہ کرینگے صبح و شام — گر یہی شوق خرام ناز ہی
مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو تون بات — واہ مشفق واہ اچھا ناز ہی

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع	سوز سے بے یار ہم کو ساز ہی
ہمنے دیکھا رند تیرے یار کو	سرو سا قد اک بت طناز ہی

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہی اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن کو بیٹھی ہی کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُتر اکر جاکر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی کو اس جوان کو مار لین اور اس ورانداز کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کرے ہی دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا اے الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو لیگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک نقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چُرا کر لیگیا اب کاؤس کو خبر کرنے گیا ہی رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود چلتا ہون چاہے نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹا دونگا اُس گیسو بریدہ کو سر بازار لاکر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نور الدہر مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین شیرین عذار کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار ہوشیار ہوجیے کسینے خبر پہونچا دی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہی کنیزین پیٹنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھُڑایا فرمایا اے ملکۂ عالم بڑی مشکل کی بات ہی سب بیچیا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تمہارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بیچیا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑ ڈالونگا کہ دروازہ کُھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھا بھاگا کہ فوج ڈالون گو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نور الدہر پر بلوہ کیا نور الدہر نے

نعرہ کیا باشیدہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی | کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش | عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم ؛ نقارہ بیک دست برداشتم ؛ ظفر بر یلان عرب یافتم ؛ شہ نوجوانان لقب یافتم ؛ نعرہ کر کے شاہزادہ لڑنے لگا افسرون کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جب خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہی کئی سو سوار گرے الماس نے سر اُٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا دھر نور الدہر کو گھیرو مین جا کر ملکہ کو پکڑا لون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہی نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہی مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کد و کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اُڑ رہی ہین جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہی ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارسانہ وای بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر وحش و طیور | سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو | دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز | حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا | کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد | جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دنی دریاے ناپیدا کنار | تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
خوہ ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو | حق نماید پردۂ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر بس و پیشت خدا آید نظر | زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوے طرف باغ کے آتا ہی

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہو آتا ہی او شوخ دیدہ
او گیسو بریدہ آپکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرادونگا کسیکو
امان ندونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو مٹاؤنگا ملکہ نے خود تیر و کمان
ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے کی
آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھا لیا لیکر ہٹ گئے اور
گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین پہونچا
کاؤس کو کب آرام ہی آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہی رات دن مسلح رہتا ہی کہ اُسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس بیشہ نشین
رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ مین دُختر بہمن کا عیار ہون مین نور الدہر کو قید خانے سے چُرا کر لیگیا تجنے دو
تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھکے پلٹ آئے
اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کردی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رُکنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہی بادشاہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو چرا لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس
حیلے سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہی کہا کہ بہتر دالا گوہر اس عیار کی باتین
سُنو کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سُنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہی بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہی
شاید کوئی دراندازی کرے ای کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو
آواز دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سُنکر دوڑ پڑے کاؤس نے
کہا قاعدے سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچاؤ مین تو
سینہ سپر جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گجک ماردی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ
نے جو کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہی جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اُسی گنہگار کو بُلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا ای مکار اب مین تمہارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمہارے دام مین گرفتار
رہا اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کر دین اب نہین منع کرتا اتنے قلعے والون نے توپین مارین
کاؤس کا دہ پر گینڈرے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے پہونچے
کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینون خندقین کاؤس
فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے کلہاڑے
و خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہی اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا
کاؤس سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اُس
گنہگار کا بھی ہاتھ پکڑ کے اُٹھا یا وہ غین غین کرنے لگا کاؤس نے اُسکو ایک لات ماری
سفاک نے کہا بھی کہ ای افسر اعلیٰ یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی
جو تو نے کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھرے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کرکے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نورالدہر تنہا حربے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے کیے یکایک بلوہ ہوا دیکھا نورالدہر نے کہ کاؤس
بیشہ نشین دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہی نورالدہر نے آواز دی ای یار
وفادار کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے
مقابلہ کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہی نورالدہر لڑتے
بھڑتے تا بہ بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اتنے
عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین جو
بہمن نے ہاتھ مارا نورالدہر نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی پیٹی
و دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ کیا خانہ زین سے بہمن کو اُٹھا لیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر ماردن بہمن نے آواز دی الامان نورالدہر نے فرمایا امان بہ شرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے آکر قدمبوسی
نورالدہر کی کی نورالدہر دکاؤس ہمراہ اُسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیے۔ نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پہ نہین بیٹھتے نور الدہر دنگل پہ آکے بیٹھے بہمن نے وزیرونکو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگایا نور الدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل وجان قبول کیا لیکن ہم برسر راہ ہین ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار تلاش لوح مین ہین ہم چشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جاے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقد کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نور الدہر نے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نور الدہر قلعۂ سیاہ پوشان پر بصد شوکت وحشمت فروکش ہین وقت پہ ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پرفضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے کو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی باتمیز	کہ جام وسبو مجھکو ہوگا عزیز	تیری چال بھاتی ہی ای مہ لقا
تو ہی سرو گلزار حسن وصفا	تری میکدے مین جو آمد ہوئی	نور ندونکو جلسے کی بھی کد ہوئی
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی	کہ ساقی کی آمد پہ رونق ہوئی	تجھے ساقیا جام جم کی قسم
تجھے اپنے جاہ وحشم کی قسم	دکھادے جو چہرے کا تو اپنے نور	کہ ہو قلب کو ایک شبکا سرور
یہ ساقی نے تسکین دی برملا	چلے ہم کہ دور مصفے چلا	نہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہی میرے دلمین امنگ	وہ جلسہ جمے آج نوخاستہ	کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر رز نے آخر حجاب	کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب	ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ دیدار کی سبکو کاہش ہوئی	نہالان گلزار ہین سبز پوش	کہ ہی نہر کو بحر الفت کا جوش
تڑپتی ہین گل مچھلیان نہر مین	ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین	قدمبوس ہون سلسبیل کے ساتھ

قدم اُسکے ہون اور رندونکے ہاتھ
اگر دخت رز خوب بے باک ہی
جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہی

چھپاتی ہی منہ رند میخوار سے
گیا آہ محروم دیدار سے
ذرا بزم مین ہمکو صورت دکھا

کہ مشتاق ہین تیرے سب باوفا
نہالِ تمنا مین آوے ثمر
کہ ہو کشت امید پھر بارور

ترے دور مین ساقیِ مہ لقا
یہ رندون نے دیکھا نیا ہی مزا
کیا شبخون نے بھی آکے ہجوم

بڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم

امیر جہان گیر والا تبار
کہ جن سے ہین کفار سب شرمسار
ہوا جیسے اسلام رونق پذیر

ہوے مکر سے کافرونکے اسیر
سنی جب علمشاہ نے یہ خبر
چھڑایا پدر کو بصد کر و فر

اُنھین کی رقم ہوتی ہی داستان
کہ حالات جرأت ہین کرنا عیان

چہرہ غازیان غزوات سرفروشی و سرمستان جام مدہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** راقمان کتاب عشق انگیز :: مو نگار ندہ داستان غم خیز صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان طلسم ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہی خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو ماشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے پاے لوح ملنے مین کیا دیر ہی قضاے کار ابر جو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پُر آشوب ہین ایسا نہو کہ جاکر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی نیازمند دنکو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار دُرو دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان بکفری بھی ہمراہ ہی سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑتی یکایک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑ اشکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرند شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضاے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اُس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جاکر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کرکے جو اُس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پہ پڑا ہی باز اُسکو نوچ رہا ہی

لندھور گھوڑے سے کود کے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی دروازے پر چند کنیزین ماہ رخسار ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی کہ خیمہ کا پردہ اُٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب جلالی ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی بانکا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تو وہ دل پر پڑے یارائے صبر نہ رہا بے اختیار پکار اُٹھے ای مہ جبین وای نازنین ایک نگاہ پھر اُٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین کہتی ہین ای شخص تو کون ہی کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہی یہان سے اُٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ تاہید مرصع پوش خفا ہوگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بُلایا کہا ای ماہ پیکر دا ای شہن بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید دل پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے

نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے
ای رند جو دل مین ہی وہ کر کیون نہین جاتے

اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے
ای غیرت خور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح مرے زخم جگر بہتے ہین دن رات
ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تم جانے کی کیا وجہ کوئی روتا ہی یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

کیون خاک اُڑاتے ہین ہم اس راہگذر کی
اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہی یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہین
کھٹکا رہی اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

ہی عاشق بیدل کو خوشی رند اسی کی
دشمن مرے فی نار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اُس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمھارا احسان ہوگا خواص نے جواب دیا کہ مین جا کر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہین معلوم وہان جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہی مسند جواہر نگار آراستہ گرد اُسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین

مسند پر وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولونکی پنکھیا لیے جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری پیش کر رہی ہی اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچہ دہن وا کیا اُگال مُنھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین ڈالدیے وہ گلوری کلے مین دبائی ہونٹھ لبے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ نازنین نہایت ادب سے براے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مُسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پہ تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس جاکر سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر چاوش حسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر پر کھڑی ہوئی پھولونکی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی بخت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز ہی ہنسنا آغاز ہی مسکرا رہے ہین ہر نگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اُس خواص سے اشارہ کیا اُس خواص نے جھککر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپکو کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہین مانتا خواص نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین بدل و جان قبول کرتا ہون بس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھکر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا او دارا ئے ہند

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب پری چہرہ
کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین
چہرہ گلنار ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہوگا جو
کہا ہی وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہو جائے اب ہم اسی
مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تھین اُنھون نے
فوراً طبلہ بجایا صداے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین ۔۔۔ یان سلیمان کے لیے مرتبہ مور نہین
عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا خواص ۔۔۔ دل غمگین مین بہت خاطر مسرور نہین
جو کسی روز کہا ہو جیے شب باش یہین ۔۔۔ ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین
طالب مرگ ہو خواہان ہی اگر راحت کا ۔۔۔ گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین
زخم دلکا مین بہر کیف اوٹھاؤنگا مزا ۔۔۔ ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین
چشم بددور سراپا ہی وہ اک عالم نور ۔۔۔ جلوۂ حسن جمال بت مغرور نہین
چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر ۔۔۔ کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین
جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی مین رند ۔۔۔ آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ
مین رخصت ہوتا ہون اب جاکر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا جلد جائیے اب سر
صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ
تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا ای دارای ہند کیا معرکہ ہوا ہملوگ تو اندر نہین گئے
لندھور نے کہا نسبت پختہ ہوگئی اب ادا ے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور
بھلیے قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر
ہاتھ ڈالتے ہین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین شکار گاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ
مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکضربی آیا لندھور نے کہا ای فرزند
ہماری شادی ٹھہری ہی اُسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا
ہی مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھے گا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ بقدمہ مین صاحبقران کے
آپ نے اقرار کرلیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے کہ
ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کرلیا لندھور
نے کہا او نالایق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا پایہ کمی کا رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا
اگر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپ کے ہاتھ ہی لندھور
نے تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی کچھ بیچ مین آگئے ہان ہان کرکے
فرہاد خان کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس
جوانا مرگ کو مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون
نے فرہاد کو خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران
کے چلا خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر
بدحواس ہوگیا رنج ہو نچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہی
امیر نے فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرادونگا داراب
نے عرض کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا
بلکہ اگر اُنکا حلِ مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم
خیر خواہ دولت صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُس کی
خوشی وہ میری مرضی داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو
کہتے ہین جسوقت سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت
سے بیزار ہین دیکھین کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین
ہی عمرو نے کہا آقائے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کردون

تب یہ بلا دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر
لاتا ہون عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہے کہ جاکر
یہ فساد برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھے
دارا ب خبر کہکے پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا مشیرون سے ذکر کرتے ہین
کہ یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادہ جنگ ہے مین صبح
کو جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہے نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوے
طرف لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کسیکا جانا
قبول نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا
بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان و
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا ادھر
لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام کیا
لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ جوانا مرگ
کہان ہے میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف وگزاف کی اور یہ کلمہ کہا کہ
حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہے تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام کیا لندھور نے
کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہے فرہاد نے ہاتھ باندھکر جواب دیا میری کیا مجال کہ بندگان
عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپ کا نکلے تو مجھکو عذر
نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہے لندھور نے کہا اے فرہاد اگر تجھکو اپنی جرأت
پر ناز ہے تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون فرہاد
نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپ کے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہے اور اگر خدا نخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا اور عقبیٰ دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا میرا
حکم بجا لا کے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ

اگر پہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جاکر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہر چند کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اُسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران کو نکیا بہرام گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام پُر انے سردار ہین سب انکا پاس کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہی کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے ہو اور کلام کر رہے ہو اپنے لبستر پر جاؤ فرہاد نے سر جُھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار یہ حماقت مجھسے بوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بُرا نہ کہین گے بہرام نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور کو سلام کیا لندھور نے ٹھٹھی سی اُڑا دی بہرام نے کہا ای دارا ے ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ مکدر سا پاتے ہین ہمنے سنا ہی کسی عورت پر عاشق ہوے اور گھر مین سر صاحبقران قبول کیا ای رستم زمان سر آقاے نامدار زن بازاری کے گھر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم اُنکے دُشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن ہو اگر تمنے امیر سے بُرائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر یہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے بے ادبی ہو گی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تونے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت بُرا ہوگا جسوقت اُنکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر گھر مین ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہی تو آفت برپا کرینگے زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او چینی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چوپارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے نکل جاے کہ رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین نبدر ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا نشانہ ہوا کچھ ہندی بیچ مین آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بمنت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای داراب ہند صاحبقران سامنے سے دیکھ
رہے ہین ایسا نہو کہ تم پر آپڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان
ٹوکونگا اگر مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام
خدمت مین امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقائے نامدار آپ تشریف شریف
لیجائین مین لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ
چلو تم اس دیوانے کے منھ نہ چڑھو اسے جو پالشکر مین آنیکا دلمین کیا کرتا ہے صاحبقران
بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دونون کی بندھائی
داراب سے کہا ہمارے لشکر والونکو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آکے
ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا
کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہے وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہے جس دن امیر
سے مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہے تو امیر مالک اسم اعظم مین مگر یہ بھی
تو بھلا ہے تو ہمارا آقا ہے ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کرکے افسران نامی
کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقائے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین
مگر اسنے بلایا ہے ناچار جاتے ہین بوقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار
یہ بیان کیا کہ غلامون کو تمہارا تعلق ہے مگر اسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جس سے یہ ہوگا کہ بروقت
جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست
فاش ہوکہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہے کہ آپ پہ لشکر کشی
کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تمسے سب طرح کی امید ہے بسم اللہ اسنے
بلایا ہے تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہے نو لاکھ ہندی کھاچی مسلح ہوکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان
لندھور اترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا مین اتارا کہا کل لشکر تیار
رہے مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا
نو لاکھ جانبازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر
آتا ہے امیر نے فرمایا آنے دو عمر نے کہا ای آقائے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور

آیا

بُری گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار گھر رہے ہین ہم نکل کر لندھور سا
سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین
بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا سب کاروان نے
امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج گئے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھور
کی زبانی سن چکے ہین اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے
ہوے طائر آشیانون سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ
اُس صحراے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین ٹہل رہی ہین
عمرو نے صورت اپنی اُنھین کنیزونکی سی بنائی اُنہین جا ملا وہ کہہ رہی ہین کہ آج دیر ہوگئی ملکہ ابھی
تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے اُنہین سے کہا
کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی مالک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہی چلو چل کے
دیکھین فرما گئی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین اُس مقام پر آئین کہ
جہان خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہان نہین آخرش اُن سب نے
کہا باغ سیبستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ خواجہ بھی
چلے چند نخل طے کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھُلا ہی اور چند کنیزین
دروازے پر کھڑی ہین اِن سب کو دیکھ کر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین اُن
سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنہین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم
ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار
ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سردار و نکے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکین یہ مراد ملکہ عالم
کی ہی کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے
اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ
کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نکرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران
کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادہ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہوگی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل ہر سبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے | یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم مین رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صداے شیون | چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
شوق ہی اُسکو بھری بزم مین رہنے کا اگر | دل پر غم مین رہے دیدۂ پر نم مین رہے
شبکی اُلجھن کا سنو ہم نفسو مجھسے نہ حال | اُنسے پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے
رکھے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال | خوب سینے کو اُبھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا لو اب بے سُری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا ای رنگین شہر گلچین کو گانے دو خواجہ نے باپان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرونکی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہی دیکھیے آپسمین کیا ہو کیون حضور جو آپنے فرمایا ہی کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور یہی کر گذرے گا مسند نشین نے کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہو گا تب تک نہ بن پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارے چلاکر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھادے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چہکارے مارتا ہوا غائب ہوگیا یہان سر دربارہ دارا ے ہند کہہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو ٹکڑے کر ونگا ایک ضرب گرزمین ہوند خاک کرونگا سردار انکا جو بولیگا اُسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چرخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہی ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کہ صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب احوال کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہی مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا

ہوا وہی طائر چہکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا اے نیرنگ کیا کیا طائر
مثل انسان گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران
سے مقابلہ کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اڑ گیا
مگر وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے انکا انا
مجھپر شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین جائین
بلا کر انکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان جاؤگے
تھوڑی دیر انتظار کرتے ہین خود جاؤنگی دیکھکر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی آپ
آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین نکلے مسند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہی مجھے بھی اسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ گھبرائے
خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کسکے انتظار مین ہی اسنے کیا انتظام
کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض نہین ہوا یہ
ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا تلوارین ابسے گرتی ہوئین
مسند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پہ وہ ابر پھٹا دیکھا
ایک ساحر قوم کا زنگی تکر تاج سر پہ تخت اڑاتا ہوا آیا تخت اتارا مسند نشین نے آواز دی کہ اے
ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جوابدیا اے ملکہ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین
بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک
تو نہین آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اسکی فکر خالی نہین جاتی اسکا ارادہ فوراً ہوتا
ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی
پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی اے طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا ہر چند
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر اڑکر
گرد عمرو کے چرخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اڑ گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا عمرو
نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپنے دیکھا مین نے اسوقت باغ مین اپنے

ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے مین فوراً سمجھ گیا کوئی اُفتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑے گا بے شک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر آئے تو وہ سر خدمت مین خداوندگی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمۂ مسلمانان کر دیا اے حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا اے ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا ظلمات نے جوابدیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا اے ظلمات اگر مجھپر مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین دیتا کہتا ہی او ساربان زادے مجھسے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار ہو کر دردولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون اے مقبل خیر تو ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ مہرہ نقب کا ہی اور نہ سراچہ چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران کا ہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایۂ کمی رکھتا ہی نہین معلوم وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر نو لاکھ ہندی سب آمادۂ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان صاحبقران کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو چرا منگوایا اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہو گئی ورنہ

ہاتھ سے امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے
کہا یہی ارادہ ہی تو سوداے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکالدونگا تجھکو متنبہ کرونگا کہ تو اس
امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا ای مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا
ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے واسطے
آقاے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس
فن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہوگیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر چلاؤنگا یہ
کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری
سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا ابرو پہونچی مالک نے داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر
نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھاکے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ
نشانہ ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسّی ہزار نیزہ دار آ پڑے لندھور کی بھی فوج نے
قصد کیا قاسم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آپڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین
پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین لشکر ملگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی
ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی اسی
خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر دیکھا کہ
مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے ہین
لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھاکے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے
سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین
جب لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہوکر حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر
ہماری مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج
ہونے لگا ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلاکر کہا ای یار وفادار آج فراق مین

معشوق کے میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دلکی یہ کیفیت ہی **نظم**

حیران سے ہین آئینے مین رُخسار کو تکتے — عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دلجوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور — کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلے کی طرف سے — میخوار ہین سب خانۂ خمّار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپنے روزن — رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
دُنیا کا عجب حال ہی اے رند نہ پوچھو — احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن کہا ذرا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحراے گلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملیگا اندر چلے جانا اشتیاق نامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی لندھور نے کہا بلالو کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہی کہ سر صاحبقران کا آپنے نہین بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہین اگر وہ ہوتے تو مین سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلائیے مین مُشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزند نہین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحراے سبزہ زار مین پہونچے لندھور نے دیکھا شبکا وقت ہی مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جا بجا درختون پہ طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہی اے آئندو روند آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہی مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہین جمشید ایسا بادشاہ جسنے دُنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے ضحاک کے مارا گیا کسنے اس دنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لیگیا بقول شاعر **نظم**

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
قصر کو جانے دو باشندونکو دانکے دیکھو	تکیہ گور وگو رنن آج ہی ہر اک کا مزار
آیہ سفاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سُنے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتے ہین ای لندھور بڑے تاسف کا مقام ہی یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہی سچ کہ رہا ہی افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہین آخر بیتاب ہو کر کہا ای کنیز مجکو کس جگہ پہ لائی اُسنے کہا سر اُٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا مین استادہ ہی قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہی چند کنیزین دروازے پر ٹہل رہی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای نسترن تیرے ساتھ کون ہی اُس خواص نے جواب دیا دارا ے ہند مشتاق ہو کر آئے ہین جا کر عرض کرو کنیزین اندر گئین تھوڑی دیر مین پلٹ آئین لندھور بارگاہ پر پہونچ گئے تھے خواصون نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہین ملکہ ملاتی ہین مگر فرمایا ہی کوئی سر بھی ساتھ ہی لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے مین مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی مسکرا کر کہا کیون صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہین مین نے سردارونکو زخمی کیا اگر وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتے مین سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پُختہ وعدہ کرو ہین تمھارا فراق ناگوار ہی دل بیقرار رہی

عجب کیفیت ہی حقیقت مین یہ صورت ہی **نظم**

واہ کیا شکل ہی سر بُت کی شباہت کیسی	آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہین تم چشم عنایت کیسی	پیار کیسا ہی مری جان یہ اُلفت کیسی
رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھُری کے نیچے	سانس لینے کی تو مہلت نہین فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم مین بھی طرح دیتا تھا	درگذر اب نہین کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای رند	جان تک دیدون اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بمسرت کہا ای دارا ے ہند یہ راتین ہم پر بڑی سختی سے کٹتی ہین کالی راتین ہمکو بڑی مصیبت مین گذرتی ہین تمکو ہمارا بالکل خیال نہین ایسی

حقیر جنس ہے نہ طلب کی وہ تجسے نہین ہو سکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا حال
کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون حمزہ کے
نہونے سے یہ غصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جا کر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو حاضر
کر دو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے تہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً چلے
آئینگے جب لندھور نے منت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجونگی مگر اب خالی ہاتھ
نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل کرونگا خوب عہد واثق
لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہو گئی
لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین ہین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پر سوار ہو کر طرف
اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے
آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اِس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانون نے
لندھور پر بلوہ کیا واراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے پڑ رہے ہین طرف
لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لندھور کو
گھیرا ہی تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور چور ہو رہا
نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہین لندھور کو پکڑ لین
عیار نقابدار نے چاہا ہر کہ حلقہ ہاے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ واراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوا دار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی ای لندھور خبردار اگر بلا زمان امیر کو
تو نے ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند رہنا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی
چُرا لے گیا اسپر یہ بات ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہو گیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار
لیکر آئے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بُلا کر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص براے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے کہا اے
دارا ے ہند نہ گھبرا و ملکہ اس نقابدار کو تلاش کر کے سزاے معقول دیگی لندھور نے کہا مجھکو
نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان وقت
پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے اے خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار کرین
تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا دے خواص پلٹ گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین نے کہا
صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ امیر کو قتل کریگا
میر اسپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کر کے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی سختی سے قید کیا ہی یہ
کہکر خود اٹھی تلاش مین نقابدار کی چلی نقابدار جو لڑ کر لندھور سے گیا ہی ایک صحرا مین جا کر اتر پڑا
حسین نے جا کر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص کو حکم دیا کہ جلد جا
فلان جنگل مین نقابدار اترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤن سبکے بیکار ہون نقابدار کو گرفتار کر لا خواص
اسکی کیفور جادو اسیوقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اسنے ٹھیک دیدیا تھا یہ کنیز بس
کو پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سرپیکس رانی کر رہا ہی رفقا جمع ہین نقابدار کہرہا ہی
کہ اے عیار طرار تمنے کچھ کوشش نکی امیر بھی قید ہین خواجہ بھی قید ہوئے انکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی
عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ براے رہائی جاتا رفقا نے کہا حضور
نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہ ہونگے زخمی پڑے کراہ رہے ہونگے اگر وہ
صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے اسنے جنگ
آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان سناؤنگا ایسی سرچنگ معقول دون کہ نام لڑائی
کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت تو کرو
کیسا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین
لشکر مین انتشار ہی سب یہی کہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل
ہوگی عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہ گیا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر ٹیے
اکھڑ رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین بس
یہی صحراے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس وناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائین پانی سے پناہ یا الٰہی
مشکل ہی خیمے بہنے لگے اکثر اکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرانی گرنے پر آمادہ ہی
ملازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل مین آیا دیکھا اُس مقام پر آبرو ہوا کی
بالکل تاثیر نہین عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر چڑھا ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر باہر کھڑا
ہو دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہین کہ پانون زمین پر نہین جمتے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے
ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر بھاگون ہوا
پانون نہین جمنے دیتی یہی ہوائی خواہش ہی کہ مجھکو اُٹھا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد
نقابدار کے آگئے نقابدار سچ مین رفیقو کے کھڑا ہی کہتا ہی پانون نہین جمتے ساتھ والون نے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کہ یہ لوگ پانون کڑے بیٹھے ہین نقابدار دم بدم کہتا ہی طبقہ زمین کا نہ
اُڑجائے نقابدار تو اس حال پر ملال مین ہی عیار نے جنگل مین جاکے خیال کیا کہ کسطرف سے ہوا
آتی ہو دیکھا ایک پہاڑ سے لگا ہوا ابر سیاہ اُٹھ رہے ہین یہ ابر جو محیط ہی اُسی مین آکر ملتے ہین اور
طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہین عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک ساحرہ سحر کرتی ہی
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ ہفت پیکر کی
جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرہ مکارہ تو نے کیون دیر کی جلد لشکر نقابدار کو غارت
کر دے اپنا جادو گرینچہ بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتادیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو تیری بربادی ہی
زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسیکو صرف کر نامہ لکھکر ہاتھ مین لیا جنگل مین آکر ایک آہوے
وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا برسر کوہ آیا پکارکر آواز دی او ساحرہ تیرا
حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لو کیا تحریر فرماتے ہین اُس ساحرہ نے سر اُٹھا کے
دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین سحر کرنے سے ساحرہ رُکی
کیفور جادو نے پکار کر آواز دی لواے فرستادہ خداوند مین نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر
آہوے کو دوا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحر نے پلٹکر آواز دی او آہوے
وحشی تھوڑی دیر مین آتا مجھکو لیجاتا بیٹھ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل مین بھاگ گیا ساحر
قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا سرنامے پر مُہر ہفت پیکر یا انکی مُہر کو

آنکھون سے لگایا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کون سا سحر قدرت نے دیا ہو مین بھیجی ہوئی حسینن کی
ہون حسین نے حکم دیا ہو کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہون مقصود مجھے یہین
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہین چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحر نے لوبان پاس سے
نکالا کہا اسے اسکو آگ پر ڈال دھوئین کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو
آگاہ کر دے گی کیفور نے لوبان ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان پیچ وتاب کرتا ہوا نکلا
عیار کہہ رہا ہو اے ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانون پر یاقوت کے ہین ساحرہ بنگاہ غور
طرف دھوئین کے متوجہ ہوئی ایک بوئے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھوان اسکے
دماغ مین پہونچا عیار نے تو اپنی ناک مین روئی دے لی ہو ساحرہ ارے کہکر گری عیار نے نعرہ کیا
منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضائے کار مہتر برق تلاش ابن عمرو
کی نکلا تھا اسنے جو منھ برستے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آب وہوا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا
عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ
منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لون عیار کود کر بھاگا
برق نے پکار کر کہا ارے کیون بھاگا جاتا ہو مین تیرا دشمن نہین ہون برق ثانی ٹھہرا یہان نقابدار
بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑاقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب
ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار
کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہو نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلائے آسمانی دفع ہوئی عیار
نے سر ساحرہ کا قدمون پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت مبدل لشکر مین
آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتین کر رہا ہو نقابدار تعریفین کر رہا ہو کہ برق ثانی نے
شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اُسنے چاہا تھا مجھے پکڑے مگر مین آپ کے
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہین معلوم کیا منظور ہو نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہو کہ کیونکر دریافت کرون لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ کاٹا
لاشۂ بے سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکہ ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اُڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کر لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مارا کیا
مجھکو بھی دارا سے سمجھا ہی جس کسیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایگی کا
رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند
ہی آپ اگر اُسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہ گری مین طاق زور
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ اے منہاج تیرے صحرا کے قریب
نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اُسیوقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر برسر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش مین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان دیو
خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلے مین پہونچا نقابدار
کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے منہاج نے شام کو
طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی بجگیا نقابدار نے حکم دیا
کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکر و نمین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان
ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کا شاہ مغرب سے برآمد ہوا میدان جہان مین آکر
ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف سے
منہاج دیوبند گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پکڑا
دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیوبند نے گینڈا اپنا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت سے اُسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گردہ سپر کا ہاتھ مین لیکر برابر آنکا ور
بڑھا تگاورین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی تنگ ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا ہو
نقابدار غالب آجائے پہر پہر کا ل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
کاٹا تھا تیبڑا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیچہ نیام انتقام سے کھینچا نا گئی تھی کہ بجلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے گردا
سپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضۂ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ سر
مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا سنبھلکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پیر گینڈے کے اڑ گئے منہاج
گینڈے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑوں نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا بس
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند ار دیے گردن میں
نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی
شکل بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا وقابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے چاہا
کہ حلقہ ہائے کمند کھینچوں نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے میں حلقے پڑے ہوئے زمین پر گرا
پڑا ہی برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمندیں کٹیں تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان میں ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چہار جانب
دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی نہ ورنہ جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہی کہ منہاج
کو نہ چھوڑوں اسکی مشکیں باندھوں لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر
تیر پڑنے لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہونچایا
نقابدار مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کٹے ہوئے تیروں کا
انبار ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے
مارے کہ تیراندازوں کے منہ جلے غل مچاتے ہوئے تیرانداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر
منہاج کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش
کھا کے بھاگا آکر اپنے قلعے میں چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے بر سر قلعہ آیا آب و دانا اہل قلعہ پر
بند کیا قلعے کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ میں بر سر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کُل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین
سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو آج تک
تیسمبر کو کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھکر کہا لوائے ظلمات جاؤ نقابدار
کی مشکین باندھکر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہکے ظلمات روانہ
ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی ایک دکان
پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے آکر ظلمات
سے کہا چلیے مین آپ کو بارگاہ نقابدار بتادون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتون مین
لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی
آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین آئی
دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے
اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سُنکر نقابدار بہت
خوش ہوا پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین
یہ ساحر بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر پوچھ رہا
تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپ کو جا تنہا پایا آپکے کمندین کاٹین
جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا
اپنے عیار کو بلایا کہا آپکی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی نے تن کر کہا
ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد عمرو ہون ایسے
ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کردیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ
ہوجائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرایا ہرچند برق نے چاہا کہ
نام نقابدار کا دریافت کرے ان نقابدار نے بہت کہا اے مہتر والا گوہر اسکا ارادہ

نکرنا پردہ پوشی مین ہمارا مطلب ہی جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقاب دار سے رخصت لی جست و خیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسکی قید مین اُستاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب و طعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دُشمنی ہی طلسم قدرت درہم و برہم کر رہے ہین ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لایا دونو نکو قید کیا امیر و عمرو عیار ہین برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اس صحرا مین پہونچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپ کے بھائی نے مجھے بھیجا ہی کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب و دانہ بند ہی بدون آپ کے حکم کے قیدخانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب و دانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپ کے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب سحر کہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سو گیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تمکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھو نکو چھو لیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکر سکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑ و علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے بایان منگایا ٹھیک چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

غزل

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین　　پر ہم اُنکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین　　چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب یہ قدم　　ابتو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ سے گھر کسکے جاؤ گے مشفق … کیون چھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا … جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
رندبے ساختہ ہین گیسوِ یار … نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے ای ظلمات حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہی آواز مین کیا سوز وگداز ہی دل کھنچتا ہی دل چاہتا ہی کہ تمھارے گرد پھرین کوئی لو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تونے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دُشمن ہین جبدن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہی کہ نام لات ومنات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہو گئے اب حمزہ کو لاؤ شراب خواری کا چرچہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوے برق بیٹھا ہی کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیرونمین بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا ای برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب ودانہ اِنکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب ودانہ پہونچا دین کہ وقت قتل اِنکا قریب ہی ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہی جہان تک ہو سکے تکلیف پہونچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے شمشش ودمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہین سوا میرے اُنکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دُشمنون کو قتل کرو ہان بھائی شراب لاؤ آفات جا کر تیلا اُٹھالایا برق نے حسب دلخواہ اُس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیونمین بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس مین پینا یہ ہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لیگا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہی عمرین اپنی بڑھا لو دشمنونکو قتل کرو آفات خوش ہی کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سبنے جام اُٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستونکو فرض عین ہی پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھُٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
پُتلا وہ آگ کا ہی مین پُتلا شراب کا

طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
عاشق کا جسم بن گیا پُتلا شراب کا

ای بحر حُسن آج تو چل موتی جھیل پر
ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا

پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اُترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص مُنھ اپنا چھپائے ہوے گوشے مین بیٹھا ہی اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر مین بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہی منم حُسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پانون زمین مے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہین وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کرون اُسوقت برق کا تڑپنا بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار اس آفت سے بچانے مین کیا شفقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ او زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے مین بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکر نا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حُسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوے ایک دنا ٹا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانون قابو مین آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ گئے گرین صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحرونکو قتل کیا اُس مکان مین ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلاّے فرمایا کہ اُس بیہودہ نے ہمکو جنگل مین قید کیا تھا برق سے پوچھا تمہارا کیونکر آنا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعہ
منہاج دیوبند کو گھیرے اُترا ہوا ہی وہین سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے
لندھور کا وہ حال کیا ہی کہ دو تین ہفتے تک لایق جنگ نہوگا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت
ولیاقت ہی اور بیا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہی عیار کا تو حال کھُلا کہ وہ میرا فرزند
ہی آج جوش مین وقت پر کہہ اُٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہی صاحبقران
نے کہا خواجہ کہین سے ایک مرکب ممکن کرو کہ لشکر تک پہونچین خواجہ نے کہا جاتا ہون اگر
کہین بکتا ہو تو خرید لاؤن یہ کہکے خواجہ چلے قضاے کار ایک سائیس کسی تاجر کا گھوڑا
لیے ہوے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے
کہا بھائی کہان جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا مین ایک تاجر اترا ہی اُسی کے گھوڑونکو
پانی پلانے لیے جاتا ہون خواجہ نے کہا بھائی ہمین بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا
ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا
کہا مین اسکو پھیر لاؤن یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب
ٹھہرتے ہین گھوڑے کو خدمت مین صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا مین نے
بارہ ہزار کو خریدا ہی اس صحراے ہول خیز مین بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا لشکر مین
چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہی مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی
کہنے کے خلاف کیا ہی عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کرین تو مین کیا کرون دس سردار تمہارے
وہان جمع ہین تمہاری بات پر ہان ہان کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتاینگے امیر نے
فرمایا یہان قلم دوات کہان ہی عمرو نے کہا یہ سب چیزین میرے پاس موجود ہین یہ کہکے
زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل مین ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر مین چلکر ادا نکرون تو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے
یہی لکھدیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غزلوی کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب ودانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یار و قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلو لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیونکو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہی یہی تدبیر کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑلین مگر نقابدار شیرانہ لڑرہا ہی کسکی مجال ہی کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگا ہ لڑرہا ہی مگر بلوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار کے شست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر ملازمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رُکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے چُنے عیار اُسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند اندازونکو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم اس آفت سے بچاے اپنی کارسازی دکھادے نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہ فریادرس فریادرس	نفس و شیطان میکنند بر من ستم
واے صد حسرت کہ در دنیاے دون	نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
وارہون گردون دون ای کردگار	گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطای مصدرہ جود و عطا	کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوے دیکھا نیچہ پکڑکے اُس عیار پر جا پڑا عیار سے نیچہ چلنے لگا عیار لقا بدار نے اُس عیار کو سر تبا کمر پر ہاتھ مارا عیار کے دو ٹکڑے ہوے نیچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار لقا بدار مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارونمین یون گھرا ہی گویا شیر رمہ گوسفندان مین کسیکو کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا کسیکو سر تبا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیارونکو متفرق کر دیا صاحبقران نے بڑھکر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے جمے جسنے قلعے مین جانیکا ارادہ کیا اُسکو تلوار مارکے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا لقا بدار نے جو سُنا کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے لقا بدار للکارتا ہوا اور سردارونکو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر لقا بدار نے امیر سے پکارکر کہا ای شہریار منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب ندیا قریب منہاج کے پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مارکر اُس طرف پلٹا امیر نے اُچاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے ہوے لقا بدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ لقا بدار کمسن ہی تاب نہ آئی گھوڑا جھپٹاکر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپنے میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصّہ ہی لقا بدار نے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجواکر مقابلہ کیجیے مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ لقا بدار نے شرماکر سر جھکا لیا کہا حضور کے نہونے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد بیٹے کو پہونچائیے مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے تو آپ
میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ صحیح رہتا تو
لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ یہ تھا کہ لندھور
کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو اُنھین چھوڑ دون مگر اُنکے سردار آ کے
اُنکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپ کا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ کیفیت غربا کی
نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین حاضر ہونگا نقابدار
اُس قلعے پر اُترا سب مردان قلعہ نے بہ صدق دل نقابدار کی اطاعت کی صاحبقران خواجہ ورق
کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آ کر امیر کو رات ہو گئی ایک نخل کے سائے
مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے
نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک
چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے اسی جانب آتا ہے عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی
عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا
غول سامنے سے بھاگا صاحبقران اُسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا ڈالے ہوے
جاتے ہین غول آگے بھاگا ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر
غول کے پیچھے گئے ایک پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول
نکلنے لگے کئی سو غول جمع ہو گئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیمچہ سہراب یل کھینچا وہ تیغہ
دلکوش ہے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہے
امیر لڑتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اُسکے
بھی دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی رہگئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہو گیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے آئے
دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تملوگ کون ہو ایک
طرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار مین تاجر ہون کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا
کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے روتے ہین

امیر نے سبکو رہا کیا اُسی درہ کوہ مین مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا ای شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم
لوگ سب یون ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاتے آپ کا شکریہ ادا کرین آپ کے سبب سے
دین حق کو پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ ارکانیہ کہتے ہین
ارکان فیل دردبان کا حاکم و ناظم ہی غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہی امیدوار ہون کہ غریب خانہ
پر قدم رنجہ فرمائیے وہان دوکان بھی ہی سرچوک دوکان ہی وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی
بعد دو چار روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے
کاروان کو ساتھ لیا امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے
سر بازار دوکان تھی جمشید نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر
کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل درجو
بادشاہ ہی اُسکی بیٹی زہرۂ اختر جبین ہی اُسکی دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک
دوکان پر ہنگامہ دیکھا تو وہ بھی آکر کھڑی ہوئی جمال صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین
بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ بحسرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہی
کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو دیکھکر بہت پسند کیا جب محل مین آئی تو
زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا دوکانین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا
کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہوے دیکھا رعب و دبدبہ سطوت و صولت
شکل چاکران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس
جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کل اعضا کو بخیال دیکھا آپ کے والد بڑے بادشاہ ہین مگر ایسا
ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہی کہ صورت دیکھکر محویت ہوتی ہی جی چاہتا تھا کہ
گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپ کی خفگی کے خیال سے چلی آئی جی چاہتا تھا
دعوی رہا کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر چوٹ لگی دل سے
باتین کرتی ہی کہ ای زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے کیونکر ایسے شخص
کو دیکھون اُسیوقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی کہ مین کیونکر ایسے جوانکو

دیکھیون دایہ نے خواصون سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خواصون نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہو محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہو دایہ پردہ اُٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہو دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سرخ اب یہ نوبت پہونچی ہو کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہو ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی اَمان تمھاری آگ لگائی ہوئی ہو اُسی خیال نے یہ حال کیا ہو نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی ۔ لہو بنکے رگ رگ مین داخل ہوئی
جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ ۔ مراد دل اُس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا ۔ جو سوچے ہوے تھے وہ اے دل ہوئی
نہ جاتی ہو الفت نہ ملتا ہو یار ۔ غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے ۔ بصارت جب آنکھونکی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا ۔ تسلی تری ابتو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ ۔ ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
مین دیوانہ مجنون رہا اُسکا رند ۔ پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلیے راہ مین دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین پشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین اُسپر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل ہما کر ان کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوے راہ گیرونکو ہٹاتے ہوے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ کی سواری آتی ہو امیر بھی اُسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہو اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجیان کہلاتا ہی مگر اس شخص کی
مگس رانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی ایسے محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت و صولت
دیکھکر دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رُکے ہوے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ
جائینگے فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے
آواز دی ارے کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا
کین جب نظرون سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر
ہاتھ مار کر کہا کیون دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دلکی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہی اسی
مقام پر اُتر پڑون سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون
دایہ سمجھاتی ہوئی باغ مین لائی گل و بلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون
دائی امان بلبل کا رونا سراسر بیکار ہی یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہی پہلوے گل مین پھول بہ پھول
کے بیٹھتی ہی ہر وقت چاؤن چاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی
امر فراق کا قریب نہین حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق
سے دور فراق سے قریب ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر
گل و بلبل کی سیر دیکھین مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری
تمھارا محسن بھی عابد کش زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ
بھی اسی جانب بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ روانکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے
پالا ہی محبت سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہین بہ قول شاعر فردستا یوسف کو حسینان
جہان بھی دیکھے :: ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا ✦ آنکھین رشک دیدہ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہی وہ خود بے مثل ہی دوسرے کے جمال پر
کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرتی ہون
کہ جا کر بلا لاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام
ہوئی چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رنگین گائن سامنے حاضر ہی

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہوے
بیقرار تو ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازو دن پہ
باندھین اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا
اُسی نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زُہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہے آکر جمشید کا مہمان ہوا ہے کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا دارے دیکھیے کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہی ہین یہ کہہ کے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی
آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے تھے
کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھا یا ملکہ سے کہا
کہ لو بی بی یہ وہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا
کہ جمشید کے یہان آپ کے آنیکا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے
فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون
ایک غول کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درۂ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا
اُسنے کہا کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ
باعث خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین
وہ سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی نظم

اب لڑا یا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ | آئنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا | کھولدونگا جاکے زیر سایۂ دیوار آنکھ
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے | بیجا ہوا ب جو مجھسے کرتے ہو پھر چار آنکھ
دیکھتے ہی حُسن کو یہ مبتلا ہوتا ہی وہ | ڈالدیتی ہی غضب مین دلکو بھی ہر بار آنکھ
وعدۂ دیدار فردا ہی قیامت پھر ہی بند | روز محشر تک نہ کھولین طالب دیدار آنکھ

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزین پوشیدہ ہوگئین جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ کل پھر آئین گے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزون کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہی چنچل نام اُسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی مین کہتی ہی کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر مین لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہی لات و منات کو بُرا کہا خدائے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے مین ان دونون کو قتل کراؤن جاکر انکے باپ سے اطلاع کرون امیر رخصت ہوکر کل کا وعدہ کرکے روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہی کہ جاکر اطلاع کرون شام سے ملکہ انتظام مین مصروف ہوئین روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہی چنچل نے جوابدیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہین جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہانسے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئین محافے پر سوار ہوکر دیکھنے کو گئین صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئین امیر بھی رات کو آئے پہلو مین بٹھین سب کنیزون نے کلمہ پڑھا مگر مین نے نہین پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہین اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلین اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خرا جگزار ہین کیا عجب ہی کہ وہانسے آپ کے واسطے خطاب آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہوگیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے

یہ واہیات باتین بیان کرو مین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کر دو ٹکڑے ہو ن یہ کہہ کے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پہ طرف باغ کے چلا یہان امیر پہر رات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گائین تیار تھین امیر کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہرنگار پوچھ رہی ہین نام مہرنگار سُنکر امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال مہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر آپہونچے گنبڈا بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہ آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہو گا امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھ کر چلے اور غصے مین جوابدیا کہ بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہہ کر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پہ سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے لڑ رہے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو

اب نرغے مین گھیرا ہی نیزے مار مار کر بھاگتے ہین بعضے دور سے تیر اندازی کر رہے ہین امیر نے اسقدر نیزے کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگین یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بصد جوش وخروش بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوے آتا ہی دور سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا مین آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا آپکا خدمتگزار آپہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہی کہ آپکو اکیلا پا کر یون ہلاک کرین یہ کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھنچ گئین امیر جیبت ہو کر مرکب پر بیٹھے نقابدار جو آ کر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہی کہ ارکان پر مین جا پڑون ایک طرف سے امیر للکارتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار آتا ہی امیر سے مقابلہ پڑا اگلی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ ہوا گرد لاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر مجھے نقابدار کے حوالے کرین پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھدیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا امیر گھوڑا اُڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہی انشاءاللہ وقت پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کرکے رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ پر زہرہ کے گھر گئے بیس ہزار فوج لیکر ارکان گیا ہی جمشید دو سو غلامونکو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے

آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل شریک کیا اتفاقاً بدار مرصع پوش براے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اُسکو لیے جاتا ہون جمشید مثل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے فرمایا کہ ای ارکان مین برسر راہ ہون چار پہاڑونکو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح ہو گئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی باغ مین حجلۂ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھراتا اُسطرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پر چہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آکے ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کر کے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہو سے تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان آکر دا بادشاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہے اچھی طرح پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان نہایت ملول ہو کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقالی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھ پر یہ کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو کو پہچانا اُٹھ کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہو کے یہ

جفائین اُٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری
برات کی ہو رہی ہی بہر رات گئے امیر کو جمشید نے ہاتھی پر سوار کیا بہاری سہرا بندھا ہوا
خواجہ مگس رانی کرتے ہوے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ
شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے
کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ
یہ بہت منہ لگی ہی اُسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونیکا شور
ہوا ایکایک قلعہ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے
بارگاہ مین آئے خواجہ سراد دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئین
خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اُس مقام کو جا کر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو
دیکھکر عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا مہر نقب نہین ہی مگر لیجانیوالا لے گیا خواجہ باہر آئے
امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش
کر کے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین
وہ فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم
درویش از کل عالم بیش جسطرف بیتہ ملکہ کا ملے اُسطرف منہ ہو جائے جدھر منہ اُٹھا اُسطرف
چلے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ
ای جانیوالے تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا کر
لیگئے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بُری چیز ہی یہاں سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم
گیسو دراز کا اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے بتعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی
تو پیو ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو
تو کنارے ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طی کر کے در باغ پر
پہونچے دروازے پر دو تین جشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین اُنکے پاس نامہ لایا ہون
حبشنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر
فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین
دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین
اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین چلکر شریک ہون
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو
نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے
معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا
دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لاہو اُسی کے
واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے
کہا کہ ای اعظم تمھین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا
قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندونکو اشارہ کیا سازملے یہ غزل شروع کی نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجاے		دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجاے
تیری تصویر جو لیجا کے لگادین ادبت		دیر در گاہ بنے جاے زیارت ہوجاے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب		چین آجاے مری روح کو راحت ہوجاے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی ای رند		دیو بھی ہو تو اُسے ضعف ونقاہت ہوجاے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو
سامنے شہنشاہ اورنگ کے گوائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرورمین اگر حکم دیجیے
تو گاؤن شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردون نسیم نے کہا کہ
ای اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواصہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے
معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ
قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ
سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل وجان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

شروع کرنے چلے مین نے سیکڑون بھوتیون کو بدراہ کردیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمہارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کردینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی
خواجہ کو بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہانسے اُس
معشوقہ کو لائے نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو
نکال کر لائے ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون
کی بو دماغ مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر
تخت بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد نیسین جلیسین بیٹھی ہین کہ
نسیم جاکر پہونچی تاجدار کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار
جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ رومال لیے ہوے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے برس
باغ آکر لہرائے اور شق ہوے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان ملین آکر
اُس صحبت مین بیٹھین جب جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب
صاحبون کو اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی
کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی
مین بھی وہان پہونچا اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے مبرے ہوش درست نہین مین نے جو
اُس سے سوال وصل کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجکو
قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن مین اس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب
مین نے دیکھا کہ جان باقی رہیگی نہ کچھ کہنا یار اتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپکر صبح کرتا ہون
یاد مین اُس محبوب پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون
اُسکو رضامند کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری ہین کا
ملازم اعظم جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ
سے سامنا کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمہارے بزرگون سے ہین رستم رہا تمہارا کمال
دیکھنا چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ
نے پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجکو حاصل کیا پہلے میرا گانا سنئے مین بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگنیان سامنے آتی ہین ہمہ سیرین بتاتی ہین سماعت فرمائیے میری آواز تو آپنے سُنی تھی یہ کہکر عمرو نے نے نکالی اور یہ غزل شروع کی نظم

مطالب مین صفا ہو یہ تکلف ہی زبان کا — دقت ہو معانی مین تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہی کدھر کو — عالم ہی مری روح مین بھی ریگ روان کا
مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سرون کو — تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان — سو بار ادھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری مین ہوے رند عبث مائل طفلان — کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوے سامنے کمرہ ہی اُسمین قفس مین مین نے معشوقہ کو بند کیا ہی اس آٹھ دن مین کیا کیا بدعتین کین کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہین مانتی خواجہ اُٹھے کمرے مین جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس مین بند بسر نگون بیٹھی ہی عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو اپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا کہ مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہی مجکو واسطے تمھاری تلاش کے بھیجا ہی مین یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھسے محبت ہی مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نامنظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار مجھے کہان ملیگا صاحب حکومت وسلطنت سحر وساحری مین طاق شہرۂ آفاق نائب خداوند تم جو یہ کہوگی مین ان سب کو مار لونگا زہرہ نے بمجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً ساقی گری کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہی جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم مین بھی جاکر سنون کہ اعظم کیا باتین کر رہا ہی یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سکھا رہا ہی زہرہ کہتی ہی کہ اچھا مین یہی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سُنین ڈرا او پہ ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ ای نسیم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دامہ وشمش ہی ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہی خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا کیا

عمرو ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی
اور رنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا
اڑ گیا زمین نے پاؤن تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تونے ہماری چالاکی
دیکھی کہ ہمنے سب تیری باتین سنین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا جسقدر شاہزادیان
محفل مین موجود تھین سب کے ہوش اڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ
نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا
خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جا کر قید کرو مین قدرت
سے عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹکر روانہ کرون معشوق کے
واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان
بیڑیان پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو
باغ مین چھوڑ آئی تھی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل
مالن اس باغ مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر
صحبت اورنگ مین گئی ہین برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر ان سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہونچی کہا اسکو
لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا انھون نے بڑی تدبیر
سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون اسکا
قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور
مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے مطلب
کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی
وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ
سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق مجھکو رہا کرے خود چھوٹو اور اس محفل کو لوٹو برق
حیران ہو کر رہ جائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی
کہ ای نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھپر
بند رہیگا عمرو نے کہا کہ بوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے کے
بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کاٹو
تو مین روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیونکی
دی نرگس نے روپئے گنے کہا خواجہ اور ہین سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا
جو اس سے ملے وہ لیلو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکالکر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمین اشرفیان ہین کھولکر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اُڑی نرگس بیہوش ہو کر گری
خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے ہین
کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپئے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ نہ سمجھی تھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہوے قیدخانے مین قفل لگایا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا او ری
یہ تو بڑا مکار ہو مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہی قدرت اُسکے
مکر سے بچائین نسیم نے کہا کہ ای نرگس تجھنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس نگوڑے پر عبرت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے
سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہے
برق تڑپکر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو
نے کئی مرتبہ کہا کہ ای لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہی برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے
تو دل کو آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نی بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی
کہا حضور ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پیین
نسیم جام کو پی گئی اتنے عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم
نے بیٹھے بیٹھے نشے کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی بھی
ٹانگ لیجیے نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین
اپنے اپنے مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر گر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا

برق بھی اپنے نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین
برق لوٹنے لگا کبھی کنیزون کے کپڑے چھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا
کہا کہ ابے چوٹٹے دیکھا تو نے مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی چھلا اُتار لیا
کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ
ای برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو
ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے
دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا
کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی
عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا وہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ
لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچھتائیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم
پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون
عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین
پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے
قتل نہین کیا مین قدرت کو اُسکے بھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سنکر
اورنگ نے کہا کہ ای نسیم کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو مین
آپکے پہلو مین بیٹھون میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہو
اور آپکا وصل قبول کرے اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو
عمرو نے پکار کر کہا کہ ای لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹکر میخانہ مین
پہونچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ
بشکل نسیم مین کہا کہ ای اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون
حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ
کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی
اورنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین

ہوا بند ہو گئی بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اورنگ کھٹکا دیکھا اسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہی اور لالہ عذار یہ نہی ہی برق نے جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹا اورنگ نے کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے تیچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اسے قتل کرون وہ میری پُرانی کنیز ہی اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روئے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کر دونگا مجال ہی اسکی کہ نہ بتائے اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہوا مین نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اُتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے بُرائی کرین یہ کہکے بازوون پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا ہونٹ لگا کر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ بادشاہ صاحب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ یہ اپنے مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھین تو سُرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ آتشوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیوے بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلہ کے ہاتھ رکھا کہا کہ بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو

بشکل نسیم ہے سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور رنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے
لوگ کہتے تھے کہ اے شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہین معلوم
نسیم پر کیا معرکہ گذرا کہ اسکی شکل پر یہ آیا اس نتیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد
عیار ہی کہنے کو موجود ہے زبردستی شراب پلائے دیتا ہے سرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی
حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ مین جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق
بنایا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اسمین نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی افتاد پڑا چاہتی
ہے مین بیقرار ہوکر دوڑا آپکو آکر اس حال مین پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا اب
چاہتا تھا کہ اٹھین تو بیہوش ہون ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا عمرو و برق سامنے
گرفتار ہوے بیقرار ہوکر رو رہی ہین کہ اے فلک مجھے اس بلا مین پھنسایا ایسے جلیل سے
چھوٹ کر ایسے کے قبضے مین پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہے اے کریم و رحیم اب جلد
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اورنگ نے سرنگ سے کہا
کہ اب کہو کیا صلاح ہے سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان استاد
و شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے خدمت قدرت مین بھیجے جائین یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ نے
یہ بھی کہدیا کہ ان دونون کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہین حمزہ کی
یہی دستگیری کرتا ہے بلاے روزگار ہے ان ساحرون کو اسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہین
اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ قاعدے مین جو کاہن
لکھ گئے ہین کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہے کہ سال آخر طلسم ہے اب وہ
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان
خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد موجود ہوے اورنگ و سرنگ عمرو
و برق کو لیکر نکلے جلادون سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو دار پر کھینچ دو جلادون نے
پاؤن مین عمرو و برق کے زنجیرین باندھین ملکہ نہایت بیتاب ہین کہ عمرو و برق دار مین
لٹکا دیے گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کمانین لیکر کھڑے ہوے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادی

اہلِ اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہے اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار ہو کے
دعا کی تیر دعا ہدفِ مراد پہ پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا سب نے کہ علمہاے زرنگار کے
پھریرے کُھلے ہوے لشکر ساحران وغیرہ ساحران بڑے تجمل سے آتا ہے خواجہ عمرو نے
رستم کو پہچانا رستم مرکب پہ سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرہ ہفت جوشن زیب جسم
تیغۂ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا مہلال ایسا ساحر رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے رواروی
کرتے ہوے آتے ہین مہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پہ لٹکے ہین اورنگ تیر
کو بچر کمان سے رہا کیا چاہتا ہے مہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ ای شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پہ پہونچا وہانسے
تڑپ کے دار پہ گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغۂ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پہ جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اُسنے
جو دیکھا کہ مہلال نے پتھراؤ کر دیا مہلال کو للکارا کہ او مہلال کیون قضا دامنگیر ہوئی
کیا مجکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا مہلال نے گولہ مارا اورنگ
نے گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا مہلال نے ہرچند روکا مگر گولہ نہ رُکا قریب
آکے پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ مہلال کا نشانہ ہوا مہلال زخمی ہو کے
ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر
نہ ہوئی آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھ کر رستم پہ ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغۂ
ہفت جوہر پہ روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینۂ شمشیر
مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپکر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بچر کمان مین پیوست کرکے سینۂ پر کینۂ سرنگ کا تاکا
تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پہ اسکو بڑا ناز
ہی ساتھ کے ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پہ سحر تاثیر نہین کرتا ذرا
سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کر کے قفسِ ملکہ زہرہ کا

اُٹھا لیا اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی

کہ ای جان جہان نظروں سے مخفی ہو مین اب مین کبہی زندہ نہ ہونگا نظم

اُسے غیر آ کے جھڑکاتے ہین اپنا تام کرتے ہین
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین

رسائی اُسکے گیسوے رسا تک غیر ممکن ہی
وہ سودائی ہین جو ایسے خیالِ خام کرتے ہین

نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رخ کا بوسہ دیتے ہین
یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک
جو تجکو دام مین لاتے ہین وہ ہی کام کرتے ہین

نہ پھرتے ہین عاشق در کو نہین تم گھر بدلتے ہین
عبث ای رند نام عشق کو بدنام کرتے ہین

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہی بتلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اورنگ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے آوازین ذیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے اُنکو جلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا جھٹ پہ دے تک کاٹ کر زنبیل مین رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحراے محیط کا پتہ ملا ہی وہانسے نوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ مین چلیے والدۂ ماجدہ کو نکالیے مین بھی زیارت سے مشرف ہولون خواجہ نے کہا کہ عین شادی مین یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے مین اپنے کو جلد پہونچاؤن ایسا نہ ہو کہ بیقراری مین وہ بھی نکل آئین اور ہفت پیکر کو تلاش ہی کہ امیر کو گرفتار کرون آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ مین آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعاے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کر کے تلاش صحراے محیط مین روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہے شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہے
جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحراے
محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل در نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ ملا
عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرشتہ او الا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤن صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو
معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لاے تھا امیر نے قلعہ کو
اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جائین گے ہمین جانا واجب و لازم ہے نہین معلوم
لندھور نے کیا آفت بپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور
و طاقت مین اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا
امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے
قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور
نے بعد دو ہفتے کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہے کہتا ہے کیونکر آقا
سے سامنا کرونگا کیا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھین گے کہ تجھے ہمارا اسر
گھر مین مقرر کیا مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک
آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین
شعبدہ بازگی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا
کہ ای دارا ے ہٹ میرا مہ جبین شعبدہ گر نام ہے بہن ہون حسین شعبدہ باز کی
اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر موت ہمکو نہ چھوڑے تو بوا مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے
جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور

کو پلایا جیسے ہی جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے
ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا ای مہ جبین تمھاری بہن کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک
نے یہ سامان دکھایا مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو فورًا پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی
چلتے چلتے عہد واثق لیا اور کہہ گئی کہ ای دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی
وہان جلسہ آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہی اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہوکر نہ بیٹھنا
چلتے چلتے مہ جبین جام تو پلا ہی چکی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کر کہ امیر لشکر مین آئے
یا نہین آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک بہرام
وغیرہ تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین بھی چرچا ہی کہ کل آقا
لشکر مین آجائینگے داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ ای دارائے ہند برق
خبر لیکر آیا ہی کہ امیر آتے ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے
اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین
آئے قاسم تیاری چلنے کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے
اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے
دل مین کیا سمجھا ہی انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی
تلوار ہی کا نام نہ لے اپنے افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین
نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے
توسن اُفق پر جلوہ فرما ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہوکر میدان مین آیا ادھر
قاسم سب لشکر کو لیکر میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کینہ کٹ کا لکر
ہٹے لندھور نے ہاتھی میدان مین نکال پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین
میرے نہین آتے اپنے کو چھپایا ہی یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون
قاسم نے قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور لشکر کشی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آگے پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے آیا کہا کہ کیون ای لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین نکلے امیر کو پکار رہے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین قاسم نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہو دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے پایا تو نیزہ نیزے پر رک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھ کر نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مارا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازمون نے آکر لندھور کو اٹھایا زخمی کو بارگاہ مین لائے زخمدوزی ہو رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کیواسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای دارائے ہند تمھارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی مین تمھاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہین سر میدان انکو تو کوتکا پہلے ہی مقابلے مین تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر پلٹ کر جو بارگاہ مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا کر لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ مین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے

اُس ساحرہ نے ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو
اُسکے پیچھے چلے تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت جاتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین
وہ ساحرہ اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی ہی گرد
کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی مقابلے مین
خاتمہ کر دیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوے یہ باتین سُن رہے ہین مگر حیران ہین کہ جس کنیز
کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک کنیز
نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے ہنس کر
کہا کہ مین بی بی کی باتین سُن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا کرین
مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہو جاتی ہی
کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم کیا انتشار ہی یہ سنکر
مہ جبین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب لکھی
ہی اُسمین حال آئندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال کرتی ہون
تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہ ہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے نہین ہی
مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین کے
نکاڈن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہی حلیہ
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سُنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہ ہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
جبین کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن
امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین
نکلون امیر کو پکارون کہ ادھر سے گرد اُٹھی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من

گینڈے پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین
آکر پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہی کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہی میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہی اور ارکان سے آنکھ ملاکر آواز دی
کہ کیون او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے
خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے اس
بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہی کہ
تو نے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہ کے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہی امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ
بکتا ہی ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہی ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان
ہی اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہی قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہی کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہی امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہی دماغ مین غرور بھرا ہی جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اُڑاکر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین
یہ غلغلہ ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی
سپاہی نہین ہی مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہی کہ حربے تو کر لیجیے
امیر نے فرمایا کہ اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی
حربہ کرونگا اخطا پھر قہقہہ مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین
امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے

نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرگرایا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہہ کے امیر پر برس پڑا امیر
نے چوٹ مین اسکی خالی دین آخر مین اخطا نے کمربند کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پہ ہاتھ
ڈالدیا اخطا تو اپنے زور سے گھمنڈ مین تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتر لے امیر
گھوڑے سے کودے اخطا گینڈے سے اُتر آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
اخطا چھایا ہوا ہی امیر بہ فنون سپہ گری اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین
اخطا کو عاجز کر دیتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پہ اخطا
امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ
شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج
ثوابت و سیارگان سریر نیلگون فلک پہ جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر
آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا سُنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آکر
مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہین رہ کشتی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین
پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر فرمائے واپس
نہوگا آج مین نے امتحان کر لیا دو ہی پہر مین زیر کرلونگا ہرچند امیر نے روکا مگر اخطا
گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آکے
بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوایا اور ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای
لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فورًا اپنی بارگاہ سے یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے
ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا مین آئے اخطا در بارگاہ پر
کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی
کہا کہ ای دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم سر صاحبقران کے خواہان ہو مین تم سے
وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکر ایک بارگاہ علحدہ
استادہ کرائی اُسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا
کہ ای نہنگ صبارو مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ حمزہ کو زیر کرلونگا مگر
قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی فن مین کم نہین پایا تو جا کر

جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی باپ بھی اسکا یہان ہی جانے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے یا نہانے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے امیر گئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعۂ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارنا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تو نے کی نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرارت سکھا دیا کسنے
شب کو پیکر شراب مستی مین
آنکھین چھوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین ٹرھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کہکے رو رہا ہون

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہ تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیر دبائے پنکھیان جھولون کی جھلین ملکہ سوگئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سوگئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سوگئین نہنگ بر ابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ کو دکر بھاگا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پر اتا جو بدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اسنے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جاکر صاحبقران کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی کہ زنانک کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھولکر دیکھا گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہی گھبرا گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن وای شمشاد کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا سامنے آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجکو فراموش کیا آپ مجکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے مُنھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے ہٹجا تو نامحرم ہی میری شادی ہو چکی ہی خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور مُنھ ڈھانپ کر رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ میں آئے فرمارہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہی خدا خیر کرے کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہی امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہی کیا خبر لایا ہی خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرو امنگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ برق فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار اُستاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا بارگاہ مین ہی لندھور سے بڑا اخلا ملا ہی اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرامنگایا پہلو سے بارگاہ مین ایک خیمہ ہی اُسمین ملکہ کو اُتارا ہی اور منتین خوشامد ین کر رہا ہی

اگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہی یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا مین خون کا دریا بہادونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہی اور لندھور ہماری دولت کو مسن رہے ہین اب مجھے لندھور سے نا امیدی ہوئی آج اُسسے بھی سمجھ لونگا دیکھون تو میرا کیا کرتے ہین امیر فوراً اپشت اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے یہان اخطا بارگاہ مین بیٹھا ہی چند کنیزین بلائین اُنکو حکم دیا کہ تم جاکر سمجھاؤ برق جست و خیز کرتا ہوا پہلے بارگاہ اخطا مین پہونچا اُن کنیزون مین ملکہ خدمت مین ملکہ زہرہ کی آیا چکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آتے ہین جب امیر سوار ہوکر چلے فرہاد خان فوراً گینڈے پر سوار ہوکر عقب مین امیر کے چلا انکو جملہ سردار سوار ہوکر چلے ہرکاردن نے جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر دکو یہانتک نہ آنے پائین تین لاکھ فوج صفین جماکر کھڑی ہوئی کہ نعرۂ امیر کی آواز آئی باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ مین کسی کے روکے سے نہ رکونگا تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانون نے جو کہ افسران فوج مین ہین بڑھکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب مین دونون کو قلم کیا فوج مین در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف پر پہونچے وہان بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافرون کو قتل رہے ہین صف اول پر فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہین کہ ہزارون لاشے گرادیے جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہین امیر تیسری صف پر پہونچے وہان بھی دو افسر پہلوانون کو مار مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ دوسری صف پر پہونچے نہنگانہ لڑ رہے ہین فوج اخطا مین صداے فریاد والغیاث بلند ہی نقیب نقابت کر رہے ہین صفون مین غل مچاتے پھرتے ہین کہ یارو امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہی سب بھاگتے پھرتے ہین گھوڑون سے منہ کے بھل زمین پر گرتے ہین خون کے دریا بہ رہے ہین جابجا ہزارون ترکش پڑے ہین تیر جو اُنمین سے نکل کر گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خونین مچھلیان شناوری کر رہی ہین اگر کہین سپر پڑی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کچھوے نے دریا سے منہ نکالا الشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بند و بست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہین دست راستی و دست چپی مین آنکھین مل رہی ہین آپس مین چشمی کر کے کافرون کو قتل کرتے ہین امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے چار صفین تھین انتظام سبھونکا توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی لختے خون کے جسم پر جمے ہوے ہین لیکن فرہادخان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہی صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم تخل جسم پر کھلے ہوے ہین مگر کچھ خوف نہین امیر لڑتے ہوے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہی کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چار سو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین سب قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر پھینک دین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کود ے سواے فرہادخان کے کوئی برابر نہین پہونچا فرہادخان بھی گینڈے سے اُترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھکر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اُسی مقام پر ٹھہریے یہ کہ کے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹکر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اُس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائین امیر اُس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اُٹھین کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اُٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سُنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہی تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان حیوانی مین اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہی کیا مجال ہی کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہی اخطا نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مار لو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین

ہر چند کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے مگر نیزے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جس وقت سے امیر بارگاہ اخطا مین آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند خواب مین آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے پائون سے ناچون ہاتھ سے بتائون منہ سے گائون سر سے شراب پلائون کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلید میخانے کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلابیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین کہ ای غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سنا ہی کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہی خواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہی کہتی ہی کہ بڑے فخر کا مقام ہی کہ میری کنیز نظر کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہی کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پہ تاثیر کر رہی ہی ہر تان مین دل پامال ہوتا ہی کیا لیا گٹکریان لے رہی ہی عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوے قدرت نے آکر نظر کردہ کیا مہ جبین کہتی ہی کہ ای غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لندھور امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکین اسی رنگ کا مین نے سحر روانہ کیا ہی جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے فرمایش کی کہ ای غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کر و عمرو نے بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا	نظم	تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلے پر صفائی رخ پر نور کی کہان		شہرہ ہی عارضی ترے حسن و جمال کا

کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہی — رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان — پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر مسند سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آئے ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام یہ مین نے بچھایا ہی کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہی صدمات فراق سہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین چونکہ مزا ابرار کی گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین اور گرین گر کر بیہوش ہوئین اتنے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کر کے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اُٹھ کر امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی ہی کہ امیر نے ایک کا ذکر مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دوابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چرا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کر کے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہی پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتار لون اشقر نے رو کر زبان جنی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کر رہی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہی

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سُنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے
دیکھے اُسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور
نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا مُنہ کے بھل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم عاشق جمال صاحبقران زمان
نعرۂ لندھور جزیرہ ہا ے دربار اگر نشتم تا بہ ہندستان + اگر نام ہمید انی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور
کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو
بھی مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی کے واسطے
قتل کرتا تھا خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام لیا
کہ عیار کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین
پڑین اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر
طرف سے لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور
مجھ پر جان نثاری کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای
مولاے قدر شناس آپ کے بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپ کے میرا دم نکلے دیکھنے والے
دیکھین کہ آقا کے قدم عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا
کہ قدمون پر امیر کے سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا
چلا کہ لندھور اور امیر کا سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران
تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ
تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو
نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو
اگر لندھور نہوتا تو تم مجکو زندہ نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور
نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہو کر وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے

خنجر رو کا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای سرداران تہمتن و ای جوانان صف شکن
جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہین دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ جلو خانۂ بارگاہ مین
فرہاد خان لڑ رہا تھا عمرو کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور
پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین ہی بڑھا کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان
باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی
زخم کھا کر گرا اتنو فرہاد خان گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان
نے مارے پہلو پر آکر اخطائے گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چرخ کھا کر گرا اُس وقت
مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا
عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر
جنگ کی سرداران ہندوستان فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بمردی امیر و
لندھور و فرہاد خان کو گود مین اُٹھایا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی
کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی
تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین
جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی
بارگاہ لہرائی یہ سب جوان لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان
لیے جاتے ہین بارگاہ جو گری کئی سو کافر دبے اخطا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا
فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام کو مار لو اُس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ
ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہے
دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان انتہا کے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی
بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہی جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے مل ڈالا عمرو اُس
مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر
جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک
لایا اب نکالکر لیجائیگا مگر عرصے سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کسطرف ہین دل اندر سے

واسطے امیر کے رو رہا ہی دیکھون کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو
دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج وسہاگ کو بچائے
پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا
کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو
بہتر جانا کہ ناموس کو اُسکی پشت پر سوار کر کے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار
ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے
سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا مرکب لاکھون سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور
اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے
حقہ ہاے آتشبازی نکالے داغتے ہوے اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع
لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار
جان سے مارے بدیع الزمان للکار کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا
بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار سپر دو کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر
ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو
شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان نے سرداروں کو ساتھ لیکر
کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھا لی لیکر بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے
سرداران امیر بہ فتح وفیروزی پلٹے بارگاہین خیمے کافرون کے لوٹ لیے پلٹ کر
بارگاہ سلیمانی مین آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے اُتار اجب مسند پر لٹایا
اور چاہا کہ امیر کی زخمہ وزی کرین تو امیر نے آنکھ کھولدی اور فرمایا کہ پہلے لندھور
کی زخمہ وزی کرو لندھور نے آنکھ کھولکر کہا کہ مین اس لائق ہون کہ مجکو قتل کیجیے
مجھسے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر نے کہا کہ ای لندھور
تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو مارا اُسی وقت
سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا خنجر گلے پر
پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب صاحبقران نے

ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب دفع ہوا زخمہ وزی کرائی امیر زخمہ وزی کراکے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چورچور پشت پر ملکہ زہرہ بیٹھی پھر رہا ہے کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ مین داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کین ملکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہوئین کہتی تھین خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بھیجکر چُرا منگایا خواہان وصل تھا مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہے مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائین دے رہی ہین بلائین لے رہی ہین صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالارون کو بُلا کر حکم دیا طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بوقلمون کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

وہ کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحراے محیط کے بتلاش لوح چلے ہین پہونچنا تا بہ صحراے محیط باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ۔ کہ لکھتا ہون رستم کی اب داستان ۔ وہ ہی داستان جلالت شعار
کہ ہون خوش رئیسان ذی الاقتدار ۔ پلا ساقیا جام صہبائے عشق ۔ کہ قلب و جگر مین جگہ پائے عشق
عجب عشق و الفت کے سامان ہین ۔ کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہین ۔ وہ جنجال ہے عشق زلف بتان
کہ اس جال مین ہین ہزارون نہان ۔ جسے عشق روے صنم ہو گیا ۔ اُسے فرط رنج و الم ہو گیا
چل اب ساقیا آج گلزار مین ۔ صلا حین ہون ہر ایک میخوار مین ۔ یہ ہی جوش پر باغ کا رنگ و روپ
کہون چاندنی یا کہ نکلی ہے دھوپ ۔ اکڑتے ہین نخل چمن وجد مین ۔ لکھون چند رنگ سخن وجد مین
ہوئی بلبلونکو جو گلشن مین یاس ۔ گئین آپ خود اُڑ کے بھونرے کے پاس ۔ ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا ۔ یہان کبک و طاؤس ہین حیرت مین ۔ دہان قیس بیتاب ہے نجد مین
کبھی کہہ رہا ہے کہ لیلی کہان ۔ مری آنکھ سے ہو گئی ہے نہان ۔ کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
عبث ذکر شیرین پہ مرتا ہے وہ ۔ کیا نل نے عشق دمن آشکار ۔ ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلےٰ کا جویا ہوا
کہ ہر وقت لیلی کے حسن و جمال
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ لیلی کا مژدہ سناجاتے تھے
غم داستان مرصع نگار

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا
کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی
لکھو جلد آئی ہی فصل بہار

ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
وسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
غزالان صحرا سے الفت رہی
چہرہ وحشت نوزہ دان ادکا

بیباکی وطی کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش پہ چنین ریخت گوہر بدامان گوش جب رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑاکے طرف صحراے محیط کے روانہ ہوے محیط پیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہوا نیسین جلیسین جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اترتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو رنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن مین چلے جاینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرلاے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند نہ گھبرایئے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑگیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جا کر راہ مین گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیشے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہے اپنے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بادشاہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو بدولت کوچ کرینگے

تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف کھاکر ملتجا
ہو جاے اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑ گیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے مین تین لاکھ فوج جمع
ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے بلکہ اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا جنگلی فوج لیکر چلا
اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرا مین اُترے ہوے ہین صحراے دل شاد اِس
صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک
پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے
سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آ گئے نہ بڑھنا رستمی تمھاری ہمین تک تھی بس اب
اِس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل ہوا
ہمراہیون سے کہتا ہی کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہی لیکن اگر
بھاگ جاے تو بہتر ہی ملک نے لکھا تھا کہ اِسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے
تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اِس صحرا کا ارادہ کیا
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اِس ارادے سے باز آؤ ور پیاسے
ملتجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اِسکے لشکر کا تباہ
کر دینا کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا
آپ نامہ لکھیے مین جاکے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر
گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جا بجا خیمون مین ساحرون کو
اُترے ہوے دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہتا ہی یہ ساحر اِسے کیونکر دستیاب ہوے ہین
مہلال سرکش و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین سازنج رہا ہی
پانی برس رہا ہی لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جاکر بدعت
کرونگا یا سر جھکاے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے
کہا ہماری خبر کردو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا
آنے دو ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جاکر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا مہلال
و آفتاب اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور بڑھا دو پھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ ۲۶

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے مین
اگر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ تصاویر افسران سے معمور ہی رستم مقام
صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ طلسم کشا
مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور زیادہ مبہوت ہوا
نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا اشفاق نے کہا اے
رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ دیتے ہو استحقاق
وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلکشا وہ ہے تا بہ بلیغیہ
زیر نگیں ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیے گا رستم نے کہا اب تو
تمہارے افسر صاحب آگئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور یہ جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو
اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلاکے جواب دیا ہم لوگونکے ہاتھونمین کیا مہندی لگی ہی
ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی لے چلینگے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا
ہاتھ مارا رستم نے بازو بچاکے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہوکر لیٹ پڑا رستم نے آکھیڑ ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آ بیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھیں کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی رستم نے
کہا اے اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سنکر نہایت مکدر
ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود پڑا استحقاق کے سامنے آیا اُسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب
طبل جنگی بجوائیے طلسم کشا کو سزائے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحہ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتی ہی عاشق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلائے پر جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلائے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہرچند آفتاب و مہلال نے عرض کی کہ حضور نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آجکا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ خود طلایہ دیتے ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران باتوقیر دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہو سکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل وجان اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار بزازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھیرکر لشکر پر آتے ہین قضائے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سنی کہ رستم خود طلائے پر ہین اور یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا یارو ہو سکتا ہی کہ رستم اکیلے کھڑے ہین بلوہ کرکے گرفتار کرلو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیو نسے گرفتار کرلین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کرلینگے اشفاق نے دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو بہرسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ رستم بلتین ارشد اولاد امیر عرب ؎ کیست علمشاہ چو رستم لقب ؎ دیگرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ ہر تخت مرزدق انگندہ شور ہ نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور رجا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار کی کیا حقیقت سمجھتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑے ہین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو جوان مارکر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اُسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو اُنکے پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہین آتا رستم لڑتے ہوے برابر اشفاق کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہی خود سامنے نہین آتا لشکر مین اگرچہ تجھپر گذری اُسکا عکس بیان کیا اب بیان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مارلو سوارون کا شاہزادے پر بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مارکر قریب پہونچے اشفاق پر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہین اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلّایا پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے کہا ارے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے شخص کو مار اسب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیرزن ہی کئی افسر اُسنے مارے اشفاق کو للکارا ہرچند اشفاق نے کدوکوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ مین رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب مین اپنے بھائی کا عوض اس سے لونگا اسی کو ٹوکو لگایہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے لشکر رستم پہونچا شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ اگر آقا ہمکو حکم دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولون مین لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہین مانتے آفتاب فلک سیر و مہلال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہین افسرون سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہین **نظم**

تخت جمشید رہا جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی اسی منزل مین ہوے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
جسکو گل کرنہ سکی جنبش دامان قضا
تشنہ ہی سا مین نہ بھرے جسکے لیے ایاصبا
کف افسوس ہر اک برگ ہوا گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

رباعی

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جاپڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکارکر آواز دی ای رستم اب نکل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو طلاسے پہ مارا فوج نے دلدہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جاسکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھاکر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکارکر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بازہم تیز تلوار کی فورًا نام مردان عالم کا نکل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا ٹکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پہ روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو تہایا اور سر پہ ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پہ دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پہ چھاپڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پاؤن اٹھا دیے

لاشون کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہی تاب نہ آئی گھوڑے کو اُڑا کر جا پہونچے لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا ای بہادر ماشاءاللہ نقابدار نے سلام کیا رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دو چند ہوا کہ بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئین لالان کوہ پیکر سپہ سالار کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیون حضور آپنے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کا بہت ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوے تھے کہ شاہزادے نے بازو بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون جوان گھوڑون سے کودے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی دونون فوجین کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی ای شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اُس مقام پر آیا جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آکے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونون جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم کے

رکھا اور پایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہی آپس مین
لڑتے ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمپر دو بار ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہی
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا ای مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہی ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہی کہ تمہارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ضرور تمسا دبڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہی جب صاحبقران سے
وعدہ کر چکے تو اسنے لڑنے کی کیا ضرورت ہی طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو ہاتھ سے صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجھکو زیر کیجیے
یہ اشیاے نادرہ لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار مرصع پوش
اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوے اپنے
ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہی شاہزادے
سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہو جیے مین بھی وقت پہ آؤنگا مراد اس تحریر سے یہ ہی
کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور صحرا مین
جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے مہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے قبلہ وکعبہ
کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ممکن ہی
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہی ہر چند کہ ہمارے قبلہ وکعبہ مؤید من اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلاے روزگار ہی خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن ملازمان
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہی جسمین
ایک پہلوان رہتا ہی نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر اسنے جو بالاے
قلعہ سے دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر
بہت جھلایا کہا گو میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوادیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بارادۂ جنگ
ستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور رجال زور رستم سناتے ہین کہ استحقاق کو
خلاصے پر یا انقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہی جواب
دیتا ہی کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیزرو بلاے روزگار ہی اُس سے پکڑوا لونگا
یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کہ سامنے روشنی و کچھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہی عیار کو حکم دیا دریافت کرو
یہ لشکر کیسا ہی عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر ہی عیار نے خبر دی
کہ اُسی نقابدار کا لشکر ہی جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا ای محکوم نقابدار کو پکڑ لا
عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہی عیار نقابدار کا
بازار مین پھر رہا تھا شاگردون نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت کرتا تھا عیار تو
بلاے روزگار ہی یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہی آگے بڑھ کر آواز دی ای برادر ٹھہر جاؤ
محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو عیار
نے کوئی بات دلمین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرادونگا مین اُس
شہریار کا عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے
قدم بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہاے کمند مارے محکوم نے سبک ہوکر جست کی حلقون سے
نکلا عیار نقابدار اتنے نیمچہ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی
دیکر نیمچہ مارا کہ سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو وہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اُسکو
بُلا کر کہا کہ تیرا بھائی براے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا جاکر خبر تو لے
زنار چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اُٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہی مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر
نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب

کھودتا ہوا چلا مہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین توڑا دیکھا کہ با تمامش عروس شب اوّل آراستہ
ہی شمعہائے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پاؤن
کسی ظرف پر پڑ جائے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو
مارا کیسے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب اُلٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش ہوا
زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا راستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فتور
پڑے یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان
دیکھکر اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا
نگہبانون سے دریافت کیا خیر و عافیت ہی پردہ اُٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین
کہتا ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کودا نقب کو طی کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہی ایک جھیل پر پہونچا خیال مین آیا اب
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے سے
سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑائے ہوے
چلا آتا ہی باز برائے شکار چھوڑا ہی باز نے جا کر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پہ آکے طاؤس گرا
کہ جہان پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے کو
کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون میلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر لایا ہون
اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بھر کمان مین پیوست
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانۂ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آ گئے اُسنے کہا اِس
جوان کو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا
اُس صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہی زنار پلٹا
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لا کر ہوشیار
کیا نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اِن کا
عیار پھرتا ہوا قریب اِس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمند ماری باغ مین آ کے دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین ای ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجھکو یہ خوف ہی کہ اگر باپ کو خبر ہوگی لشکر لیکر آئیگا
اُسکے پاس لشکر بہت ہی یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین بیس کنیزین کہ جنکو دل سے محبت ہی ساتھ ہولین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو
تیار کیا آکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون
نے بیان کیا کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین
دیکھا کہ نقابدار ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہی ملکہ سے کہہ رہا ہے جلد نکل چلو زنار
نے بڑھکر میلان کو خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آ پڑا
نقابدار نے تلوار کھینچی فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہی تب
نقابدار گھبرا جاتا ہی ملکہ بھی مع کنیزون کے تیر اندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل
تیرون سے گرائے میلان چاہتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھ کے

سینہ سپر کرتا ہی نقابدار نے کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا
بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کرکے پکاری آمین ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے
وارث کو بچالے ملکہ کا یہ کہ دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شہزادے مع لشکر آکے
پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہی سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش
فوج مین گھرا ہی کفار کا چہار طرف سے بلوہ ہی رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا نعرہ
کرکے دشمن کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب نقابدار
کے پہونچے فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم
لڑائی کو سمجھ لینگے تمہارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ
رستم کا ادا کیا شہزادے نے کئی پلٹنین رسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو
بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچادو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقابدار کو بیچ مین لیے
ہوئے لڑتی بھڑتی نکل گئین نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا
کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون
لڑ رہے ہین نقابدار تو آپکی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل
امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ مین اترا اگرچہ جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہی جب
پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو زنار کو بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہی مین
طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کوئی سو پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے
اگر ہو سکے تو اسکو پکڑ لا عیار نے کہا اس جوان کا پکڑ لانا کچھ بات نہین ہی لیکن انتظام
نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہی مین اسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو
نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ یون بدی بدا
نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپ کی ابھی مین نام آوری ہی کہ مین گرفتار
کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون
پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے
چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر خلدار بیٹھی ہی کنیزون کی

آمد ورفت ہو رہی ہی کنیزین اندر سے آتی ہین اور پھر چلی جاتی ہین زنّار نے ایک کنیز کو بلایا
جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی
شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین زنّار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے
کچھ عرض کرنا ہی حضور ذرا اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری مین بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش
فرمائیے ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنّار نے پشتارہ باندھا باندھکر
حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ
ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا
عیار سے کہا دل گھبراتا ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ
تکلیف ہی عیار دوڑ کر بارگاہ ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایہ مین بیہوش پایا اُسکو
ہوشیار کیا اُسنے حال بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین
سو گئی وہانسے عیار کنیز کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک
گوشے مین نقب لگی ہی اُس نقب مین پھاند پڑا آخر مین نقب کے نکلا عیار کو حیرت لگی گھبرا کر
نقابدار عیار کو ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار
وفادار کیا ہوا عیار نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی
نقابدار نے کہا سوائے میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا
بڑا غضب ہوا عیار نے دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون
نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا
اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے ہوئے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے
کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہوچکین گھوڑے پر
سوار ہوکے نکلین اب انکا پردہ کیا میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنّار نے بڑھکر
ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے میلان کے پایا شرماکے سر جھکا لیا خوف سے
کانپنے لگین میلان نے پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح

آپکو بلوا لیا بہتر یہ ہی کہ محبت سے نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا ای بابا چاہے قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیار نقابدار او جہاد دیکھ یون لیجاتے ہین یہ کہکر عیار نے حقۂ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے اُس اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون بارگاہ پہونچا ہی میلان نے آواز دی یارو یہ نا عیار جانے نہ پاے چہار طرف سے سپاہی نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے نیچہ کھینچ یا لیت کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہی ارے اسکو پکڑ لو کیا ستم ہی کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہی عیار نیزے کھا رہا ہی مگر گھوڑا اُڑ رہا ہی مہلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی آخر زخمو نمین چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہی کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت پر ہی اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہی یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہوسکا پشتارہ تو جرأت کرکے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہی گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین عیار بلک رہا ہی مگر اسطرح نیچے مار رہا ہی کہ کوئی قریب نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہی یارو گھوڑے اُڑا کے اِدھر سے اُدھر نکل جاؤ پامال ہوجائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو اُٹھاتے ہین اور نیزے مارتے ہوے نکل جائین گھوڑونکو جما کر کھڑے ہوے نیزے بلند کیے کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اُڑاے ہوے آگیا نگاہ اِسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا ہی نقابدار نعرہ کرکے اُنھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اِس نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچایا قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اُٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی ای برادر خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آپہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چند سوار

نقابدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملکہ کو لشکر مین پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوے فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہین لوٹ لین اور فتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آکے اُترا مگر رستم طرف صحراے
محیط کے چلے جاتے ہین صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط مین پہونچے ہین نشاط جادو اس
صحرا کا حاکم ہی ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہین لشکر آکر اُترا ہی
نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بُلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو بمقدمہ طلسم کشا کیا کہتے ہو یہ
جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم مین پڑا ہی کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش
کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینون چیزون کو پایا اب فکر مین لوح کی تا بہ صحراے
محیط جائیگا وہان سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوح مین مصروف ہوگا لہذا یہ فکر واجب و لازم ہی کہ
طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ یہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط جادو
کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ مین جا کر اس جوان کو پھیر دونگا مگر ای برادر اسکے ساتھ آفتاب
و مہلال بھی موجود ہین مین پہلے انھین کی تدبیر کرونگا ای برادر ایسی فکر کرون کہ طلسم کشا کو بالکل
خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر بساط اُسیوقت روانہ ہوا دن کو تو آکر ایک پہاڑ پر
ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر مین طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر مین پھرا کیا صبح کو رستم بارگاہ مین بیٹھے تھے
کہ خادمان آفتاب روتے ہوے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب ہو گیا رستم نے سمک کی طرف
دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہو کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش
ہو رہے سمک تلاش مین نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ مہلال
بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند خواجہ نامدار ہو پتہ نہین لگاتے کہ یہ
کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگائیگا ایک ہفتہ عشرہ مین رستم کو خبر معلوم
ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوے رستم کو بڑا قلق ہوا اب دربار مین اُسے عیار نے
آکر سلام کیا شاہزادے نے مُنھ پھیر لیا فرمایا ای سمک تمکو معلوم ہوا کہ آٹھ نو افسر عورت
اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوے اب اگر پتہ نہ لگا تو ہمارے سامنے نہ آنا سمک نے

عرض کی حضور ہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ فکر مین
رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا
پانچ کوس ادہر کے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک ایک
مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی
سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر
فلان محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پہ پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے
اپنے عہدہ پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی درگہ سالار دروازے پر آیندہ و روندہ بارگاہ کو روک
رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو یہی
اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشہ مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا
در بارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھون مین آنسو بھرے ہوسے کہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی
آئی ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو
سے عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا ای شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری ہین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز
جو وہ آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوئے پہونچے مجکو اور میری مان بہنون کو
سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کیا ان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار
ہانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار
کو تم ہمکو دکھادو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ زن
و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا اک فکر لگائی ہی
وہ یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین لگا ہی پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جسدن اُسکو گرفتار کر لاؤنگا اُسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے بساط کی زبانی
یہ معاملہ سنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اِسنے بادشاہ سے
پوچھا یہ نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط
نے پلٹ کر پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت
بہت ہین یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کر کے عرض کرونگی بساط
پیچھے دوڑا جلو خانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو موجود
ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپی کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین رہا بساط
نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین بساط کے ساتھ ہولی بساط نازنین
کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین بساط نے کہا صحراے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اُترے ہین مین جملہ
سرداران ساحران کو گرفتار کر لایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہی اُسمین سبکو قید کیا ہی
اب امروز فردا مین طلسم کشا کو چرا لاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا تھا
بساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کہا صاحب
ایک جام مین پیون بساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اُس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہی
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے بمنت کہا کہ مین وصل کا امیدوار

نازنین نے انگوٹھا دکھادیا بساط کا مُنھ چڑھادیا بساط سمجھا کہ راضی ہی شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین گھائی سے بیہوشی ملا چکی ہی جیسے ہی بساط نے جام اُٹھایا دل اِسکا
دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پُتلے نے سر ہلا کر مُنھ سے
شعلہ چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے
کہا ارے تو کون اِسنے چاہا اُٹھکر خنجر ماروں کہ زمین نے پانوں تھام لیے بساط نے سحر کیا
رنگ و روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اُڑگیا اب جو دیکھا تو ایک دُبلا پتلا عیار رہی
اسنو بساط نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین
نکلا ہی مین تیری تدبیر مین تھا اب اِسکی مشکین باندھی گئین کشتان کشتان بساط اِسکو
لیچلا شبرنگ جادو اپنے ملازم کو آواز دی کہ اِسکو اُسی قید خانے مین لیجا جہان اور
سردار قید ہین شبرنگ سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اِسنے دریافت کیا
کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین شبرنگ نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت
بنکر تمھارے آقا کو پکڑ لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی اِسکو پوشیدہ طور سے
لیلو اسمین ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کردینا کہ ہم لوگون مین دستور ہی یہ کہکے
کچھ روپے تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا
اِسمین میری جان ہی شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اِسکے
دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکے گرا سمک نے اُسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ
گلدستہ اِسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا
شبرنگ مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اُسکا پایا بساط تلاش
مین سمک کی نکلا مگر یہ شبرنگ کو مارکر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہی کہ
سردارون کو تلاش کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید
ہین دیکھا سمک نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہی کچھ
جادوگر ساتھ ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال پہنچی ہاتھ مین
لیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موتیا گجرے تھال مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ

گلرنگ جادو جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اِس مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا اِدھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہ پاٹ کو پھول چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذراسا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہی شوالے مین جاتی ہون وہان چڑھاکے پلٹونگی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اُٹھا لیے مالن نے تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہی سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر بیہوش ہوے مالن نے قیدخانے مین گھسکر ہلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر رہے نکلے برچھین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو بسماط کیا کرتا ہی شہر مین کیسا ہنگامہ ہی بسماط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قیدخانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین دروازہ قیدخانیکا کھلا ہی ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے بسماط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سبکو پکڑ لاؤنگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہی دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو اُدھر بسماط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا سمک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا بسماط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام سے اُٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہی اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم اُنکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین دیتے کلمات سخت کہتے ہین بسماط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہی کہا ای خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کہ دن کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجھکو رسالداری دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہی کہ مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہوجائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھالو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار
نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار رکا سمک بساط کو
لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ای خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ جو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہی فقط
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اسنے یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز
معلوم ہوے اب مین انکو اُٹھاے لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو بساط
جھلاتا ہوا قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کمر مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بساط کا اُڑگیا سمک نے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکدیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی
کہ بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا
زوجہ اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین ان بیٹیون نے
بڑھکر پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین
جاؤنگا ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند
اسکو منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے دیکھا
طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے
عیار کو ساتھ لیا فرمایا ہیلیے قراول ممکن کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے ہیلیے قراول ہیر شکار
وغیرہ ممکن کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بیمثال رستم دیکھکر عاشق
ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرۂ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی جب
رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا
پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجب
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا خواصین حیران ہین ہرچند دریافت کرتی ہین

سمتا

کچھ جواب نہین پاتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹادیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے کہتی ہی
ای دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو اُس مغرور تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اِس سوچ مین اُٹھی کہ
جاکر دیکھ تو آؤن رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا اُسمین آکر بیٹھے نشاط
فکر مین تو تھا ہی اُسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آئے اور عیار بکار ضروری مین مصروف ہی گلابیان
لاکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی مثلِ عیار کی صورت بناگلابیان لیکر
اندر آیا کہا ای آقاے نامدار ایک جام تو نوش فرمائیے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کچھ تو اسنے بہتر جانا ہوگا
جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لیکے چلا
یہان سمک راہ مین کھڑا ہی زمین پاؤن نہین چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا سمک
راہ مین کھڑا ہی رنگ روستغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون ای سمک
خیر تو ہی سمک نے کہا ای آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سُنکر آفتاب نے سمک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اِسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو
لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا چاہا چھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارا ہی
کہ او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سُنکر جلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ
یہ کیسا ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیچلا تھا آفتاب نے
جاکر روکا دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی گروہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جلال نے
جو یہ معرکہ سنا مثلِ شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب
اپنے کو بچاتا ہی جلال نے کاردِ سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھکے پھینک ماری پشت پر جاکے
نشاط کے ہڈی سینے کو توڑکر پار گذری اِسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کُشتی مرا نام
تھا نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑکے اُٹھالیگیا مجیط اپنے تخت
پر بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط
نے نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سنکر چپ ہو رہی ایک
غم ایسا اسکے دلپر ہی کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ
نشاط کو مہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چھڑانے گئے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سردارون کو بساط سے گرفتار کرایا
آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے انکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے لاکھ جا انتقام کرینگی ناچار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہا ہی اور کہ رہا ہی
کہ اے صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری مین دخل نہین دے سکتی جو مناسب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی
جان دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مارکر روئی محیط نے گلے سے
لگایا کہا اے نور نظر بہت نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس
مرتبہ کو پہونچایا ہاتھ سے مہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام
نہر کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اسکو تمھارا ملک بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کریگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوا کرنا
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسرون کے
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اسکو مل چکے ہین سحر کسیکا اسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اسطور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل ہکار و
مجیب ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحراے نشاط آباد خالی پڑا ہی تم جاکر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہی اس سے محبت کرنا مراد یہ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا بیتاب ہوگیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھین محیط نے کہا ہر کام اِسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا بڑا انتظام مقدمہ گرفتاری طلسم کشا ہی - جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکہ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا قلعہ مین آکر کارگزار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ مین ٹھہری بعد اسکے کہا کہ مین اپنے باغ مین جاتی ہون اب جالینوس اس فکر مین ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلون تب ماہی سحر پر قبضہ کرونگا شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام مین پہونچا خادمون سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کسوقت جدا کرتے ہین خادمون نے بیان کردیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہین تحفے اُتار کر رکھدیتے ہین یہ دریافت کرکے باغ ملکہ مین واپس آیا یہ فراق دلبر مین تڑپ رہی تھی نہ کھایا نہ پیا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم مین مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہون کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہی جالینوس نے جوش محبت مین بیان کردیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے مین اُٹھا لاؤنگا مگر اب آپ مجھکو اپنا غلام جانیے بحد منت گزاری سرفراز فرمائیے اس صحرا کو ایسا آباد کرون صحراے محیط سے بڑھا دون مگر صبر میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہون آج مفصل آپسے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤن کہ محیط آپکو اپنا محسن جانین خداوند مرتبہ مصاحبت دین ہرچند کہ ماہی سحر کو یہ باتین جالینوس کی نہایت ناگوار ہوئین مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی ہی اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ خاموش ہی رہی اِسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام مین آیا ایک مقام پر آکر دونون پاؤن زمین مین مارے بارگاہ طلسم کشا مین آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت مین طلسم کشا آرام کر رہے ہین تحفہ جات علٰحدہ رکھے ہین اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہوگئے اِسنے اُسی حال مین طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہو کر گھر سے پر نقب کے نکلا پیچ و تاب پیدا کرکے قلعہ مین آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادون کو بلاؤ جلاد آئے دارین استادہ ہوئین طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہے کہ ملکہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرائین کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہے دیکھو تو کیا کرتا ہے صاف جواب دیدون کہ یہ خیال محال ہے ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آ کر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت سحر پہ سوار ہو کے طرف خیمے کے آئین جالینوس دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کر کے ملکہ کو پاس بٹھایا یہان صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپرکھٹ خالی پا کر گھبرایا ہوا مہلال کے پاس آیا اور سب کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا طلسم کشا تحفہ جات کب جدا کرتے ہین سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہے واقعی اسم بامسمی ہے ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے خدا اسکے مکر سے بچائے مہلال نے کہا مین جاتا ہون سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہو تمپر بھی افتاد پڑے مین جاکے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار رہو سمک باانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر خبر کو چلا وہ وقت ہے کہ جالینوس ماہی سحر سے کہہ رہا ہے کہ ملکہ آج بڑی خوشی کا دن ہے تمہارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ہان ایک خطا یہ ہوئی ہے کہ طلسم کشا کو تو لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہین عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوے ہین اور والد انکے اس قصد مین ہین کہ ہفت پیکر پہ دست انداز ہون ہر چند وہ طلسم کشا نہین ہین مگر صاحب اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہے انکو قید کرو خداوند کو عرضی لکھو کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آ پڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس نے کہا ہم انکو قتل کر کے تمکو ساتھ لیکر صحراے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہے کہ ہم سنگ کو کمیل جادو آسمان سے آتی ہے کچھ خبر سنا کر چلی جاتی ہے رازدان لوگ کہتے ہین کہ اسی کے پاس لوح ہے ضرور اُسنے ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہان طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب بھی نہ پہنچین ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہے جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پہ رہتی ہے کئی ہزار گز زمین سے بلند اُسنے ایک مکان بنایا ہے اسی مین رہتی ہے وہان کوئی جا نہین سکتا ہے ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہین مگر طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اڑا دینگے دو دست انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہین اور رستہ

بتاتے ہین مقام تک پہونچاتے ہین ایسا نہو کہ کمیل کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائین آٹھوین دن
محیط کے پاس آتی ہین وہین کوئی گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے **بجرنگ جادو** کو
ملکہ کی خاطر سے بلاکر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہی اچھی طرح قید کرنا مین تو آج
خوش ہون کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا
سمک کہ بصورت مبدل یہ باتین کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہی آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چار سو جادوگر مقرر کیے اور کہدیا
کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمۂ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہر وقت دروازہ
کھولکر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہ ہوتا یہ کہکے دروازے پر
آگے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہی کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اسکو قتل کرو سمک نے
یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر ہلال و آفتاب سے کہون دیکھون
کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون یہ تھا
کہ ای ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے بچالیا قاتل
شاہ قصر سیاہ مین قید ہی جیسا حکم ہو وہ بجا لائین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اسطرف چلا سمک قید
رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جاؤن آقا کے زیب جسم
کرون بجرنگ کو مار کر وہ نکل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہی کہ مین جاکر عیاری کرون اور تا بہ
قصر پہونچون مگر چار سو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہوگیا تو مجھے گرفتار کرلیگا آفتاب نے
کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو پہنا دونگا
یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت مبدل
قلعے مین آیا دیکھ رہا ہی کہ آقا قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین کہ دیکھا اسنے آفتاب نے
سر نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زرہ پہنائی تیغہ جیسے ہی
ہاتھ مین رستم کے آیا ماران سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے
بجرنگ کو ٹوکا یا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مار لو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کرین یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جسکو آئینہ دا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے برما دیے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ مین بیٹھا تھا اِسنے جو ہلڑ سُنا ساحرون سے کہا آر دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب لڑ رہے ہین ساحر روک رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو ملکہ نے مجھے آفت مین پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بحر زنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیر زنی انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین جو قدرت نے لکھا ہی اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشتا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بحر زنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بحر زنگ نے چاہا مین پلٹ جاؤن کہ آفتاب نے للکارا بحر زنگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا اِسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کرکے برابر بحر زنگ کے پہونچے سمک نے آگر حقۂ آتشبازی مارا بحر زنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر روکا جیسے ہی تیغہ چمکا بحر زنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بحر زنگ کا سر کٹ کے گرا جیسے ہی اِسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سمک لڑتے ہوے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی ای شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہین پھول آنکھین کھولے انتظار مین ہین غنچہ ہاے دہن بستہ مشتاق جمال ہین اب خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپنے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ مین داخل ہوے ماہی سحر بدت سے مشتاق تھی ہاتھ مین ہاتھ دیکر باغ مین لائی بارہ دری مین لاکر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جسوقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت کی مذہب خداے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اِس آفت سے نجات پائین آپکی خدمت مین آئین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے	دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب سے ملے

۵۰

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے | ہوین نہ نہ ہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسنے دیا ہی وہی جو زیبا تھا | گلون کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب ملے
وہ رونیوالا جہان سے اُٹھا ہون مین ای رند | جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہین سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو مین وزیر زادی ملکہ کی نہنگ بحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو کانا سنیے ملکہ نے گانے کو منع کیا سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ بحری بیتاب ہوگئی ہنس ہنس کے اس سے باتین کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہین سمک نہنگ بحری سے باتین کر رہا ہی کنیزین اپنے اپنے کام پر مامور ہین شراب و کباب لا کر رکھ رہی ہین کہ یکایک ہرکارون نے یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ مین بیٹھے ہین یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ مین آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان عاشق و معشوق بیٹھے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی پہلو مین لیے بیٹھی ہی یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغہ ہفت جوہر لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحسرت دیکھ رہی ہین کہ جالینوس تڑپکر دونون کو پنجے مین دبا کے یہ کہکے لے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے مین تو خود اسیر عاشق ہون یہ نہ سمجھی کہ مین اسیر مرتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی دوش سے لی بجر کمان مین تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا کہ تیر جلکر گرا کئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے نکلے لشکر مین آئے مہلال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملدر پاتے ہین ملازمان جانباز گھبراتے ہین رستم نے کہا کیا بیان کرین کہ کس بلا مین جاکر پھنسے ہمپر تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ نہین سکتے سردارون نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا سردارون نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہی کہتا ہی نہین معلوم نہنگ بحری پر کیا گذری بیکلے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائین غلام پتہ لگاتا ہی لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال مین تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کرڈالے تو مین وصل سے محروم رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو پہلوے معشوق نصیب صیاد و گلچین بے نصیب بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اسپر سحر سے فرش بچھوایا سحر کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے رکھکر بمنت سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہانپر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر مین آکے اُترپڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس رستم کو کلام سخت کہتا ہی تب ملکہ بیقرار ہوجاتی ہی جواب دیتی ہی ای ملعون اُنھون نے تیرا کیا لیا جو تجھسے ہوسکے قصور کر جو تیرے دل مین آرزو ہی دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہوگا جالینوس نے دونون قفس سامنے درخت مین لٹکوادیے خود شرابخواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ مالک اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہورہی ہی ایک ساحر سیہ فام مسند پر بیٹھا شرابخواری کررہا ہی دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی دل مین کہتی ہی یہ بھیا تو یون بیٹھا ہی جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہی کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر قبضہ کیا زمین پر اُتری پکارکر آوازہ دی او بھیا تو کون ہی کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو بہتر ہی جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم اسمین آکے بیٹھ گئے تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اُٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون ماہی سحر جلیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہی کہ کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہی افسوس کچھ ہوسکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار جرار قطورے
لگائے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون
بہرہا ہی زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا وہ
ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن وہ قفس معشوقان پر جو کے لٹک رہے ہین
اُنکو بمحبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون ہمکانے
کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہوگئی کہا ای عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ماہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہوگئی کہا ای عیار اب تو میری مان بھی تجکو نہین پہچان سکتی کسی خال و خط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو دیکھا
آواز دی کیون ای نازنین اب شر سے باز آئی ایکے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا از
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجالاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی
اگر تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اسی باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان
گا رہی ہین انکو شعر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سناؤن یہ کہکے بایان اُٹھایا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہوگیا کہا ای گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوند کا کہ طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لاؤ مین گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اپنے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پہ سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم کشا
کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اُٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ عمدہ مقام ہے آرام ملیگا تمنے
آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمایئے گا
جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہے دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہے کہ مین اس ظالم کو جلاؤن
تیرے ساتھ مزے اُڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس
نے کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقۂ خاص لقب دونگا
جسقدر ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمھارے
گلے مین جو یہ پتلے فولادی پڑے ہین مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھسے صحبت منظور ہے تو انکو
اپنے جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر مجھسے خوف
جان ہے تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک حبشن کو لیکر بیٹھ رہا جسسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ تمکو
مجھسے جان کا خوف ہے یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب
مین ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب پتلے کھولکر جالینوس نے
الگ کیے انتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کر کے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا
اب اسنے وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا گود مین لون عیار دور جا بیٹھا وہ اسنے
اشارہ کر رہا ہے کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر
سمک نے خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک فقط پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اُتارے
ملکہ کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضا سے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا ارے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
بلاے روزگار تھا اُسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منہ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز ہے کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچاے

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس
سے نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا انم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی
ماہی سحر نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار
مین چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہر چند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پر گرے اُتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ جہان
یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہی عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بدانجام دو عورتون کو پنجے مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہوگئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ کیا بی بی محیط
سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سب کا خیال ہی آنکے بندے ہین بی محیط کون ہین عقاب
نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ
بہت آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ
موسیقار جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلاؤ مین
جاکے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی جلتر نگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی بڑا
بدمزاج ہی آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون
جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گزار ہوگا
ضرور ہمکو مانیگا جلتر نگ نے کہا تو جان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ اُبھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک
ساحر اژدہے پر سوار ماران سیاہ بالون مین لپٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدرسے کودا کوڑا
مار آتشین کا ہاتھ مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنیکا
کیا سبب ایک کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا گر تونے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہی تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی
تو یہانسے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال گرادونگا عقاب نے کہا مجکو تو سمجھا
کیا ہی ابھی آگ لگادونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
کوڑا مارا کہ عقاب بلک گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب ارادہ
کرتا ہی اُٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہی آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو مین
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگادی شعلہ منھ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون رکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی اُفتاد پڑے تو مین کمک کو موجود
رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی تان
ماری بقول حقیر فرد توڑے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان ** پھک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے ** موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلہ اسکے منھ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لا کہ روکا گو شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب تیز پرواز لو محیط نے
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو مارا
بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہو کر اُٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار
مین یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہان وہ وقت ہی کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اِس بچیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو مین لیکر
بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سمک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہی ہر مرتبہ جھکیک جھکیک کے
سامنے موسیقار کے آتا ہی ناز و کرشمے دکھاتا ہی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم
جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلا لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین
آ کس سے بدلا لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اِسکی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اڑون کہ موسیقار نے پھر
گٹکری کی تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار
جب تان لگاتا ہی منہ سے شعلہ نکلتا ہی کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہی مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط
نے کہا مین ابھی موسیقار کو بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی اری شعلہ شعبدہ باز کہان ہی کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ ای شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر
چلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہی اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب جھلائیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا کہا لو شعلہ شعبدہ باز آتی ہی وہ مجھکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ
نکالو جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اِس بارگاہ کو میان
باغ استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اُس بارگاہ مین موسیقار آبیٹھا کنیزین صف باندھکر
کھڑی ہوئین شعلہ شعبدہ باز جو آکے پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور
بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہی پکارکر آواز دی ای شعلہ آؤ اِس بارگاہ مین تو قدم رکھو
شعلہ نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا گئی بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ
محفوظ مین بیٹھا ہی وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہی ای شعلہ

فوج لیکر جاؤ اور اُس بجیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ یہ
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آئی ہی گر مین پاس محیط کے
نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوے شعلۂ شعبدہ باز ایک
تخت پر سوار زور شور سے آگے پہونچی بارگاہ استادہ کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زوجہ کو حکم دیا
اپنی کُل فوج جمع کرو اسنے اُسیوقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع ہوئین تھوڑے
عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہوکے سامنے حاضر ہوے موسیقار
نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سمک ماہی سحر و شہنگ سحری کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ رستم
کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا پائین پر ایک قصر تھا برنگ سبز ملکہ نے کنجی
اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے احکام پوچھیے
شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آکے دیکھا ایک تخت زبرجد کا بچھا ہو اُسپر سات پتلیان
سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشاے ہفت پیکر تشریف لائیے
آپکو مناسب ہی کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جائیے اُس سے اور شعلۂ شعبدہ باز سے مقابلہ ہی
اُن دونون کی قضا آپ کے ہاتھ سے ہی جلد سے لشکر اپنے کو پہونچائیے آپکے خدا نے یہ انقلاب کیا
کہ آپس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا بہ محیط ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہون تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیےگا پریشان رہیےگا جسدن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہاے ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہی کہ سالہا سال مین مرحلہ جات طی ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب
مرحلے جلد طی کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت
حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوے عیار کو ہمراہ لیا
گھوڑا اڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلۂ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین
آئی موسیقار کو پکار رہی ہو اسکا ارادہ ہی کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اڑی
تمام میدان تاریک ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے

ماہی آخر ایک طاؤس پر سوار عقب مین رستم کے آتی ہی نہنگ بحری سمک کی پشت پر
کستی ہوئی ہی منتظر والا گہر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اُس لشکر کے
مقام پر محیط کے پہونچا تا اگر وہان پہونچگئے اور گمبل جادو کو آتے ہوے دیکھا اُس سے
ایسا رسم پیدا کرو کہ وہ اپنے مکان پر لیجاے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ جو تم کہتی ہو
یہی ہوگا یہان شعلہ سلحشوری کر رہی ہی کہ شاہزادے گھوڑا اُڑاتے ہوے اِسکے سامنے
آگئے شعلہ نے آواز دی تو کون ہی جو میرے مقابلے مین آیا ہی مین تو موسیقار کی طالب ہون
شاہزادے نے کہا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر
شعلہ ہر چند یہ سنکر کانپ گئی مگر سحر کر کے اِسنے پانی برسایا تلوارین شاہزادے پر آئین بڑی
کوشش کی مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اِسکی دیکھکر
شعلہ گھبرائی ساحرون سے کہا بلوہ کرو اِسکو گرفتار کر لو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر
آپڑے یہ ساحرون پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر اُلٹے پلٹنے لگے ساحرونکے
سینون پر برسنے لگے کئی سو ساحر جو مر کر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے
مار لو ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریاے جرأت ہی کب اُنکی ہیکا
خیال مین لاتا ہی جسنے نیزے کو اُٹھایا سنان نیزہ کو اُڑا دیا برابر آگے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر
جب ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحراے محیط کی طرف بھاگی
ماہی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سمک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا نہنگ بحری بھی ہمراہ آئی
تین دن مین شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت مین
محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے
آئی دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہی اُسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اِسکا
ہاتھ تھاما کہا مین بھی ساتھ چلون یہ دونون کو ساتھ لیے ہوے اندر قصر کے آئی محیط نے
جو شعلہ کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے اُنکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون نے پیچھے انھین بھگا کے
سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سرسید ان شکست
مجاودی آخر مین زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھپٹ کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہی جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو شکست
دی اب وہ موسیقار پر دھاوا ڈالیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا ای
شعلہ یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہی ہمارے پاس رہے تو بہتر ہی شعلہ نے کہا
حضور یہ دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہی محیط نے دونون کو
ساتھ لیا کہا ای شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ
آراستہ کیا کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہی ایک کنیز نے عرض کی لونڈی مین نے
لاکھون روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست
کیے اسنے گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوا پوچھا
تیرا کیا نام ہی اسنے عرض کی مجھکو گنگلونہ کہتے ہین آپکی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا
کبھی سامنا نہین ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین
چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین
دربار طلسم کشا مین جاؤن تو کہکر اُنکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط
نے کہا ای گنگلونہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک
کرین کنیز نے عرض کی لونڈی واری کی مجال نہین آئین کہ اسنے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہی
کہ جہان طلسم کشا نہ جا سکے محیط نے کہا منگل کو بی گمبیل آئینگی اور جہان لوح ہی وہان طلسم کشا
تو کیا طائر وہم و گمان بھی اُنکا نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا
دشوار ہی وہ دن اور وہ شب تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ
کیا گنگلونہ کو سامنے بٹھایا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر
جھاڑ منہ پہاڑ تخت اُڑاتی ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا ای گمبیل تمنے سنا
کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی اپنے بیگانے ہوے میان موسیقار ہمسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے

بلانے سے نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنکر دیکھو اسنے کیا کمال پیدا کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہی یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلوین تو وہ بھی وہانتک نہ جاسکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اٹھی گلگونہ کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے لحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اِسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہی اُسمین کمیل آکر داخل ہوئی انیس جلیس دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادو کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہو گا جو کبھی نہ سنا ہو گا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع کرو

گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات — ضبط مجھسے نہ ہوا آخرکار آج کی رات
ہول آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی — گو تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات
شب آیندہ پہ موقوف رہا وعدہ وصل — دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین بھی ای یار رہا تیرا خیال — نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
ای جنون مشغلہ عالم تنہائی ہے — گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلاے ای رند — ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے

ابکی جو کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستے ایک رنگ کے رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارے کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ابکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤنگی وہ کیا خوب ساز بجاتے ہین بہ سبب انکے نہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نوعروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمائش کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیردار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین بی محیط کی بھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین دن زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے درۂ کوہ دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لائیے گا اسی قصر مین پہونچائیے گا ایسے لطف سے اپکی خدمتگاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپنے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو بھائی کو کوہ دخان پر ٹھہرانا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی راے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون زمین کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو قریب

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جا کر ملون اور اُس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسیوقت ان
دونون کنیزون کو لیکر باہر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتارا وہین کا گلگونہ
نے وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی یہین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے
اور کمیل محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اگر ای ملکۂ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا ای کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان جاکر
پوجہ پاٹ کرو شیرینی و عنبر و بہانسے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند ہفت پیکر
کی کہو ای خورشید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہی سب حال معلوم ہو جائیگا
یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہاد کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہی ایک قصر اسکے وسط مین تھا
قفل اُسمین دیا تھا اسنے پکار کر آواز دی ای خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی نیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اُس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آگے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہی ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہی کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی ای
خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی ای کمیل
یہ مالِ آخر طلسم ہی طلسم کشا مؤید من اللہ ہی ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہی کہ تم نگہبان
ہو آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گائن تھی یہ عیار طلسم کشا
کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچائینگے جسدن طلسم کشا لوح پائیگا
اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کرو اور یہان تحسین کسنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ
فرہاد پر جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی
ای کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تبرے

آنے سے گُل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اُڑ رہے ہین پکار رہے ہین ای کمیل یہان کیون آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہی اہل طلسم کی ناشادی ہی ایک طائر نے پکار کر آواز دی ای کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو

نظم

سیکڑون مین کرتے ہین گر رندی آشام رقص — مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص
کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو — سیکھتا ہی اسلیے وہ سرو گل اندام رقص
مردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین گلو کٹتے — حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خودکام رقص
صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر — چرخ پر زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص
سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہی رقص یار — دے جنون کا دیکھیے کس کو اب الزام رقص
کیف می مین رند طالب ہون اگر مین رقص کا — ہاتھ پر ساقی کے تھرکے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحسرت دیکھ رہی ہی کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا رہا کیا جب گا چکا تو مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوئے اُن طائرونکی خاک قصر پر گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ او کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزارہا شعلہ نکلنے لگا کمیل تھرا گئی بیقرار ہوکر بھاگی دور جاکر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہانسے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا ای کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین اندھیرا ہوگیا ہین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر مین آتے ہی اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے عشق و محبت کے بالکل نابلد تھی پہروں کہتی ہی کہ عشق و محبت کیا چیز ہی اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا ای مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہی کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ مین سُن آئین سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم ہو مین یہانسے نکلون جاکر حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا کیونکر وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا ای نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپسے کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگاکے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھون تقدیر کیا دکھاے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو ہلا دیتا ہی ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اسکے نہ دیکھنا مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپ کو ناحق یہ خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا پہلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچکے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے وعدہ بھی کیا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ کر نہین چاہتا اس صحرا سے کوچ کر کے صحراے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگاؤن سب سردارون نے بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہانسے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے اٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسیوقت حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے بھی مجبور ہو کر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادۂ جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہی جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی ای جان جہان دیکھا تمنے کہ بیوجہ محیط مجھسے آزردہ ہوئین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجاے جلترنگ شوہر سے کہتی ہی اب آپسے اور محیط سے صفائی نہوگی مین نے خواب مین خداوند ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے نہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر گمبل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلتر نگ اٹھی شوہر سے کہا تم بھی اٹھو استقبال کرو لوحدار کی بیٹی آتی ہی موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اڑاتی ہوئی چلی آتی ہی عجب محبوب مرغوب ہی بقول شاعر نظم

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اسکی کاکل سے حرف سر نکرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دلکی کب جاذب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا مکھڑا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہی نازک تر
وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو
کنج لب آرزوے جان و دل
قند و مصری کو کیون نہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جا گہ ہی کیونکہ کہیے صفا
گئی نظرون سے وہ کمر بایک
پھر قیامت تلک لطافت ہی
ناخن پا حنائی ہین ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جا گہ سے ایک جا گہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہی کاذب
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات اوپر
و سبدم سوے گوش استارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
شانہ دوست وسما عدو بانہ و
دور اُس سے رہون خدا نہ کرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل ہے
ہو نہ انگھو ٹمین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہون
برگ گل ہاے سر ہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو

کیا کہون کیسا قد بالا ہی
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہی تجھکو سودا ہی
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنوین بھی کسی نے دیکھی ہین
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہی ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
گوہر گوش یا ستارۂ صبح
اُن لبون سے جو کوئی کام رکھے
ہنستے دیکھین تو سو ہین مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہون
دل کشی ہین تمام یک پہلو
سد رہے لیکے تا بحلقۂ ناف
یا سخن یا بت تامل ہے
تُمک اگر جھکے تو قیامت ہی
ساق سیمین فری کمر پہ ہون
گل و بلبل ہین سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہی آیئے میری آنکھون پہ قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کوچہ رسم و محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا ای موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا نکالین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلتر نگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو لو خدا ر طلسم کی بیٹی ہی نہین معلوم کسو جہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھونگی اپنا حال دیکھو کہ ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہی ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکرون مین طلاے پھر رہے ہین رستم خود طلا پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑ کر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہی مین نے طمانچہ کھایا خاموش ہنا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جاے آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل چاکران کمترین خدمتگاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منہ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار اٹھا اے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین ۔۔۔ بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تمپہ مرتے ہین
رہ پرخوف الفت مین قدم اے رند دھرتے ہین ۔۔۔ تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ ہو پہنچا دے — بٹھائے دیتی ہے تہ کو قضا جون آئے بھنور ہین
چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر — زیارت کو فرشتے آسمانون سے اترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی — وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم انپہ مرتے ہین
طبیعت ہوگی برہم مجھسے ناخق آپ الجھینگے — خبر لیجیے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین
شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی — نہ سمجھو انکو زندون مین کسی پر رند مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھکر سامنے آئی کہا حضور
آپ دختر بلند اختر لوحدار طلسم ہین ہماری مجال ہی کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین
شہرت نے ہنسکر کہا بس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کنیزین ساری فوج
پر جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہی کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے
تیر پھینکے اسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے
تھے یکا یک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر
گرجنے لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سمک سے کہا
دریافت تو کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہی سمک نے عرض کی شاگردان حقیر
وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر
خبر لیے ہوے شل اربع عناصر افتان و خیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و
ثناے شاہی بجا لاے نظم

که تا سبزه روئیده باشد به باغ — گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد — همه کار عالم به کام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی وہ
اسپر عاشق ہوا چاہا جبر کرے ان وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہی پچیس تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہی ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہی لیکن اب انتہا کی زخمی ہوگئی ہی
کیا عجب ہی جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دل پر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش
ز دیدن ہیچ اثرے در میانہ

بسا کین دولت از گفتار خیزد
ز جان آرام برباید نہ دل ہوش
کند عاشق کسان را غائبانہ

رُستم نے فرمایا کیون سمک اُس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان موسیقار اُس پاکباز کو گرفتار کر لین اور یہ ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا عرض کی اے شہریار حضور ملاحظہ فرماتے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو جاکر سزا دون رُستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب چمک کر آگے بڑھا آتے ہی اپنا سحر کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوئے پانی پانی ککے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سایہ مین پشت بہ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو سنبھالے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سحر کش گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی مُنہ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تا بہ جھیل پہونچا اپنے کو پانی مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین مین گرے یون آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرائت بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اُڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحرونکو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اُس دلیر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہے اور اے ملکۂ عالم تمہاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت مرصع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی نعرۂ رستم + ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر + علم شاہ رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران + تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم لرزتے پھرتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون
آفتاب نے گولہ مارا سر اُڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگیئن شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال
بے مثال کو دیکھا ہرچند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہی اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال
رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اُٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ
رستم بھی بہ نگاہ غور اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی

بقول شاعر نظم

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے اک جگر کو آتش دی
تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دلبہ کرنے لگی تپ غم ناز
چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک
سوزش غم نے دل مین جا کی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم
نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہنچاوین جلترنگ
زوجہ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین چلکی پکار کر آواز دی اوشوخ دیدہ
ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مانکو اطلاع کردونگی یہ جو جلترنگ نے
کہا شہرت نے گلنار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلنار تیغ کھینچ کر جلترنگ
پر جا پڑی جلترنگ نے وار اُسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے
گرا کہ سر تن سے جلترنگ کا اُڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ
کے غم مین خاک اُڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی
کہ اے فراق نصیب دونون مین فراق تو کردے گولہ جاکر آسمان پہ پھٹا ایک ایسی صدا سے
مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی اے شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین
جب اندھیرا رفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین
شہرت کی پڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ
در انکے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگنین سامنے نکیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہتی ہین
کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا اے مادر مہربان اصل یہ ہی

تم مین برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا لازم جانکر اُتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمات سخت کہ قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بنگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض و حسد رکھتا ہی جلد جاکر لا دو وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

ترک کرنی تجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی — گنہِ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی — بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین — عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
تب سے وارفتہ ہون اے یار ترے جلوے کا — جسد و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی
زندگی ہوگئی آنے سے تمھارے ورنہ — جاتی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی
بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لائی نسیم — اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی
فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پہ فرہاد — معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی
وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت دلکو — تب وہ بیدار ہوے نیند سے جب رات نہ تھی
ایک کلمے مین کیا تونے دو عالم کو مطیع — اسم اعظم تھا مرِیجان تری بات نہ تھی
چار دن زیست کے جو چاہے سو کھوا لے زند — پیش از ین خاک کے پُتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہی شہرت کی یاد مین بیقرار ہی ایسے عالم مین گرفتار کرلون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا ہی شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اُڑ جائے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گرین موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے کہ گڑ دیا

کر موسیقار بیہوش ہو گیا ملبدی پر جا کے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے جاتی ہین
دیپک کی تانمین ابہین شعلہ منہ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف پہنچے سے چھوڑا
ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی ای گرفتار جادو
اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جلنا مجھ پر شاق ہوا وہ غفلت مین تھین
ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعتہً پہلوے قصر سے ایک ساحر سیاہ رو بدخو ہتکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہی کمیل نے کہا کہ وہ سیاہ رو موسیقار میری کنیزون کو جلا رہا ہی
جاکر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ اک کنیز جل رہی ہی اور
ایک اُسپر مینہ برسا رہی ہی مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہی آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہی کہتا ہی میرا سحر ایسا ہی کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہی یہان سے تا بہ
صحراے محیط جلاونگا آگ برساونگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا
مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہی موسیقار نے چاہا کہ گنگنا کے تان
لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منہ پر ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین ڈالی کمر مین
پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری پیچھے جلی مگر
بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین کچھ
نکر سکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی مین بھی
جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا
موسیقار نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار کے
ہاتھ رکھدیا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے
کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمہاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمہارا کیا
حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہی کمیل نے ایک قفس منگایا کہا ای نور نظر ظاہر مین تمہاری
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہی جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح بچیگی تب تمکو
رہا کرونگی شہرت نے کہا ای مادر مہربان اختیار ہی جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس مین بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہان گلدستے لوح کے تھے اُسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق مین مثل جانورون کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی

نظم

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین　　یہ کیا ہی آب و ہوا مین جو اختلال نہین
تمہارے گال یہ بے وجہ لال لال نہین　　جما ہی اُڑکے شہیدونکا خون گلال نہین
نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور　　یہ کیا ہوا ہی الٰہی کہ اب جلال نہین
وہ کون لوگ ہین ہی دوستون سے رنج جنہین　　ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہین
مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون　　فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین
ہون اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت مین　　کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین
سوال جلوۂ دیدار اُس سے کر بیٹھون　　کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہین
جنون ہمارا ہی مسکن وہ دشت وحشت خیز　　کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین
وہ بے نظیر ہی اُسکا کوئی نظیر نہین　　وہ بے مثال ہی اُسکا کوئی مثال نہین
یہ وجہ کیا ہی جو ٹانکا ہی حسن نے اُلٹا　　اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال　　یہ حال ہی کسی محفل مین حال قال نہین
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا　　مثال جادہ جو اُس رہ مین پایمال نہین
زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش　　بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین
نگاہ بد سے ہی محفوظ خط عارض یار　　یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین
چھڑا دُا الفت گیسو سے آپ کو ای رند　　بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہی کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور قفس مین تڑپ رہی ہی لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کرکے پلٹے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت مین چھاتی پر تڑپ رہے ہین سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے قصر کمیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکھ جانین ہون

تو قدم اقدس پر نثار کرون حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام کرنا
اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہی وہین سے بیٹھے بیٹھے
اوسنے انتظام کرلیا اپنے آنیکی بھی ضرورت نہ ہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے اب اوسکے ساتھ
کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہی سمک نے ایک نامہ طرف سے محیط کے
لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہی وہ نامہ نہنگ بحری نے جھولی
مین رکھا پر پرواز پیدا کیے اوڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزون سے کہری ہی میری بیٹی
بخطا ہی موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اون لفظون نے
اوسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا کنیزون نے عرض کی حضور آپ کو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت خطا
اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہی کسقدر بیقرار ہی کہ قفس مین تڑپ رہی ہی مثل طائر نو گرفتار
قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر سے
نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی آج ایک ساحرہ طرف سے صحراے محیط کے آئی ہی
کمیل نے حکم دیا بلالو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ مین دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھکر
جواب دیا کہ ملکہ عالم کو جواب دینا مین نے انتظام کے لالچ مین بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہی کہا یہ سامنے جو قصر ہی اس مین قفس لٹک رہا ہی تیرا
جی چاہے جا کے دیکھ آ مگر سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہی نہین
معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑے گی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کردینگے
یا جانور بنا دین یا جنگلون مین آوارہ کرین نہین معلوم کیا آفت کرین نہنگ اوسی وقت اوس قصر کو
کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجدی رکھا ہی اتنا وہ وسیع تختہ ہی کہ جسپر اسی گلدستے
رکھے ہین ایک رنگ ایک ڈھنگ پھول نکلے مگر سرنگون غنچے دہن بستہ پتے مرجھائے ہوے شاخین
سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر مین قفس شہرت لٹک رہا ہی نہنگ نے قریب آکر کہا اے ملکہ عالم مجھکو
پہچانا مین ہون نہنگ بحری وزیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے طلسم کشا کا
عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آخر مجھکو اس فقرے سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار بنکر جاؤ آپکی
مان نے مجھکو بھیجا ہی کہ جا کر ملکہ کو سمجھاؤ خبردار جمال پر طلسم کشا کے نگہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

ملکہ

کہا ای نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچین طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ مصیبت
بھی نکل جائیگی انشاءاللہ آپ سے ملینگے پھر غنچۂ آرزو کھلینگے محبت آپ کی ہماری جان کے ساتھ ہی
دل ہمارا آپ کے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہی کہ غم نہ کیجیے کھانا کھایئے
انشاءاللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپ کی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے
کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوے ہی بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمایئے
دل ہمارا نہ دُکھایئے آپ کو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وصف شکن او تیغ زن
ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ
جنکا مثل نہ تھا مین اُنکو یہان تک پہونچاؤن گی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
و شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہتی ہی دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جا کر
شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہی اگر تم لوگ اسیطرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہی کہ جو اُسکے دل مین
خیال طرف سے طلسم کشا کے ہی نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہی
دروازے پر سر ٹکرا رہا ہی کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار رکھو لکر
کچھ کہتا ہی کنیزین نہین سمجھتین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہوگیا طائر تو اُڑ گیا
جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے
باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہی محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہی اب
نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہوگیا پہلے آنیکے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہی
نہنگ بحری چُپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا
ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرنے آئی تھی طرف سے
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہی اور کمیل سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مکارہ کو اُسنے بھیجا ہی سحر کی
وزیرزادی ہی عیار پر عاشق اُسکی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا
کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ ماردن نہنگ بحری نے کہا ای کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق مہتر سمک یلماقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
یہ سُنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تونے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان کنیزان ساحری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھسے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمہاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری آپس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہی کہ سمک کو خبر کون پہونچاے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا لیجاتا شہرت کہتی ہی اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاے کب ہمارا شجر مدعا ثمر لاے **نظم**

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین بجا کے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا
ترے مقام کا اے دوست گر نشان ملتا ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ کروٹون کا بدلنا تھا تاب و طاقت تک ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا نکالنے مین کدھر دل کا حوصلا جاتا
نہین ہی کوئی پس از مرگ گاڑنے والا مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا
نکرتو گر میان اے برق مثل نخل چنار مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رشد چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونون اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونون اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذرے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپ کا کہا جب باہر نکلی کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آٹھ پہر دردمند ہی اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی مُنہ کے بھل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال کھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی ای سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار رنا یہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے اُنکی سوزن نکل جاے تڑپ سکے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپ کا فکر مین جاتا ہی سمک بانہاے عیاری لگاکر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جاکر ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ یاسمن خوشرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال مین دیکھا چاہا کمیل سے کہون مگر نہ کہہ سکی خائف ہوئی کہ ایسا نہو مجھپر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگاکر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اُسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اُس مقام تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپ کو لیچلونگی پہلا کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا جو مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہین اگر اُنکو بلائیے تو مکان کو وہ ایسا عمل بند کر دین چہار جانب سوکل بٹھائین کہ غیر اِس مکان مین نہ آسکے جب وہ اِسپر راضی ہو تو مجھکو لیچلو مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون جلسے مین کمیل کے حاضر رہون شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا مین آج شبکو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیے گا شاہ صاحب
نے اقرار کیا کہ کل مین اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش خوش شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق مین
آئی آکر گمیل سے ذکر کیا کہا حضور جبسدن سے مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا اس مکان مین آئیگا اور
لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہون بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی آپ کی زندگی
سے ہمارا مطلب حاصل ہی خداوند ہفت پیکر اور آپ کے دشمنون پر زوال آے آپ کی ذات
سے اس قصر مین رہتے ہین ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہین کہ جنگل مین بسر کرتے ہین نہین
معلوم آب و دانہ کیونکر پہونچتا ہی وہ کہتے ہین اگر ہم اُس مکان مین آئین موکل اپنا مقرر کرین غیر شخص
کو موکل نہ آنے دینگے گمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا مین تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی
ہون تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل پڑھین موکل مقرر کرین کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دوسرا
سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم ساحرون پر بڑے
سخت ہین قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائین تو گویا حیات تازہ پائین ای یاسمن یہ فکر
واجب و لازم ہی یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی گمیل نے کہا ذرا بخوبی سمجھ لینا ایسا
نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس مین عیار کہان جنگل کے رہنے والے شیران
صحرا و غزالان دشت بڑے قدمبوسی اُنکی آتے ہین مین نے کبھی دیکھا بعجز اُن سے ملی تب انھون
نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہی ہر جگہ مسلمان بھر جائینگے
ہمکو یہ ناگوار ہی کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا گمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن
جنگل مین آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آکے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیون
بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اُڑاتی ہوئی چلی گمیل کا دربار جمع ہی کہ دیکھا
یاسمن آتی ہی شاہ صاحب ہمراہ ہین داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کہ اُنکو سطور مکاری
کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ مین الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا گمیل کھڑی ہوگئی جھککر سلام کیا شاہ صاحب
نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانون کے بچے سامری و جمشید کی
علمداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہین ہفت پیکر پرست

آباد رہین اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائین دین کہ کمیل خوش ہوگئی پہلو مین اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا مین دو دن مین سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے مین شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزون کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہے شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہین گانے بجانے سے کیا کام ہے البتہ شباب مین مرشد کے سامنے کچھ قوالی گاتے تھے کہ چیلون کو حال آتے تھے وہی چیزین یاد ہین یہ کہکے بایان کھینچا سید ھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تیرے سوا سُنا ہی نہین اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم	بھر بھر دیا ہے موتیون سے مُنھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے	ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل میں دھڑکا ہی مین کہتی ہے درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جائے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اُسکو جاکر سمجھائیے کہ جو دل مین اُسکے آگیا ہے وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان مین پھنسی ہے ایک فقرے مین دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اِسی قصر مین جائیے اُس کمبخت کو سمجھائیے سمک جو قصر مین آیا نہنگ بحری کو قفس مین دیکھا کلیجہ اُلٹ گیا دوڑ کر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیون ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی جفا اُٹھائی مین بھی جانبازی کرکے آپہونچا رنگ اپنا کمیل پر جمادیا اب کل تمھین رہا کرکے لے نکلونگا یہ سب باتین کمیل نے ایک گوشے سے سنین کنیزون سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑ لو یاسمن کو کنیزون نے پکڑ لیا سمک یلداقی جب باتین کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او عیار مکار تیرے گانے ہی پر ہیے کان کھڑے ہوے تھے سمک نے جو دیکھا کہ بھید کھل گیا خنجر کھینچ جا پڑا کہ خنجر ماردن اِسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا زمین نے پانون تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے

منہ پیٹ کر کہا ارے تار بند ہو گیا کیون اے یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر
کہا کہ لونڈی نے نہین جانا کہ یہ عیار سرکار ہے فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہے یاسمن کو تو
کمیل نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجاتا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین
خود پاس محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سمک تمھارا قید ہو جانا
شاہزادے پر بہت شاق گذرے گا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپ کا
جاکر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہے بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو نے نکلون قید لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ
پہونچاتا ہے مگر خوف سے کچھ کہ نہین سکتا مگر بیقرار ہے ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچاکر قدمون
پر شہرت کے گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مدت سے آپ کے دام زلف مین گرفتار رہون شہرت نے
بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس پلٹا سمک نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
بہ محبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جاکر اسکو مار کر
پھر ہم دونو کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اے سمک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کہی جائینگی سمک
نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا اے سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہے اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر
مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کردون
جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوئے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہے وہ اُسکو بتادیتی ہے
جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کردے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین
معلوم کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت
کا اُتارا اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت
کو قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو پنجے مین واسطے نہنگ نے سمک کو پنجے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سمک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہے ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جایئے مین تو قریب آجاؤن سمک یا نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اُترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہے اُسکو دیوانہ کرکے ۔ جونہی کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہوجاے ۔ ایک پہاڑ پر آکے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان واے مرہم زخم خون چکان واے فوج مشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگالون سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دلکو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمک حرام تجکو شرم نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہے کچھ پیدا کرنے والیکا بھی خوف ہے میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور جسم اُنکی ملکیت کا ہے دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہے کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے چلکر خدمت مین رستم کی مشرف بہ اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سُنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سمک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے مسکرا کے للکاری او نمک حرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہے میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا بات ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آجو تیری مراد ہے مین پوری کردون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکارا اُٹھا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہے نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے	ترا شوق لایا ہے یان مجھکو دم سے	محبت ہوئی تجھ سے کیون نہ ہمکو
ازل سے ہو وابستہ اپنے قدم سے	گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے	ستارون کے بنوا دُنگا تیرے شمسے
جو دریا سے حشمت ترا مثل زانجو	ثمق عفو کے ہون گنہگار ہمسے	رہے یادگار جہان تاقیامت
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے	تر و تازہ کی کشت امید اپنی	ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاہد جلا پایا	چراغ صنم خانہ شمع حرم سے	سجہ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بت سب تماشے ہین سنگ جم	شہا تا ابد رہے آتش کو اسی زندہ	کہ ہر رونق شاعری اُسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اُسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھکر کہا اگر آپکی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی مین اس ذلت سے اُسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھین اور عبرت کرین غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سر لیکر کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم مین آنا ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہان کمیل اپنی صحبت مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت مین تینون گنہگارون کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہین یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اُٹھکر قصر مین آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہین مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہین کمیل سر جھکائے ہوئے پلٹی آکر جلسے مین بیٹھی سوچ مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو برا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ مین چند ملازمون نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب در بارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کمیل نے کہا جسطرح آتا ہی اُسیطرح آنے دو خبردار روکو نہین کنیزون نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہی

نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے	یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے	پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
دور کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب	آفتاب ای مہوشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا	ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصہ کر کے	زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب	اُٹھکے مے خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد مین	اُڑکے گلشن کو مرے کترے ہوے جب پر چلے

ہم

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف
خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے

ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد
خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے

کردیا ابرو اے پی تیغ ہلال عید نے
آج شبدیز شب فرقت بھلا کیونکر چلے

میکشی کے باب مین ناسخ جناب وردسے
سُن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او کمیل حکم ہی ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچلونگا کمیل نے بہ سہولت جواب دیا کہا ای سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہی بیٹھ جا مین تجھکو سمجہا دونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبراتی ہوگی مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طی کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گرپڑی آواز دی ای گرفتار جا وہ سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرام زادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا کیا مین تجھسے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اِسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہی ہمارا کفیل ہی ہم اُسکا سحر اُتارینگے یہ ہوش مین نہین ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس مین بند کرکے چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہی کمیل کو ہزارون گالیان دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین جو ٹوٹین سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منھ کے بل گرا کمیل نے پشت پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی ہرچند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلادیا اور تھوڑا اُسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھسے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا ای سرخیل بڑی خرابی یہ ہی کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر یہ صدمہ ہی اب وہ طلسم کشا کو مدد دے گی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہی لوح کے مقام سے ماہر ہی اگر تمکو قتل کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہی کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہی جسوقت پکاروگے فوراً موجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کریگا سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی یہان ہوا بھی نہ آئے یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری و سمک یلدافی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے نہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و مہلال وغیرہ برائے استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بہ محبت ملین نہنگ بحری ہمراہ ہی سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی بالا یہ سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر کیجیے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا اُس تخت پر شہرت متمکن نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا اَیٔ ملکۂ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا ای شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہی کہ کمیل کو قتل کر سکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا ای آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت ستارہ کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہی سرخیل کو خیال جانبازی ہی چاہتا ہی کہ ہوا کا جھونکا بھی اوپر نہ آسے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا رستم نے حکم دیا مہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک پہلوان یہان رہتا ہی اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ ای ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا میری سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ اس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا ای فیل گوش فیلسوار طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لیکے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ سبب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار
نیزے ہلاتے ہوے سامنے آنکے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ سخت پر
بھیجینگے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین بھسونڈون مین لپٹی بعض کی
سونڈ مین پٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس دھوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا ہی کہ
شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاءاللہ اگر وہ
بھیا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و مہلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کردین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا ای
آفتاب و مہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ
پیچھے رہو اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے گرے تو تم لوگ دخل ندینا دونون سردار سر جھکا کر
رہگئے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے
نکل آئے دیکھا آمد سے فیلونکی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھاے
ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ رو ہے جہانگرد
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کردون کہ لشکر طلسم کشا برباد
ہو سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہی تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگینگے لشکر کو اُتار لیے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر
کسی جنگل مین جانا ہو دونون کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پہ باندھے
جب کہ فیلسوار نیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون ای کلید عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوادیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون مارینگے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ لنگاہ سے طلسم
کشا کی گذرا جس سے مراد یہ ہی کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہی رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری
کرو آفتاب و مہلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے
مقابلہ ہی ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے
طلائے پر آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو ہی سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر
کھڑے ہوے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین
سمک نے تغیر شکل کیے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جاتے ہی
مسلمانون کو مارینگے سمک عیار بالدانی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان کی
کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور بقہر و غضب
تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کرون رستم مانع ہوے
فرمایا اے سمک انشاء اللہ میرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہی قضائے کار
ملکہ شہرت لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلائے پر کیا کر رہے ہین کنیزین
آئین اور آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو ہی سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین
کنیزون نے سمک سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنیکو ہی وہ لوگ تیاریان
کر رہے ہین کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین
سب سرداران ساحرانی اپنے خیمون سے نکل آئے مہلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی
اسوقت حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے
گھبرا کر جواب دیا اے آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی
ہو رہی ہی اسطرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر ان کی آمد ہوئی تو معلوم
ہوگا کہ آندھی سیاہ اٹھی ہی یا کوہ ہائے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلائے ناگہانی
کے روکنے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے

تو سحر کر کے فوج دشمن کو روکینگے آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے
لشکر دشمن پامال ہو مکارونکا عجیب حال ہو چالیس افسر بیس بائیس ہزار ساحران غدار
جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت سے پونچین رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون
تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادۂ شبخون ہو ہمارے دلکو تاب نہ آئی آخر
خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیرخواہ ایسی خبر وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے
خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور ہو کہ کبھی
ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جوابدیا اب تو
ہملوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا
تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے دیکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ
لشکر تیار ہو حضور آوین تو سب چلین فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھکر دیکھ
اب تو سب پڑے سوتے ہونگے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر
اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ساحرونکا تانتا لگا ہوا ہو جسنے سنا کہ افسر ہمارا
گیا اُٹھا اور چلا فوجین سب تیار ہوگئین ہر غول مین یہ ہی چرچا ہو کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو
اُن بیچارون کو بھاگتے راستہ نملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین
رستم منع کر رہے ہین کہ آپ لوگون نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو
کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ
جنگ ہو گیا کہین کہ کیسی تیاری ہو آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹینگے تین
یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر
فیلگوش فیلسوار نے یہ حکم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اُترو کل میدان مین
مقابلہ کر کے بس فردا دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات
بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز اٹھے آکے نماز پڑھی نماز پڑھکے باہر آئے میدان مین آکر
ٹھہرے سوار ہو کر چلے اُدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کر و فر سے میدان مین آیا
صفین جمائین نقیب نقابت کو گئے بڑے کرکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے نظم

تخت جمشید و خط جام ہو انقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا بہ باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اِس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو کڑکیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار اُنکی جرأت دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سیر قدمون پہ گرتا ہی رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ و کعبہ کا قانون ہی جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارونسے کہتی ہین صاحبو اِن کو روکو اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا اِنکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا او رزور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نکرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہو کر فرمایا آپکو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر مالا کبود فرنگی آج کل بیمار ہی اور مرکب عربی پہ سوار ہین گھوڑے اطراسے بھر گئے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اور کسیکو نہ بھیجا تم
خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا مینوش
نے خواصی سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلا دون انسا کی
کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہو گئین کنیزون سے کہا صاحبو
دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا اس
گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برادر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ نگھبرائیے
ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق زور مانگے
رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
مینوش نے دو دستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو
آکر گرز رستم پر پڑا اتڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہو گئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو
سمک بلاقی نے دیکھا کہ تق گرد مین رستم چھپے چھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی
کے چھینٹے مارے سبنے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش غل کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک
رستم کی نہ بچیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین الجھی ہوئین معلوم
ہوتی ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا شاہزادے
نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو بڑھائین
سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا گھوڑے
نے تڑپ کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی کو اشارہ
کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہو کر فرمایا ای
آفتاب اب میرے دلکو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
اسکی بے وقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو دیکھیے

رستم نے جو دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونون ہاتون سے
تھاما دونون پائون پانون مین ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر کہکے ہٰکا مارا مع زرخرے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑگئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑکر لپیٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کردیا مینوش چاہتا ہی جان بچاؤن مگر خیال ہی کہ
جان نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑکے الگ ہوا کہا ای طلسم کشا مین شب کو مقابلہ
نہین کرتا ہرچند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے
پر سوار ہوکے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا
مینوش کانپنے لگا کہا ای برادر سارا نشہ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہی
کسی فن مین کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑدونگا مگر کشتی مین بھی پنجہ نہ قابض ہوا
آخر مین اپنی جان بچاکے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کرکے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش
نے بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا ای سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کسے جی چھوٹ گئے کہتے
پھرتے ہین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤگے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم
مین پہونچاؤ اور عیاری کرکے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جاکے پکڑے لاتا ہون
ہرچند کہ عیار طلسم کشا کا فرزند عمرو ہی مگر میرے سامنے کیا مجال ہی کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار
کر لاؤنگا یہ کہکے سیاہ رو نے باتہامے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو
طی کرکے لشکر طلسم کشا مین پہونچا پھرنے لگا آخر چہار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا
پشت پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اُسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک
طلایہ پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے ٹھہرا ایک مقام پر آکے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار
آکے جو دیکھا تو مُہرہ نقب کا ہی اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا
مین اسی مقام پر ٹھہرون پشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرلونگا سمک تو حلقہ ہائے
کمند لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا بہ قاعدہ مقرری رستم
کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کود انصف نقب مین آکر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع کیا
ایک نخل کے نیچے مُہرہ نقب کا آکر توڑ الٹ کے دیکھا کہ مُہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہاے کمند لیے
بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور تقدیر ہفت پیکر کہ
بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار ہوتا جان بچانا
دشوار ہوتا یہ سوچکر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو سوچا کہ اے
سمک عرصہ ہوا اِدھر وہ نہ آیا اور طرف سے نکل گیا ہو یہ سوچ کر نقب مین کودا نیچہ چمکاتا ہوا بارگاہ مین
جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین پھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا دوسری جانب اُسنے
نقب لگائی ہی جی مین کہتا ہی اے سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے کہدیا اُسی نقب مین چلا
مُہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طے کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جست و خیز
کرتا ہوا جاتا ہی سمک چھپتا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر
جاگا آواز زنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ اے یار وفادار
شیر یار و باہ عیار نے آواز دی آپ کے ملازم ہمیشہ شیر رہتے ہین مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے
جان بچے تو وہی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اپنے آقا کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک
عیار طرار خنجر گذار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیچہ مارا کہ دونون پانوٗن سیاہ رو عیار کے
اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش پر لگایا کہ فیلگوش
نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور پشتارہ طلسم کشا کا
لیے جاتا ہی چہار سمت سے ملازم دوڑے معتبر سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک نے ایک جست کی
ایک درخت کے نیچے ٹھہرا پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھکر حباب دافع دارو ے
بیہوشی رستم پر مار دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین چور چور لڑ رہا ہی
اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کر کے اُٹھے نعرۂ رستم ارشد اولاد
امیر عرب ؂ کیست علم شاہ چو رستم لقب و نگہ علم شاہ رومی شہ فیل زور ؂ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور سمک
نے نیچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا ہُلڑ جو ہوا ہیفوش اپنی بارگاہ مین
پڑا سو رہا تھا ہُلڑ سنکر جھومتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا قریب

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہی
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گیے مینوش پر
جا پڑے اُسنے تلوار چمکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مارا کہ لٹھے کا لٹھہ گرا
سمک تو گرد پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی
گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی اُٹھکر
ایک پانون دونون پانون سے دبایا اور ایک پانون دونون ہاتھون سے پکڑکر ایک ہلہ مارا مینوش
کو سامنے فیلگوش کے مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر
اب نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کرکے
نکلا جوہردار تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہرہا ہی خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہرہے ہین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش مُنھ کے بھل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ
یارو بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑالیا بھائی میری آنکھون کے سامنے
مارا گیا حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعض
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے
دونون ہاتھ سامنے کردیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ہلہ مارا مع
نرخرے گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی کئی فیلسوار
رستم نے جو بُردی مارے کافرون کے جسم مین تھرتھری پڑگئی مگر چالیس ہزار نامرد ہین لینا لینا کررہے
ہین بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے وتاٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت نیچہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گوے مارتی ہوئین آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

مہلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان ای ملکۂ عالم سحر نگرنا مہلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ نہ رکین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و مہلال لڑتے ہوے قریب رستم کے آئے عرض کی ای شہریار گھوڑے پہ سوار ہو جیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکار یون مکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرأت کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگادی ہر مقام پہ وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کردیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جسدن سرامۂ جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے بھی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کردیا و مامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پہ چڑھکر اُسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو اشقر پہ صاحبقران نامور کے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین معروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرأت مین کب بند ہی اب مال و اسباب کافرونکا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشنِ فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پہ ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پہ ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای معتبر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا ۔۔۔ شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا

اِس قدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی ۔۔۔ آخر کار نظر سے مری دریا اُترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا ۔۔۔ جل کے جن تجھسے نہ ای آتش سودا اُترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق ۔۔۔ درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا پہ سر ۔۔۔ خون تری آنکھوں مین ای بلبل شیدا اُترا

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی سب سردار سمگ کی تعریفین کر رہے ہین اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہی کہ اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نمایان ہوئی آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہی کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزارہا ہاتھی پشتین اُنکی سوارون سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہوے اور کئی ہزار جوان ایک لاش مین لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین محیط نے کنیزون کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہی لاش کسکی لیے جاتے ہین کنیزین گئین اور سبکو لیکر کے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہین آپکے پاس فریادی آئے ہین اور حضور تین دن تین راتین ہم کو بھاگتے گذرین محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کسنے مارا کنیزون نے کہا ای کمیل کی صاحب زادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا اگرچہ مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑ بلایے عیار گیا اور طلسم کشا کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بند نہ پہلوانون سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والون نے قصد کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ مین فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا ای کمیل بڑی ذلت کی بات ہی اب طلسم کشا جو کوچ کیے ہوے آتا ہی ساحرہ اُسکے ساتھ موجود ہین قصر لوح کو بھی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئین وہ طلسم کشا کو لے آئینگی بالائے قصر لوح پہونچائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اگر طلسم کشائے حقیقی نہ ہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر ای کمیل ایک ساحرہ مین نے آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہی اب اُسکو روانہ کرتی ہون کہ وہ جا کر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے کہ ایک سے ایک جدا ہو جائے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہی کہ اس انتشار مین طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہین بہتر سے بہتر ہین آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہی آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا بدون حصول لوح جو جاتا ہی شکست کھاتا ہی فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوشان پر

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال کپڑے پہنے ہمراہ تعین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تنہائی موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربند ون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح پہونچائینگی کا ہی طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شبکو جشن کیا صبح کو اُٹھکر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرامین جا کر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے پہلے قراول جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہی کل صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک مجبور ہو کر خاموش ہوا دو پہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم تو صحرامین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازے پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد کیا ہی اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب سنگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزونکو اور نہنگ بحری کو ساتھ
لیا طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا
ہمین نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین
دیکھا یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہرہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ
والیون سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہو جاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین
یاد کیا ہی بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا ہین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ
کہکے کنیزون کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ
کیا ماہی سحر نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر
گھبرا رہا ہی کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی
مگر افسوس ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار
نامہ لیکر طلسم کشا کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب
کے دیا آفتاب نے بڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر
ہمارے مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت
رستم مین چلا مہلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب
بھی گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای مہلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی مہلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر
وغیر ساحر ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار رہون سب تیار ہو کر مہلال کے ساتھ ہوے
یہ بھی ایک سمت روانہ ہوے مہلال چلتے وقت کُل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہو کر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہو کر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہر مین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پہر بھر کامل شکار طائران ہوا کا
کرکے فرمایا ای سمک کوئی آہو دستیاب نہ ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

القصہ جبکہ رستم نے اسطرف گھوڑا اڑا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہین رستم نے ایک آہو پر گھوڑا اڑا دیا تعاقب مین آہو کے چلے اور سوار اور آہوون پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا اڑائے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہین آہو نے پہر بھر کامل جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ گرا حیران ہوکر اسی مقام پر اترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایے مین ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

کام آخر نہوا اپنا صفِ مژگان سے — حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے
وصل کے بعد بھلا ہمکو غم ہجران سے — نہین ہوتی ہی مکافات عمل انسان سے
حیف ہی خاک کا پتلا نکرے یاد اسکو — الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے
باغ مین زلف وخط یار ہی یاد آجاتا — کبھی سنبل سے الجھتا ہون کبھی ریحان سے
گردش بخت ہی یا گردش پرکار آتش — پانوئن اٹھتا نہین اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہی کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمین برگ وشاخ کا پتہ نہین اسکے نیچے ایک جوان خوشرو خوش نخو تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن وگریبان چاک چاک رو رو کر اشعار مذکورہ پڑھ رہا ہی رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اتر کر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اسکا علاج کرین وہ جوان اور رونے لگا کہا ای شہریار میرا درد علاج پذیر نہین رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہین سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہی تو بیدل نہو ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا مین فتاح طلسم ہفت پیکر ہون وہ جوان قدمون پر گر پڑا کہا کیا عجب ہی کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب مین آئے تھے انھون نے یہ نشان بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعائے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی ای شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہی غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہین ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک تڑپ رہا ہون حتی کہ گھربار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہی کہ اسکو کوہ بے ستون کہتے ہین

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بند کردیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالاے کوہ چلا جاتا
ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لوٹین بادشاہون نے آکر
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کرلیتا ہو بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکرسکے آخر جا ل
ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیرخوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا عقب مین
اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تونے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
مگر اُسکو اُٹھالیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکہ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا اُس معشوق
خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی سر میرا اُٹھاکر
زانو پر رکھا گرد وغبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال عنبرین مو
بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کررہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق ایکایک شکار کھیلتا ہوا آیا بیٹی پر غصہ
کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کردیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا میری دختر سے
ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کردون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز تھا اپنے ملک مین
آیا بیمار پڑگیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین نے جاکر مفتون
قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپسمین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا مفتون
خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھکے ہٹا لیا اور کہا کہ جا اب
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی
کہ آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آوارۂ
دشت ادبار رستم نے سر سینے سے لگایا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق
تک پہونچادونگا گرد وغبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کررہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھا گلے سے لگالیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون سلیم
نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

ادا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آسکے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر
طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہو زیر کوہ اُترا ہوا ہو مال جو
لوٹ کر لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون
نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا
کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے
کو آئے مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے
رستم تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہو قزاق اُسکے کہتے ہین
اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
پہلوانون سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزۂ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین
آئے مفتون میدان مین غریو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمہارا مشتاق ہون
یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب باد رفتار چمکایا قضاے کار
بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظربند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے کردو
کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین کہ ناگاہ قتال عنبرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
شعشعۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا
رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گینڈے سے اپنے اُترا جھککر سلام کیا کہا ای شہریار مین مدت
سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا مین تابعدار ہون
دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتار رکھا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بہ صدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہو گئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین پایکی آیا کنیزونکو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہو گیا صداے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا ای مفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرائین تم اپنے پہاڑ پر رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہی جو کچھ کچھ پر آتش ذرہ بے مقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلاے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین پھر دین اُڑ رہی ہی مفتون مصروف خدمت ہی کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہو گئی رستم نے پوچھا کیون ای مفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہونکے قصبات دبا لیے اور سالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بند کر دیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہی اُسکی اور سال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اُترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بالاے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین نے جشن کیا ہی مین لاکھو فوج سے آگیا اب پہاڑ کے راستے روک رہا ہی کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو ای شہریار سب راستے تو رُک گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی رہ گئی کو باقی ہی کہ ایک سوار

سے مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم
اسوقت تیرا ساتھ نہ چھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و بے نظیر
فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین رستم نے
کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین فرق
نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جاکر یہ خبر
ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان اپنی
قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار انتظام
کوہ کرکے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے خبر تمھارے
جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی خداوند نے
خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو اور مفتون
سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو مین نے سب راستے
روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے ہین یہان مفتون نے
ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے گھیرا ہی اور ہم بالاے
کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش
طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گرم گرجا یا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی مفتون نے جواب دیا کہ
ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے قزاق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے
حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار مین مقابلے مین کیوس کے
نہ جاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے
جسطرح طبل جنگی بجا ہی اسیطرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار انصاف شرط ہی
فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چار سو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے فوج کو

کیسا لڑینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نام آور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار پکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی ٹھہر جائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شبکو بطور شبخون گرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ مین پکڑ لیا تو پھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کر سکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہو رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہے بمشکل رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا ای برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہے اگر کیوس کو اپنی جرأت و شوکت پر بڑا دعوی ہو تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہو مفتون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادہ حرب و پیکار ہے اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہے کہ اُس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو ہے اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا تقاضاے جرأت ہے جب اُنکے دشمنون پر سختی پڑی خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم ہمسے پہونچا ہے بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہو کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہے باپ کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہے اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہے کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہے نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دلکی تو یہ کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے

نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون	ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہو مجھے	ایسے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب بُرا ہوا اختر بخت سیاہ کا	اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہو پانی کا بھی سلوک	ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا	سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین
طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے
ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین کہ اے
خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کر نا مین سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت
سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچائے تیرے نزدیک سب آسان ہی اندر
باہر مردون مین عورتون مین ہر خرد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین
بسر ہوی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام میدان
نورانی اور منور ہوا رستم مفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی
تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک
بادۂ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب سردار اُبلے
ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج و
ملال دیے اس کر و فر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج
بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق مفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی کہ مین فوج پر کیوس
کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچا دون نہایت چست و چالاک ہی مگر کیوس نے فوج
کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین اے
مفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جواب دون تم انتشار
نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون
دیوث مُردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا چمکایا بھائی سے اجازت لی کیوس
نے کہا اے دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ مفتون کس بھروسے پر ٹھہرا ہی
مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کرے گا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے تو مین اُسکے
خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث نے کہا
مین سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے مفتون تو
دیکھتا ہی کہ ابر فوج کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال تو قصر سے

دیکھو رہی ہی کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوٹ دیو ہی دیکھو تو کیسا عزیزو ہی بیرا رہ رہ کے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے	رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جورصیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے	آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کا ہیکو آنے دینگے	نئے نوکر ہوے ہین آپ کے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو	کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین ای رند بقول غافل	تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوٹ نے پکار کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرلون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا ای برادر اب تو خزانہ دینا خلاف ہی دیوٹ نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوٹ نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا ای شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوٹ ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب باد پیما کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوٹ نے جو رستم کو آتے دیکھا گرد سپر کا لیکر برابر لگا اور بڑھا کوٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی تگاور مین نیا مضمون ہوا سات قدم گینڈا دیوٹ کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتی ہی گینڈا اُسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیوٹ

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانۂ
زرہ مین رکھدیتے ہین جسم سیاہ پر قطرہ خون کا ابھر آتا ہی سیکڑون زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیوث
کے لگائے نوک پھبتیان کہرہے ہین تختۂ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دیوث عاجز ہو رہا ہی
ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا لشکر سے
احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھکر آواز دی ای رستم نیزہ بازی کھیل ہی
مردان عالم کا یہ تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہون اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اسکے بھی
دو ٹکڑے کرون اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹ جاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہین
تلوار کھینچ اسکا بھی وار سہینگے بعد اسکے ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا
ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب جھکایا خبردار کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا دیوث نے بجرأت تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپسمین ہلّے چلنے لگے آخر دونون جوان گھوڑون سے کودے دیوث کہتا ہی ای رستم زور مین کیا
کروگے ہاتھ پیر توڑ کے رکھدونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہی ای رستم کیون
فساد بڑھاؤ مفتون سے کہکر خزانہ دلوادو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جشن مین صرف ہوا اب تو
ملنا دشوار ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہلّہ مارا کہ
سر دیوث کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ رستم نے دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کہ لے دوڑے
دیوث چاہتا ہی اپنے کو روکون مگر وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر دیوث کو لائے کیوس اپنے مقام پر کھڑا ہی آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ
ہٹے چلے جاتے ہین اکیسوین قدم پر رستم نے ہلّہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوث کے آشنا بہ زمین
ہوے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ
اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل ماہی
آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چارون شانے
چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اگر اپنی

جان بری کو تو چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث نے ملول ہو کر جواب دیا بھلا میرا سامنے گھوڑا دیکھ رہا ہی مین مسلمان نہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پانُون دونون پانُون سے دبایا اور ایک پانُون دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سُرین سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تو تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے صداے احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانُون رکاب مین ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پہلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا دو ابرو پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری اور تیغۂ ہفت جوہر چمکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر چمک کے جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا تا دو ابرو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے دوسرا نہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا ہو گیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم تیغہ چمکا کر تین لاکھ کافرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آ گرا سلیم و سالم بھی فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بالاے کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پائے جہا ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والون نے اُسکو ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بہ باعث زخم سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا ای مرکب اصیل مجھکو نے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قریب نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جاکر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ کر کے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کیوس کو ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

بیک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پہ جانیکا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے قزاق پتھر برسا رہے ہین تمنے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقونکی لڑائی جی چھڑوا دیتے ہین اس زور شور سے بالاے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چہار جانب سے گھیرو فوج کیوس نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکے چلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھانس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اور سوزن قبور سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے زخم کو باندھا خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دو چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اُسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد ہے شاہ و شہریار زادونکی شادی اسی مقام پہ ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا ہے اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجایئے رستم مع مرکب اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اُسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان صف شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین کمر کو باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اُسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہے بارہ دری مین تشریف لیچلیے ہرچند رستم نے انکار کیا فاروق بہت محبت سے پیش آیا رستم کو منت و خوشامد بارہ دری مین لایا سب تاجدار جمع تھے براے استقبال اُٹھے بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین اُسپر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند ملکہ مغرور شیرین کلام براے شکار آئی تھین ذکر شادی کا سُنکر یہان تشریف لاتی ہین وقت یہ آپ بھی براے استقبال کھڑے ہو جایئے گا مجھپر سراسر احسان ہو گا رستم نے کہا کیا مضایقہ لیکا یک ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبدارنیان انتظام کرتی ہوئین کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو مین وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ مین اس کروفر سے سواری نمایان ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدرت نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہان تشریف لائے ہین وہ سامنے دیکھے کھڑے ہین ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضب گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت مین بیمثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل چاکران ہمراہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے تودۂ دل پیا لب معشوق ہوے ادھر رستم تھرائے اُدھر مغرور ہرچند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دُزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر بنگاہ محبت مغرور کو دیکھ رہے ہین فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام مین مصروف ہوا ایک ایک سے کہتا ہے مین نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف لائین آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد مین کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا یہان ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار مین تھے تھکے ماندے یہان آگئے ہین ہم جا کر کہین تنہائی مین ٹھہرینگے کمرے جو بنے ہوے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے مین فاروق نے ملکہ عالم کو

بھیجا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ اے فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو ہم وہان جاکر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا فاروق نے ایک کمرے مین لاکر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی ہین وزیرزادی سے کہا اے وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہے وزیرزادی نے کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جاکے بلائے لاتی ہون حضور کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی اے شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوے لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مہرور تیغ زن سے کہا جاکر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ اے ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی ہے کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار او پر عرش اعلی کے پہونچاؤن مہرور تیغ زن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مہرور نے پوچھا تم سب یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین جاکے دیکھو نیا گل پھولا ہے دیکھکر بہت خوش ہوگے دوسری نے کہا یوا تمھین صاف صاف کہنے سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سُنکر مہرور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہے کچھ معلوم نہین ہوتا مہرور پہلوان زبردست ہے دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مہرور بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا ازیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مہرور مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے گرا چکا مہرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ پیٹتی ہین کہ او بھیا کیا کرتا ہے مگر مہرور نے ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مہرور کو تیغہ

کھینچے ہوے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے کرسی پر ان کا تیغہ رکھا تھا منظور رہوا کہ بڑھکر تیغہ لون
مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سپر رستم کا چوپارہ ہوگیا یہ تلوار رکھا کر رستم نے قصد کیا کہ مین مبرور
کو لپیٹ جاؤن مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا
اسقدر تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہو کر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر
وہ تلوار تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر
مبرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجاؤنگا وہان تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیر باران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے دریا
خونکا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھایا سامنے ملکہ کے
دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کر کے ایک
محافے مین بند کیا جلسۂ شادی درہم برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیحیا نے
شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر چوبندی کسواکے آپ گینڈے پر سوار
ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ پہلے چلیین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ
نے سبکو بدنام کیا محل مین چلکر سامنے اُسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہی آگے
بڑھگیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کئی سو
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مبرور لیے ہوے محافے کو آتا ہی مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت مین
مثل نہ تھا ایسا اُسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر نہ لینے پایا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا
مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروا دیا ملکہ گلعذار مان مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی مین
آکر ملکہ کو عجیب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہ اے
مادر مہربان اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور ناچار کر کے مارا اگر ہتھیار اُنکے
ہاتھ مین ہوتے تو اس بیدادگر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہاے کس بیکسی سے اُنکو مارا
مان نے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم
کہتی ہین اے مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال و رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز
معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین

سر نگرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوے آتا ہے جیسے ہی فاروق
اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہے فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیونگا
گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب
ہوگا تو قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہے تو کون روک سکتا ہے تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہے فاروق کو گلعذار
نے ایسا سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین اے کریم و رحیم مین
نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہے اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھا تا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہے کہ بی بی خاموش رہو الہی تمھاری
روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہے کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان
مارے کسی سے بند نہین ہوا اُسکو مسرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین
ملکہ نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اُسکے ساتھ
کریگا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ مسرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہے رستم کے جان باقی ہے مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش قضائے کار
اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام جنگجو اُس سال تو صبح کو برائے نگہبانی زراعت
نکلا ہے ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے جھک کر سعدان کو خبر دی جو نالے مین کچھ مال ڈال گئے ہین گٹھا پڑا ہے
اگر کہیے تو اُٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا بڑا گٹھا پڑا ہے
مزدورون سے اشارہ کیا اُٹھالو مزدور گٹھا اُٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا اُسمین گٹھا کھلوایا
مزدورون کو مزدوری دیکر نکالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا پشتارہ کھولا خون کے دھبے معلوم ہونے لگے حیران
تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک محبوبی
حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہے اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا تو جو
مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فوراً پلا دیجیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کر لیا ہوشیار ہونے کا

اُنتظر رہا زخمون مین ٹانکے جوڑ لگے اور یہ آرام جو ملا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین مگس رانی
کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعد ان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اُٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر مُنھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اب روز
جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا
حُسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا اُنھون نے مردہ جانکر اسطرف
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکرگزار ہون رستم نے
موتیون کا مالا دیا کہا کہ اس کو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا
جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان کے مہاجن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم اُٹھنے
لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے ہین صبح کا
وقت ہی زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہی یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیر کی آواز آئی رستم نے
سر اُٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیر پہنے ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا عورتون کی
آواز سُنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول
کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اُس دیوانے نے کچھ نہ سنا
چاہتا ہی دروازہ کھولون رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر کہا اہم
آقائے سرخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار کہکے چوبدست
کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس مقام پر
چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا مُنھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقائے
سرخ نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا بے قضا مارا گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست
پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا اناخن بڑھے ہوئے رستم کی ندرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے ضبط کر کے کلائی
اُسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتین کرتا ہی کبھی کاٹ کھاتا ہی
کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ مُنھ کھول کر رہگیا ہاتھ جو ہوا زمیندار بھی آیا تمام

گانوؤن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کر رہے ہین سعدان نے پاسبون سے کہا ارب کم بختو سب
ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا ٹھاکر صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے کہا
اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہی جسکے گھر مین چاہتا ہی گھس جاتا ہی مال لوٹ
لیجاتا ہی رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کہ کیا گذرتی ہی رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو اُٹھا کے
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھائیے رات کو ایک آقاے سرخ
خواب مین آئے تھے آپ کی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو لون کہ آپ وہی ہین ہیئت سے
معلوم ہوتا ہی آپ چھوٹے آقاے سرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا پھر دل مین
سوچتا ہی کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ جو مین زمین پر گر پڑا دوڑکر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار پانچ مرتبہ
رستم سے لپٹا چارون پانچون مرتبہ رستم نے اُسکو زیر کیا اب جُھکا ہوکر کھڑا ہوا رستم سے عرض کرتا ہی آقا
میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانے ہین اگر
تجھسے لڑینگے تو تجھکو لڑنا پڑے گا مین دخل نہ دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا ای شہریار ایسا نہو وہان جاکر آپکو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہی نیک و بد نہین سمجھتا رستم کہتے ہین
اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے آکر جمع ہوے
اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمہارا جی چاہے اس سے لڑ لو اپنا امتحان
کر لو چار سو دیوانے چوبدستین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا آخر سب
ناچار ہوے کہا ای آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار رہوے مگر وہ سب کا افسر
شریر مردم دیرنام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شریر کی جو زوجہ ہی وہ حاملہ تھی دردزہ سے بیقرار ہو رہی تھی
دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست پکڑے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہی کہ آقاے
سرخ آیا ہی وہ ہاتھ جوڑتی ہی کہ سامنے سے ہٹ جا یکایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکیکو گود مین لیکر بھاگا
عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہی ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہی آقا کو
دکھلاؤن تم سب جاکر بیٹھو ابھی پھیر کر لے آؤنگا لڑکیکو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نرزک کے پیٹ سے یہ لڑکا
پیدا ہوا رستم نے چھین کے اُن عورتونکو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہا آج بڑی خوشی کرونگا میرے یہان
لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا آج گلی مین فرش بچھاؤ طائفے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو

اُسی جنگل مین بچھونا بچھوایا چند کوٹھریان بند تھین اُن کوٹھریونکو کھلوایا اُن مین کسبیان بند تھین مع سازو
سازندے روتی ہوئین نکلین کہتی تھین ای شہریار ہمکو پکڑ کے بند کیا ہی کھانا نہین دیتا رستم نے کہا او دیوانے
یہ کیا حرکت ہی دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہین آتے ایک مرتبہ جو پا گیا انکو بند کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی
تو کہان سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی رستم کو لا کر بیچ مین بٹھایا کسبیان
ناچنے لگین جو اچھا ناچتی ہی اُسکو دیوانہ گود مین اُٹھا لیتا ہی جب وہ غل مچاتی ہی رستم چھڑاتے ہین دیوانے
کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ گال سہلا کر رہجاتا ہی کہتا ہی آقا تمسے سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست
مار بیٹھتا ہی رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہین دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہی کہ آقا اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے مین عجب
غلغلہ ہی دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو جب رستم کسبیون کو رخصت کرنے لگے
دیوانہ چوبدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانؤن مین جا کر چھپ رہتی ہین انکو نہ جانیدونگا رستم نے
اُن سے اقرار کرا لیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا اُنھون نے اقرار کیا رستم نے بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا
ان مین جان آگئی اپنے اپنے مکانون پر گئین دیوانہ دوڑا ہوا مان باپ کے پاس پہونچا اُن سے کہا
مجھے جانے دو مین آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو آب و طعام کون
پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا سامنے رستم کے
لایا کہا ای شہریار مین نے آپ کی محبت مین اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوے لاشہ اُسکا دفن کیا
فرمایا فاروقیہ یہان سے کتنی دور ہی زمیندار نے کہا ای شہریار فاروقیہ سے آپ کو کیا کام ہی رستم نے کہا
مہرور تیغ زن سے بدلہ لینا ہی ہماری معشوق وہان ہی اُسکا لینا منظور ہی سعدان زمیندار نے سمجھایا کہ ای
شہریار وہان کے لوگ بڑے زبردست ہین رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغہ ہفت جوہر وہین ہی مہرور ان اشیا
کو لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمین جانا ضرور ہی دیوانہ چار سو دیوانے لیکر ہمراہ ہوا زمیندار
سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانؤن تمکو معافی مین دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اب زمیندار کو معلوم ہوا کہ یہ
فرزند صاحبقران ہین دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتادیا جب رستم کئی منزلین طی کر کے قریب
فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر مین جائینگے دو چار دن کے بعد آئینگے
دیوانہ جنگل مین اُترا رستم اکیلے شہر مین آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہوگیا رستم
ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہین دوکاندار دوکانون سے اُتر کر کہتے ہین ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرتے ہین فرماتے ہین مسافر کا مقام سرا ہی بازار مین کھڑے ہوے یہ فرماتے ہین گرد بازاریونکا
ہجوم ہی قضاے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اُٹھا ہی طرف اپنے
مکان کے جاتا ہی بازار مین مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی
لوگ گھیرے کھڑے ہین مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہو گیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے مین خدمت
کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا ایک بھاری
قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری مین لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل مین فرزند صاحبقران ہون باغ
عشرت مین مسرور نے مجھکو بکر زخمی کر کے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا کی اب
آیا ہون کہ اُس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے
ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اسکو طلب کرینگے
جسطرح دے گا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر بصد
عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی مین اسکے مصاحبون مین سب سے حقیر ہون وہ کاہیکو
ان باتونکو سنے گا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب برابر ہین کیا
مجال ہی کہ بے ادبی کر سکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہو گیا کہتا ہی اے شہریار آپ ایسے ہی جری
و بہادر ہین مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی یہ جملہ کافی ہی کہ فاروق وہ
شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اُسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس
ارادے مین آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہین اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا
بہجائینگے فاروقیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے اکیلے و تنہا دربار مین فاروق کے شمشیر زنی کی مسلسل
رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سحر ہو گیا مگر رستم اپنی ہی کہتے ہین یہ فرماتے ہین کہ مین ضرور دربار
فاروق مین جاؤنگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور شب
میرے مکان مین رہیے کل آپ کو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل
سوار ہو گیا دربار فاروق مین آیا دیکھا دنگل پہ بیٹھا ہی دربار مین سب پہلوان جمع ہین یہان کا

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہی رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوے طرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل مبتجا ہی کہ مہرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین دو چار مرتبہ بلغ
عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھتے کے ساتھ ہی اسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار چھین لی
اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کرکے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لاش کو زاغ و زغن
کھاگئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ ہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای مسلسل تمھین
کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا فاروق نے
پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل روکا ہی وہ حضور
سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا ہی کہ
مضحکہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا اُنھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار
یا نیزہ آجاتا تو وہ بہادر اِنکے ٹکڑے اُڑا دیتا اِنکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل
روکا ہی کل نہ رُکے گا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کرو اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے
رخصت کردو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آکے مقابلے مین ہمارے اُترے
جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا
تو کیسا حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ
چندے میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہوکر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہی آج دوسرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہان تک ہوسکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا حکم ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مہرور کی تو
نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو
زخمی کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل تو سچ کہتا ہی مہرور نے شرمندہ ہوکر کہا ای شہریار
اب مین رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی
ہلاؤ کچھ منہ سے بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہٹ چھٹ ہی مہرور نے کہا ہونہہ

ہین اُسکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہوسکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوار مین نے تمھارے ہاتھ
سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہی تو صاف صاف کہدیگا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے
بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہی ظاہر ہی کہ بندھا
ہوا ہی کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا تاپین مار کر زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک
کیے چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا تھا لیکن آج ایک
جوان خوشرو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ ای مرکب اصیل
ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس
طرف اُسکے دیکھتا تھا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب
وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربار گاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہی ہماری شاہ سے اطلاع کرو
مسلسل نے کہا لیجیے وہ جوان آپہونچا میان مہرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپکو حال معلوم
ہو فاروق نے کہا ای مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھا سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے
یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ نے
میرا کہنا نہ مانا مگر براے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجے گا مرکب و ہتھیار
اپنے لیجیے بہ خیر و خوبی چلے جائیے رستم نے کہا ای مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مارکر ہمارا
جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے قدم
نہ نکالینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل اہل
اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خداے
یک است و دین پیغمبر خدا برحق است کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یار و خبردار
اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھا کر یکبارہ اُٹھا ای رستم آئیے تخت جو وسط
بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہی رستم ذکل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین
کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنینان نجبین و مہجبینان
مہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہی کہ رستم کو سمجھا بجھا کر
رخصت کردون رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان تمنے

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جوہر
لا دو کمان کیانی گھوڑا آپ کا جنگل میں بندھا ہی کسیکو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ اُسپر سوار ہو جیے
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپکو سیدھا راستہ بتا دین رستم نے کہا ایک کلام
اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کر دو یہ ہی بہتر ہی ورنہ محافہ کو
لاکر بیچ مین رکھدو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا ای رستم ذرا سمجھکر
کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا ہمسے مقابلہ کرنا اگر ہو زبر کرنا
معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ جو عورت کسی سے آنکھ
لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اُس عورت کو گھر مین نہین رکھتے لیکن وہ
دختر خداوند ہی بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو بلوائیے خداوند آکے
روکین ہم جواب دے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے جو نکلا وہی
ہوگا اس بات کا جو ہلڑ ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار بٹی کے دیوانے ہونے سے نہایت پریشان
ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسینے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہی کلام وحشیانہ مان نے
قریب آکر کہا ای نور نظر تمنے سنا رستم پیل تن صحیح و سالم آئے ہین اور فاروق سے تمھین مانگ رہے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیرزن کہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اپنے رفیقون مین
بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہنچائی ای شہریار رستم آئے ہین مبرور تو چھپ رہا دربار سے اٹھ گیا فاروق
نے حکم دیا کہ ای مبرور تمکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئے گا ایسا نہو تمسے اور اُس سے سر دربار تکرار ہو وہ
فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور مبرور تو جاکر الگ قصر مین چھپا ہی رستم کے سامنے
نہین آتا آپ کے دنگل پر آکر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہر چند آپ کے والد نے
سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جاکر رستم کو سزا دونگا بخوبی
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا اچھلا بچون کے بل اکڑتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے اُٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اُٹھو ہمارے
تمھارے تلوار چلے یا اور کسیکو حکم دو وہ اُٹھے میان مبرور کہان ہین سنا ہی کہ اُنھون نے مشہور کیا
کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہم کو بچایا یا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شہر پر مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانونکو ساتھ لیے ہوئے بیرون شہر اُترا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شہر پر مردم در کا سُنکر لوگونکے ہوش اُڑ گئے کہا حضور اُس ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اُسکو جانتے ہین جنین صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدہ رفاقت آیا ہی باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبدست ماردی باپ اُسکا پرا اُٹھا ہو گیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو زمین ہلجاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ ہم سب عاجز ہو جاتے کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج دیکھیے اِنکے اُنکے کیا گذرتی ہی کہ عیوق ہل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا ای رستم تمنے غضب کیا کہ ما بہ دولت کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا ابتو اُسپر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا دنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان باتون کو سنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا ای رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی کہ اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب بہادر رہتے ہین لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپنے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا اگاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے کہا یہ تو نہوگا اگر اب تمنے کلام کیا اور رہتے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کرون ایسے بہادر کیسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد کہا کہ ای رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا ای برادر اسقدر مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو دادالٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور مردمان شہر کو خبر کرون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا طبل کشتہ بجوائیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپ کے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک و پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اِسمین تشریف رکھیے چند خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اُس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ ای رستم ایسی راہ سخت وصعب طی کرکے اِس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہی کہ اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اُس معشوق سے ملاقات کرین اُسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہی مگر فاروق طبل کشتی بجواکر جو محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا ای فاروق یہ تو ظاہر ہی وہ یکہ وتنہا ہی شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہی لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا گھدے تو بہت مناسب ہی فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگزارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے مبرور تیغ زن طلائے پرتھا اسنے دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی اپنی جرأت پر تو اسکو بڑا ناز ہی گینڈا دوڑایا پکارکر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہی جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاوٴن مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اُسکی خالی دی اور سر جھکاکر زیر شکم کرگدن جھک کر آئے مبرور کو مع گینڈے اُٹھالیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوے نصف جسم اُسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کرگدن بیکایک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اُس سیاہ پوش نے مارا لینا لینا کرتے اُلٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کرکے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین معشوق شیرین کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

صبا سے یہ دیتا ہی عاشق پیام — کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین — قرار وسکون دل تک آتے نہین
شب وروز رہتا ہی یان اضطراب — کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر — نہ جور وستم کر نہ بیداد کر
تن زار ہجران کیونکر جیے — جگر مین نہو خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی بال نوچتا نام رستم ورد زبان حیران و پریشان کبھی خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صدہا کوس کا راستہ طی کر کے آئے مگر ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکتے رستم نے جو یہ باتین سُنین بیقرار ہوگئے کنیزین سو گئی تھین پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ عاشق صادق راہ طی کر کے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا چاہتا ہی شیشۂ دل سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سُنی بیقرار ہوکر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ واری کی کہ ہمارا پیام آپ تک پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملک کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو مکر سے قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا صاحب تمنے اُس قسائی کے گُتّے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیسا کھا کھا کے پھولا ہی اب مین آپکے قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل نہین ہی رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ چورونکا کام تو ہمسے نہو گا انشاء اللہ کل عیوق کو سر میدان زیر کر لینگے اور تمکو بحکومت لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان اِن باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری قضا عیوق کے ہاتھ سے ہی تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رُخصت ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار عیوق بلاے روزگار ہی اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کئی سی پہلوانونکو روز لڑاتا ہی اُسکا نام سُنکر دل گھبراتا ہی رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہوچکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سر صدف اروقیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو

لیگئے دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعویٰ ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بمشکل عاشق و معشوق رخصت ہوے رستم تو کمند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین انکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکا یا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اُسے اختیار ہی نظم

قائل یکتائیش ہر خاص وعام
متفق بر وحدتش خلقت تمام

سرنگون دارد یکے در بندگی
مثل سرو استادہ دیگر در قیام

ابتدا از ابتدا از ذات اوست
ہست بر وے اختتام اختتام

ہر مسلمان اللہ اللہ میکند
وز صفاے قلب ہندو رام رام

نیست بر دنیاے فانی اعتبار
ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا سیلے مین پہونچے جو چاہا وہ کہا یا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہی ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھین ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیر زن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھا لیا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہی کہ کوئی اس سے مقابلہ کرے چلنے مین زمین تھراتی ہی

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے مین سپر پشت پر لگائے ہوئے آتے ہین رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ مہرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا جھکرا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا اُس سیاہ پوش نے مع گینڈے اِنکو اُٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف گینڈے مین غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اُٹھکر فاروق سے کہا حضور اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی جبس اشتیاق مین سب لوگ جمع ہوے ہین اُس مین تامل نہو فاروق نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترا ڈنڈ پیلنے لگا مٹی جو لیکر بازوون پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہین معلوم ہوتا فاروق نے کہا عیوق ہاتھ پاؤن توڑکر رکھدے گا رستم بھی اکھاڑے مین کودے سب مشتاقون کا جا و ہی سبکو یہی خیال ہی کہ رستم اِس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدے گا تو استخوان رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اُسکا دیکھا دل سے باتین کر رہے ہین کہ اے دل کمی نہ کرنا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوون پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی اے رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے واسطے مشتاق کھڑے ہین رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق اُچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑ کہا اے عیوق اُچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے ہین یہ نٹ بازی ہم نہین جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھون رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹا گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہلہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ عیوق نے بمشکل سر اُٹھایا جی مین کہتا ہے اے عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی مین بھر دیا ہے کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہین اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہین تو عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہین عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہین حیران ہین کہ یہ جوان فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طرح سے کشتی ہوتی پھر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی اے رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے [illegible]

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ نور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا ای رستم اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم پلٹے عیوق نے چاہا نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پائون آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھرے دوڑون جیسے ہی دونون پائون آگے بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پائون عیوق کے گھٹنون تک زمین مین اُتر گئے رستم نے ہلہ مارا کہ کولہ عیوق کا اُتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ عیوق کا اُتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صید زبون ہی اسپر ہاتھ ڈالنا ہماری مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوتخت فاروق مین دنگل بچھا تھا اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرمارہے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب یہ صحت پائیگا تو پھر مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی بہ قول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جسروز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپ کو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے مین اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شبکو ملکہ سے ملاقات کرینگے جسروز عیوق صحت پائیگا اُسدن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو مین جاؤن اِس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سوگئے خادم اپنے اپنے مقام پر سوئے صبح کو فاروق بہ ارادہ ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور مُہرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چُرا لیگیا فاروق نے ہرکارون کو حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا ہمارے مہمان کو چُرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا بادا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ یہ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھوڑ دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہی یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہی مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعہ مہرو ماہ کہتے ہین ماہتاب خارا شکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا گولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہی ہم پہلوان و ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہی کہ تو رستم کو چرا لا غراب بصورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملا رات کو نقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضاے کار سمک عیار لائق
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہی اسنے سنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پاکر
طرف قلعۂ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہی تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہی کہ
آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک نے بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جانے والے
کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہو گے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش جہان گرد
دعائین دے رہا ہی غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا شاہ صاحب
مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا یہ کہکے جاتا ہی ہوا سے گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک کی نگاہ
پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہی اب تو تاب نہ باقی رہی نیمچہ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہی غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہی سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف
سمک کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب
سمک نے دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین
چھپا جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہی اُس نے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہی وہ عیار قلعے مین
آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا مین کل
اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار توکر غراب نے کہا حضور یہ کمندہاے ریشمی مین بندھا ہی اُٹھتے ہی اسکے قیامت
برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کیجیے بادشاہ نے آہنگرونکو بلایا مسلسل و مطوق کرا کے
عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دادہ دے بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
غل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا للکار کر
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی ای رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان پہونچ گئے ہین ہی
ایک ادنی اخراج گزار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تمسے بیزار ہی تم گرفتار ہوے ایسے مقام پر آئے
کہ یہان سے بچنا دشوار ہی رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہی ہمین کون قتل کرسکتا ہی جو تجھسے
ہوسکے وہ قصور نکر چند باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل ہونگے سب لوگ آکر
جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجاکر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبانون کے آکر بیٹھا
سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہی کہ کیا تدبیر
کرون پھرتا پھراتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہی کیا مجال کہ کوئی
اُدھر سے راستہ چل سکے سمک نے کد و کاوش کی لیکن عیارونکو ہوشیار پایا رات بھر گرد قصر کے پھرا کوئی
مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا یکایک نقارے
پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا
کہ جس مقام پر دارین استادہ ہین جلاد جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ
غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین مُہرہ نقب کا
لگا ہوا ہی رستم ندارد ابتو غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا مُہرہ ایک دوکان مین پایا وہ دوکان
ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا ابتو طے ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیگیا سمک
یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی گلی پتہ لگانے
لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہی اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان بادشاہ نے
غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مخبرانیون سے بُلا کر اقرار نامے لیے کہ نیا آدمی

حسن مکان مین نکلے گا تم لوگ گنہگار ہوگے جلد پتہ لگاؤ عراب کہتا ہی مجھے ایک مقدمہ مین بڑی
حیرت ہی کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہان رہتا اگر سمک ملیداقی پھرتا پھرتا قریب ایک در باغ کے
پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہی نظم

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا — صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ اُلفت سے سدا سینہ ہمیشہ خالی — اِس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند — کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین
مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار مسیحا لب چاہ غبغب حسین صدہا یوسف دل غرق کر
جسکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ایک گائن نہایت شوخ و شنگ
مچل مچل کے گا رہی ہی سمک خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین
کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اُترا اور پہلو مین اُس نازنین کے مثل ستارۂ
پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہی تال سم پر
تعریفین کر رہی ہی اتفاقاً گائن بولا کر اُٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے
اُسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھکر
گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علامہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہی اور صنوبر سہی قد
وزیر زادی برمیان سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا
کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اُٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہی
یہ کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہی معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہون قدمبوسی چاہتی
ہون امیدوار ہون کہ قدمبوسی کر دن صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہوگیا کیسی
باتین کرتی ہی سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپ کا غلام سمک ملیداقی اب تو رستم
نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہی تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہی
اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو ہی صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک
نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہی کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہی کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گانا بھی گا رہی ہی صنوبر رستم سے سفارش کر اکے دو چار اشعار سمک سے گوا لیتی ہی کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کانون آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہی بڑے زور و شور سے گانا ہو رہا ہی اُسوقت سمک گا رہا تھا آواز سُنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہی آواز مین بڑا سوز و گداز ہی کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا دل مین کہتا ہی اِس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ دو راتین ہم نے دوکان خالی سے نقب لگائی کئی رتجگین کہتی ہین کہ ہم نے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا اور دولت پر بادشاہ کی آیا محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام اُنکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آیئے ایسا نہو کہ وہان کچھ انقلاب سا ہو جائے بادشاہ کو یہ سُنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو گئے آپ خود گینڈے پہ سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین اُنھون نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہی کہ حال حضور کا کھل گیا بادشاہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار اول تو بادشاہ خود پہلوان ہی دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما لڑی بھڑی ہوئی آپ یکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہی ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے جھٹ اُسپر زین ڈالکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے ماہتاب خاراشکن گینڈے پر سوار چند افسر ساتھ کہتا ہی مین جاتے ہی سر رستم کا کاٹ لونگا اور اُس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہی

ہی جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو برا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا رستم
کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم اد
ہین تمہاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا اڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران جمال محو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک ادھیڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے
سامنے آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا اب تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو
گردش دی بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی اہل فوج
دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا ایک مقام پر
رستم ریل کرے دوڑے دس بارہ قدم ریل کرلاے وہان پر لا کر کہ مارا دونون گھٹنے ماہتاب کے آشنا
بہ زمین ہوے یقین ہوا کہ چپنیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے بلند کیا
چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان ماہتاب
نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگایا ماہتاب
نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے رستم نے
کہا خدا حافظ ہی ماہتاب بخوشنودی منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر رستم کو
بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر
نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُس پر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھکر سامنے کیا
عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہانکا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھکر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے
بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ بن نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہی سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سمک کو گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیار کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اُسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سُنکر گھبرائین کنیزون نے کہا واری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بلک بلک کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین کہہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلونکا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بید دم بلبلین باہم نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اُس شوخ دیدہ نے چھڑوا منگوایا اِنکا خاتمہ کرلون تو باغ پر جاؤن اُس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون تب دل خوش ہوگا کہ اُس گیسو بریدہ کا لاشہ اِسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ بے نصیب ہی جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک دار پر لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد از دامن دشت کوہ اورنگ پر گرد بے برخاست طوطیا رنگ پس سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا اِن سپاہیون کو مار لو پہلا وار ہمراہیان نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پہ آئین دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہی یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے آتا ہی غیرت سے پسینے پسینے ہوگئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پر آتے ہی ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے حقہاے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب نے خوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آگے سد راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گری تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی نقابدار بڑی کوشش کرکے قریب علمدار کے پہونچا علمدار کو مع علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سبب افسـ

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آکے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکّار اسی لائق تھا کہ واصل جہنم
ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اُسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین
رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانک پن
دکھاتا ہی ایک دن اسکو بھر روکونگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہی آپ لوگون کی ملاقات
کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال
وجواب کا آپ کو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر اعظم ترنج
خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیرون نے
بہ تعجیل ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب
کیا رستم دربار مین انتظام کرکے باغ مین آئے فرمایا لو ملکۂ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہی قلعۂ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچائین ملکہ نے کہا
ای شہریار فراق حضور مین کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم ہفت پیکر
کی کد و کاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر رستم نے ملکہ
کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خونخوار جنگ آزما کو
قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
اپنے بیٹھا ہی عیوق دربار مین آنے لگا کولے کے درد سے اُسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین روز
آتا ہی باپ سے کہہ رہا ہی کہ کیا عرض کرون کولہ اُترنا مجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہی ای فرزند مین نے جو خیال کرکے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم نہ پایا
بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہی ای باپ ہر چند کہ رستم
پہلوان بےمثل ہی لیکن زور مین مین ہی غالب آتا باپ بیٹے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑتے
ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جا کر قلعۂ مہر و ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا پہلوان
اُنکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق نے کہا
ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور سپہ ورد کے معتقدین

بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش بھی شیر تھا عجب رنگ سے مبر و ر مارا گیا مع گینڈے
اُسکو اُٹھا لیا گینڈے کو چرخ دیکر زمین پر مارا گیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی
بات ہی اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین
بلکہ تمھارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چارسی پہلوانان نامی
اور نام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی کی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چارسی پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہی کل آگے
جاؤنگا حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین
درست ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہی لاف گزاف
کر رہا ہی کہتا ہی اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ اُستادان فن نے مقرر نہین کیا
سوائے میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا چار پہر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے
باہر نکلا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک ییلاقی
ہمراہ پشت پر پچیس ہزار سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کر و فر سے رستم کو آتے ہوئے
دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اِسنے
میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا اِسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہوگا بادشاہِ
لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم اُتر پڑا اِنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی سنجوار
جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسرونکو ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا
عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیونسے کہا اگر تم سبکی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون
جرأت کے خلاف ہو آپسمین کد و کاوش نچاہیے بروقت جنگ جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال
اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ
گھبرا گئین کنیزون سے کہا صاحبو تمنے سنا ہتو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا
حضور سنتے ہین کہ پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سنکر ملکہ نے
بیتابی مین شگوفہ نامے کنیز کے قدمون پر سر رکھدیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری

مالک ہین جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن آپ عبد اُجرشی کے قدمون پر کیون گرتی ہین جنہے سرکار کے نمک سے
پرورش پائی آپ کے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر بہ منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
سے انکار کرینگے کہا بس ہکو ہمدم کی خبر لے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سرداروں سے صلاح
کرکے براے ملاقات رستم چلا ہی شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
رسالون کی بندوق دیکھتا ہوا جب بارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم براے استقبال کھڑے ہین عیوق
نے سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا کہا او رستم عجب معاملہ ہی مجھے اسقدر تمسے محبت ہی کہ جی چاہتا ہی دم بھر
ساتھ نہ چھوٹے ہروقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تمسے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ پکڑ لیا
لاکر مقام صدر پر بٹھلایا قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا اُسپر
جگہ دی ساقی کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا صداے نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی
رستم نے کہا ای عیوق ابکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی عیوق نے کہا مین کیا عرض
کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو
میرے ہاتھ سے آپ کو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بروقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار
ہی اگر کوئی پیچ کڑا پڑ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپ کے مزاج مین بڑی جہالت ہی اگر
آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپ کی مہربانی ہی مگر بعد غالب
اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپ کی رفاقت اختیار کر لی تو ہمیشہ مجکو خیال
رہیگا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کاہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپ کے دل مین
رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہی عیوق نے کہا مین خاص اسیواسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہی دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور رہر
کلام سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر جب تک ہمارے تمھارے کشتی
ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہو اہتمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کینگے کہ رستم دب گئے
جابجا چرچے کرینگے بس اب جا کر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ نہ کرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور
ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ای سمک ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ
ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہی مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری اطاعت
کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر مفصل
ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک کے
مالک ہو جانے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہی
کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی
مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُنھین سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلاے پر جو آیا اودھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار
مین انکا انکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میر طلایہ کون ہی رستم نے جواب دیا تمھارے
سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال
کھل جائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل
ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور شب فلک
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھکے دعا کی کہ ای بندہ نواز
حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح و سنجوک
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے
لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمکر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد
اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار تیز پہلوان مثل
رسالدار و کمیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو
نیزہ بازی مین ایسا دباؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جھنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی نقرہ کیت گرداکر کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا میدان
مین آکر آواز دی کہ ای رستم چل تن میرے مقابلے مین آ اور رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین عیوق
کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا ای رستم یہ آخر کا کلام ہے
کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا ای عیوق اب تو میدان مین آگئے اب نہ مقابلہ
کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہے تم بھی بدنام ہوگے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین
آکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ مو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ای رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہے رستم نے کہا ای
عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہے وہی مالک و مختار ہے اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گینڈے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین
کہ رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین لیکن عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہے کہتا ہے ای رستم تم اپنا پاتک پیچ مجھے
دکھاتے ہو یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو پکڑ کر
لے دوڑے دس بارہ قدم پر آکر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے رستم پکڑ کر
عیوق کو زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گسستہ دون کہ
تین لاکھ سوار و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہے اور رستم گسستہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے
دوڑ پڑے ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا
جا پڑین کہ صحرا سے گرد اڑی جھناٹے کی زنجیر دنگے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شہر پرمردم در
چار سو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر حملہ ہوا سے عالم دیکھا دونین سے چوب دستین
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو
پامال کرونگا یہ کہکے چار سو دیوانے چوب دستین پکڑ کر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے
نیچے سے نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شہر پرمردم در نے جسکو وہ
چوب دست ماری خون کا تھالا ہو کر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نامرد

اُٹھا مجھکو دیر کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین مجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست چرخ دیکر ماردی عیوق گھبرا گیا ڈنڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم در نے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک چنگل مارا کہ زرہ ٹوپ لیگیا منہ پھیلا کر جو چاہا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اُسی مقام پر مار ڈالا کسی کو نوچ لیا کسیکو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین خیر دیکھی کہ طبل امان بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز سنکر دیوانہ دوساتھیون کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ چوبدست پکڑ کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہو دشمن تو نقارے بجائین اور ہم نہ لڑین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی چاہا ایک چنگل مارون رستم نے پیٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ کہا بس کرو دشمن نقارے نسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھکر رستم کے سامنے آگئے عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون نے کہا یار جب ایسی طاقت رکھتے تب دیوانے کو رفیق کرے جسطرح انکو چوبدست ماردی اور انھون نے چوبدست روک لی الٹا کر دے مارا یہ ہمسے کب ہو سکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً گئے وہان سے ہاتھ باندھکر تلوار گلے مین ڈالے ہوے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمایئے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہو رستم نے کہا اٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد برپا کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ باندھکر لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف پہلو مین ہے فرمایا ہم اسیواسطے اسکو صحرا سے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ پرائے ملک مین

تما

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اُٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شبکو اسی مقام پر اُترپے غلام آپکی دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے اصلاح کرادونگا اگر اُنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی پرچھائین دیکھکر اُسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا ہوتی ہی تو اپنے کو چڑاتا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستین مین نے لگائین مگر تاثیر نہ ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سائے مین لائے فرمایا ای بیر اور اب وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منھ سے نہین بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی چیخین مارکر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اِسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو ماردی کہا ابے میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا الٹ کر آئینہ دکھایا ابتو قہقہہ مارکر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی تمھارے گھر گیا دمبدم دیوانہ خوشی کرتا ہی یوں کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گائنین آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے دیوانہ رونے لگا کہا آقا تونے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھدیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ جائے گی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو گود مین اُٹھایا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو بٹھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہی عیوق نے کہا ای آقاے
نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہوسکے گا سامنے باغ ہی وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین
بھیجا رستم کو اُٹھا کر بیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے کہا
کہ آئندہ مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نرتک جسطرح ناچتی ہی مین اگر ناچا تو
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ نرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہی ای آقا اپنے کو
اِس سے بچائیے روبرو کہتا ہی مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا مین کسیوقت اِس سے
غافل نہین ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اِسی ہنگامے مین گذری
صبح کو دو دو جام واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے
سمجھانے کو جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہ ای برادر اب تم مسلمان
ہو ایسا نہ ہو باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہین کوئی
میرے منھ نہ چڑھے گا یا تو یہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو سبد ان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے
اکیلا چلا رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کر دین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو
تنہا جانے دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہی یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فارہ وفیہ کے
چلا یہان باپ نے بیٹے کی سب خبرین سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان
نہ ہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو
اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارونکو واسطے استقبال کے
بھیجا کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا ای باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا ای فرزند مین سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہی اب کیا مجال ہی کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا ای باپ

غول مردان جان ۰ ار و و سخن مردان اعتبار جو بین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون آیا ہون
کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلون رستم سے صفائی کرا لیجیے فاروق نے کہا او بچیا تو بے غیرت نکلا
مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو مانگتے ہین مین
اُسے قتل کر ڈالونگا مگر نہ دونگا عیوق نے کہا ای باپ سمجھکر کلام کیجیے مین آپ کو گردن پکڑ کے
لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ بھی تو ہمارے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپ کو کیا عذر ہی فاروق
نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے بہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ لو پہلوان
لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا پہلوان
عیوق پر لوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی ای باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلا لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شہر بہر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پہر دو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر بلا مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور چور
ہوکے گرا بیہوش ہوگیا فاروق نے اشارہ کیا اِسکو گرفتار کرو جا کر شفاخانے مین رکھو جب
صحت پائیگا تو اِس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہی بچیگا ورنہ
پلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے تھکڑ یان بیڑیان پہنادین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سُنکر رستم
اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سو سے کم ہوتا ہزارون
اُسپر ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جا کے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ تجھسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کر کے بھیجدے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریا سے خون بہادونگا یہ نامہ اِس مضمون مذکور
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعویٰ کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے برسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا بد تمیزین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بانہ ار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروا دیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جاوینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صد ہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا حسب طور ستے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہو تمہا حیا ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برے استقبال آئے باعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا ای فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ سیرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھ پر غصہ کیجیے پرچہ کاغذ پر غصہ نکیجیے گا فاروق نے جواب دیا ای پہلوان عیوق نے ایسے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے یہ کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جواب نامے کا جنگ دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منھ سے نکلا کہ ای فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق اُنکا شیر پر صروم ورا اگر پھر بھر آپ کے پاس رہے تو آپ نہ سنبھال سکیے اُسکے حرکات دیکھکر آپ کے صاحبزادے عاشق رستم ہوے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے ای فاروق تمنے اچھا نہ کیا سر میدان ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچا یا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا ای سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند کی میرے کیا حقیقت ہی اب بھی اُسکو دو پکڑ مین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپ کا سن زیادہ ہی مقابلہ مین آپ کو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کد و کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے فرو کش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جو سنا کہ عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلۂ رستم مین گیا کنیزو لنسے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو رہا کرو میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اُسی طرح

نقب زنی کرتے ہین قید خانے مین اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزین اس کام پر مقرر کین چند حبشنون و
کنیزون نے کہ نقب زنی مین تیز دست تھین ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی ابہی
فکر مین آیا ہی رستم نے حکم دیا ہی کہ جسطرح بنے عیوق کو رہا کر کے لاؤ سمک آیا ہی قید خانے کے
سامنے پھر رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے مین قید ہی اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن
پچاس عیارون کو لیے درزندان خانے پر بیٹھا ہی اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ
قیدی بیٹھا ہی وہ کنیزین نقب کھود کر قید خانے مین پہونچین ایک کنیز نے مہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا
نہنگ نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی نہنگ دیکھ
رہا ہی جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اوسنے دیکھا
کہ عیار آتے ہین ایک حبشن چست و چالاک جست کر کے نکلی جھپٹ کر تیغچہ عیوق پر مارا کہا ای جوان
ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خانۂ زورین آکر قید کو توڑا اپنے
مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو تیغچہ مارون عیوق نے ہاتھ بڑھا دیا
ہتھکڑی پر تیغچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماری نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چرخ کھا کر گرا ادھر
عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑے کئی عیار
نیچے کھینچکر عیوق پر آ پڑے کنیزین تو اوسی طرح نقب مین کود کر بھاگین سب عیارون نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسیکو لات ماردی کسیکا
تیغچہ چھین لیا اوسی تیغچے سے اوسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ
نہ رکیگا بس عیار تھوڑے ہی عرصے مین مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہین چند عیار
بھاگے کہ جا کر فاروق کو خبر کرین سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا
اور جو راہ مین ملا اوسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیارون نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ ای شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپ کا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہی
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک مین پہونچا تھا
کہ علم ہاے سرخ و سفید نمایان ہوے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اُڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دبدم افسرون کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہی تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اُسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر **نظم**

بنمود حضرت وحدت در ودی مسدود — بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود — کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود
چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود — چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
ز ہر مکاشفہ گشود گشت اسرارش — ز ہر مشاہدہ مشہود راز ہائے شہود
مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی — غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم تو اند عرب مسلمان اند — ترا کنند عبادت بملک ہند ہنود
خدا است آنکہ نماید بطور شعلۂ نار — خدا است آنکہ کند سرد آتش نمرود
بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز — بحکم حضرت داد ار در کف داؤد
نکرد عذر بجا نان سپہر دہ جہان عزیز — رسید بر سر السنان چو وعدۂ موعود
نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی — نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود
ز انقلاب جہان غم مخور نوای ہندی — کہ وارد است بہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہو تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پانون پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ اُنھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جا کر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اُٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے

روانہ ہوئے ہین مین تواب جاتا ہون یہ کہکے سمک چلا یہان عیوق گھبرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب
پڑی فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوے رُستم نعرہ کرکے آگے
آواز دی کہ ای بیر اور نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رُستم تیغ ہفت جوہر چمکاتے
ہوے فوج کو درہم وبرہم کرتے ہوے افسرونکو مارتے ہوے آتے ہین ہرچند کہ عیوق زخمی
بھی تھا مگر رُستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا
کہ عیوق میرے نزدیک آیا نیزہ دارونکو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتنہ
برپا ہو اسکا خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہی فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہی کہ ٹکڑے کر ڈالو زندہ
نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کرکے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب نے
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رُستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چہار
طرف سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزونکو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب
کی کلائی پکڑکے بقہر وغضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا ہاتھ
پر تولا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا رُستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے
پکارکر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا
کہ حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رُستم کو جُھک جُھک کے سلام کرتا ہی رُستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ
کیا کہ چہار جانب سے عیوق کو گھیر لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رُستم حیران ہین کہ
چھ لاکھ فوج کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رُستم
نے دور سے دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراڑے
اُڑ رہے ہین اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزونکی چہار جانب سے بوچھار رُستم
نے گھبرا کر پلٹ کے دیکھا کہ سمک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی
مار دیتا ہی پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنیکا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی
کسی کو قریب نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سمک لشکر مین خبر کر جلدی

شمع جمال کا پروانہ یعنی شہر یہ مردم در دیوانے کو خبر کرو سمک نے کہا آقا ے نامدار ایسی صفین
بندھی ہوئی ہین کہ نکلنا دشوار ہی اسوجہ سے غلام مجبور و ناچار ہی رستم نے کہا مین اپنے کو قریب
عیوق پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے
واصل جہنم ہوے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہی اپنی جرأت پر بھی ناز رکھتا ہی
گینڈا اٹھکر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی ای رستم مین تمسے مقابلے کا بہت مشتاق ہون
رستم نے مرکب پھیرا ہرچند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوے قریب گیہان پہونچے
گیہان برس پڑا اگی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے جو تھے حربے پر بار مدیجا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے زور کیا قاش زین سے
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر مارون گیہان پکارا اٹھا ای شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھادیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا
چاہتا ہی فاروق پر للکار کے جا پڑون کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین مین
غلام جدید رستم ہیرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہین سے للکارا کہ ای فاروق
اب ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنہ شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
لقمان کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا
اسکا یہ حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شہر یہ مردم ور چار سو دیوانے ہمراہ چوبدستین ہلاتے ہوے آکے فوج پر
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منھ پر نہین
چڑھتا جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے نقالا خون کا بنادیا چار سو
دیوانے غل مچاتے پھرتے ہین جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفین توڑین رستم
نے جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانونکو

رُستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچاتا چند دیوالون نے آکر گیہان کو گھیر لیا چوبدستین مار رہے
ہین گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو
گیہان کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہی مگر گیہان کو بچاتا ہی فاروق
نے جو دیکھا کہ دیوالون نے فوج کو درہم وبرہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون پلٹ
چلون سب نے یہی صلاح دی کہ دیوالون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوالون کی عجب رنگ کی
لڑائی ہی سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب
پڑی رُستم نے دیوالون کو روکا رُستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہی رُستم آکر اپنے
مقام پر پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے
صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل
جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر رُستم کو پہونچائی رُستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجواکر لُقمان
کو شفاخانے مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین
فاروق نے سُنین تہنگ شعلہ زن کا بھائی کھنگ شعلہ زن عیار کو بُلایا کہا کہ تجھسے ہوسکتا ہی
کہ عیوق کو چُرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہی کہ محبت مین رُستم کی وہ مست ہو رہا ہی ایسا نہ ہو صبح کو
میدان مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کھنگ نے
کہا غلام ابھی جاتا ہی اور عیوق کو چُرا کے لاتا ہی یہ کہکے کھنگ باینہا عیاری سے آراستہ
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رُستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلائے شب کمر سے
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جا کے مہرہ بارگاہ عیوق مین تو ڑا
دیکھا عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہی چار خادم چپتی پر ہین کھنگ نے
پروانے بیہوشی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلے دُھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش
ہوے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگادی جب عیوق بیہوش ہو چُکا
حلقہ ہاے کمند سے ہاتھ پانون باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح وسالم پشتارہ لیکر
نقب سے نکلا اب کھنگ نے میدان پکڑا سمک یلدافی بازار مین طلایہ دے رہا تھا

شاگردونسے کہا کہ جاکر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہے اپنے
شاگردون کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے
جو آیا دیکھا بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا
یارو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون
یہ کہکے نیمچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھکے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سمک نے وہین سے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جنتر سمک یلداقی کمنگ نے جو سمک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سمک قریب پہونچا چاہا نیمچہ مارون کمنگ نے
زنبیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے نکلے
سب نے آکر سمک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سمک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکلا
مگر چالیس پیک بچے نیمچے مار رہے ہین ہرچند سمک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی زخم
کھاے سرہنگ تیز پا خلیفہ کمنگ پشت سمک پر آیا عیارونسے اشارہ کیا کہ اپنی جانب
سمک کو متوجہ کرو عیارون نے نیمچے مارے سمک روک رہا ہی خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقۂ کمند کے مارے سمک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے از روے بلوے کے
سمک کو گرفتار کیا کمنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
رستمی کو رونق ہی اب اسکو جھٹ پٹ چلکے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سمک کو لیے پانزدہ
عیار ساتھ مین طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ کمنگ نے دیکھا صحرا سے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار یا نہاے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس پیک بچے
دوڑے جو کمنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہی لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سمک نے
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا
لپتا لپتا گئے بڑھا پانزدہ کو پچیس نے گھیر لیا کمنگ چاہتا ہی ہین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
نامے جو پشتارہ سمک کا باندھے تھا اُسپر پشت پر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک ٭ بہ عیاری
سرآمد حیات و چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نیاید یاد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ اولم
چالاک نامم ٭ اِنکو صاحبقران نے براے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

چالاک

سر ہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہی
تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیچے کو نیچے پر رو کا سر کو
بتا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اول سمک کو چالاک نے
رہا کیا حباب دافع دار وے بیہوشی مار دیا سمک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا
پوچھا خلیفہ صاحب کہا نسے آتے ہو چالاک نے کہا مین برائے خبر رُستم آتا ہون اسوقت آکے
پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سمک بھی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کھنگ کے چلا
کھنگ نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کھنگ سے نیمچہ چلنے لگا سمک نے بڑھکر کئی بیک بچونکو
مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کھنگ کو مار لیا کھنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے
کہا ارے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا
ملے یہ سُنتے ہی کھنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے چمک چمک کر لڑنے لگا چالاک
بھی کھنگ سے لڑ رہا ہی اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ
ہر چند شاگردون نے کہا کہ اُستاد اِسکو جھٹ پٹ مارلین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ
رہے ہین کہ چالاک اور کھنگ مین نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیچے کھینچے چالاک نے
ایک مقام پر حلقہ ہاے کمند مارے کھنگ نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے
چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہاے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اِسکا سر کاٹ لو
کھنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کھنگ پلٹا پلٹتے ہی کھنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا
کھنگ زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی زخمی ہوا
تو بھاگا کھنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کھنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عبوق کو ہوشیار
کیا عبوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عبوق و سمک و چالاک مع شاگردان پلٹے
چاہتے ہین کہ اپنے کو لشکر رُستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہاے سرخ و
سفید نمایان ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے آگے آگے ایک تاجدار پشت پہ بارہ ہزار جوان
تلواروں کے قبضوں پہ ہاتھ ڈالے ہوے نیزے چمکاتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے
عبوق نے جو اُس جوان کو آتے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جارو ق کمند گیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکارکر آواز دی اے فرزند اس صحرا مین بے ساز وسامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو
روکو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار ہوا
جواب دیا اے عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگتے پھرتے
ہین ملک خالی کرالیے ہین آپنے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا جن
شیرون نے سیکڑون بادشاہو نکو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ دو دفعہ شکست
کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر و دم کو فتنہ قلب لشکر مین بل کرنے
لگا گیند اڑھا کر آواز دی اے فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو لیچلونگا
عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو آتا ہی
آخر ناچار ہوکر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پہ بھولا ہی یہ سامنے دیکھ تو کہنگ کالاشہ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اُس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا اُنکی بھی جرأت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار چُرا لایا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جھلایا کہا اے عیوق مین تجھکو گینڈا دون
اور ہتھیار بھی دون اور تجھسے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکلگیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لے چلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اُتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم
جو سوکے اُٹھے یہ خبر سُنی کہ عیوق کو کوئی چُرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہوکے آتے تھے
کہ جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اُسکے کچھ کلام ہوے
عیوق و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار
ہون زیادہ فوج نہ ہو دیوان نے جو خبر سُنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی اے

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہی رستم توسن سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ایسا نہ ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شمر پرمردم درکو مع چار سو دیوالون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا التعریفین ہورہی ہین جاروق کہتا ہی ای فرزند اب مین تلوار کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھہ نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانونکے آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شمر پرمردم درکو اپنا رفیق کیا ہی کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شمر پرمردم در آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو مین سمجھادونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانہ نہ ملیگا رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست کو چرخ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبراکر آواز دی کہ ای دیوانے ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شمر پرمردم در نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات ناشایستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہ باتین آپس مین ہورہی تھین کہ طرفسے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھُلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر بر قوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار تک کے دیکھکر پکارتا ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل وجان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لپٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ

ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رُستم نے چھوڑ دیا سر جُھکا کے کنارے
کھڑا ہوا سر اُٹھا کے رُستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے
سے کود ا کہا ای شہر یار یہ آپ ہی کا کام ہی کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہی کہ یہ کیا ہوا ابا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہی
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہی کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اِسکے تیور بد ہین خداوند ہی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہر یار مین نے اپنے کو امتحان کیا رُستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اُس شہر یار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہی کہ تم بھی خدمت مین رُستم کی چلو اُس شہر یار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا ای جاروق مین رُستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اُسکو بڑا سمجھا اور سمجھتا ہی میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رُستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار
کھینچی دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بارھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود ے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رُستم سے کہا ای شہر یار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارزطلبی کررہا ہی اگر حکم
ہو جا کر مقابلہ کرون رُستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرلاؤ یہ سنکر
عیوق گینڈا اُٹھکر اکر سامنے فاروق کے آیا کہا ای باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری
اطاعت نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بند ہون مین
کیا تیری طرح اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے
مقابلہ ہونے لگا جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رُستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون
کہا فاروق باپ بیٹے کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہم پر
غالب آؤ تو ہم تمھاری اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے

ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارونکے بھروسے پر کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اُسپر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا مین اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو خیر ورنہ قید رکھونگا جب آپ سے فیصلہ ہو لیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپ کا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپ کا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اِس سے فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجدیا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہے مین کنیزون سے کہا تمسے ہو سکتا ہی کہ جاروق کو رہا کر لاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہی آئندہ پروردگار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہ ہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون کہ جو گذرتی ہی نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک — اور ابتو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک — رشتہ ادا اُڑ کے جاتا ہی اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک — وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پا دینگے بعد مرگ — سنگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ — بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک
اُس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم — پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا — جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ — سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا — نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے — اُس بحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلی — اِک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
اِکدن نہ پائی اُس مین ہوا کوے یار کی — سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
قُمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا — اُڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے — ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین — الفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اِس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگون کی جانین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسی کنیزین جب اِسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسی کنیزونکو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سریع گرد چارسی جوانون سے نگہبانی کر رہا ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسی نقابداروں سے آکر گرادر زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اِس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہی نقابدار برس رہا ہی اُنہنے نیچے مارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اُٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا ہی دل مین حیران ہی کہ یہ نقابدار کون ہی جو اِسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق تھا

نقابدار ہوگیا کہ اس باغ مین سیر آتا ہوا باغ باغ ہوگیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ مین آیا نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے مین رہو ہمسے دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کرلائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا سریع گرد کو قتل کرکے جاروق کو رہا کرکے لیگیا اب جو اِسنے دریافت کیا اِسکو معلوم ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور باغ مین ملکہ کے جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر مین نے کوئی دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقدیر کردین تو مجھکو کیسی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ ملکہ سامان جادو وہانکی حاکم و ناظم ہے اُسکو نامہ لکھا کہ اے سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہے سامان بڑے ساز و سامان سے برائے مدد فاروق چلی دربار مین فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جو تمھارا مقابلہ کریگا بیشک مارا جائیگا اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اِس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کہ سمک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق کو رہا کرکے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام نقابدار بنکے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور نہین معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہون کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اِس مکار سے سمجھکر مقابلہ کرین رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکرون مین بجنے لگا تیاریان ہو رہی ہین صبحکو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین کھچین سامان جادو ایک طائر بنکر میدان مین ایک تخت تھا اُسپر آگے بیٹھی فاروق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی اے رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اُسیکو میرے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہوگیا کہا آقا اب تو میرا نام لیکر پکارتا ہے اب تو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چوبدست چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے
دیوانے کو اُٹھا لیا شکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہر ہی رکھو پھر کیبڈٹ
پہ چڑھکے مبارزہ طلبی کی رُستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے نکالا اور کہا ای
آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رُستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا
گینڈا اڑدھا کر باپ کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوتا
حیران ہوا کہ یہ کیا سحر کہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا آلگیا عیوق حیران حیران
دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اُٹھا لیا رُستم حیران
ہین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق
نے پھر مبارزطلبی کی ایکی مرتبہ رُستم نے اپنا مرکب اُٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای
فاروق رُستم پہ سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسیطور سے رُستم سے جدا ہون تب رُستم سے
مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رُستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا
ای رُستم جرأت کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تجھسے مقابلہ کرونگا
اگر تمنے تھکے ہوے کو زیر کیا تو رُستمی کے خلاف ہوگا رُستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے
ہم عذر کو حریف کے سُن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ
جاؤ کل ابتدا مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کرگے رُستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق
جو بارگاہ مین آیا ساسان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رُستم ایسے اگر سو پہلوان
میدان مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اُسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا
ای ساسان رُستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و
تیغہ ہفت جوہر اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سُنکر ساسان خاموش ہوگئی کہا کہ ای
فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہون تو اِن تحفہ جات پر کسیکا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی
اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رُستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رُستم کو پکڑتا

اور گرفتار کرنا کوئی بات نہین یہان رستم چوبلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسیکے سحر سے دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارونکا بڑا اقلاق ہے کہ دیوار لیبا قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا اشتاق ہوا اس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستہ بند کیا جبتک تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کا سامان قتل کردن کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر لوحدار جادو و ملکہ ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی زیر نخل ٹھیں آئی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و نزار مجبور رونا چاہتی چہرے سے اُداس عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے وہ قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ یہان آب و دانہ ممکن نہ ہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ انکا ذکر کرین آپ کو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی ابتو یہ کیفیت ہے نظم

یار آیا ہے احوال دل زار دکھاؤ — جیسے کہ ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ خدا یار دکھاؤ — مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان — محشر کی سحر آج ہی دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک نوچنکر کوئی جلوہ — پشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا — ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو	تن ڈھانک لو اور ابروے خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار	پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھ سے ہزاروں	ایجان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ
ہیں قہر سے بجلی زندہ بھی کہتا اٹھونگا	مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک کر دونون نے یہ اشعار پڑھے اور روئین کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا ملکہ شہلا تمکو آکے تھے اتنے فتور پڑے کہ آجتک مبتلا ہین کوئی ساحرہ ہی سامان جادو برائے مدد فاروق آئی ہی جیا اُسکا میرا رفیق ہی لیکن اُسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دو رفیقون کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہی کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا وہ بیہیا مقابلے مین اُترا ہی اس فکر مین ہی کہ تحفہ جات جدا کرکے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئین تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو وشش ہماری کنیز و نکے ہی کان پکڑ کے اُسکو بلا لونگی رستم اُن دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و مہلال سرکش گھوڑون پر سوار نگر چہرے اُترے ہوے دو دو کو جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتون مین شرمائی ہوئی دمبدم کہتی ہی حضور بارگاہ مین چلیے یہان کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ مہلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوے اپنی اپنی مصیبتین بیان کین کہ حضور کبھی صحراے ویران مین کبھی کانٹونکا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اُس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر کرتے ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر مین اُٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہی کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان مین آئیگا تو پھر سامان کا سحر نہ چلنے دونگی مین اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کاہن و مہلال سرکش یہ چارون سردار بڑی تباہی اُٹھاکر آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہی سامان نام شہرت سنکر تھرا گئی کہا

شہرت وخنزلو حدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہوکے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکمیل نے
صلاح کرکے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا اِن خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے بڑی
جفائین اُٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا ای فاروق یہ ساحرہ چیدۂ طلسم ہفت پیکر
ہین رستم کو سب سامان ممکن ہوچکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہی اب کد وکوشش بیکار ہی
اب ہماری خبر اُنکو پہونچگی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو میرا سحر نہ چلیگا
مگر طبل جنگی بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرادونگی ورنہ ای فاروق تیری محبت مین اپنی
جان پر کھیلونگی فاروق نے اُسیوقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ رستم
مین آئے ہوش وحواس درست ہوے رستم نے ان چارونکو کھانا کھلوایا شراب وکباب پیش کیے
بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی حکم دیا کہ
ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین رستم
نے آکر آرام فرمایا سمک بلداقی طلاے پر ہی لشکر کا انتظام کر رہا ہی سامان جادو رات کو اُٹھی
سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہی اُسی نخل کے قریب
سمک بھی موجود تھا اِسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب کے شاخ نخل
جھکی سمک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہی کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا سامان نے جو
خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سمک بیہوش ہوکے گرا سامان نے نخل سے اُتر کر برق چالاک
کہ رنگ وروغن چہرے کا اُڑ گیا اب اِسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہی سحر کرکے سمک کو کنارے
ڈالدیا آپ سمک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو سمک کو آتے
دیکھا پوچھا مہتر صاحب اِسوقت کہان آگئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہی کہ سامان فکر
مین آفاکی آئی ہی مین قریب پلنگ کے جاکر پہرا دونگا یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر کلاہ ہفت گوشہ
وتیغہ ہفت جوہر رکھا ہی وزرہ ہفت جوش جسم مین سامان نے کلاہ وتیغہ اُٹھا لیا منظور ہوا
کہ چلون شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب پریشان دیکھکر
پریشان ہوئی اُٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اُسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی شہرت

نے للکارا کہ او ساماں مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا ساماں آواز شہرت سُنکر
بھاگی شہرت نے پیچھا کیا ملہ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ و
تیغہ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہورہے
ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون ساماں کو گرفتار کر کے لاتی ہون رستم
نے کچھ جواب ندیا ماہی سحر بھی چلی ساماں بھاگی ہوئی جاتی ہی شہرت اُسکے تعاقب مین ہی
فاروق کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو ساماں کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہی
کہا حضور مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی
ہی فاروق نے کہا لاؤ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت
جوہر فاروق کو دے کہ شہرت آکر پہونچی ساماں پر برق تیکے گری ساماں کے دو ٹکڑے
ہوے فاروق تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے ساماں کو مار کر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق
نے ہمراہیان ساماں کو اشارہ کیا کہ اِس ساحرہ کو مار لو چہار طرف سے جادوگرنیون نے
شہرت پر بلوہ کیا شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق
چمک رہی ہی خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم
آکر گرے شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر
رکھی اور تیغہ ہاتھ مین لیا نعرہ کر کے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے
لگین مگر رستم دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جبس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہی
شہرت نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہی کنیزون
نے آکر خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا
مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے
پہونچا کہ آفتاب و مہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہی آگ آسمان سے برس رہی ہی
فاروق بدحواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہی ساماں نے ساماں
جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اِس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کر رہے
ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہی دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کر لیین فاروق اِس

حیرانی مین ہی کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہی کہتا ہی اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہی اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رُخ کیے ہوے ہی اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم تو جیسے کہ ہی یا خداوند اِن تین اژدہون سے بچائیے اگر
مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت بپا کریگا کس قیامت کا
سحر کرتا ہوا آتا ہی یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہی سامان ج
بے مجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز دی
یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہی اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کردیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق
کیون بیتاب ہوتا ہی اِس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ اِن سب کو گرفتار
کردیگی فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد
میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہی پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہی
کیون اِسقدر بیتاب ہی اِسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و مہلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو
میرے تباہ کردیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ
مین سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہی آفتاب للکار کر
فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب
نے سحر کرکے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے

آواز آئی کہ او بے ادب کیا کرتا ہی سنم جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ
بڑے قد کی میرے پہلو مین کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق ہاتھہ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا
کہ فاروق کی گردن مین ہاتھہ ڈالدون اُس ساحرہ نے ہاتھہ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا مہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو
آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی
طرح تلوار ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے
کھڑی ہی مہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھہ مارا
کہ گولہ پھٹا اُسمین سے ایک برق مہلال پر گری مہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش
نے دور سے دیکھا کہ مہلال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوے چمک کر قریب آئی اُس
ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمبخت تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی
چاہتی ہی درہ کوہ مین تجھکو تیری ساتھہ والیان بلاتی ہین شہرت اِن فقرونکو کب مانتی ہی کڑک کے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کردون جب گری زمین پر آکے دیکھا مین نے ایک اژدہے
کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درہ کوہ سے آواز آرہی ہی ای شہرت کمال سحر حل
کرو سنم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہی اُس مین سے
ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہی شہرت درہ کوہ مین گھُس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھہ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھہ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کے
درہ کوہ مین روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی
ہزار ساحر وغیر ساحر لشکر کے گرے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنون کو مارے مگر
ساحرہ کو ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھہ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اُسکی اُف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گیند اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارے زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گیند کے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی ای فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہی بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جلا کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیدان نے آواز دی ای جاروق کہان جاتا ہی مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بائد مد بچا کر کلائی پر کمیدان کی ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھا لون ایک برق چمکی سب کی آنکھین خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ اول چار دن ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہی یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا اہلارہا ہی جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا رستم نے للکارا کہ او نامرد اِن غریبانے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین اِنکو قتل کرتا ہی فاروق کو تو اور بھی گھمنڈ ہی للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر رد کتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہی کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درۂ کوہ سے ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اِسفرب جست کر کے آیا کہ فاروق کو تو پشت پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم پٹری جمانے ہین آسن اُکھڑے جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر گورز ابشت مرکب پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے اُٹھکر دونون پنجے مارے اِس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ توڑ چکے یون رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا اُن شیر درہ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرونکو مار کر رستم گھوڑے سے کودے تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب بہ شکل عجیب وغریب سر نکالے ہوے کبھی مسے کے بال نوچکر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر ہنستی ہی پرقین رستم پہ گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درہ کوہ مین گھس گئے ہاتھ سر پر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختہ سنگ کو کاٹا زیر تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

ازل سے تھی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھین تو میری آنکر صیاد کے گھر مین

بلند وپست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جسطرح آل پیمبر مین

پری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چھٹنے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین

بچاوے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشونکو
یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین

خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک در مین

شہادت کے لیے کافی ہی خون دامن قاتل
نہین حاجت گواہونکی ہمارے خون کے محضر مین

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی
زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خنجر مین

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین

مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آباد ورنے مجھکو
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین

پھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے رند
اگر ہو جاے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازہ کھلوایا

اندر آکے دیکھا عیوق وجاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین اور
آفتاب ومہلال وشہرت وماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت بلک بلک کے رو رہی
ہی ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب آکے
اِن چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین اِن چارون ساحرون نے زبان قابو مین آتے ہی
اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مرکر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق وجاروق کے مصروف ہوے
کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ اِن چارونکو شکم مین لیلون رستم نے
قریب آکے اُس اژدہے کے کلے مین ہاتھ ڈالا مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا عیوق اور
جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمونسے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار خدا آپ کو
سلامت رکھے کیا آپ اِس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ تڑپ کے
مرجاتے رستم اِن چھٔون کو ساتھ لیکر بیرون درۂ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم کو جو پیدل
آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سائے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس اندھیرے مین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے کود کر رستم
سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق وجاروق تیغے لیے گرد کھڑے ہین
آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہی کہ اُسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق سے
لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہی یہ ریل کر لے دوڑتے ہین فاروق جان لڑا
لڑ رہا ہی سب لشکر والے ساکت ہوکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمے ہوے
تماشہ دیکھ رہے ہین قضاے کار شیر مردم در زنجیر ہین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا چوب دست
ہلاتا ہوا بیچ مین پھاند پڑا کہا آقا آپ چھوڑدین مین اِس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہرچند کہتے ہین
اے برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین ماننا چاہتا ہی آقا ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہوا منھ پھیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہی فاروق سے کہا
اے فاروق یہ وہی دیوانہ ہی جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اِس سے مقابلہ کروگے فاروق نے
کہا مین نے اِسکی چوب دست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
اِس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون رونے ہو

یہ حریف تمھارا موجود ہی انتو شہر یہ مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا
چوبدست کو گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شہر یہ مردم در
نے لپک کر چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اُٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان
فاروق کی ٹوٹین دوسری چوبدست اُس شہر یہ نے ماری کہ چوبدست سر پر فاروق کے پڑی
کہ سر گردن مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لاخون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مارکر اُسکی
فوج پر جا پڑا وہ چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آوازہ دیتے تھے
اے طلسم کشا فریاد ہی وقت امداد ہی ہم بدل وجان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب دریمو دسے
نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے دونون
ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھونسے سونڈ کو تھاما
ایک ہتّہ مارا کہ مع خرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑاڑا کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم
مجھکو کیا پا سکتا ہی مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ
ہاتھی وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اِسکو بھی مارا دشمنون نے ملکر تجھکو زور دیا
پہلے اُنسے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اژدہے
پر سوار اُڑتی ہوئی جاتی ہی رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ
سمر ور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آجکی جنگ بڑی
سخت ہی خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہی دیکھیے وہ ملعونہ
کیا آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی لو ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہی
ملکہ برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھکر سلام کیا
رستم ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و
کباب کا چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحراے محیط مین جاؤنگا برائے شکار آیا
اِن جھگڑون مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اِس قلعے کا حاکم کرتے ہین
عیوق و جاروق انتظام لشکر کرینگے ہم انشاء اللہ پلٹکر طلسم ہفت پیکر سے تمسے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا ای شہر یار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستائینگی نیند کاہے کو
آئیگی رستم نے اشک معزور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکۂ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو گذر چکے ہین
اب اُس صحرا مین پہونچا تھا جہانسے لوح قریب ہی مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو منظور تھا اسطرف
سُن آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارے جانا فاروق کا بہت ناگوار ہوا اُسنے کسیطرح
اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے ہلڑ ہوا جلد ار دوڑی ہوئی آئی عرض
کی ای شہر یار دیوانے نے یہ جو سنا ہی کہ آقا پاس نرزک کے گئے تو وہ یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ مین بھی نرزک
لونگا کوئی کنیز انکو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر روکے رستم نے کہا وہ کسی کے روکے نہ رکیگا
یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہی ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہوئے اور ایک کو کاندھے پر
سوار کیا ہی اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہی جب قریب رستم کے پہونچا
تو پکار کر آواز دی کیون آقا سے سرخ تو نرزک کو لیکر بیٹھا ہی اور ہم اکیلے اپنے مقام پر رہین رستم نے
دوڑ کر ہاتھ تھاما دیوانے نے چنگل مارا کہ زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے
نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے نکالا چمکتا ہوا خنجر جو
گردن پر رکھا تب تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے کو باہر نکالا ملکہ کے
پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور اسکو نکالدیجیے
یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہی ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے ایسا بخوف لڑتا ہی
کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہی ایک ہفتہ رستم
اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوے ملکہ شہرت نے
عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بہ عنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب تامل
بہتر نہین سرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو
حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے لشکر
طلسم کشنا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہی ہفت پیکر خوشی کر رہا ہی
کہتا ہی ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشنا کو آوارہ کیا اب طلسم کشنا
لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہی لشکر طلسم کشنا تباہ ہو گیا صحرا

ہیں مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہو کہتا ہو میرے پاس ایسے ایسے ساحر ہیں
وہ کام کریں کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً گئے یہ
ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پیما جہانگیر آکے پہونچی ہفت پیکر
نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا میں نے جاکر کوہ فارو قنیہ پر وہ سحر کیا کہ کل ساحرونکو
گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہیں کرتا اُس سے میں ناچار ہوں اُسنے آکے اپنے سردارونکو
رہا کیا میں نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فارو قنیہ کو لیلیا اب طرف
صحراے محیط کے جانیکا ارادہ ہو گمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا
کیوں جہانگیر نور چکیدہ خالص قدرت جو فارو قنیہ میں رہتی ہیں اُنپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہیں بتائینگی
تا بہ صحراے محیط پہونچائینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہو سکتا ہی کہ مغرور شیرین کلام کو
جہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہیں لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا یا عیار یا سردار ضرور
پہونچینگے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم میں جانیکا ارادہ بھی نہیں
کرتی کہا کیوں بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کئی مہینے سب
سردار آوارہ ہے مارے مارے پھرے اب آپس میں ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبرائیگا
طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادوگرو بلاؤ
بلند پرواز نے آواز دی یوا سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہیں یہ آواز دیتے ہی زمین
تھرتھر کانپی ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے
زمین سے سر نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے
کیوں یاد فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور چکیدہ خالص قدرت جو شہر
فارو قنیہ میں تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہی گمیل جادو اُسکو
بہت مانتی ہی ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچادے یا گمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور
کو اُٹھا لا باغ دلکشا میں قید رکھنا وہاں کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہوگا سہر جنبل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی بی سغرور کو اٹھا ے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو نجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کا رحضوری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سہر جنبل نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فارو قیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین سغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمایئے دعوت کو قبول کیجے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ سغرور رشیہ مین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین سہنگ بحری نے ملکہ سغرور سے کہا آج سمک کو گوا ئیے ملکہ سغرور نے کہا ای سمک کچھ گاؤ سب تمھارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اُسے یہ بھٹک گیا — قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغرِ مے الفت سے چھک گیا — کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
ای رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا — پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے — دو چار دلنے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین — مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا
اِس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی — گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا
ٹھہرائی دی نسیم نے میرے مزار پر — باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن مین آکے آگ لگادی بہار نے — انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
کہین عاشقونسے اتنی ترش روئیان سدا — شیرین لبونکے چہرونسے آخر نمک گیا
سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے — ہونا رخاک ہوگیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے — بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا
صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا — مشکل یہ ہی کہ تجھسے مرا دل اٹک گیا
برباد کر کے خاک مین مجھکو ملا چکا — اب تو غبار دل سے ترے ای فلک گیا
انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے — چولی نکل نکلگئی شانہ مسک گیا
سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی — رو یا مین غنچہ باغ مین جب دم چٹک گیا

یہان یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہی ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین غیب ہو گئی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ
پہنے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرورہ سے تیار
ہوئی اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والاقدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لاکر عیوق پر
سحر کیا کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اُٹھا ہی تھا کہ اُسکو
سرخیل نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل
بہ شکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے بڑھکر سلام کیا کہا ای شاہزادہ چلیے کل آقا کوچ
کرینگے دیکھین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے
کہا آقا تمکو براے حفاظت ملکہ چھوڑے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن
مین لائی بیہوش کرکے اُسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضاے کار شہرت انتظام
کرتی پھرتی تھی ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سب نے
کہا ایک کنیز ملکہ کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے گئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے
لیگئی شہرت جو اُسطرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا
پوچھا تمھین کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش
کرکے ڈال گئی شہرت وہانسے چیٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بہ شکل عیوق بنی تھی
سمک کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچانا
یہ بہ شکل عیوق کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سمک جست کرکے ہٹا سرخیل نے شہرت
پر گولا مارا شہرت نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکالکر پھینک ماری برق سرخیل پر گری
مثل بید کانپنے لگی سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہی کھڑی کانپ رہی ہی شہرت نے پوچھا
تو کون ہی کس ضرورت سے آئی ہی سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے براے
گرفتاری مغرورہ بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کرکے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جاکر
ملکہ کو گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جاکر کوہ زنگار رنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لایہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار اسر خیل کے گلے مین ڈالدیا ابتو سرخیل ہاتھہ باندھے کھڑی ہی سماک نے آکر رُستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُنکے قبضے مین ہی کہہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رُستم و مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھہ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رُستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرا ے مین سرخیل کو برا ے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا اي شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت پر پہونچین نہین اب یہ سماک کو گرفتار کر کے بہ صورت سماک محفل مین آتی کسی حیلہ سے بُلا کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اي سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھہ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھہ رکھا کہا اي سرخیل اگر ہو سکے تو یہانسے کوہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کر کے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصے مین طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اِسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھہ مین ہفت پیکر کو گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے ہین تمنے قدرت کو کیون بُرا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا دعوی خدائی کا کر کے بیٹھا ہی خلقت کو برگشتہ کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیا د جادو بھائی میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جا کر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کیسکے روکے نہ رکیگی آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام ہاتھہ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی

سحر خیل نے کہا او مکار اِس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سحر خیل نے مونہہ کا
مالا گلے سے اُتار ایک سڑاکا مارا سوٹی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولا آہن مارا سر میلاد کا
پھوٹ گیا کمیاد بد باطن کہ اسم باسمے ہی منتین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہی اُسکا
سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو
مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سحر خیل کو بٹھایا کنیزون نے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اِس
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا
ومرغان ہوا اِسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اپنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اِسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اِسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کمیاد نے باتون مین
لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چہار طرف سے حلقہ ہائے کمند مارے کہ سحر خیل جادو
بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزونکو مارا مگر کمیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے پہلا خیال ہی کہ خدمت مین قدرت کی پہلون پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جاکر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا
وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک
باغ ویران مین لیکر آیا کمیاد کا سپہ سالار بیداد سرکش اُسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکاؤ
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کمیاد نے بیداد سے کہا
اُسکو جاکر کھانا کھلادے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا اے سحر خیل اگر تو مجھکو قبول کرے
تو مین تجھکو قید سے رہا کر دون سحر خیل نے کہا اے بیداد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کمیاد نے
کہان رکھا ہی اُسی پر ہار جیت ہی بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہی اگر کہیے تو مین نکال لاؤن
سحر خیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سحر خیل کی سرھانے
کمیاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سحر خیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اُسکے
پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سحر خیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اے بیدار جاؤ سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہے بیداد سرکش منت کرنے لگا چاہا کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا بلند ہوئی
کیباد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہے اور آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من بیداد سرکش
بود کیباد جھپٹ کر چمن مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہے لاشہ بیداد سرکش کا سامنے
پڑا ہے پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل نے ہار گلے
سے اُتارا کیباد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بھیا ٹھہر جا کہان بھاگا
جاتا ہے تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھسے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیباد بھاگا ہوا جاتا
ہے سرخیل جوش مین آنکھین اُبلی ہوئی پیچھے کیباد کے جاتی ہے کیباد کے ذہن مین آیا خدمت مین
قدرت کی چلون شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہے آخر کی رات کوہ زنگار تک پہر
تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہے گرد کنیزین سیر سحر اکر رہا ہے کہ دیکھا اتنے ایک
جادوگر بھاگا ہوا آتا ہے ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند اپنے بندے کو ہاتھ
سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے گوشے کوہ پر آکر کیباد اُترا چاہتا ہے دوڑ کر
پاس ہفت پیکر کے جاؤن کہ بوے خوش دماغ مین آئی سب مست ہوگئے کنیزین ہفت پیکر کی
جھومنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
مین تیغ کھینچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیباد کے پہونچی کیباد نے چاہا
بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیباد کے پاؤن زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک سر ہار کا مارا کہ سر کیباد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر
آواز دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہے اصلی پیدا کرنے والیکو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا سر
پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکا سینہ چور چور ہوا کسیکے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین اب
سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لیتا لیتا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی اے اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا
بڑی بدعت پر کمر باندھی ہے میرے سامنے آکر کیباد کو مارا آگہ با دولت کا خیال نہ کیا ارے

بھیجا ہے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
کرتا ہی لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہی کہتی ہی او مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی اب زمانہ
انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے بتا رہے ہین لوح کو
دلوا دینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولو گے یہ کہتی ہوئی قریب آئی
چاہا ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین
سے نکلا اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیونکا ہار بار اژدہا تھرا گیا
کانپ کر دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے نکلکر اس
بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھا لیا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ کیا
پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوندی سرخیل
برائے گرفتاری معز و رشیر مین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر قدرت
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر گمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیا دنے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیدا د
نے عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مار ابعد اُسکے بیداد و سرکش کو موت آئی
یہان آکر کیاد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول ہنسے شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہی کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جسدن
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرحکا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہی

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوارہ ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پھر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا پھر نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آکر سازندونکو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگین **نظم**

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
خوش آئی ہی اُنھین اب وضع بانکی
کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گزرا
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
الٰہی جلد لے چل اِس مکان سے
اُسے وصو کا تھا جانبازی مین میری
شب فرقت مین نیند آتی ہی کسکو
نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی
اگر وہ ماہ پیکر اُسمین جھولے
دماغ جان کیا تازہ صبا نے
ہر اِک بوسے نے جانِ تازہ بخشی
جو کیفیت اُٹھایا چاہو ای رند

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
کمر پر رہتی ہی کاکل میان کی
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پھونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اِس کاروان کی
عبث تقلید کی زلفِ بتان کی
چھٹی ہی سیر مجھسے لامکان کی
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شکایت تا عمر ہی آسمان کی
اگر مرضی نہین ہی باغبان کی
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
جو واہ وہ کاکل عنبر فشان کی
کرون کس منھ سے تعریف اُس دہانکی
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر **زہرۂ فلک** اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پھونچاؤ جسطرح ہوسکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا **زہرۂ فلک** کا مرتبہ ملیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمونکی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان مہ جبین بالاے کوہ آئین
خاک پاے تصویر لیکر زبان پر رکھی سب اکھٹا ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون مین سوار
ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت نے
دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہی سرخیل جو جائیگی فتور برپا ہوگا
ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی یہ طوائفین لشکر مین اُتر پڑین پردے اُٹھادیے
مجرے شروع ہوگئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدا ئین سُنکر چوائے
بلا تکلف اِنکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا وقت ہی بہمان تو
بھیرویں گا رہی ہین مہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہی کہ گانے کی آواز
کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہی خدمتگارون نے عرض کی کئی
دن سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین مہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی اُسنے آنکھ
بلا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین مہلال بلا تکلف خیمے مین چلا گیا
خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین
سر اُٹھا کر دیکھا مہلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی خالی پڑے ہین
فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ مہلال دربار مین نہین آئے اے آفتاب ذرا جا کر دریافت تو کرو کہ
اُسکا مزاج کیسا ہی جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین نہین
آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ مہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین آئی پھر کر
خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپ کے مشتاق ہوکے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ بلا کر کہا کہ آفتاب
بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رُستم نے
عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکۂ عالم دیکھا تمنے
آفتاب مہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جُھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ اے شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و مہلال افسران ہیں

نامی اور چند گمبیدان و رسالدار غائب ہوے یہ مقدمہ خالی از علت نہین ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا اگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے مین آئے ہین مہنگ بحری یہ کہکر اُٹھی
حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا کر رہی
تھین آواز سنکر مہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہین آپ کے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے مہنگ بحری خیال مین ہی کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کرون
پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لون یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز
بجا رہے ہین ایک مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگا رہی ہی
مہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہی کہ پلٹ جاؤن مگر صداے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپ کے مہمان ہین آپ جو دم بھر بیٹھین گی ہم سرفراز
ہونگے مہنگ بحری خیمے مین آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار مین جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر مہلال و آفتاب و مہنگ بحری و چند گمبیدان
و رسالدار بھی نہین آئے فرمایا اے شہرت دیکھو مہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس نہ آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہی خدمتگاران آفتاب و مہلال سے پوچھا کہا کہ
حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر مین آئی ہین جو گمبیدان و رسالدار اُنکے خیمے مین جاتا ہی پھر واپس
نہین آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ حضور
تامل کرین مین بخوبی دریافت کرکے آتی ہون شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزون سے کہا تم اپنے اپنے خیمون مین جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ مین اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان مین آئی بیقرار ہو گئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلون
لیکن سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہی
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قید خانہ زہرۂ فلک ہی یہان نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سُنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام نہ بتائینگے
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لین گے
اِسطرح چلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی ساز ندون نے
کہا او غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانہ کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی ہین جا کر
سمجھادون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچا ئے کہ چھاگے کی آواز
آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی اے ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارے
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اُتار کر ماہی سحر
کو اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جُھکا کر کہا بُوا
جو کہو وہ بجالائین اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا مہلال و آفتاب
وغیرہ پچیس سردار مسلسل و مطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی اِنکے پاس
جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر چشم سے کہا بہت ہوشیار رہنا
اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی
یہان رُستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا لو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین
تدبیر سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کمی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور
کیا سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرلونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے
ہوشخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی اے غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا اے غائب جادو
دریافت تو کرو کہ اِن لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و مہلال وغیرہ کہان ہین یہ سُنکے
غائب نے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز
دی اے غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا دیکھکر عرض کی حضور لولی فاک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و مہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیونکو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا ہون
ورنہ بُرے قید ہوے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی اول خدمت

طلسم کشا مین آئی عرض کی اے شہریار لولی فلک یا زہرۂ فلک کہیے ایک ساحرہ کامل دا کمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زبر زمین کوئی قصر ہو اُسمین قید ہین یہ جانتی ہون کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہو مگر جانتی ہون جو اقبال آپ کا یاور رہا اور طالع آپ کے مددگار رہے اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قید یون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو اے سمک اِسکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سحر کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہی یہ سردار جو قید ہو گئے سحر سے اِنکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سپہر ایسا ساحر مہلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کبھو نکر پھنسے سمک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو یہ سُنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آکے دیکھا ایک خیمہ زرلفتی اِستادہ ہی اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہی ایک چیز سُنیے اِسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنا پا کرتے ہین اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے ۔ بنےگی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے ۔ نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے حور و پری کو ۔ جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے ۔ تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلجائیگا دم جو پہلو سے سرکے ۔ مری زندگی ہی سہارے تمھارے
بتو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق ۔ خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے
ملے تیغ ابرو تو کالون گلے کو ۔ سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون گا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
ہین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو جھٹنے — جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا — اثر کچھ ہوا دل ہین بارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون — نہ بولونگا ہین بے پکارے تمھارے
ہوا اب تو بے پردہ راز محبت ✣ — ق — چھپا کب چھپانے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم — سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون — نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
مہ حُسن کی کیا ہو مین وہ تہ نگین ✣ — نشے رند نے سب اُتارے تمھارے

اِس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین کہا اے نازنین حقیقت مین تو ایسا گائی ہو کہ دلکو بیچین کردیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائین اُس نازنین نے کہا اے شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہی آفتاب فلک سیر تمکو یاد کررہا ہی ذرا اُسکی ملاقات کرآؤ یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو ابین خود اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ جو نکلے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا لو یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلوائی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و مہلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا اے شہرت تجسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہوا اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اِس دروازے مین چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا اے شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے زبان مین سوزن دی مہلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتی ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت
جب دن اور رات گذر ا رستم نے کہا اے سمک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سمک یلداقی نکلا یہان زہرۂ فلک نے اُن سب سردارون کو سلسل کیا
بیرون لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابون پر سب سردارونکو سوار کیا آپ ڈولیون مین
سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہے کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوے ہین ارابے
گڑگڑاتے ہوے جاتے ہین سمک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون
مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اُٹھ گئین اب وہ مقامات خالی ہین سمک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہین سمک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارونکو قید کرکے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے مین کیا پشت مرکب پر
سوار ہوے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیر خواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے
ہین آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرون کہ پہلوے صحرا سے
گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہین سے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا میَن کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اِسکو مار کر نکلجاؤن کہ
کبود نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج
والے مرکبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ
مین گھر گئے تلوار چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود
کو چھوڑ کر فوج والونکو بچاؤن معلوم ہوتا مین جاکر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہے
سمک یلداقی نے دیکھا کہ آقا اس بلوے مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم
کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالتے ہوے جاتے
ہین ایک سازندے کو سمک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ مین لیے وہ سمجھا

کہ ہمارے ساتھ کا جوڑی بجانے والا ہی جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جاکر اسکو حباب ما کھینچکر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ ہولیا اُس کو وہ کوہ طے کرکے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزین در باغ پہ کھڑی تھین پکار کر آواز دی اے شاہد نوعروس تونے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آئے گی اُن کنیزون سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیونکو لیچلو کنیزون نے قیدیون کو ارابے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سر زنجیر کو قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سماک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناوری کررہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہی تلوارین چل رہی ہین ایک جانب چمنہائے طولانی گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختون پہ زمزمہ سرائی کررہے ہین اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطکین مارکر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہوگئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے چبوترے پہ فرش بچھا ہی وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین آبیٹھا کنیزون نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندونکو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم ... پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان ... صبح کردیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے ... خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے ... مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم
چین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی ... روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم
بے فنا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین ... روکین ہاتھو لئے فرشتے جو گرین بام سے ہم
عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست ... تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یاں بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیئے تر	آگے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہی بنا	کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین	آج تک مست ہین ای رند اسی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین اے شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھکو بجھکو مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہی اور کنیزون کیطرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہی ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سُنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اُٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما برق چمکی رنگ وروغن چہرے کا اُڑ گیا اتنے محفل مین غل ہوا کہ عیار طلسم کشا ہی دیکھیے کسطور سے ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اِسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنید و باغ گل فشان مین جاکر گرفتار کرلین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس سازندے کو لیے ہوے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درند کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہی حضور اِس مکر سے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہی عیاری انکی مثل کرامات ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحبو حکم خداوند آگیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجائے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہوگئی پیغام بھیجا ہی کہ یہ فرزند عمرو ہی ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پر بیٹھی ہی کنیزین دار بین استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین کنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آرہے ہین مگر رستم کبود اژدر چشم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہی

رُستم نے جلدی کرکے نیزہ کبود اژدرچشم کا لکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رُستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رُستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رُستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بچیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار کہکے چمکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدرچشم نے سپر اُٹھادی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رُستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اُڑادیے سکرپڑ گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جاپڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دوسو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل ہورہے ہین رُستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارابے نکل گئے نہین معلوم سردار ہمارے کہان پہونچے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہی نظم

ہر آنکہ لایق اعزاز و سر بلندی ہست	بخاک عجز سر انکسار نہاد و ہست
ہر آنکہ دل بجدا از ہمہ تعلق بست	بشد مجرد و پیوند ماسوا بشکست
نمود ترک تعلق ہر آنکہ در دنیا	خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گرہ کشاد بعالم ز کار سر بستہ	ہر آنکہ رشتہ بسر رشتۂ محبت بست
ببرد ہر کہ بزندان حرص دنیا ماند	ببرد جان بسلامت ہر آنکہ بیرون جست
چو نقد عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز	مدہ تو این ہمہ سرمایہ رایگان از دست
بلوح دہر ہمان نقش میشود تحریر	نوشت خامۂ قدرت ہر آنچہ روز الست
کمر برائے سفر بند زین سرا برخیز	کہ نیست بہر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظہور ذات خداست	وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد	خدا بحالتِ اُفتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود ہندی	کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ باقی ہست

رُستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمھارے افسر اعلیٰ کو رُستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رُستم گھرے ہوے ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آرہے ہین رُستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین کمک کا بڑا اخیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارونکی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز و سرفروش

کس جال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا کیا پیچ پڑا
کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سماک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی ہی
ولکو بیتابی ہی سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے ہین
مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہ ہو گھوڑے پر سے گر پڑون
اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک
نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان تیس ہو گئے نقابدار نے تیر بارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار تیرونکا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرائے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑونسے گرایا نقابدار
لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین مگر غمگین
بند دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا ای شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب
پایا فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج سرنگون ہوا کفار
کے پانون اُٹھے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے
دور تک تعاقب کیا رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے
ہوے کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادگرائی رستم کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا
نقابدار کی بڑی تعریفین کین اور شکر بہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی ای شہریار بہادر کی بہادر

مدد کرتا ہی حقیر کو خبر دریافت ہوئی شکر ہی کہ وقت پر پہونچا عیار نے لقا بدار گے عرض کی کہ ای شہریار یہ اُسی ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے تین کوس پر ہی وہان جا کے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری سیدان خونی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہی کہ وقت پر پہونچیے اور اگر عرصہ کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پائیے گا لقا بدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رُستم بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسیوقت رُستم سوار ہوے طرف باغ گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہی کہتی ہی کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اِسکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جسوقت اِسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچیگا بہت خوش ہونگے اب رُستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اُٹھی پہلے صبح کو پھیرو بن لگائی سب کو خوش کیا پھر ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا اِن سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ جو ہماری فکر مین آیا تھا طلبلے کے کیا کیا کلڑے باندھے ہین یہ اِس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت کا سامنا ہی سمجھے تھے سازندون مین ملکر شراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر پہونچا دیتا ہی جب اپنے راہ مین طلبلے کو بیہوش کیا لاڈلے نامے بیرا پڑا تا طلبلیہ وہ اِسکے دم مین آگیا اُسکو اپنے بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوندی کی کائن سے سامنا ہی دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہی سماک نے کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا اِن عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور کیا باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سماک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای لولی فلک خبردار ابھی کسیکو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی صحراے ویران سے کئی ہزار کوس ہی رہروی کرکے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جا اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہین اس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرحکی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز ہی بندہ نواز ہی اگر اسکی نظر رحمت ہوجاے تو کیا بڑی بات ہی نظم

بھر ہر بیکس بعالم نیست کس — جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا — راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہرچہ ہست اندر جہان گردد فنا — جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش — یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست — بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیاے دون یابد خلاص — از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہندی مبتلاست — یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہی وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سر نامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اِس کاغذ کو علٰحدہ چلکے دیکھیے راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہی ای زہرہ تو نے بڑا اکار نمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار پہونچتا ہی جو تعلیم کرے وہ اِس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہی ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اِس مین کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا ای زہرہ اِس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بخور دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فورًا بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا منم صفدر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آیا کہ ای برق ایسا نہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہوجائین دماغ پر اُسکے پٹّی بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر زہرہ کی شکل بنا پردہ اُٹھاکے باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات کو نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون او گیسو بریدہ تونے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا ہی شرط کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہی ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی مہلال کو چھڑا دون حیران ہو رہا ہی کچھ بن نہین پڑتا جھپٹ کے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش ای سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا وہان زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے پٹّی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا ماردیا کہ زہرہ کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پُتلی کھڑی کہہ رہی ہی ای ملکہ عالم جلد اُٹھیے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سُنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار کو دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او ناعیار او مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہی مگر وہی تیری سحر مین جو پھنسا رنگ رو متغیر ہی مین کہتا ہی ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکال لیتے بعض دیر ہو

لٹکایا تے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ مین نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہی کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تا نور افشان
عیاریان کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار لقا بدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہی اور قتل ہونے سے بچا تو بادشاہان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اِس نا عیار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرونگی مین سمک کو گرفتار کر لاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رُستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لبیس ہوئی دو سی جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی یہ
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار بیباک رہے ہین دعائین پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رُستم پیل تن تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارونکو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا یا شید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا منم رُستم
پیل تن نعرۂ رُستم ارشد اولاد امیر عرب ✤ کیست علمشاہ چو رُستم لقب ✤ دیگر علمشاہ رومی
شبہ فیل زور ✤ کہ برکنت مرزوق افگندہ شور ✤ منم ذبحشم نامور پہلوان ✤ نہال گلستان صاحبقران
رُستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ لقا بدار مرصع پوش
بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر دیکھا
وہین سے گھوڑا اُڑا کر لشکر کفار پر آپڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ
ہوا رُستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رُستم کو دیکھکر بیحال ہوگئی
زہرہ رُستم پر سحر کر رہی ہی سحر تاثیر نہین کرتا لقا بدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار
کو رہا کرکے لیکر جاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب لقا بدار کا پا بہ گل ہوا رُستم نے
اول سوزن زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے

آفتاب وھلال کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقابدار مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پابرگل ہی اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سمک غنچہ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ چلی تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھون مین لیے ہوے اُس اندھیرے کو مٹانے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پر سیکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین بعضون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

آج گلشن مین کون آتا ہی
سیری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کرلے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہی
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
عشق مین رکھو نہ زندگی کی امید
قافلہ روزیان سے جاتا ہی

گل جو پھولا نہین سماتا ہی
دل دیا ہنو ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہی
کوبکو دربدر پھراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہی

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہی
رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہی
شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا ہی
تم بھی سوے عدم چلو ای نظم

اُن نازنینان مہ جبین نے اِس رنگ مین یہ غزل گائی کہ بلکہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا تھر تھر کانپنے لگین قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہوجاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور سرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھین اور غزلین گارہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنارہی تھین اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہی وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہی بیکار ہوتا ہی

مہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز مین سوز وگداز ہی کہ قالب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پران مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہی وہ قصد کرتی ہی کہ ہاتھ باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہورہے ہین ایسا نہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو کھینچکر نعرۂ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر گرا مگر نہین معلوم کیا سحر ہی کہ زہرہ جب دستک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلوہاے بُریدہ سے اُسیطرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہی ساعت دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہی سرداران رستم بیتاب ہوکر اُسطرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ اِن نازنینان مہ جبین کو آپ قتل نہ فرمائیے لیکن مہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ اِن مکارون کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیونسے کہہ رہی ہی کہا مین اِن قیدیان بلا کو جانبدونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہی اسم سحر پڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے اِن تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دناٹا ہوا اور ایک آواز آئی کہ ای زہرہ کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو موجود ہون مگر اِن تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا انپر سحر تاثیر نہین کرتا اپنا اپنے کو بچا یہ سُنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ ہی پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچایا کہ ای شہریار بانی اِن آفتونکی نکلا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے بھی آواز دی کہ نکلا ہی تیر ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکلگئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جاکر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکلگئی کنیزین جو ساتھ تھین
انکو گھیر کر مہلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی صرا نام ہن
کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہی مگر مرکب
بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پانون زمین سے چھوٹے فوراً عیارہ کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے گئی سی لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہی رستم ان
لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کررہا ہی کہ ای شہریار زہرہ مکر کر کے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار با اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کو وہ رنگ
پر ہی زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہی اور
عرض کرتی ہی کہ خداوند مین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردا
اُسکو محکن ہوے یقین ہی کہ اب اپنے کو صحراے محیط مین پہونچا مین یہ تو انکو ثابت ہو چکا
کہ لوح قصر معلق مین ہی وہان کوئی جا نہین سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہی اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہی وہ ضرور لوح دلوائیگی عیار طلسم کشا کا مقام
لوح دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تیسے بمقدمہ تنہا ہی طلسم کشا ہو سکے نہ کر قدرت
اب ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسیواسطے طلسم بنا رکھا ہی وہان جاکر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہے تو بھی وہان چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہی مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کرکے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صداے سوز گداز دیتی

آئی تھی کہ سرداردیوانے ہونے کو تھے طلسم کشانے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب صدا موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہی جاکر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہی یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بہی ہمراہ جا کے زہرہ کی شرکت کرے اُسیوقت ایک آندہی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتین ہوئین دونون آپس مین صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم آکر قلعہ فاروقیہ پر اُترے ہین عیوق بن فاروق البسا سبزوار جلیل انتقام پیشکر رہا ہی

دوکلمۂ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلۂ سحرساز سے ودیگر پہلوانان سے وحالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان	کہ منظور ہی طبع کا امتحان	تمرا دور ہی ساقی ماہرو
یہ منظور ہی ہووے جلسے مین تو	پلا اپنے ہاتھون سے ہمکو شراب	کہ ہو رفع پھر دل کا یہ پیچ وتاب
ہووے جمع رندان میکش یہان	مرے ساقی بادہ کش مہربان	چلے آج دور شراب و لا
یہی دل کا مطلب یہی مدعا	کہ جلسے مین تو اور میخوار ہون	نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
اُٹھا ابر ہی زور سے شور سے	تری مہر سے آج جلسے ہوے	یہ جلسہ رہے حشر تک یادگار
مرے آج آنیکا ہی انتظار	نہالان گلزار کو وجد ہی	کہ لیلی کا ناقہ ہی اور نجد ہی
تڑپتے ہین میخوار تیرے لیے	اسی شوق مین ہمنے جلسے کیے	مرے ساقی مہروش بادہ نوش
دکھا آج میکش کو جلسے مین جوش	کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی	تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
چلے کوئی دم ساغر دلربا	یہی آرزو ہی یہی مدعا	سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
تری آمد آمد کی حسرت مین ہون	یہ گیسو ہین یا سنبل پیچ دار	کہ ہی دود آہ دل غمگسار
سیاہی کو ظلمات سے دون مثال	گنہگار ناظم کا ہی بال بال	رخ خوب کو ماہ تابان لکھون
گل نسترن سے مشابہ کرون	کہون قد کو مین سرو باغ مراد	کہ ہی قمری دلکو بھی اتحاد
اگر کلک قدرت سے دیجے مثال	تو ہوتا ہی سرو سہی پائمال	دہن کو کہون غنچۂ آرزو

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو
شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے

یہ دندان ہین یا گوہر آبدار
نئی داستان کی مجھے فکر ہے

کہ ہو جان عاشق کی جنپر نثار
چہرہ رہروان منازل جرات

دشوکت وطے کنندگان راہ پرہول صحرائے مشقت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال ⁂ جنین می نگارد زکلک خیال ⁂ لشکر جہاد قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہی یہی خیال ہی کہ ہین بادشاہ لشکر ہون بہ شوکت تمام جا کر صاحبقران سے ملون قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پہ ایک قلعہ ہی کہ جسکو قلعۂ مسلسل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلۂ سحر ساز ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین ایک عرضی اُسنے ہفت پیکر کو لکھی مرادیہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہو گئی جو حکم ہو وہ بجالاؤن وہان سے جواب آیا کہ ای زلزلہ جا کر زمین کو ہلادے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جاے زلزلہ یہ جواب پا کر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے چوکا دیا سحر کرنے لگی بہ جوش وخروش سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار رہی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر کہان ہی مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پر ہی اور رسیلہ ہوتا ہی مشکبار ہر مرتبہ یہی کہہ رہی ہی کہ حضور اگر چلینگے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ نے پوچھا کہان چلین کہا ای شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہی زبان مین لکنت ہی اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہی بادشاہ نے فرمایا ای مقناطیس جاؤ ہمنے تمھین آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی جھولی سحر کی وہین پہ پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہی کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران وپریشان کہ یہ کیا ماجرا ہی اس پہاڑ پہ کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہی اُسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آگے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی مقناطیس جا کر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین دام مکر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس نے زبان نکالی اُس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹاے پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلوے کوہ پر اُتری منظور ہی کہ پشت پر سے اِس ساحرہ کے ایک گولہ مارون کہ اِسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہی کہ مین اِسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کرو دیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی اے مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ تمکو قدرت نے بُلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرا دینگے ورنہ خراب رہوگی یہ سُنکر مشکبار سلام کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا اے زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تمسے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہی مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اُسکو بھی قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے فرمایا اے فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسیکے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جا کر مبتلاے بلا ہوئین کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اُسنے کہا کہ اب مین آپسے رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آ کے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف پہاڑ کے جاتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کاہل کی یہ تاثیر ہی سحر ساحرہ کا کیا کرایا ہی یہ لوگ میرے روکے سے نہ رُکینگے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے ہین کہ در واقع مین بادشاہ کی کوئی مُہم نہین چاہکر قدرت سے صفائی کرین

فیروزہ نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہی ایسا نہ ہو یہ سب ملکر بادشاہ پر بلوہ
کرین کہ ایک سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ
افسر پہاڑ پر جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہی مگر حیران
کہ کیونکر جاؤن ایسا نہ ہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد مین پھر کر آخر سامنے کوہ کے
ایک نخل ہی اُسکے سائے مین بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین پہاڑ پر
جاکے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوے ایک ہاتھ مین گلابی
دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہی سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہی اُس ساحر نے جوابدیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جاکر تین دن مین
سب لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو
حکم دیا تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور اور
باتون مین لگایا حباب مارکر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اِسکے شاید معاملہ بگڑجاے
اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ رنگ وروغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر
تیار ہوا شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالاے
کوہ پہونچا دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کررہی ہی ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے
بڑی دیر لگائی ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے توقف کیا فیروزہ نے جوابدیا
اوملکۂ عالم راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی
لے رہی تھی کوتہ افیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیون
دل جو دھڑکا رُک گئی دل مین کہتی ہی راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت
کس شغل مین ہین فیروزہ نے سوچکر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین
مرادمند لوگ جمع ہوتے ہین آج کل کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول
لوح کی فکر کررہا ہی بی شہرت مرصع پوش دختر کمیل جاکر شریک ہوگئین مقام لوح
طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعۂ غار وقیمہ پر فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا

قصد ہی کہ بالاے کوہ آئین قدرت تدبیرین کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل واکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اِس ترکیب سے فیروزہ نے اِن فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکلگیا فوراً گلابی سے شراب انڈیلکر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پیکر گھبرا گئی کہا ای آہنگ آج یہ شراب کیسی ہی کہ پیتے ہی اِسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گانی ہوئی قصد ہی کہ آہنگ کو گرفتار کرلون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہی قالب خود بخود ناصبور ہی اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑاکر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکالکر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلوے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پانوٗن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہی مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اِنسے کیونکر جان بچتی ہی بلک کر دعائین مانگنے لگا کہ ای معبود اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین ای آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اِسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا تھا

نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
براے بندگی آمد درین جہان لیکن نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین بابت اکارے ندید اندرہ غفلت بانتہا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش قدم نہاد کج اندر راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم بر آستان خداوند کبریا افسوس
برنج و درد و الم ماند در جہان تا ماند چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد — بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرج مال و زر ہمت دی — بدل دگر نہ بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اِسکو قتل کرین کہتی ہین ارے
تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہی کوئی منہ
پھیلا کر چلی کہ اِس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مار اہم کیا تجھے
زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہی مگر جس حجرے مین سب
سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اُسکا دروازہ کھُلا سرداروں نے دیکھا کہ مارا ان سیاہ
جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے
بیچ مین ہی کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوترن نکال لی کر
مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اُتار کر پھینک
مار اکسیکا سر پھٹا کسی کی کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر کر گرین چند کنیزون نے بمشکل لاشہ
زلزلہ سحر ساز کا اُٹھایا لیکر پہاڑ سے کو دین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ زلزلہ کا لیے ہوے
روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ
لیا پہاڑ سے اُتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اِسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ
ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہی بادشاہ خوش ہو کر باہر نکل آئے
اپنے سردارونکو جو آتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر
بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہی حضور نے بڑی جلالت
فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا میرا دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی کرون
لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ لو مین بھی
تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا
سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین اُسکا بدلہ
یہ ہوا کہ خود اُسکے سامنے جا بیٹھی کمیدان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور
خود بخود دل مین ہوا ے الفت ہفت پیکر پیدا ہوگئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا کے

پہونچے اُسنے قید کرلیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دامنے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ سحر اُسکو کہتے ہین وہان کا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اُسکو بھیجین کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سحر جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین دامنہ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھر آتا ہی یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے نیچے رکھا ہی کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکہ عالم اُٹھیے آپ کے شوہر کا قلعہ سامنے ہی وہ مردہ پڑی ہی جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی ای لسترن وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہی تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین کہتی ہین ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجدیا یہ سنکر اغلال نے اپنے کو گرادیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہی کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھسے بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہ ہاے کوہ مین تھے آواز سنکر جو نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا چاہا تھا عیار کو قتل کرین مقناطیس ایسی ساحرہ اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کردی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسیوقت ارتھی بنوائی لاشہ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین آیا عیار اِسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا ای اجلال سُنا تو نے کہ مین برباد ہو گیا اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پہ کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے باسباب عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اِسلام چلا شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ

ہین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کر کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار چپی پر آئے عیار نے پردا نے بیہوشی کے پھینکے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے **اجلال** جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا **فیروزہ** اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب
پریشان جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرایا ہوا دربارگاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی
دیکھا بستر عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا **فیروزہ** نے پلٹ کر نکیا لون کو جگایا کہ یارو
غضب ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کر کے لیگیا **مقناطیس** یہ خبر سنکر آئی
کہا ای **فیروزہ** تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید انکی سامنے **ہفت پیکر** کے پہونچ
جائے **ہفت پیکر** تو انکا دشمن ہو رہا ہی **فیروزہ** یا تمہارے عیاری جسم پر آراستہ کر کے
تلاش مین بادشاہ کی نکلا یہان **اغلال جادو** انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ
بدوش آکر پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی
اغلال نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو
ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار
پایا دربار کفر مدار **اغلال** کو دیکھا **اغلال** نے کہا جلادو نکو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای
شہریار اتنا بڑا شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر
انکو قتل کیجیے کہ **قدرت** کو بھی خبر پہونچے کہ **اغلال** نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام
کو قتل کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام
قلعۂ **اغلال** پر قتل ہوے یہ بات **اغلال** کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پٹے کل
صبح کو بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسیوقت تمام شہر مین ڈھنڈھورا
پٹا اشتہار چسپان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ہر ایک
یہی ذکر کرتا تھا کہ زوجۂ **اغلال** قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو کے
آئے اِس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر نامی مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نوجوان اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہی ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھونڈھو رہا تھا آکر اپنے باغ مین آیا کنیزون سے کہا یہین لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہی ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گائنون کو لاؤ گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اُٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا
رحم اُسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا

اُلجھا ہی پانؤن یار کا زلف دراز مین
لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

ناکامیون مین تمنے جو تشبیہ مجھسے دی
شیرین کو دردِ تلخیِ فرہاد آگیا

ہم چارہ گر کو یون ہی پہنا ئینگے بیڑیان
قابو مین اپنے گر وہ پریزاد آگیا

دل کو قلق ہی ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا

وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے
ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا

تھے بیگناہ جرأتِ پابوس تھی ضرور
کیا کرتے وہم خجلتِ جلاد آگیا

جب ہو چکا یقین کہ نہین طاقت وصال
دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا

ذکرِ شراب و حور کلام خدا مین دیکھ
مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اغلال مبہوت بیٹھا ہی جب زوجہ کا ذکر آتا ہی تو دُردِ شراب بادشاہ پر پھینکتا ہی بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی فرماتے ہین کیون ای معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہمارے تقدیر مین نہین ہی کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا ای معبود اِس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہی نظم

نگاہ در دل خیال وحدت نشست
نگاہ در دیدہ نور کثرت نشست

بہر رہ حق قدم مند ثابت
ہر گہ او بہر طریقت نشست

گاہ از حق زبان نمی بندد   ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت   ہر کہ پابند بر شریعت نیست
باد گر کس نمی کند اُلفت   ہر کہ وابستۂ محبت نیست
کی تعلق بما سوا دارد   ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق   ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالبِ دید را بہر صورت   پیش دیدہ ظہور صورت نیست
نہ زمین و زمان ندارد کار   ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد   بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلک بلک کر دعائیں مانگ رہے ہیں زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہے اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہے کہ ایک گلہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برستے ہوئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوئے اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یا تو غم میں زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نخل آئین گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم وای شہنشاہ خوبی وای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤگی او رہم مشرف بہ زیارت نہ ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے جوڑا گلنار زیب جسم ابروے خمدار کھنچے ہوئے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں رشک دیدۂ غزال دونوں ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزیں گرد گھیرے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہے ملکہ زلزلہ سحر ساز کہاں گئیں تمنے ہمکو کیوں بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہی اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُنکو بلالیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی نیاری مگر ملول وحزین کُرتا شتوابی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر فرد اِس ملگجی پوشاک پہ مَسکی ہوئی چولی ہو یہ بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اِس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اِسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ ہی زلزلۂ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی کیا تدبیر کرکے اِسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اُسپر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کرسکا تھا دلمین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اِس ظالم پر جان جاتی ہی اب تو اِسکو قبضے مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اِسی سے گھر آباد کرون کسیطرح دل کو شاد کرون بڑے لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لایق تھی قدرت نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر

پشت پہ پھینکدیتی ہو اغلال پھر اپنے مقام سے اٹھا دوسرا جام بھر کر لایا منتین کرنے لگا کہتا ہو کہ ملکۂ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمائیے مین بہت بیقرار ہون دلکو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول ہو نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہو یہ بیماری دل　درد سے بھی نہین ہو سکتی ہو غمخواری دل
نیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو　پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہو　صف ماتم نہ بچھی بہر عزا داری دل
ای قمر شہر زیان سے بھی نہ خوف آے مجھے　اسد الله رسد گریہ مددگاری دل

نوبہار نے کہا ای اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی نکرو خاموش ہوکے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہو مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال منتین کرتا ہو کہ ای ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سر سبز و شاداب ہو رہا ہو دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہو دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہو سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہو بادشاہ ملول ہوکر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہو کیونکر اس شہر یار کو شگفتہ کرون افسوس ایسا شہر یار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہو کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہوتین کیونکر اس شہر یار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت مبہوت پایا کہا ای اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے مقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہو اغلال نے کہا ای ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا مقناطیس و مشکبار اسپر عاشق ہین اسیوجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچتاؤگے کیونکر جان بچاؤگے طلسم کشا اسکا چچا ہو وہ خبر سنتے ہی تمھارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تم پر مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا

ہم خود اسکا انتظام کرینگے تمہاری جان بچے یہ جو ملکہ نے سنکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمہارا حکم ہو ایک دن ایک رات کیسا جبتک کہیے قید رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کر دونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بنادون کہ اگر قریب دیوار کے آئین تو دب جائین مہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجا کر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب نہ گھبرائیے کہ مین نے آپ کی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہو ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہو آپ کا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہو خوب باتین رازونیاز کی کہین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہو حکم دیا ای میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجا کر قید کر لیکن بحفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چار سو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھاکے خود بیٹھا ہو حکم ہو کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور سے انتظام کر رہا ہو اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہو عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہرچند ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا اشتہار بھی چھپان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہو کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہین مین کس فقرے سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی ای برادر جیحون در دولت شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب وکباب لاؤ دن تو بمشقت ہنسنے کا ٹا اب رات کو حفاظت چاہیے شراب پیکر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے بٹھرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہی اغلال نے حکم دیا کہ میخانے سے لیلو جیحون نے آکر میخانے سے پتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا مگر بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہین جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہی جان تک بد دیتے ہین مگر آج دن کی رات ہو گئی دو داؤن رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہی اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناغہ نہین جاتے جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانیکا افسوس نہین کیا حکم ہوتا ہی جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے اگر لڑ گئے تو سارے جوے کو ویران کر دینگے ہمسے کیا کوئی کھیل سکتا ہی جیحون نے کہا یہ پتلہ اُٹھا لو شہدے نے پتلہ اُٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہی راہ مین ایک مقام پر ٹھوکر لی پتلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور اسے روشن کر لائیے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جوے والے ہیرے بدنے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میان شہدے صاحب تمھین ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہی اسی مین ہماری بسر ہوتی ہی جوے پر رہتے ہین جواریون سے نوچ کے داؤن بد اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہین لمبا جگ بدتے ہین جسدن نکل آئیگا سونے کے مکان بنا لین گے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حال سے رہتے ہین جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلہ کھولا اُسمین بیہوشی ملائی اتنے عرصے مین جیحون روشنی لیکر آیا پتلہ اُٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ قیدخانے پر آیا شہدے نے پتلہ رکھدیا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا اُن سب نے شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہی کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہی جیحون نے کہا میان شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہی گن تو پیٹ بھرے ہین فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رنڈی بھی آتی ہی آپ لوگون کی خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جاؤنگے جو کچھ آپ لوگون سے

پا یا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیل تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار
ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اِس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور
جوے کے ذکر سے تو اِسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری بیبی دنیا بھی عقبی ہی اِسی کے شوق مین
شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام
پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور خوب گاتا ہون ایسی
تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اُٹھایا اُسے اوندھا
کر کے رکھا اُسیکو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی

نظم

اجل جان بلب تیرے شیون سے ہی
یہ نادم مرے زود کشتن سے ہی

وہ بدخواہ مجھسا تو میرا منین
عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی

یہ پردہ نہ ہو نیش زنبور کا
مشبک مرا سینہ چلون سے ہی

مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی

جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین
گلہ نالۂ آتش افگن سے ہی

شب غم موے شمع کو دیکھکر
ہمین خجلت اُس شوخ بدظن سے ہی

مرا خون کیا بار گردن ہوا
کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہی

کھلائے نہ کیون سرمہ گوسالہ کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہی

جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے
کدورت عبث فکر مدفن سے ہی

نئی کچھ نہین اپنی جانبازیان
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی

بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین
ہمیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی

دل مومن آتشکدہ کیون بنے
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنسکے
باتین کر رہے ہین جیون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے
کی باتین کرتے آئے اِنھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو
میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلا ئیے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا چھون بھی اپنے مقام سے اٹھا
اور سپاہی بھی لیتا اینا کیکے اٹھے جو اٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ
خنجر لیکر اٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کوتوال وغیرہ طلاے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا
کرلون تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند
ہی چاہا قفل کھولون با خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہی اور نہ کاٹے سے کٹتا ہی اتو فیروزہ حیران
ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہرچند چاہتا ہی کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سی کنجیان اپنے پاس سے نکالین
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہی کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہی کہ ای فیروزہ معلوم
ہوتا ہی کہ میمون کا سحر ہی یہ قفل نہین کھلتا اس سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی
فیروزہ دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہی
فیروزہ کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی ان سب کو کسنے
بیہوش کیا ہی فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہی راہبر یا
رہزن ہی دل کو پتھر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین
اس شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش
تو کیا اگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہی مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے
نوبہار طاؤس سے اُتر ین آگر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا
دیکھا بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے
بھی خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہی سب کو بیہوش کیا یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین
نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو
طلایہ دیتا ہوا آتا ہی ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ بغلون سے بادشاہ کی خون جاری ہی دل کو تاب نہ آئی
بڑھکر عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون
پونچھنے لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہی ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے ججون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ ججون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ اِنکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور ججون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور ججون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسیکا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا تو ڑکر پشت کو پار گذرا خواہ سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحر ونکا بلوہ ہی طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتار اکچھ اسم سحر پڑھکر ججون کی جانب پھینکا ججون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا
لو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہو گیا

گو جنازے پر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا
پر ہمارا ابھی تو مرجانا تماشا ہو گیا

کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون تری حالت نہ ہووے پھر اچھا ہو گیا

ظلم کا ثمرہ بھی تھا دیکھکر گل ہائے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا

چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا

روز محشر کیا ہوا پھر کیون شب دیجور رہی
کیا ہمارا نامۂ اعمال گم دا ہو گیا

بیوفائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
صفت اِس بلوے مین شب خون تمنا ہو گیا

ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منھ سے سوتے مین کہین
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا

لگ گئی چپ مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین
کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم | تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہوگیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر | قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہوگیا
ہی منشک بسکہ روتے روتے چشم ای ماہرو | شب جو اشک آیا سو اِک عقد ثریا ہوگیا
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی | آج باطل سارے اُستادوں کا دعوا ہوگیا

اِسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہی تو اِسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اُسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سُنکر جیجون جوش مین آیا کہا ابھی اِس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکارکر آواز دی او نامبارک بندر ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آ گئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیجون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیجون کا زخمی ہوا جیجون نے خون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے نفتاے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سُنکر بیقرار ہوگئی جی مین کہتی ہی شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رُکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ اِنکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہی بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام اِنکی جرات کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین اِن سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہون پیچھے ہٹکر ایک گولہ اسم سحر پڑھکر مارا کہ کئی سو ساحرون کے سر پھٹے واصل جہنم ہوے فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ حقیر جانکر اسپر آپڑا دو چار وار آپس مین ردو قدح ہوے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر نیمچہ مارا کہ دونون پانون اجلال کے اُڑ گئے یہ بڑھکر نوبہار نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعد بن قباد کو ملکہ نوبہار نے جاکر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار ساحر تیار ہو کر آئے انکو لیکر چلا یہان مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ انکار کرتے ہین مگر مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اُسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اُڑاتی ہوئی لے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اُسوقت پہونچا کہ اُسنے آکر دیکھا لاشۂ میمون اور چیچون خاک و خون مین غلطان پڑا ہو قید خانہ لٹا پڑا ہو آگے قیدخانے کے لالہ زار کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر مین نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہین غل مچا رہے ہین اغلال نے آکر اُنپر سے سحر اُتارا جب اُنکو افاقہ ہوا تو اُسنے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا اغلال جادو غصے مین کانپنے لگا کہا یار و اِس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت برپا کردی نوبہار بھی اُنھین کے ساتھ گئین اغلال نے کہا مین ابھی اُسکے بھائی گلزار جادو کو نامہ لکھتا ہون وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اِس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت مین آکر اُسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتین کرکے یہ دھوکا دیا مین نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ کو قتل سے کیون روکتی ہو مراد اُسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس نہ بھی آتی تو اِن ساحرون مین یہ لیاقت نہ تھی کہ اُسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلاے روزگار ہی یہ کبکے پلٹا مگر وہ قلق ہو کہ کسی سے بات نہین کرتا اُسیوقت ایک نامہ لکھا مراد یہ تھی کہ اے گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا اُسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی

نامہ قاصد لیکر چلا مقناطیس نے راہ مین نوبہار سے جو مفصل حال سُنا سناٹا آگیا جی مین کہتی ہو
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکے پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین بالا
قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین انکو جا کے مسلمان کرون خدمت
مین حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ رنگارنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا تمھارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرف قلعۂ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی سلطنت
ہو قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا صاحبو
تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہی تمام
دربند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور ہے شیر ہین کلام نور جکیدہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اسنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردۂ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کر کے انکو رخصت کر دونگی تم سب صاحبون کو
خدمت اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی
گلزار نے جو بہن کو دیکھا جلگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ
نوبہار کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا
کیا باعث ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار
کا استقبال کیا بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف
ہوئی نوبہار جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ

لشکر اسلام کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپ کی آمد سنکر برای استقبال گئین
اب آپ کے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بچون کو
بلایا شراب بہشت کی تو گلزار نے آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی کہا ہمن یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر کرسی پہ
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی سلسل کر کے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعۂ اغلال مین جا کر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے سب
شکایت لکھی ہی اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور و ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہی اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب
قدیم کو بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اژدہے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا
تھا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور
نوبہار واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت
تو کرو کہ نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسیوقت قفلو ہاے زربفتی سے آراستہ ہو کر برای
خبر نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہی سیر وی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسیطرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک اژدہے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدۂ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کر کے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر پائی بادمین اُس
نازنین معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی
نظم

رس گیا اُس پری سے جی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی
وقت بد مین کہان انیس جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

نہ بنی ہمسے دوستی ہی تو ہی
للہ الحمد کب نمود ہوئی
ہم بھی آنکھین لگے گلی ہی تو ہی
ناشگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی
ضبط آخر نہ ہوسکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہی
وجہ آزردگی بتاؤن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی
دل ہمارا اُڑا اسی ہی بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

اِسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیر خواہی پر کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ اراے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ کے جاتا ہی چند کنیزون کو بھی ہمراہ لیا ہی کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھین کہ چلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہی ثبوت خلاف ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اپنے کو تا بہ کوہ زنگار رنگ پہونچاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ زنگار رنگ عجائب وغرائب سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہتا مین یکہ وتنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج ومصیبت کو رہا کرلونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنون کہ اُسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہی سردار یہ کہکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک ناخن پاے حضور پر ہماری جان نثار ہی بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس اور مشکبار نے لشکر تیار کیا ساحر وغیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوے یہان گلزار قید لیے ہوے نوبہار کی دامنۂ کوہ زنگار رنگ مین پہونچا زیر کوہ دوکانین

٦١

آراستہ سیلا جمع ہو بالاے کوہ تصویر سنگی شش انسان کے باتین کر رہی ہو مراد مند جمع ہین گلزار جو اُس مجمع مین پہونچا دو کاندار اُٹھ اُٹھکے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین پوچھتے ہین ای گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہو زنگار رنگ جادو حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندون کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خواہش کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہزار ہا زاغ و زغن درختون پہ جمع ہین نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر یکایک سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہو ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ زنگار رنگ جادو نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اُس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل کرو زنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اِس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اہل فوج دارین استادکرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب حق کو اختیار کیا اِس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج ‏ ‏ تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل ‏ ‏ زمانہ بہ در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت خود گوش میکند یارب ‏ ‏ کنند چو بر درِ دربار تو فغان محتاج
رسد بکام دلِ خویش از عنایت تو ‏ ‏ غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور ‏ ‏ فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہو دارین استادہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین شامگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہو حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ پھر اسے گرد

اُدھر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر فوج دریا موج دوطرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابرون سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہی دونون وہ ابر بہ روارہ وی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا با شیدای کافران ہیچیا دای نابکاران پژوہ غاہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعـــرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس وجم	ہژبر ژیان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران		جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلوارین کھینچین بادشاہ لڑتے ہوے	

چلے کہ وہ دونون ابر بھی آکر گھرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے اور بائین طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحرون کے آکر گرین دونون نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوے، دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لُٹنے لگا کُل اہل میلہ فریاد کرتے پھرتے ہین کوئی پکارتا ہی یاخداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہی بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کرون کہ گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلوارین برسنے لگین مگر کوئی شو بادشاہ پر نہین آتی تلوارین الگ گھر رہی ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہین میلے والے جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہی بادشاہ پر کچھ تاثیر نہ ہوئی ایک تلوار بھی اگر انپر گرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی اُنکے قریب نہین جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین دم بھر مین کوہ سفید کے انبار ہو گئے سب کافر سردی سے مثل بید کانپ رہے ہین مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری گرد مرکب انبار ہی جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہی جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہین برف پانی ہو کر بہہ جاتی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہی بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر پھولونکی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی تو

سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری پا تو قبہ سپر پر تلوار چمکی تھی باز بہر تنگ تلوار
نے بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنندہ گری نوبہار تڑپ کر اٹھی اٹھکے
لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیئے کچھ پھولونکا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے پھینکا
پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہی کسیکا گریبان چاک کوئی منھ پہ
خاک مل رہا ہی لشکر مین گلزار کے ہنگامہ پڑگیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی آتی ہی
اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہی زنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا کہ
میلہ تباہ ہو رہا ہی گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیان جھکے
سحر کر رہی ہین کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہین زنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر
کے آیا عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہی
دوکاندار بھاگے جاتے ہین کوئی ایسی تقدیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات
پائین آواز آئی ای زنگار رنگ قدرت خود اس فکر مین ہین دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہی
جاکر تماشہ دیکھو زنگار رنگ جادو سرنگون سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای
آسمان سیر جلد آؤ دیکھا پہلوے تصویر سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان پیچیدہ ہوکر بالاے
آسمان پہونچا آواز آئی تم آسمان سیر کو اندر از تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الٰہی
مقناطیس و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جفا مین قید ہون کہ سحر کرنا بھولین وہ ساحر
دھوئین سے نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤن پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر
جاؤ تمکو قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر زنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا
ای زنگار رنگ آج کا سحر دیکھنے کے لایق ہی قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو
مطلب نکلے زنگار رنگ نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھون بندگان قدرت قتل
ہوے اگر تمنے دیر کی تو سارا میلہ تباہ ہوجائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی
امان نہ پائیگا ذرا خیال کر کے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہی تمام زیور پھولونکا

جو جسم پر آراستہ تھا سب اُسنے نوچکر پھینک دیا دیکھو تو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض آبِ رود ڈوبنے کو جھیل مین جاکر گرتے ہین آسمان سیر نے کہا یہ سب بلائین دفع ہو جائینگی لشکر اہل اسلام اِس رنگ مین پھنسے کہ نکل نہ سکے پھر قدرت کو اختیار ہی زنگار رنگ کو آسمان سیر سمجھا کہ پہاڑ سے بلند ہوئی تو بہار نے دیکھا ہے چہار جانب چار پہاڑ ہین اور سحر کرنے سے مجبور ہون سحر یاد نہین آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے مین بیٹھی زنگار رنگ کے کان مین آواز آئی کہ دیکھ مین نے نوبہار کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے مین بیٹھی ہی زنگار رنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہین اور ایک چھوٹا میدان اُس میدان مین ایک نخل ہی اُسکے سائے مین سر جھکائے بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہی زنگار رنگ نے پکار کر آواز دی ای آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہی جو تونے کیا آواز آئی ای زنگار رنگ دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہی زنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا فوراً زنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے لگی لشکر اسلام ہٹکر نخلستان مین پہونچا فوج زنگار رنگ ہٹ آئی تھی اہل لشکر اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہی اُس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحرون نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہا تھا سحر کرتی جاتی ہی کہ اُسکے کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ دردکشیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

مگر مین کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خودکامی
سیر ہے آزار کا کفیل ہوا
اثر حسن و عشق تھا بے مثل
ہین اگر بزم مین ذلیل ہوا
تو تمہی کے جواب مین جون جون

مجھکو ہی چھیڑ آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہین آتا
غیر ہر کام مین دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہی سوے صنم
مین ترا توسن اعدیل ہوا
آتش آہ بے اثر ہے مری
اور بھی خلا مرا طویل ہوا

کر رہی بیخودی ہی صہبا مین
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہی وان مگر بیدردن
نامہ بر میرا جبرئیل ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہائے مومن شہادت بے اجو

پھر وصل صنم قتیں ہوا

مقناطیس یہ صداے دردناک سُنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار مذکور زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جا کے نوبہار سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اِتنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوار دن مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سار احصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار ولوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین یکایک گھوڑا بد لگامی کرنے لگا ہرچند بادشاہ نے روکا مگر نہ رُکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمرا در رکاب ہی ایسا گھوڑا اکڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی او شہریار یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین ہین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین ہم کلام ہو رہی ہین زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آ کے زنگار رنگ سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اِسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سیر قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا مین بادشاہ کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان پر پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا ہے آب و دانہ شام ہوئی

بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تجھے دیکھا کہ اس قید خانے مین آب و دانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چہار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہو گیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جبتک آسمان سپہر نہ قتل ہو گی یہان سے رہائی دشوار ہی فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہی فیروزہ پشت باغ پر کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سپہر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہو رہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سپہر کہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب و دانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب و دانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سُنین دبے پانؤن دیوار پر سے اُتر اندر رمنے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سپہر کے آیا بیٹھکر گپ شپ کے یہ اشعار گائے

نظم

چلون کے پردے مجھکو زمین پہ گرا دیا — اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا
برق آہ کو جو مین نے کیا مسکرا دیا — دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا
فرماتے ہین وصال ہی انجام کار عشق — کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تاثیر سوز دل کم ذرہ نا رہے مگر — اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا
اشک فغان کی ہاے رقیب آفرینیان — محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا
مٹی نہ دی مزار تلک آکے اسپہ بھی — کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا
اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی — گل کھانے کو رقیب کا چھلا بنا دیا

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہی سب کا سر	مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسارہ آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب و کباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسارہ یہ سحر مجسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے مین نے صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر انکے نقش بندھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مرجائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی مقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار کہ ہمیشہ اس گھمنڈ مین رہتی ہین کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ذرا اسے شعبدے مین کیسی پھنسین اب اُس نخل کے نیچے سے اُٹھ نہین سکتین مین اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہی لہذا میرا وہان جانا بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر لایا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین پھنسے ہین فریاد و فریاد کرکے مرجائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا و اسی مین نثار ہوجاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا نہین سکتا یہ میرے بازو پر پتلے بندھے ہین فورًا منع کرینگے ابتو فیروزہ کے ہوش اُڑے جی مین کہتا ہی ای فیروزہ بڑا ہی دعوی ہی کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل مین کہتا ہی ای فیروزہ کیا تدبیر کرون میخانے سے جاکر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہی ای فیروزہ بادشاہ کو دو شبانہ روز بے آب و دانہ ہوچکے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہوجائین دن کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیون کے اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار لقلی ہر مرتبہ باتون مین بہی چاہتی ہی کہ اسکو تنہائی

مین لیجاؤن چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لون شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر لقا بد اطوار مرصع پوش اُترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہی کہ یہ لقا بد اطوار بھی مسلمانون کا مددگار ہی جا بجا اِسنے کارنمایان کیے ایک پہاڑ پر آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی لقا بد اطوار بارگاہ مین بیٹھا ہی افسران فوج گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا لقا بد اطوار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہی کہ صداے فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی خدا خیر کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا دیکھا سامنے کوہ ہی اُسپر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کر ملتے ہین ابر کو زور دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی ہوتی ہی عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھکے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہی ای برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی شکل بنا ایک نامہ تیار کر کے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر کودے تو اِس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آکے پانوٗن قائم ہوے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہی قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ لقا بد اطوار طرفدار قدرت ہو مجھسے خفا ہوئی

یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی اے ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سپہر
ساحر جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر پھول گئی دیکھ اِس نامے مین کیا لکھا
ہی قدرت تجھسے بہت خفا ہین آسمان سپہر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر
مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سپہر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سپہر
کے بصورت شعلہ رخسار گائن موجود ہی کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک سناٹا
ہوا ابر سیاہ آسمان پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر
پیٹنے لگین کہتی تھین غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُنکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص
اُنکے قتل کی نشانی ہی کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ
بسر کی شعلہ رخسار نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا
مگر فیروزہ حیران ہی کہ آسمان سپہر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے مٹکا شراب کا لایا اُسمین بیہوشی
ملا کے کنیزون کو شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کرکے چلا یہان بادشاہ اسلام مع
مقناطیس و نوبہار و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک سناٹا ہوا پہاڑ گرے
مقناطیس کو سحر یاد آیا نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدۂ شکر پروردگار کرنے لگی
مرکب بادرفتار جو بھاگا بھاگا پھرتا تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ
اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آکر پہونچا
اپنے آقا کو جو اِس حال مین دیکھا خوش ہوگیا عرض کی اے شہریار نہین معلوم آسمان سپہر کو
کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہی مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے
پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ
رنگار رنگ کو جو دیکھا اُسی طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے
جاتے ہین لشکر تو بادشاہ کا رُک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے
کہ پھاٹک ٹوٹا رنگار رنگ جادو کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آپڑے رنگار رنگ
فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک پہ بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے

خندق پاٹ دی ہی ساحر بلوہ کر رہے ہین چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلیان کے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

کرتا ہی قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکر دون
رکھا ہی اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اُسنے جو مم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھیدے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے

آتا نہین ہی تو تو نشانی ہی بھیدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی مین ہی موتیون کی لڑی اسکو بھیجدون
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال
بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے

جیتا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا
مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لاے کہین دام مین وہ بت
ڈھونڈھے ہی تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج زنگار رنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ ای ملکۂ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائین مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہی کئی سو کے سر اُڑا دیئے زنگار رنگ جب سحر کرتا ہی ہزارہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین زنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہی کہ اسکے افسر اسیکی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو روکا جب روکے سے نہ رُکا جھلاکر قتل کر ڈالا قتل کرکے افسوس کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہاے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اُتارون کیونکر اپنے یار ان ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

اڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہو چکا ہی ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہی جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین اِن چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچگئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو
تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گزری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دار الامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے
آکر قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی اے
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہی پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین خود
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا
طرف کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی
روشنی مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی اے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا
کہ چند برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا
قلعے پر قبضہ کر کے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہی دیکھیے
بادشاہ کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طی کرنے لگے تصویر سے
آواز آئی کہ اے کوہان کوہ دربادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل
حبیب نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا
ہوے تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ نے
آگے بڑھا گھاٹیون پر آ کے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا پھسل
جاتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس پتھر پر کہ

مقناطیس گڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دنا ٹے کی آئی قریب تھا کہ مقناطیس بھی قعر کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر مقناطیس کو سنبھالا کھا ہوا کو ہان کوہ دیہہ گرر پاہ مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے کٹتے ہی دہ ہاآہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوون نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کبھی ہزار جادوگر مار کر گرادیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے چند شیر ظاہر ہوے آہوون پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھ دیا آہوون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور شیر دھڑ کے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آنے لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیونکو ڈکر کے بالاے کوہ آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہرچند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان چمک چمک کے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرادیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زار کھلا ہو ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہی تصویر سنگی سے آواز آئی کہ ای کوہان اپنا سحر کیون نہین کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کرینگے اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہی کوہان نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولا طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان سے چند نازنینان مہ جبین دہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا آئینۂ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شی سے مثال دون وہ عارض کہ دیکھنے والونکو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہی نظم

اعجاز جان وہی ہی ہمارے کلام کو	زندہ کیا ہی ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو	بندے کا بس سلام ہی ایسے سلام کو

اب شور ہی مثال جودی اُس خرام کو
یون کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہی بہر قتل وہ دوراہی ہجوم یاس
گھبرا نجائے دیکھ کہین ازدحام کو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا و لے
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

یان وصل ہی تلافی ہجران مین اے فلک
کیون سوچتا ہی تازہ ستم انتقام کو

تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتین
کرتی ہین آگ نالۂ اندیشہ کام کو

گریہ پہ میرے زندہ دلو ہنسنے کیا ہو آہ
روتا ہون اپنے مین دل جنت مقام کو

سہ سہ کے نادرست تری خو بگاڑ دی
ہمنے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
پھر کون وارثون کے سُنے اذن عام کو

شاید کہ دن پھرے ہین کسی تیرہ روز کے
اب غیر اُس گلی مین نہین پھرتے شام کو

مدت سے نام سُنتے تھے مومن کا بارے آج
دیکھا ہی ہمنے اُس شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی یہ ناز دکھا کے سر اُٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہر چند زرہ پہنے ہین تعویذ زیر زرہ ہی مگر اُس نازنین سے کہا مین دور سے حضور کی مشتاق ہوکے آئی ہون ذرا میرے ساتھ تشریف لائیے سامنے زیر کوہ اِس کنیز کا باغ ہی چند ساعت وہان تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہوگئی آپ کے سردار غالب آگئے بی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ اُسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تلوار نیام مین کرلی سپر پشت پر ڈالی گلچینی گلشن جمال کی اُسکے کر رہے ہین نوبہار نے بڑھکر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہان جاتے ہین مقناطیس آگے بڑھی چاہا جاکر بادشاہ کو روکون کہ وہان نے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہان جاکر پھٹا تھوڑی دیر تو اُس مقام پر اندھیرا رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوے نہایت طرار و فرار ہنستی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا بوا کہان سے آئی ہو ہم تو خود تمھارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطیس کے پہونچی کہا اے مقناطیس سامنے ہمارا باغ ہے ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا ایک نگاہ جاکر دیکھ لو کہ ہمارے دلکو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے تمھارے انتظار مین چمک رہے ہین مقناطیس نے کہا بوا کیا نقصان ہے تمھارا عارض الانور رشک غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تسلسل ہے اُس نازنین نے مسکرا کر مقناطیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی

نظم

خالی ہوا ہے شیشہ سے گا ہے جہان نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو

اعجاز حسن دیا خود ہی سحر آنکھیں نازکا
آنکھیں وہ کہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو

یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین دلے
جو ہو سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو

کہتا ہون اُسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاہن وہ زیبا جوان نہ ہو

تنگ کر دیا ہے دورِ بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو

اب شوق وصل ہے نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو

عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق
مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہ ہو

اس شوخ طبع پر جو لیجیے تو حاضر ہے دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

موزون ہے بخت عشق حقیقی تمھین نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اُس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطیس کے گائے کہ مقناطیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقناطیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنینین جب دونون کو لیکر چلین تو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے جھککر کہا لو بوا مین کہتی تھی کہ مقناطیس بادشاہ کو بہکا لینگی وہ خود مبہوت ہو کر اُس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین جاکر روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جاکر اول مقناطیس کو روکو تو

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا لو کہان جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہی اُسی کو دیکھنے جاتے ہین آؤ لو تم بھی چلو نوبہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی اور ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے روکین تو یہ لوگ نہ رکینگے نوبہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین اِس نازنین کو کیا سمجھے ہین بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہین آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہولی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفرانی کے جاتے ہین اور گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو لیا یہ دونون اُنکے ساتھ جاتی ہین اور کوہان کوہ در گوشے مین بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی دمبدم پکارتا ہی یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نوبہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُترین اُترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو صحرا مین پھیلی ہوئی تھین جمع ہوکے سامنے آئین پکارتی ہوئین کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہی ہر پھول رنگ و بو مین لاجواب ہی چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہی گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہی بادشاہ باغ مین داخل ہوے گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو بھی باغ مین پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سامنے مین جوش مار رہی ہین حوض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو سو مین خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہاے شراب نایاب رکھے ہوے چھلک رہے ہین جیسے ہی بادشاہ نے باغ مین قدم رکھا ہزارہا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آگئے اپنی آوازین بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے

نظم

ہم و بیداد و ستم کچھ دل مضطر مین نہین	یون ہون نالان کہ وہ گویا صفت قمری نہین
خار بستر پہ شب ہجر بچھا دون کیونکر	دل مین تو ہو وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سر پٹکتا ہون کہ بس ہم ہی نہ ہون گھر بھی نہو	دھیان جسوقت یہ آتا ہی کہ وہ گھر مین نہین

مجھے میکش کی طرف محتسب آتا ہے تو آئے
ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر مین نہین

جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے عذاب
ہم نہ مانینگے کہ ایذ ا ثری ٹھوکر مین نہین

ہم نفس کیونکہ مسخر وہ پری رو ہوگا
نام اہل ہوس اور ا دفسونگر مین نہین

قطع امید سے سرکاٹنے کو کیا نسبت
تجھ مین وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر مین نہین

دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول پر
سچ کہا تھنے مزاحرف مکرر مین نہین

کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن
ہم طلب کرتے ہین وہ شی جو مقدر مین نہین

طائرون نے یہ اشعار اِس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقناطیس آمادہ ہوگئین کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرائو بادشاہ ساتھ اُس زعفران پوش کے باغ مین سیر کر رہے ہین کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی ای شہریار رنگار رنگ جادو کہ بادشاہ اِس پہاڑ کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خدا وند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگون نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدین آپ کے پاس اِن اشیاء کا رہنا مناسب نہین بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھولڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوے پوچھا کیون ای مقناطیس ہتھیار تو مین نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہین کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھاری کیا راے ہی تینون نے عرض کی حضور تعویذ کھولکر رکھدین ہم نگہبان رہین گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہین معلوم یہ طائر کون تھا کنیز کو بڑا اقلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ چلکر طلسم ہفت پیکر مین تشریف رکھین بادشاہ نے فرمایا ای مہ جبین مین مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہون مقام فقط بتادو مین طلسم ہفت پیکر مین خود چلا جاؤنگا مقناطیس و مشکبار و نوبہار بھی کہ رہی ہین کہ اگر طلسم مین نہ چلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھادو پھر مین فتح کرلونگا تینون جادوگرنیان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئین کہا کہ ای ملکۂ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اُسمین فورًا داخل ہونگے جاکر فتح کرلینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا فورًا دیوار
باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سبزہ
پھیلا ہوا ہی نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی کل افسران فوج
ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے ہین
کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر مین آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح کرتے
ہین وہ یہی صلاح دیتا ہی کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کرلینگے بادشاہ کو تخت پر
سوار کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لاکر دیے بادشاہ مسلح ہوے اُس
صحراے سبزہ زار سے گذر کر ایک وحشت مین پہونچے کہ صحراے ویران کف دست میدان
بالکل سنسان ہی ہواے گرم چل رہی ہی زاغ و زغن درخت ہاے خار پر اپنی آوازین لگا رہے ہین
بادشاہ اُس وحشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہواے گرم کا آتا ہی گل عارض
مرجھا جاتے ہین چہرے پر پریشانی اہل فوج فریاد گرمی کی کرتے ہوے مرکب سے گرے پڑتے
ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خُرد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک
قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہی برج کلان مین ایک
زنگی بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہی پہلو مین اُسکے ایک معشوق خوبرو گلابیان شراب کی
سامنے رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ
دیکھا وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین وہن سے قرنائین ملاے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز
چوبین گنگا جمنی اُنکے ہاتھون مین نقارون کے غاشیے ہاتھ مین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشا
کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگرنیان
یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت وسیع
ہی فنا ہی حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اُتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار
و مقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا
تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے مقناطیس وغیرہ یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب
نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے اسپار آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر ان کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پیکر حرکات لغو کرنے لگین اُس زنگی نے دیکھکر آواز دی ای مقناطیس و مشکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمھارے مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہم اہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قدمبوس ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نازنین گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مقناطیس و مشکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم تمھارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئین نازنینان سہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہی اور پہلو مین اُسکے معشوق خوبرو تھی بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکارکر آواز دی او اجل گرفتہ کیون جان دینے آتا ہی مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچا دُون کہ میری تینون رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذرتی ہین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ مین اُسکے کرسی پکارکر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُسپار خندق کے ٹھہر جائیے بادشاہ رُکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس

نازنین

نازنین نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنائین دہن سے ملائین نقارچیون نے چوبین اُٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی اُسنے پُکار کر آواز دی ای اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان نجین نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازارین کُھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بچے سرخ و سبز و زرد کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بالے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین دلال خریدارونکو بُلاتے ہین اور مال جوہر اونکا بکواتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جُھک جُھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اور طلسم کُشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آگے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

کہتے ہین جسکو عرش بریں ہی وہ بام دوست — اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر — چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست
جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو — کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست
ہی جی مین کوہ طور پر اک روز جائیے — مثل کلیم ہوجیے وان ہمکلام دوست
عاشق جلو مین دوڑتے ہی دوڑتے مرے — ہرگز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست
پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین — بیواسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر — لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی — پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست
بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر — سبلہ سار و زہرہ بنے لگے زیر بام دوست
ای رند مشک و عود کی کیا اُسکو احتیاج — رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اِس آواز کو بادشاہ جمجاہ سُنکر اُسطرف متوجہ ہوے دیکھا صدہا نازنینان مہجبین دف ودائرے
بجاتی ہوئین ایک محافہ آگے اُسکو ناظر بچکانے گھیرے ہوے آگے ایک چوبدار عصاے مرصع کا
ہاتہ مین آوازہ دیتا ہوا آتا ہی کہ اے دوکاندارو واے اہالی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہی جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس برج محافہ
مین ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چہاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ بو سے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہی عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابرو مین لیس تھے تو دہ کو دل پہ پڑے کہ توڑ کر پشت سو پار گئے
بادشاہ نے جھپٹ کر پاے پر محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہی چوبدار نے بڑھکر
عرض کی حضور بیتاب نہ ہون یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہی گرد جو نازنینان مہجبین کھڑی ہین
اُنھون نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کار آیا اُسپر بادشاہ کو بٹھا کر دولہا بنایا
بھاری سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا اور دروازے
پر اُسکے کئی سو کنیزین بطور استقبال کھڑی ہین جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا اُن سب
کنیزون نے پھول جو ہاتھون مین لیے تھین بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے
عرض کی حضور تخت سے اُترین عروس کو لیکر داخل باغ ہون بادشاہ تخت سے اُترے محافہ
رکھا گیا عروس نے ہاتھ بڑھاے بادشاہ نے عروس کو گود مین اُٹھایا مالامال محبت ہین لیکر
عروس کو باغ مین آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش مشجر بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہی اُس چھپر کھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزون
نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے حیلے سے ہٹنے لگین تھوڑی دیر مین بادشاہ نے دیکھا کہ گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی رکھکر سب ہٹ گئین بادشاہ نے دیکھا اب سواے عروس کے
اور کوئی اُس مقام پر نہین ہی مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پر تشریف لائے پردہ ہاے
زنبوری چہار جانب کھنچے ہوے بادشاہ نے جو پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلاے
امید وصل مین دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُٹھایا تو اُس معشوق پریچہرہ کو

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوے کہ رہی ہی ای شہریار
آئیے مین بھی تشنۂ شربت وصل ہون بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مُردار تو کون ہی کہ مجھسے وصل
کی خواہان ہوتی ہی مین تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کرون اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑ کہا ای شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیان ساتھ تھین آپ
بہ ناز و نعم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہین شاید کسینے کچھ بہکا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ ارے بھیا حلوا خوردن را روے باید اُس زنگن
نے چاہا گلے مین بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ جو کھولا بوے بد آئی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا
ہٹا دیا اُسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہی مین چاہتی ہون گلے مین ہاتھ ڈالون
وہ اپنے کو کھینچتا ہی کیون شامتین آئی ہین تونے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیان آگاہ ہوئین
اپنے اپنے جلسون مین ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب مین اپنے میکے مین کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھسے بیزار ہو گیا مین ایسی مجھکو
سب مین ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہین کہ ضعیفہ کی
بڑی آبرو ہی تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو
زنگن نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہرچند روکا وہ نہین مانتی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرکر گری ہزارون کنیزین سر پیٹتی ہوئی گھس آئین
غل مچاتی تھین کہ ساجو یہ ظلم کبھی کہین سُنا ہی اس ناز و نیاز سے دُلھن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا کنیزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑلین بادشاہ نے
تلوار کھینچی کنیزین ہنسنے لگین ایک سے ایک کہتی ہی ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دُلھن کو
مار ڈالا اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہی بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر
وہ سب عورتین لپٹ گئین بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ آہنگر
کو بلاؤ آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی
کہ بادشاہ بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنین سر زنجیر کو تھامے
ہوے اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ رکھی ہوئین مجھکو لیے جاتی ہین جو راہ مین ملتا ہی

اُس سے کہتی ہین صاحبو بنا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردارخوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لیگئے تنہائی مین نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہوتے ہین ہر ایک راہگیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہی ایسی خوبصورت دُلھن اُسکے وصل پر کچھ تمکو توجہ نہ ہوئی بادشاہ اُن کہنے والونکو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دُلھن کے نام سے لیاقت ظاہر ہی ضعیفہ مردارخوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے اُسکو قتل کیا زنگنین کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کروگے خداوند ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین پھنسو کہ آب ودانہ تم پر بند کرین ضعیفہ مردارخوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طی کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے پہ پردۂ زنبوری کھنچا ہی غرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہی اُسنے زنگنون سے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولھا ضعیفہ مردارخوار کو بیاہ کے لیگئے تھے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ شادی کردین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولھا نے دُلھن کو گود مین لیکے اُتارا بڑا ولولہ تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہین معلوم کیا سوجھی دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیز داران عروس لاشہ لیکر آئی ہین اور میان دولھا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہرچند کہتے ہین کہ لاشہ اس فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دُلھن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم مین ایسی کوئی خوبصورت عورت نہین ہی کبھی ہم لوگون پر یہ بدعت نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا تخت آہن بچھا ہی اُسپر ایک زنگی سیاہ رو نیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی جسم مین بوسیدہ ویسے ہی رفیق ونگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخرا پن کر رہے ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع رفیقون کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا ای

بادشاہ عادل دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دُلھن پہ عاشق ہوے تھے تخت سے کود کر پایے پہ محافے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھرون مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دُلھن کا سِن کیا تھا چار ہی کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اِس ظالم کو ایسی نفرت ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے شخص تو نے دُلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ اِسلام نے فرمایا مین جسپر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا مُنھ سے بوے بد آتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسنے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اِس شہر کا دستور ہی کہ دولھا دُلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اِسکو قتل کرکے لاشہ ہمین دین کہ دولھا اور دُلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہی مرنے کے بعد تو اُسکو چین ملے شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بُلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اِسکو قتل کیا ابھی سعادہ منہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھون مین سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اِسنے دُلھن کو قتل کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اِسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ پڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اِسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے یہ قیدی کوہ زنگار رنگ سے اِسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جِلانا ہمارا کام نہین ہی اُس بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب و سوال کر لینگے جلاد خنجر کھینچکر سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار کے رجوع کرکے بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اِس بلا سے نجات دے اِن ظالمونکے ہاتھ سے بچا لے نظم

بنماید پرتو نور خدا نزدیک و دور — میدہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا — در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئنہ — عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین — رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
می کند راہ طلب طالب بپائے اشتیاق — شہر شہر و قریہ قریہ جابجا نزدیک و دور
جستجوئے گل کند بلبل بہر باغ بوستان — میرود و دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد نے کوڑے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اُسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او اظلم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہی آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہی اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہوگا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب مین کیا کرون آخر یہ کون شخص ہی کہ جسکے واسطے یہ انتقام ہی کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اُڑائے ہوئے آتا ہی ایک کتاب ہاتھ مین اُسکو دیکھتا ہی اُسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا او اظلم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہین سنی فوراً مین نے اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہوچکی طلسم کشا آگیا کئی دربند فتح کرچکا اگر یہ شخص آج قتل ہوجاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہی کہ اہالی طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہین کہ عبادت خداوندی بھی نہین کرتے [illegible] لکھا ہوا پڑھتا جاتا ہی دربند فتح ہوئے تین پہاڑ جو تھے بہا اُڑتے مصاحبان ہفت پیکر [illegible] تین جادوگرنیان بھی ساتھ تھین انکو [illegible] باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا مناسب نہین قید سے مین خداوند ہفت پیکر بھی بلا لگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کرو مین اسکو لیجا کر اُسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون شاید اہالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جائے کل کتابون مین یہی

لکھا ہو کہ اِس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر
بٹھالیا لیکر روانہ ہو گیا زنگین دو ہائی دیتی رہگئین اُس ساحر نے رونا پیٹنا کسیکا نہ سُنا بلکہ جواب دیا
کہ اِس ضعیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھہ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
لیجا کر جلاؤ پھونکو یہ اِسی لایق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑ گیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے ہر ایک
کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہو اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگے مگر وہ ساحر بادشاہ کو
لیے ہوے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار و مشکبار انکی
زبانون مین سوزن چند زنگنین اُسی باغ مین اِنکو پھرا رہی ہین بیٹھنے نہین دیتین تینون اپنے
حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوے اُسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجا کر بادشاہ کو پہونچا یا زنگنون سے
کہا اِن تینون قیدیون کو بھی اِسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون
سے سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار و مشکبار تمنے بڑی خفت کی کہ بادشاہ کو
قید کرا دیا اگر مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ
تینون جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہو غلام اکثر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اِسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہو کہ لوح لیکے
آئینگے میرا علم خبر دیتا ہو کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسیدن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران آپ
طلسم کو آکر فتح کرینگے مین مذہب باطل پر لعنت کر چکا شکر ہو کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر
بادشاہ کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہدیا خبردار
کوئی ساحر اِس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کہ بحکم شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین
یہ انتظام کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ
بن عمرو جب اُسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھہ اِن جادوگرنیون کے روانہ ہو گئے

اور مقناطیس اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئین پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ
ایسا نہ ہو مین بھی کسی بلا مین پھنس جاؤن ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لیگئے اب چلکر رستم کو
خبر کرو فیروزہ بن عمرو گریبان چاک چہرے پہ خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہین بادشاہ
کا نشان نہ پایا اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کرکے پوچھا اُنکی زبانی معلوم
ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لیگئے اور داخل قلعۂ طلسم ہو گئے یہ دریافت
کرکے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پہ دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین
نورالدہر کی آیا نورالدہر بعجلت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ
چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس
ملک مین پہونچے اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش کہ اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا
اُسکی وجہ سے سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا
زنگار رنگ جادو مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پہ نہ جایئے مگر بادشاہ
نے نہ مانا اکثر ساحرونکو بھی قتل کیا آخر ایک نازنین فریب و مکر سے معمور بادشاہ کو لگا کر لیگئی
طلسم ہفت پیکر مین جاکر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نورالدہر
نے کہا ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جاکر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ
نے کہا رستم طلسم کشا ہین اُنکے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور
بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا کر لیگئے حضور کا جانا
بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسیوقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے
چلے فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایرج آگے آگے پشت پہ فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان
کیا کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

کہنے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اُٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم
وبرہم کر دونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر
منع کرونگا اُسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جراُت کو کام نہ فرمایئے بدون
دست حق پرست رُستم اور کسی سے مطلب نہ نکلے گا ایرج نے اُسی وقت لشکر کو درست
کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کرکے سرحد فاروقیہ
مین پہونچا خبر سُنی کہ لشکر رُستم قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہی طرف لشکر کے چلا رُستم بارگاہ مین بیٹھے
ہین خیر خواہان دولت ساحران نامی وپہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی
فیروزہ بن عمرو آتا ہی رُستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رُستم نے
باشتیاق پوچھا کہ کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا
کہا ای شہریار اب لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ زنگار رنگ
پہونچے قلعہ تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگر نیان لگاکر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سُنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سُنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رُستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ
نے کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رُستم نے فیروزہ کو بہ الفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکہ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سُنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکے
قید ہوے اب ہم کو جانا واجب ولازم ہی کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی
فکر کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہی کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح
ارشاد ہو بجالاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہرت ہر وقت کمیل پاس گلدستون کے
نہین بیٹھی رہتی تم رُستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اُڑتے رہینگے جب رُستم لوح حاصل
کر چکین اور کمیل پر بلوہ کرین ہم آسمان سے اُتر پہونچین مصروف جنگ ہون لڑ بھڑ کے
رُستم کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا مین لیجاکر اُسی مقام پر انکو

آثار دیکھی جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن ای آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوے
ہین یہ ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہی مہلال سحرکش نے عرض کی ای شہرت
طلسم کشتا کے واسطے یہ امر حاصل ہی کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر
ہوجائیگی اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو
بجا لاؤن آخر یہی صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب
لوح حاصل ہو آخر یہی صلاح کامل ہوئی کہ مہلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر
بالاے آسمان روانہ ہوے یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کیا
تخت اُڑا اڑکر لے چلی سمک و فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرونکی شکل بنے ہوے پھر رہے
ہین لیکن محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر سامنے محیط کے
زمزمہ سرائی شروع کی محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا
کہ اس طائر نے کیا کہا خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہی کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین
طلسم کشا کو لوح ملجائیگی اور قدرت نے فرمایا ہی کہ ای محیط آگاہ ہوجاؤ کہ بادشاہ اسلام
طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے وہان قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جلدی ہی کہ اپنے کو
طلسم مین جلد پہونچائین بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہی صاحبون
نے عرض کی ای ملکہ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو
نامہ لکھو یہ کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہی کہ
اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی
کمیل کو نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت
پریشان تھے فرماتے تھے اب بادولت ان پہاڑون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف
لیجائینگے مگر ای کمیل جہانتک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ یہی تمھاری شہرت طلسم کشا
پر عاشق ہی اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض
کرنا کہ مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہی کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی مین تو ناممکن ہی کہ لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب سنکر بہت خوش ہوئی کہا مصاحبو کمیل وہ ساحرہ ہی کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہی وہ ایک سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش بر آواز رہونگی جسوقت طلسم کشا قریب اُن گلدستون کے پہونچین طائران سحر اسطور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپ کو خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر ساحری وجمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لینگے ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہی باتون سے مصاحبون کی مطمئن ہوکے بیٹھی مگر کمیل جادو نے جسدن سے یہ خبر سُنی تجربہ کر چکا ہون کہ متعلق ہوا یہ دو قصر بنے ہین ایک قصر مین کمیل رہتی ہی دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہی جسپر اُنہی گلدستے رکھے ہین اُنہی مین ایک گلدستے مین لوح ہی کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہی بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت رُستم کو لیے ہوے بالاے آسمان پہونچی اوّل شہرت نے تخت رُستم الگ چھوڑا آپ تنہا آسمان پر آکے چکی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستونکے بیٹھی ہی آفتاب وہلال وغیرہ جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوے چمک رہے تھے شہرت نے اِن سب سے کہا کیون اے آفتاب مان میری بڑی حفاظت کر رہی ہی یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا کو لیکر اُتر دون لوح قبضے مین آجاے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا مگر مین کنیزان کمیل مین جاکر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بُلا لونگی شہرت نے کہا بوا ایسی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی مل گئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری مجھکو پکار رہی ہی سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے

ملکۂ عالم آپ نے انتظام لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہین آسکتا کمیل نے جواب دیا ای
نرگس تو سچ کہتی ہی مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہی ماہی سحر نے
کمیل کو باتون مین لگایا شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر
قصر مین لائی کہا ای شہریار بسم اللہ کر کے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار
ظاہر ہوتی ہی رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے
رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین
ایک ستارہ چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی
لوح ہو وہ جو گلدستے شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے
بالاے آسمان آکر آواز دی ای کمیل کیون دھوکا کھاتی ہی کس سے باتین کرتی ہی دشمن
اپنا کام کیا چاہتے ہین طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہی اپنے تئین جلد پہونچا کمیل
نے جو یہ آواز سُنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہی ماہی سحر نے
کہا حضور نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر
کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت
سامنے گلدستون کے کھڑی ہی اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پہ ہاتھ مارا چاہتے ہین کہ کمیل
نے آواز دی ای شہرت او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای
طلسم کشا خبردار لوح پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منھ سے ایک شعلہ چھوڑا
وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ
سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پہ تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر
کو گھیرا تمام قصر مین غل پڑ گیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو
گرد قصر کے چرخ مار رہی تھین اُنھون نے چاہا قصر پہ جا پڑین آفتاب فلک سیر نے
آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھا گیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچین
مگر محبوطہ جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہی آٹھ پہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن
سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی نظم

ہی دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرینگے
کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرینگے کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے
ہنس ہنسکے وہ مجھسے ہی مرے قتل کی باتین اِسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرینگے
کیا نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرینگے
غیرون سے شکرلب سخن تلخ ہی تیرا ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرینگے
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسےٰ اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے
جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اِک بوسہ دہن کا ہو جائینگے لب بند تو غوغا نہ کرینگے
دیوار کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے
گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے
اسوقت کیا مردمک چشم کا شکوہ ای پردہ نشین ہم تجھے رُسوا نہ کرینگے
ناصح کفِ افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرینگے
اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے اغیار سے ہم شکوۂ بیجا نہ کرینگے
گر ذکر وفا سے بھی غصہ ہی تو اب سے گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرینگے
مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس سے یہ مضمون کھلجائے کہ ترک در بتخانہ نہ کرینگے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی ای ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جاکر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہی یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہی یہان وہ رنگ ہی کہ طلسم کشا و شہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پہ دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم کشا ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہی جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین چاہتی ہین بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا جلکے رہگئی جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر

گری پڑتی ہین جنگ سحر کر کے کنیزون نے رستم کو گنبد کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین
انکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہی
چاہتی ہین قصر مین جائین مگر نہین جا سکتین مہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر
بڑا ابلوہ ہی کنیزین مشتبہ سحر کر رہی ہین گنبد کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ای آفتاب
اگر تمھاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح
نہ پائی تو نہین معلوم لوح کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان
گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا مہلال اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے
محیط ساحر ستر ہزار ساحر لیکر چلی اڑتی ہوئی آئی آفتاب و مہلال وغیرہ نے دیکھا کہ
محیط بجمعیت کثیر آ پہونچی مہلال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر
محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہی اور سردار
طلسم کشا کے مجمع پر آ پڑے پڑھنے لگی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہ ہاے آتش گرے
شعلہ ہاے آتش مین آفتاب گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہ ہاے آتش سے نکلون مگر نہین
نکل سکتا نہنگ بحری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہی نہنگ بحری
و ماہی سحر قریب اُس آتش کے آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ابر سیاہ
پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب تڑپکر نکلا اب جو آفتاب نے
گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے
آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہاے
آتش سے نکلا اب ساحرونکو قتل کر رہا ہی ماہی سحر پر کڑک کر گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ
تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی
کمپیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے محیط نے سحر کر کے ماہی سحر کو گرایا کمپیل جادو
نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے اسطرح گردن کر اسکے دو ٹکڑے کر دون ماہی سحر
زمین پر جا کے گری فیروزہ ابن عمرو و سمک بلیداقی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے
ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گر کے تڑپ رہی ہی کمپیل جادو قصر سے تڑپکر نکلی دیکھا

ماہی سحر تڑپ رہی ہو ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوے سنبھال رہا ہو کمبیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو ماہی سحر کو سنبھالتا ہو وہین سے سحر کیا کہ سمک کے پانون زمین نے تھام لیے کمبیل نیمچہ لیکر دوڑی کہ دونون کے سر کاٹ لون اُسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری بیتابی مین پکار رہے ہین ای خالق کون ومکان وای رب دوجہان اب تو اِس آفت سے نجات دے تو کریم ورحیم ہو نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری — بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کرد چون گہرباری — بچار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس خدا کند یاری — ہمیشہ وقت غم و رنج و درد و غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش — کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام — بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد — کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد — کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتے ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کمبیل حکم خداوند لیکر آیا ہون اِسے دیکھ لو پھر تمہین اختیار ہو کمبیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہو کمبیل دونون کو قتل کرنے کرتے رُک گئی اُس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ مین دیا کمبیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھوان نکلا کمبیل کے دماغ مین پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کود کر کمبیل کی خنجر مارا کہ کمبیل کا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے کمبیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین کمبیل جادو بود شہرت بالاے قصر کھڑی ہو دونون ہاتھون سے سحر کر رہی ہو اُسکے کان مین جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہو کسی عیار نے کمبیل کو مار ا فقط سہ مان کو ملتا ایک قلق مرنے کا کمبیل کے ہوا لیکن اُسی حالت مین ساتھ طلسم کشا کے لڑنے لگی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اُٹھایا محیط نے جو کان مین آواز پہونچی کہ کمبیل کو عیار نے مارا جھٹ آپ

نکل کے بلند ہوئی بالاے آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح اُٹھا لی اب سب ساحرونکا محیط پر بلوہ ہی محیط نے لوح چمکانا شروع کی جسپر عکس لوح کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سپہر ایسا جادوگر گرک کر محیط پر چلا کہ غضب ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ پنجہ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی آفتاب اُلٹ گیا مہلال نے بہ جرأت بہی قصد کیا کہ جسطرح بنے لوح لون جب قریب پہونچ گیا تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و مہلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سحر نے دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین اور محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہوکر ایک آواز دی کہ اے ساحرو جنگ موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے ہارگونون ستمرا کر دیا تھا اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رُستم قصر معلق مین خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب اِنکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین رُستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہریار جستجو ہماری آپ کی بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رُستم کے جمع ہوے رُستم نے کہا اے آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچونگا خواہ اِسمین جان جاے خواہ رہے مین مفصل خبر پاچکا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہوے دُشمن اُنکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا اے شہریار چلیے کوہ الوان پر ہفت پیکر ٹھہرا ہی آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ کرین یقین ہی کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہی رُستم لشکر مین آئے افسران فوج کو تیار کیا قلعۂ فارو قیہ سے کوچ کرکے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف جستجو ہی ایک منزل رُستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالاے کوہ الوان پہونچاتی ہی جاکے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رُستم سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے

چلی یہان بعد کئی مہینے کے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہی الوان جادو نہایت ساحر زبردست ہو اِسنے جو آمد ہفت پیکر کی سُنی در بکھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر چہار رنگ آسمان سے پیدا ہوا اترا رہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہین الوان جادو تخت سے اُٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آئیے مین مدت سے آپ کا مشتاق ہون کوہ زنگار رنگ پر عرصہ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوس کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپ کے رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آئیے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی درانداز نہین ہی کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قدوقامت کا سر چہار منھ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاس اُسکے اُنکے پیچھو آتا ہوا لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین ہلڑ ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا ہی ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب قدیم ہی قدرت کو اسقدر پاس ہی کہ بصورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارہ مین آیا اور ہفت پیکر آکے تخت پر بیٹھا پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر الوان جھککر ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہی کہ یا خداوند بندے آپ کے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر کہہ رہا ہی مین نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سب کے امتحان ہی کہ آسمان پر ایک ابر یاقوتی اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جسدن سے اُسنے انقلاب سُنا ہی پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہی دیکھیے وہ دورہ کیے ہوے آتی ہی آمد مسلمانان کی خبر لیتی رہتی ہی دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہی بلکہ الماس یاقوت پوش نام ہی ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین وجمیل اپنی مصاحبون کی کفیل گرد کنیزین گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اُس پری پیکر
پر پڑی بیچین ہوگیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ کر کے
اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او بندی قدرت آؤ قدرت تمھارے مشتاق تھے تمکو بڑی
مشقت پڑتی ہی ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین جبین
حسن مین بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو منھ کھولکر
باتین کرنے لگا وہ بوے بد اسکے دہن سے آئی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلوے تخت
پر سر نگون بیٹھی ہی ہفت پیکر کبھی پشت پہ ہاتھ رکھدیتا ہی کبھی کہتا ہی کچھ باتین تو کرو ای الماس
کہان گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا ورسے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی جب سے
مین نے سُنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ زنگار رنگ پر آئے اپنے
کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اِسطرف آئے تو وہین
صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کردن قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ زنگار رنگ پر آگیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ
کے اُسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جاکر قید ہوے اِس مصیبت
مین ہوگئے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
درست درست کہ رہی ہی الوان جادو قریب کرسی پہ بیٹھا ہی مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھکر
حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ کیسی بدعت ہی کہ بیٹی میری بیہوش اور یہ ایسا دیکھیے اب
کیا ہوتا ہی اِسی تردد مین الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اُٹھنے نہین دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہی ہفت پیکر خود بٹھا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پہ کئی سو جادوگرنیان مگر خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم
سے حیران اُفتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدۂ خوشخبری
دو الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا
کہ یا خداوند وہ صدمے اُٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کرسکتی دختر کمیل نے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر مین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فورًا
گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے گو وہ زنگار رنگ پر گئی کہ کئی مہینے سے
قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا ای محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کرلین کہ اب لوح کو کہان رکھین تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھا کر پھر جھولی مین رکھ لیا
الماس نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہی
وہ یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای
الماس یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر اِن پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب و
غرائب دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین
بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھسے
باتین عشق و محبت کی کر رہا ہی مجھکو اِسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے
بھی دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا ای سرتاج
معشوقان کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو
سجدہ کرین گے میرے مقام پر باتین گے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہی
الماس کو ناگوار ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھسے
ایسی باتین کر رہے ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عذر و حیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا
کرنے والے ہوتے میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے
اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے گیا کہا یا خداوند ابتو آپ نے نیازمند کو سرفراز کیا بالائے کوہ
تشریف لے چلیے وہی مقام آپ کا جو تصویر سنگی مین ہی وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر
ہونگے اور کنیز کو اپنی نہ روکیے مین نے یہ انتظام کیا ہی کہ اگر مجھکو معلوم ہو کہ مسلمان اِسطرف
آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب
نہ آسکین یہ دیکھے جاتی ہی آکر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اِس محبوب
پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھتے اُٹھتے غائب

ہوگیا الوان نے مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹ نوازو ناقوس نوازونکو بھیجو کہ جاکر گرد تصویر جمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر گھنٹ نوازونکو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کررہی ہی شہر مین ڈھنڈھورا پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان پاجائے اور اگر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت یہان تشریف لاے ہر خُرد و کلان براے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے کوہ الوان ہین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق پہونچے اُسوقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا اے نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سیر آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہی اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے الوان نے کہا اے نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا ہی سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اِس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے جو کچھ ہوگا ظاہر ہوجائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھسے ملال ہوگا الوان نے کہا مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے چلی بارہ کوس نکلکر ایک

بہار تھا اُسپر آ کے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پڑی ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سپہر و مہلال سرکش شہرت مرصع پوش تخت پہ تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہو الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہو لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے گذرا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار اُسپر ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر پشت پہ کمان کیانی دوش پہ ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پہ لٹک رہا ہی اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہو ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد گہن حسن رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے رُستم پہ پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اُٹھتی ہو کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

از بس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی — دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی
سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہی — دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی
روز جزا ندے جو مرے قتل کا جواب — وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس — سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی
انکو گمان ہی گلۂ چین زلف کا — خوشبو نہ ہان زخم جو مشک ختن سے ہی
مین کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو — وہ اشک ریز غنچۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ — آئی تو دور ہی تب وتاب بدن سے ہے
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون — غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہے
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے زلیس مثال — مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہے
کیون یار نوحہ زن ہو کہان مرگ مجکو تو — لب بستگی تصور بوس دہن سے ہے
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا — تو اب بھی دل درست اُسی دلشکن سے ہے
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو — مومن کو ضد یہ کیش برہمن سے ہے

الماس یاقوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کے گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہے قصد یہ ہے کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرینگے کسی محل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بیمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اُسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اُترپڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہے کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پہ بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کود پڑی رستم ہاتھ تھامے ہوے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اُسی مقام پہ الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پہ لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب وکباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس ہمراز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہے بڑی حیرت مین ہے جی مین کہتی ہے کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہے کہ صحراے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے تنبورے سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

نہ دینا بوسہ پا گو فلک جھکتا زمین پر ہی
کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہی اُتنا زمین پر ہی

تڑپتا ہی پڑا اشوق شہادت خاک او خونین
گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہی

خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
زمین گرتی فلک پہ ہی فلک گرتا زمین پر ہی

تری دوری مین بھی کیا جاے جان اُس پہ جاتا ہی
کہ جیسے آسمان پر سے اِسے ٹپکا زمین پر ہی

نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جا زمین پر ہی

مری فریاد سے کہتا ہی اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی

ہوا مُہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہی کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اِس لطف سے سماک بلند اقبال گا رہا ہی کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا بھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمہ رُستم چرخ مار رہے ہین شیران صحرا پہلوون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اُترے پہلو کنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آخر پہاڑ سے بہ سختی اُترین دربارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہی کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ دربارگاہ پہ حاضر تھے اُنھون نے گھبرا گئے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین دربارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلاے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رُستم نے کہا اے برادر زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہی اے سماک تمھارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سماک نے کہا حضور لوح کی جستجو مین نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتنہ ہو

رُستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین جو تم جاگ رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی
سمک نے نہ مانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی
بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک نے دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر
سمک نے جراءت کرکے پوچھا نام نامی و اسم گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اِس طرف کے
سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر
الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رُستم نے جو جمال بے مثال دیکھا رعب
حسن و جمال سے اُٹھکر کھڑے ہوگئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف لائیے فرود واق
منظر چشم من آشیانہ لست بہ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ لست بہ یہ کہکے رُستم نے ہاتھ مین
ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رُستم نے پوچھا اے سرتاج حسینان
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ہمین کسوجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار
اصل مین یہ ہی کہ مین اِس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو آپ کے
آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اِسوقت جو تمکا نا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین
بلاتکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رُستم
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رُستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر بر سر کوہ الوان آیا ہی کیا کر رہا ہی
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق
سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فروکش
ہی ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہی وہین میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اُسکے جمع ہونگے
جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اُسیطرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجھکو
یہانتک پہونچایا اب آپ اِسی مقام پر تشریف رکھین جہانتک ہوسکیگا کل مین لوح
لیکر آؤنگی اب مین جان و مال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار پوچھین گے
کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب

کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے پھر یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین	پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہین
وہ عضو کون سا ہی جو کہ انتخاب نہین	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندون پر	مراد پر یہ ترا عالم شباب نہین
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی	ابو لہب ہین زمانے مین بو تراب نہین

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی فرد شب وصل غریبان ہی مرے ہمدم کسی ڈھب سے ہو گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے یہ رشتم نے کہا ای ملکۂ عالم اسقدر بیقرار نہ ہو کہا ای شہریار نہین معلوم تقدیر مین کیا لکھا ہی اور کیا ہونے والا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اب کنیز رخصت ہوتی ہی محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون کہ حضور کے خیال مین رہے ہفت پیکر نے مجھپر بدل توجہ کی بھی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اٹھین باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہی ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہی کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا اشرف یہ رکھتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہی کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنپر گذر طلسم کشا کو دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا مین اسی مقام پر حاضر ہونگی رشتم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو نہ آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اداس پریشان آگے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای

نور نظر شب کو کہان رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی
تھی وہان جا کے دیکھا قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین
دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری
آسمان پر چمک چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا
کہ تم شب کو نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت
سمجھایا مگر وہ نہین مانتے شب کو کھلکر مجھسے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے
پیدا ہوگا خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان
پر گئے ہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی
الوان جادو بر سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب
محیط ایک قصر مین جا کر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسیوقت
طاؤس پر سوار ہو کر طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ
استادہ کرایا تھا سمک کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح
مین لائی دونون ہاتھ پر رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو
گلے مین ڈالا مگر محیط جو سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہی
کہ میرے پاس کون آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین
محیط کو ایک ایک سے پوچھتے پوچھتے شام ہو گئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ بی الماس
کہان ہین کنیزون نے کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہی کہ الوان
آیا اُسنے آکر پوچھا کہ اے محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی
یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ
معشوقۂ قدرت کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے
فکر کرلی ہی محیط کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان
قدرت جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے
یہ آفت برپا کی ہی سر کوہ لشکر رستم اُترا ہی وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہی ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
بڑا قلق ہی الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہی تو ابھی جا کر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون یہ تو
مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ بیٹی آپ کے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکالڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہی قدرت یہ ذکر نہ کرین ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس
کو قبضے مین کرینگے الوان نے کہا اچھو مین جاتا ہون اگر بنتا ہی لوح بھی لاؤنگا نہین تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح
کو قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام
کر لیا الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے
پیچھے محیط جادو بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہی جب کہتی ہی
کہ مین جاتی ہون رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ
نہ کرو ہفت پیکر خود وہان موجود ہی شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہی
الماس نے کہا میرے جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین
گرفتار کر کے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا
کہ لوح بے منت خلق پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ
کیا تجھے زندہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے
شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزارہا گرد رستم کے ہو گئے
رستم نے لوح کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر بام انتقام سے
کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو
تیغۂ ہفت جوہر چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہی کبھی برق چمکاتا ہی کبھی تلوار بن گرتا
ہی مگر کوئی سحر رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹتا جاتا ہی الماس کھڑی
یہ تماشہ دیکھ رہی ہی ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو پیچھے ہٹتا ہی
برابر الماس کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہی الماس نے چاہا ہاتھ کرین

الوان نے کوئی کمر بٹی کمر مین پنچہ دیکر لے اڑا رستم نے لوح گلے سے اتار رہی پکار کر کہا او
ساحرہ یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکار رہی ای شہریار برائے خدا لوح اپنے
پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بےمثال دیکھیگا
پروانہ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحرہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پر
آکے فاتحہ پڑھیےگا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے
تو کیون نہ روح راحت پائے نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار — اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون جنون فزا لیلی کو کیا بہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
جو مجھ بعد مرے ہین چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سائے تلے مرا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین — کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پر — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اسنے ہو کے تبسم جواب مجھکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگسستان مین — سوا اسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گزار
ہین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — بہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو چکی
للکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کمی
کی جیسے ہی ہین ستے لوح ہمکو بچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھنے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی
الماس سے یہ کمال کیا کہ مجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران
طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اتار رہی تین بھال کا
تیر جو ترکو محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا اپشت کو توڑ کر پار گذرا ناشہ محیط کا زمین پر گرا

آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین
محیط جادو بود راہ مین یہ آواز کان مین الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مار الماس سے کہا
او گیسو بریدہ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا آئے
الماس خاموش ہی الوان جھلّایا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مراد مند بھی جمع ہین
فریاد فریاد کر رہے ہین مراد مانگ رہے ہین تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ای بندگان من مراد
تمھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد
تصویر کے جمع ہین باجے بجا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر ایک شجر و حجر سے آواز آ رہی ہی
یا خداوند ہفت پیکر تیرا مذہب ایسا بے نظیر ہی کہ جسکا مثل نہین ہی ہفت پیکر تصویر مین
سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش
کو پنجے مین لیے ہوے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آ گئے اُتر اسپ شبیہ
وزیر حیران ہو گئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی مین پہونچا اب
الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اِس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم
ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز
آئی ای الوان اِسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اِسکا صاف کیا جائے گا
الوان نے کہا یا خداوند مین نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر مین
حاکمان مرحلہ ہین وہ سب قتل ہونگے مین کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اِسکو سزا نہ
دیجائے ہر چند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادون
کے سپرد کیا جلاد ون نے پکڑ کر الماس کو کھینچا دارین اِستادہ ہونے لگین الماس دیکھ
رہی ہی کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب
کارساز اِس آفت سے بچائے

نظم

از خدا جوید دواے درد دل بیمار روح	شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال	از صداے نغمۂ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد و جسم زارش زاختلاف آب و گل — شوید از رویش سیاہی چشم گوہر بار روح
درگذر از رنگ و بوے جسم خاکی درگذر — سیر ای بلبل بکن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم آہ — دور دار از ہندی آسیب تن و آثار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کرو وہ تیری جان بچالین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خدا وند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہی خدا وند ہونے پر مرتا ہی یہ خدا وند نہین ہی یار و یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بناتی ہی مگر طلسم کشا لبعد جانے الماس کے لوح کو پھینکے دیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہی کہ وحیلہ نہ کرینگے برا ے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھپر نہایت شاق ہی دل اسکے جمال کا مشتاق ہی سب سردار آکر جمع ہو گئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمایئے خدا انکو بچائیگا باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہی حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر اسپر عاشق ہی وہ ضرور کد کریگا کیا کہون دلکو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین **نظم**

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے — دل نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے — دم رکے ہی نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرا ہے بس — تنگ تر ہی خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو — برق گٹتی ہو تری شمشیر سے
وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل — گر ہوا خلط کاتب تقدیر سے
یون بنا گر حال دل کہنا نہ تھا — بات بگڑی ہی مری تقدیر سے

انگلیون مین خامہ جمکر رہ گیا — نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی پھرنا نگاہ یار کا — الامان اِس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم پری رو دیکھنا — پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہاے وصل — گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہون آخر کسطرح — مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا پاتے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی رُستم کی بیقراری سردار ہر چند سمجھا رہے ہین رُستم نہین قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اِسنے جو یہ سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کرلایا پہلو مین رُستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہی بیقرار ہو کر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی وزیر وامیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رُستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اِسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہی بیقرار ہو کر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رُستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رُستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اِس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اِسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اُسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رُستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جاکر اُسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اِس خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو لیکر پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رُستم کا مرکب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سمک نے لشکر کو تیار کیا رُستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تعویذات زیب جسم مرکب پر چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ مین شہرت نے جو رُستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

نہ چلی بالائے آسمان جاکر چمکی رُستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پر بیٹھی کے کھڑا کہہ رہا ہی کہ
کیون ای نور نظر عشق سے رُستم کے انکار نہ کریگی قدرت تجھکو پہلونشین کرینگے سارے طلسم
مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجہ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے
الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین چاہتی ہون کہ معشوقہ
طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رُستم کے بھاگتے پھرتے
ہین اسپر الوان جادو جھلاتا ہی کلمات سخت و سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہا ہو ہا ہو ہوا نعرہ
طلسم کشا کی آواز آئی نعرہ رُستم ارشد اولاد امیر عرب ❊ کیست علمشاہ چو رستم لقب
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ❊ کہ بر تخت کمر زد و ق افگندہ شور ❊ ہزبر دمان رُستم نوجوان
نہال گلستان صاحبقران ❊ زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کاندار
بھاگنے لگے ایک پہلو پر رُستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف مہلال سرکش
اِن دونون کے سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری
ان دونون نے ہزارونکو دیوانہ کیا جسکو جمال بمیثال دکھادیا او نگاہ سحر آگین سے اشارہ
کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اُڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور و ناچار سحر آفتاب نے
سیکڑون کے سر گرائے دو کانین ویران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو
اشارہ کیا کہ بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اُترے سحر کرنے لگے رُستم نے لوح
کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جب
ساحران الوان پہاڑ سے اُتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین اُن کو
آفتاب قتل کررہا ہی الوان نے کئی سحر کیے رُستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اُترنے لگا الماس
اُسی مقام پر بیٹھی رہگئی شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد صرف گرد ہین اور ساحران
زبردست گرد سے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اُڑا دیئے
الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اُٹھو ہم سب تمھارے
ممنون و شکرگزار ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری
جستجو بیکار ہوئی لوح ایسی شی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون

ساحرون کو دیکھو مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کود گیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہین جب لوح چمکائی سوختہ و سودا بنا ہوئے سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوئے جاتے ہین گرد رستم انبوہ ساحران ہی سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُن کے روکے سے نہین رُکتے مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اپنے سحر کرکے روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالاے کوہ پہونچے جب الوان ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بکوہ گیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہی الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے سب گھنٹ نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی ویرین آواز دیتی ہی او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پر دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا خود تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سحر کنیزین نازنینان سہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی — کہ تھمتی ہی نہین ہچکی ہوئی ہی دیر شیشے کی
مدام اُس دلبر مے کش کے منھ لگتا ہی ای ساقی — بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
سوا ای محتسب اِسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے — سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی
اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی — شکایت ہی مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
ہون اِک آئینہ رو کا دیدۂ پُرآب دیوانہ — بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
بیان کرتا ہی ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم — ولے کیا سمجھے پیچیدہ ہی تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا | کہ بیہودہ ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رُستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہجبین غائب ہوئین
اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اُسنے دستک دی دردیر سے آگے بڑھا
ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رُستم پر گرے
آفتاب نے آواز دی اے شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکایئے رُستم نے فوراً لوح کو چمکایا
وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگئے دور سے الوان
نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے
چند شیر دُم اُٹھائے ہوے مُنھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی
طرف رُستم کے چلے رُستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی
مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا اے شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رُستم
نے اشارہ کیا کہ لوح نے یہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین ان شیرون کے پھینک دو مین نے
وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب
نابود ہوے کوئی زخمی ہوکر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہوگیا تھوڑے
عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر
پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشنا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے
آواز دی اے الوان قدرت گھبرائے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم
ہفت پیکر مین جائین وہان جاکر کُل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون
سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشنا لوح حوالے کرے تحفہ جان قبضے سے جب
طلسم کشنا کے نکل جائینگے طلسم کشنا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین
سنین گھبرا گیا طلسم کشنا قریب الوان پہونچے للکارا او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے
وہ خود مکار وجعلساز ہے ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتین رُستم
کی سُنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رُستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل وخوار
کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا اول ہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جعلساز ہی طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بد حواس ہو گیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار سپر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھادی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ ای شہریار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کرکے جو چمکایا تصویر کو چاہا جھپٹ کے تیغہ ماروں کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک دھوان پیچیدہ ہوکر نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے نہ بڑھیے ہفت پیکر نکلگیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالاے آسمان ایک ساحر فوج فوج میں پکار رہا ہی کہ ای رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤگے تو مزا اٹھاؤگے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تھا کہ ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑنے بھڑنے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ ہیں قلعے میں جاکر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہی رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو لیا اسی مقام پر لشکر اترا رکیسون میں یہی چرچا ہی کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی ای شہریار اب کیا قصد ہی رستم نے کہا خواہ جان جاے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آئندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہاں قید ہیں جسوقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرماینگے تین دن رستم کوہ الوان پر مشغول رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلونگی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ

کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحر اپنی اپنی شوکت
وشان دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر
آفتاب ایک صحرا پُر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر مہلال بعد انکے لشکر
شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر ونہنگ بحری
لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین اِن سب کے بعد لشکر عیوق وجاروق وشیر مردم در
دیوانہ اِن سرداروں کے بیچ مین بارگاہ رُستم استادہ ہی شام کا وقت ہی رُستم بارگاہ مین
بیٹھے ہین آفتاب ومہلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑکر براے ملاقات
رُستم آئے ہین بیچ مین ونگل زرین پر رُستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت
عیش وجشن آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہلڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے رُستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال
ہو رہا ہی سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام
ابھی آتا ہی یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین
آفتاب نے بڑھکر شیرونکو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہی یہ
کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے
سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو
سینگ مارا کہ توڑکر پشت کو شیر کی پار گذرا شیرونکو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار
کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو
جو دیکھا کہا اے آفتاب یہ دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ زنگار رنگ سے
روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ
ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید
اِن دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون
یہ کہکے الماس طاوس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب
ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آکے ٹھہری کھڑی دیکھ رہی ہی کہ الماس طاوس پر سوار

سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو سمجھا تھا ابر مین کمانتک چھپو گی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بہکایا اب میرے مقابلے مین آئی ہی یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھہ مین روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علحدہ ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکلی نکل کر دونون پر جا پڑی دونو نکا سحر دفع کر رہی ہی زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار چمک کر سر پر الماس کے گری کہ سر الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین الماس نے چاہا ان دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر چاہا ابر کو توڑون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہین نکلسکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور خود کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوے آفتاب نے منھہ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آ کے پہونچین اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا اُن دونون نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے انکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون کے دیر تک ہنگامہ رہا کُہ زاغ و زغن پیدا ہوے وہ سر پیٹتے

ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم اِسنے فراغت کر کے بہ فر فریدونی و بہ حشمت
جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ وقت پر حال اُنکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہوجانا طلسم ہفت پیکر میں و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا میں بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو مہجور ہے
سر راہ پر ایرج گرد ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج ساماں ہوا ہے بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانا ہے اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان
کبھی رزم مین رنگ ہے بزم کا

کہ ساماں ہے قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے مہر سے صاف یہ دور ہے
یہ منظور ہے مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سُنین سعد کا حال صاحبقران
کھل گلشن عزّ و جاہ و حشم
بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
تو صاف ہوا ور نہ بیان ڈرد ہے
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جاد و رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بہ صد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہے رزم کا

پھر دہروان منازل طلسمات وطے کنندگان مراحل
بیدآفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیالان
رنگین انشا ہے چنین می نگارند این ماجرا ہے جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ
ایرج نوجوان نے سُنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پہ ہاتھ رکھا اُسیوقت سوار ہو
جو فیروزہ نشان بتا گیا تھا اُسی پتے پہ چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول
ایرج نوجوان بعد از قطع منازل وطے مراحل مرحلہ پیمائی کر کے اُس دشت پر آشوب
مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ پھاٹک بند برجہاے قلعہ پہ زنگیان آدم خوار

قرنا مین دہن سے لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز بجوق جوق ہین ایرج نے آتے ہی
لشکر اُتارا شب کو داخل بارگاہ ہوے شاپور شیر دل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمہ
طلسمات ہی بادشاہ اگر جانبر نہ ہوے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج
نے کہا جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرینگے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہواخواہ جو تھے
وہ آ پہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانینگے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر
رکھکر سر بسجود ہوا اور سیاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار
یہ مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے نہ جایئے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب کہ
میدان مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف
میدان طی کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوے خندق پر
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور
گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھاکر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہی ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہی اِس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بہ جبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا
گھوڑے کو چمکاکر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُسپار آتا ہون اُسنے کچھ
جواب نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون پتلیان جھاڑ کر
خندق کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر
اپنا وار کیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہی
ای شہریار آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر

بٹھایا ایرج بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام
پیا پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے
وہ مقام خالی از غیر ہے اُسیوقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے
کے گئی دروازہ بند ہوگیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ روتے
پیٹتے پلٹین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے
ایرج کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شبرنگ نے عرض کی حضور اِسطرف جانیکا ارادہ نہ کرین اب
عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کر پاس فروش بازاری یون طلسم
مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہر چند سب نے سمجھایا یہ بھلا
کب مانتے ہین اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھُلا دیکھا کہ ایک
سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ اوجوان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکرین کھا کے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازون نے
آواز دی کہ اوجوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نورالدہر نے کسیکو جواب نہ دیا جب وسط
میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اِسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا تھپیڑ اویکر ہاتھ مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر پر
ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے
ہوے زمین پر آئے کُشتی ہونے لگی پہر بھر مین اُس مرصع پوش نے نورالدہر کو اُٹھا لیا ہاتھ
پر تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہوگیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائین بجانے لگے
ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا لشکر قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک
و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شبرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار

ایرج و نوز الدہر ابھی جا کر قید ہوے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہین کہ جا کر قید ہو گئے
امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشقر کو اُسیوقت مہمیز کیا لندھور
و مالک داہنے بائین قاسم و بدیع الزمان قبضون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوے سرداران
نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھوڑا اچکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے
نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک غلغلہ ہوا صاحبقران طرف قلعے کے
جاتے ہین کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر
کئی سو پہلوان عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے
قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کر لیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے
پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا اچکا کر نکلا پکار کر آواز دی
یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور
صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون
جمہور گھوڑا اچکا کر مقابلے مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا
اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی
چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
اُس جوان کے نکلگیا اُسنے قبضے پہ ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر
باڑھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے دونون
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہرچند جمہور چاہتا
ہے کہ رکون لیکن نہین رک سکتا دس پانچ قدم پہ لا کر اُسنے ٹکر مارا کہ دونون گھٹنے جمہور
کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر بس
جمہور کو اُٹھا لیا جست کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ
قرنائین بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو

کھڑا ہی اُسنے دوسرے جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جیسے تمنا مرگ کی ہو
میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے
پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار
گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھالیا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے
مین داخل ہو گیا اسیطرح تا بہ شام چالیس سردار اُسطرف سے نکلے اِدھر سے سرداران
صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کرکے قلعے مین لیگئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور
نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک کی آتی ہی شام کو وہ سردار جسکا
لقب گیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ
لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ
سلیمانی اِستادہ ہوئی جملہ سردارونکو لیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو نے عرض کی ای
شہریار معلوم ہوتا ہی اِس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند در چند ہین بادشاہ اسلام
کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے
حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مرادیہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہ ہو کہ
مقدمۂ طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے
خبر پائی ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ
آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
گیہان نے طبل جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل
ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحبقران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے
فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن تو آمادۂ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جسطور سے
جنگ آغاز ہوئی اُسیطرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسیوقت سے
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی
جسوقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعاع

بر آمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی مین صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اور
صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین اُس افسر پہلوان نے خود گینڈا چمکایا اور میدان
مین آکر آواز دی منم گیہان گرگدن سوا جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان
نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کرو مین خود اسکے مقابلے
مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اُچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلین گے امیر
نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہو کر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے
سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہین امیر جو
گیہان کے مقابلے مین پہونچے تکاور زن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار
اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان نے تکاور زن ہوئے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی
یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ
نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین اگر
مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا
ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار
قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بہ سبب اسم اعظم کے
صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ہی
ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپکر
نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہو گئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہو اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہو مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان پھر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہو گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اُٹھالی اشقر پر سوار ہو کے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سُنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اُٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقائے نامدار مزاج کیسا ہو امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہو کہ خدا نے آبرو بچالی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سُنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اُٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور
ترک روز آخر بہ این زرین سپہر
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان کرگدن سوار نے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو چمکار ہا ہو نیزہ ہلا رہا ہو

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرما رہے ہین
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روک کے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر گرجتے ہوے نمایان ہوے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر و غیر ساحرون کے جاؤ امیر نے دیکھا رُستم مرکب اشتر بالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوے
ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چار
سو دیوانے غل مچاتے ہوے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین
اس کر و فر سے رُستم ظاہر ہوے رُستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے
جو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان مین ہی آپ کے قبلہ
و کعبہ کو للکار رہا ہی صاحبقران نکلا چاہتے ہین رُستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا
او بچیا مین تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اُٹھایا وہ مرکب بادرفتار طرارہ بھر کے
چلا تین ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے
پہونچکر فرمایا او بچیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رُستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہو گئے
صاحبقران کو رُستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بُلایا سب حال پوچھا کل
کیفیت سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر نظر آ رہے ہین اس مین
بڑے بڑے ساحر مخفی ہین اور رُستم کے شریک ہین کائنات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رُستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رُستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رُستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند نیزے آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رُستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان
نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغ برقتاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رُستم پر ہاتھ
مارا رُستم نے تیغ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رُستم
نے ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا اُسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغ ہفت جوہر
جوہر اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو جو کاٹ کر تیغ گرا یا تو قبضہ سپر پر جو بندھا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا مار کر گیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہی نیزے اٹھا کر
رستم پر چلی رستم نعرہ کر کے ان سب پر جا پڑے نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زورہ کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور
ہر پہلوان رستم نوجوان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭ اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف ٭ اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم ٭ زگاو زمین بیخ و بن برکنم
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اسکو ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے
کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم انکو رولتے ہوے جاتے ہین جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازون
نے قرنائین بجائین اور پکار کر آواز دی ارے اسطرف نہ آنا جب قرنا نوازون نے آواز دی
تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہین خندق پر آکے رستم
نے لوح کو چمکایا پانی مین غرق ہوئی ایک آہو جست کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اسپر گھوڑا اڑالا آہو آگے بھاگا بھاگا جاتا ہی صحرا مین جا کر آہو غائب ہوا رستم اسکے تعاقب
مین ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظ کیا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم واہ ہیبارا این عجائبات
اپنے کو چاہ مین مع مرکب گرادو رستم نے فوراً گھوڑے پہ کوڑا مارا گھوڑا کوئین مین فوراً
پھاند پڑا سمک بلند اقی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہانسے پلٹا اور یہان لشکر مین آیا آفتاب
فلک سپہر نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین مین مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہین اس راہ سے ہم تم نہین جا سکتے ہمارا تمھارا اور راستہ ہی آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون ای ملکۂ عالم کسطرح جائین کہ پاس طلسم کشا کے پہونچین الماس نے کہا مین چلتی
ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب وصلال و شہرت
پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر آواز دی ای
راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم مین لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام
نمایان ہوا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اسکے الماس و آفتاب

وشہرت ومہلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درۂ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کیسے لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑلون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دو پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا مہلال نے بڑھکر سحر کیا مہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا منہ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمہارا مشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمہارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی **نظم**

ہی فسانہ سا تھ سوئے کب کسی تدبیر سے	نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا ہین لطف کی تقریر سے	اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہر گز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے	ملگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا	تھا شگون ہی مدعایان نامہ کی تحریر سے
جائے شربت مرنے دم بھی خون پلایا ہائے ہائے	منہ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا	ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے
سر پٹکتا ہی قلق مین مومن خانہ خراب	مسجد ین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای مالکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر وہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا آفتاب ومہلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوے ان چارونکو لیے چلے درۂ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کلف دست میدان چہار طرفے

سنسان کچھ نخل جلے ہوے خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہی زاغ
و زغن غل مچاتے پھرتے ہین اِنکو جاتے ہوے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے نکلا
فلک بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا اس راستے سے
جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر آواز دی کیون
سنسان ہمکو روکنے آئی ہو ہم تو مدت سے تمھارے مشتاق تھے ذرا ہمسے نگاہ ملاؤ
اگلی محبتین یاد کر دیہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی آفتاب پر پڑی وہ
ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو مدت سے تمھارے
مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئین گے لیکن یہ
راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے چاہتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب نے
کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان اِن دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون اِنکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی اری دیوانی
ہمارا یہی کام ہی اِسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھسے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا نیمچہ کھینچکر پہلے راہبر کو نیمچہ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہونا کہ دونون نے
خون اپنے اپنے سر نکالیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک سیاہ ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان

سنسان نے دیکھا نیچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی اپنی تو خبر لے یہ کہکے ایک
آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑکھڑائے سنسان نے بڑھکر ایک نیچہ مارا
کہ راہزن کے دو ٹکڑے ہوے راہزن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیچہ مارا دونون مین
دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بنا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے
سنسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون ساحرونکا
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا باتو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہے جا نور رنگی
بکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سر سبز و
شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین
عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا
یہ اشعار گا رہی ہی نظم

اگر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کاہیکو یون اے دل ناکام نکلتا

مین وہم سے مرتا ہون وہان رعب سے اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا

کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

حورین نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین
بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جو اِن سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا
عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار
ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا
کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے نیچے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار
پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک
جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہواے سرد
کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا
سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا مہلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا بہ شکل ماہ تابان بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوہ مین داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزار ہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے چھوٹے
نخل مثل گلدستے کے آراستہ ہین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ رہے
ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے لوح
کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اِس
تعداد سے ورد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند
مرتبہ پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پہ کئی ہزار جوان
نیزے چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام ہی سرخ
پوش نام ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا
گھمنڈ تمھارا اِس لوح پہ ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے
مین آؤ کچھ زور بازو دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب ندیا
دوبارہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہو صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط
کیا سہ بارہ اُس پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے
مقابلے مین نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس
پہلوان نے نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے
مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم
گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاور زن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم
نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز
دی یار دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار
سوار گھوڑے اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے
لڑنے لگے مگر وہ جوان الگ سے لیتا لیتا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارونکو

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوے قریب
اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے مین نہین آتا
تب اُسنے بڑھکر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اور روک کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا
کہ صحرا تاریک ہو گیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نامم سرخ فام سرخ پوش
بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا
دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحراے مختصر ہی سائے مین پہاڑ کے مین کھڑا ہون
حیران ہوے کہ اے رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سائے مین
ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر زرہ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے
اِس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہی بیٹی اسکی ہی
سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اب تو
طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور دھوکا
دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو فتح
کر لین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان پہونچیگی کہ چند ساحر دوڑے ہوے
آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوے ہین سب غلام اپنی
آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد کہان ارادہ
جانیکا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا اے والد تحفہ جات و
لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہ ہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا اے
نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جاکر
گھیر لے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے
مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی
بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی

نہین لیتا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد نامدار آپ اسفندر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد لشکر کشی کیجائے یہ صلاحین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین طرف طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی دختر میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہو کر الگ جائین طلسم کشا خدمت والد مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہ گیرون کے طرفِ طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض الور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہرا رہے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہی

نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند	یا قد سیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اِس سے ایک دسنبل چمن مین ہی	دل خون و خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

آشفتہ

ہی زلف یا دُھوان ہی یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ بر ملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل رُبا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ مثل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم جو دیکھین ہین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
جادو ہوا اُنکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوف ناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جیتون نے کشتہ کے دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چُرا کے مرا دم چُرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سے سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین صیاے رزم و جنگ
رکھا ہے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہی چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکو نٹے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا پھر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آراے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہرچند چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہو گئی رستم نے جو اِس حال سے ایک راہگیر کو پایا یہ تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہی قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا اسحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہی دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہی رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اُٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند و بچہ سینے سے سرکا ہار پستان کا اُبھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان مہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پہ رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رُستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پر آنکھو لنسے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے پڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھولدی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانوے محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رُستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا ای شہریار آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رُستم نے اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رُستم سے باتین ہونے لگین فرمایا ای سرتاج معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج اِس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا ای شہریار آپ نے جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اِس سرحد مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اِس سرحد کا حاکم ہی چند ساحر آپ کو دیکھ گئے غراب کا اِرادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور ہی بڑے بڑے ساحرونکو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہان لگا کے لاؤ یہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کر لین یہ کنیز اِس اِرادے پر آئی یہان آکر ایسی گرفتار ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہی اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سُنی ہی کہ بڑے بڑے ساحر آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اِس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہی اِس سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم کرین ہر چند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے اپنے شعبدے دکھائین گے مگر آپ دھوکا نہ کھائین اُسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہی کہ اُن مکارون کے مکر سے بچین اور منزل مقصود تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائینگے اب جو اِس سرحد مین آتا ہی قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہی اب مجکو کچھ بن نہین پڑتا اگر تامل کرون تو باعث خرابی ہی آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے قتل کا سامان ہی دونون طرح مشکل ہی اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اِس

ریکھا ہو غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش
کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض
کی مین دل وجان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ
قتل ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پہ بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے ہین اب خود بربادی ملک غرابیہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے
جو کچھ خیرخواہی ہو سکے گی بسر وچشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو
مہلت پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر
آپ پر بلوہ کرینگا ہرچند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرونکو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہی عاشق ومعشوق دل کھولکر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان کے
چمکا سہیم نے گھبرا کر کہا ای شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین
رخصت ہوتی ہون ہرچند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون
کے سامنے سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہی سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف
بارگاہ غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقاً
جب سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوت نہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ
سہیم دیکھکر شاید عاشق ہو ہین بھی پردے مین چلون دیکھون اسپر کیا گذرتی ہی کہ شہرت
نے لوح بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا
ہوے لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو اب معطل جادو اسکا خیال ضرور ہی معطل جادو
ایک طائر بنکر آئی اسی نخل پہ بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ
بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے
چونکہ غراب کو دودھ پلایا ہی پرورش کیا ہی یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہوجائیگا
طلسم کشا دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہی لوح طلسمی پاس ہی کون

لڑ سکیگا دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رُستم پر عاشق ہوئی سب تدبیر بن
بنا گئی بس مین لوح طلسم کشتا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور
سہیم کی صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رُستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہی دل نے نہ مانا پلٹ آئی رُستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہی معطل قریب آئی قریب آکر کہا ذرا
مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہی کوئی اُفتاد تو نہین پڑی رُستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہی بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رُستم کلاہ اُتارنے لگے
مگر معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رُستم
نے دیکھا ایک ضعیفۂ فرتوتہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہی جیا ہاک
تیغہ چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رُستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور
دوڑے تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تنگ کر اُسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو
لوح وتیغہ ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم
نہ پہونچی تھی کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح وتیغہ پیش کیا کہا ای غراب
تیری دختر نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشتا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین
تھا کہ جب شہرت والماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر
اپنے برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہی کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو
عین وقت شباب رُستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہی وہی ہوا
کہ یہ جاتے ہی مائل ہوئی بیہوش ہوگئے گری رُستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار
ہوئی آپ کے قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے
لوح وتیغہ لیا کلاہ وزرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب
یہ دونون تحفے موجود ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزونکو احتیاط سے رکھیے
مین امروز فردا مین طلسم کشتا کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشتا کا آسان ہوگا
غراب بیٹی کا حال سُنکر جھلا گیا غصّے مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو لیے ہیں

مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہ ہو ابھی چلکے اُس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہون اُسکو ایسے
مقام پر قید کرون کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر ای امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا
شکریہ نہین ادا کر سکتا اہل قلعہ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے
ساحر ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ حیات پر دھرے جائین گے مگر ابتدا ہی مین تمنے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گوسرپوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہی صبح و شام مین گرفتار کر دونگی
رنگ مین نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ جاکر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی بیہوش ہو کے گری طلسم کشا نے سر زانو پر رکھا میری دائی امان سب تماشہ دیکھ
رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے لیلیا
اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کر لینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اُٹھون اُڑ کر
نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کر کے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون معطل جادو نے
جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہی اگر چھٹکر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی جھپٹ کے پہلو پہ آئی حلقہ ہاے
کمند سحر بار دیے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی بار سیاہ جسم مین لپیٹا قفل بار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نچھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کر کے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی
پر سوار کیا معطل نے پوچھا ای نور نظر اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ
جہان ہوا کا بھی گذر نہ ہو ای یادر ہبان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت
سنسان ہی ساٹھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہی مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہی
کہ بالکل سناٹا ہی یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر سحر کامل رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین
ایک باغ ہی مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے

ہوئے پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزارہا طائر درختون پر خاموش بیٹھے ہین یہہ تماشا
دیکھہ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب بخت
کو لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین
صدہا بُت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے
بٹھادیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوند لات و منات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص
زندہ بچکے نہ جائے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بُت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر
نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہین یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس
باغ مین نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے
لگے یہ انتظام کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید
پیدا ہوا اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے
آواز دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ قدیر
طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان
طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین جابجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب نے
کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا
کو میری سرحد مین پہونچادیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کرآیا
وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اُس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہون
میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتادونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی
گھوڑے کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

پربہ سرکب نے سر اٹھاکر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہین مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای
آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب
سرکار پر عاشق ہو کر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلاے روزگار ہی
کس مکر سے سرکار کے سامنے پہونچی رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ
اور زرہ بھی دیدیتا ایسا اسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پہ بیٹھا ہون آفتاب نے
اسیوقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اڑاتا ہوا طرف باغ
سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی صاحبو مین نے بیچی کا
پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ خداوند کتنے نگہبان ہین کیا مجال کسیکی کہ قدرت کے
سامنے جائے فوراً اشکار ہو پتلے پتھر کے ٹہل رہے ہین سرداران کہتے ہین حضور آپ
بڑے صاحب اقبال ہین جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئین کچھ بھی کسیکے کیے نہ ہوسکا
دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا
کا بچنا دشوار ہی آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے
ہین کاہن طلسم ہی ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہی کہ کلاہ و زرہ
لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کر لینا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح
طلسمی لے لی اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہی مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی
دائی امان کے واسطے ہوئی کیا مجال ہی کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جاسکے اور سامنے
گنبد کے ٹھہر سکے ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر
راہ دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لین اگر سامری و جمشید ہو تو وہ
بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو لیکر
چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک
سامنے آفتاب کے آکر پھٹا دیکھا ملکہ الماس بہ رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو

دیکھکر طلسم کشنا کو جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہر یار کو کہان
لیچلے آفتاب نے سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا ایجا کو باغ
سومنا نتیہ مین رکھا ہی الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومنا نتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی
وہ جو ہزارون طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین وقت پہ وہی ساحر بنینگے
چیلے انھین کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین
چلکر انتقام کرتی ہون رستم نے گھبرا کر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب
سہیم گوہر پوش بھی اسی گنبد مین ہی اسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی
کہ وہ بھی طلسم کشنا پر عاشق ہوئی کہا ای شہر یار اسکی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اسکو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر اگر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہر بار دیکھا چاہا کہ درختون سے اڑین غلغلہ کرین الماس نے
لکۂ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے انکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرونکو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کوئی سخن گرا طائر ان درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے
اتری سامنے گنبد کے آکر چوکہ دیا سارہی لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسطرحسے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج
مین ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہی ایسی
نازنین پر شہر یار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچالے کہ الماس نے پکار کر
آواز دی ای ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشنا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپکے
قید ہونے سے طلسم کشنا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ
کہکے الماس اندر گنبد کے گھسی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے ان پتلون نے مثل

السان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہی یہ گنبد خزانۂ راز ہی سواے غراب کے اور
کسیکو آنیکا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے
بھیجا ہی اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکو گے تو بہت پچھتاؤ گے یہ کہکے الماس
آگے بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پُتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی
کہ اے ملکۂ عالم و اے شاہزادی والا حشم ہم وہ پُتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہی کہ
آگے سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا پس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پُتلے پر گولہ مارا گولہ جو پُتلے کے سینے پر پڑا ایک دنا ٹا ہوا اُس پُتلے نے
ایک چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین
ہمسن پر جبر بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اِسکو روکو قیدی کے پاس اِسکو نہ جانیدو جو پُتلے
پتھر کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اِس عرصے
مین آفتاب مع طلسم کشا آگے پہونچا اِسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پُتلون سے
لڑ رہی ہی پُتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پُتلون پر ڈالا پُتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا
اُسی مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی اے الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس
بڑھی کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پُتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس مین
کوشش کی چپک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑ لون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پُتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پُتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پُتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پُتلونکے جسمون پر خون پڑا پُتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پُتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار
کرلین سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ اے خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو
آئے ہین اِنکو آفت ارض و سما سے بچالے اِس آفت سے نجات دے رستم نے جو
سہیم کو بیقرار پایا الماس و آفتاب کو وہ پُتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند
کہ آفتاب نے کئی پُتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کارد سحر سے کئی پُتلے مارے

ظاہر مین وہ مرکر گرے زمین پر لوٹے پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے رو گئے لگے رُستم کی کمر مین تلوار
لگی تھی اُسکو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ رُستم ارشد اولاد امیر عرب ہے کیست علمشاہ جو رُستم لقب ہے
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہے کہ بخت مرزوق افگندہ شور ہے ہر بر زمان رُستم نوجوان ہے
نہال گلستان صاحبقران ہے اسطرح رُستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پُتلے پر ہاتھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گرا اور گرکر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی اے شہریار
تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغے کو کھینچا جس
پُتلے پر عکس تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا وہ غُل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غُل مچا رہا ہی کہ اے
غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمپر وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ
ہی مدت سے اِس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم
تڑپ تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق ہے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی اِنہین
نازنینان مہجبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اُسنے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو گے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا ولیہ
تاثیر کر چکی ہی غیر ممکن ہی کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنیکی
پُتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا لو صاحب غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور مین
پہونچ گیا پُتلے غُل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے
اپنے مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب
چلا یہان تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پُتلون کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے
پہونچے جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم جو تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی
ماران سیاہ مرکر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رُستم کی آئی کہا اے شہریار باہر نکلیے سہیم نے
لوح گلے مین رُستم کے پہنائی رُستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس
دوسری طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام

تھا

تخت تیار کرے اسپر سوار ہوکر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و
الماس سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار
پیدا ہوا غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہیں سے نعرہ کیا باش اے
طلسم کشا تو چاہتا ہے کہ سہیم کو اڑا کے لیجاؤں سہیم کو میں ہرگز نہ جانیدونگا یہ کہکے ساحروں کو
اشارہ کیا چالیس ہزار غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے ماہر
سحر کرتے ہوئے اترے چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے کود
نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اٹھی الماس نے بھی سحر کیا ساحروں کا
بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرلیں مگر رستم پیلتن
تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوئے درمیان میں ان ساحروں کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر کرتا ہوا
قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مرکر گرا مرنے کی اسکے علامت
برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چار سو ساحروں سے
اس زور سے گرا ہے چاہتا ہے کمندوں میں رستم کو گرفتار کردن سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او
شہاب سیاہ رو کیوں اسقدر کوشش کرتا ہے ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف
سہیم کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگیں ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی
گردن جاکر شہاب کے پڑی شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں بیقرار ہوکر پکارا
اٹھا اے جان جہان وائے آرام دل عاشقان ذرا التفات فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے
سہیم کے آیا آواز دی اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ نے کہا غراب
کا سر لاؤ شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحروں کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے
جو دور سے دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہے دور سے للکارا کہ او
نامرد یہ کیا حرکت ہے شہاب نے کئی افسروں کو مارا اور دمبدم دلولہ بڑھتا جاتا ہے غراب
شہاب پر جا پڑا ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ساحر جو مبہوت
ہو رہے تھے اپنے افسر کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب انکو کب مانتا ہے
جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے سر اڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے چار سو کو قتل کیا

بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب چیخیں مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے
ہاتھ سے قتل کرایا تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسروں کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک
ابر تین رنگ کا پیدا ہوا ابر تین گرتی ہوئیں وہ ابر قریب آ کر پھٹا سب نے دیکھا شہرت و ماہی سحر
و نہنگ بحری تینوں جادوگرنیاں آ کر پہونچیں شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا پھرتا
ہے عین گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکورہ نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا غراب
اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہے افسران فوج خیر خواہان دولت مجیر بلوہ
کر کے آتے ہیں کوئی سحر شہرت میں مبتلا کسیکو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہمیتال سہیم
دیکھکر تنکے چن رہا ہے کوئی کوہ وحشت سے سر ٹکراتا ہے کوئی غل مچاتا ہے کئی افسر اسنے اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بسبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جوہر
جو پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من
غراب بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھوں نے چاو رہائی امان مانگی رستم نے ان
سب کو امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح
کو ملاحظہ کریں رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہے وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھوں گا
تب قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اسی صحرا میں آ کر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا
اے برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں لشکر تھا لشکر میں آ کر ملے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان میں آئی رستم نے
دیکھا بائیں پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین
کا ہاتھ میں اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائیں مہیب دیتا ہوا ہیچ
پکارتا آتا ہے اے طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
ستم اتنے دوران اژدر سوار اے طلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہے رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آگر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخرکار اُس ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹگیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکارکر آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلین اُس ساحر سے مقابلہ کیا اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ مین نے تجھکو بھیجا نا طلسم کشا پر مائل ہوکے بڑے فخر پائے یہ کہکے نیچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلین پکارتی ہوئین کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کرکے آئیے ہم سب کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہین موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا بنو دیے بود طلسم ہی یکایک الماس بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے مین سب ساحران ناری کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا ذرا بائین جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر مُنہ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کا ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا نکلا گینڈے کو بڑھاکر میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان اُسکے مقابلہ مین نکلے آپس مین نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس مین چلے تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکارکر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجے کہ وہ پھیر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے مین پلٹے اُس کوہی نے سر کو بنا کر کمر پہ ہاتھ مارا بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان غم مین بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا مین اپنے عم نامدار کے پاس جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینۂ بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہین

ای نور نظر تمنے ہمارا ساتھہ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران
تو لاش بدیع و قاسم پر ہین ایرج و نور الدہر بکنگر اُس جوان کوہی سے لڑے یہ دونون جوان
بھی مارے گئے ان چارون جوانون کی لاش پر تمام سردار ان نامی کا مجمع ہو لقا لڑتا ہوا قریب
خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زر بفت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا اُن عورتون کو
لقا کب مانتا ہی کئی سو کنیزونکو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن مہلو پر قریب لقا ضیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے
اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو نہ بچاؤ گے
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بدحواس ہو کر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے لیے لقا عورتون نے تیر اکیالیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ وہ فوج ہی نہ وہ اژدر سوار ہی ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز کان
مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب بھی خیر ہی اُس
تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی اُسکے سائے مین بیٹھون اور اب کسی طرح اسم کو
موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری رستمی
دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا قریب آکر
نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھہ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان جاؤ گے
کہان چھپو گے منم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش ظاہر
ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرا مین مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر مہرۂ لبشت کو پار گذر را اندھیرا اُس مقام پر چھایا عرصہ درانہ کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام سن ناقوس جادو بدواب پھر گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے آفتاب فلک سپر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جارو ق و دیوانہ شیر یر مردم دزد وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی ای شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمود بے بود طلسم ہی ہم لوگونکا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپ کو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دہوکے کھایئےگا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو لین گے بڑے بڑے مکار وجلسا اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ برسر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اوّل ہی یعنی مہناز پری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر خوش گوار
کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک چمن
ہواے فرحناک چلنے لگی
کہ ملجائے معشوق کا جی نشان
لیے [illegible]

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی
کبھی پھول آویزہ گوش ہین
یہ مژدہ گلو نکو سنانے لگی

عجب ہی بہار ریاض سخن
انشاق ہی بلبل ہر اک گلکے ہوش
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ میخوار اس جا پہ مدہوش ہین
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحسین کی کہ ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
انکو مجکو یہ ہنسکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان پہ حیران ہی
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے مثل رنگ وہان
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہر رنگ سے عشق کے دل بھی سیر

کہ آتی ہو گلشن مین ہر سو بہار
ہوا انکے گلشن کی یہ مست ہین
ہمین وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہوجاے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہی
کبھی غنچۂ دل نہ اُسکا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
سر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہی
تو مضمون سب رشک گلشن ہوے
کہ کھولی ہی غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سر بجد ہی
لکھون حال عشق امیر ولیر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سرایندگان حالات شوکت و لیاقت اِس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف دوران فلک کہ بیدار است ÷ او گاہ خزان گہ بہارست ÷ این بادہ کہ روزگار دارد ÷ یک مستی و صد خمار دارد ÷ ہم مہرہ ہد بدست ہم دُر ÷ گہ شیشہ تہی کند گہے پُر ÷ گہ پست و فراز از نشیبت ÷ ہشیار کہ مید ہد فریبت ÷ صاحبقران زمان بہ سر قلعۂ طلسم فروکش ہین اِنکے سامنے رُستم آئے پہلوان کو مار اُسحرا مین جاکر غائب ہوے سرداران رُستم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہی کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رُستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم میرے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر پلٹ کے بارگاہ مین آئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخلہ کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہی عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہ ہو کسی بلاے طلسمی مین مبتلا ہوجائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارونکا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپ کا فرزند دلبند اِس طلسم کا فتاح ہی منازل عجایب و غرائب کا سیاح ہی وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اُسی مقام پر گذرے قضاے کار افلاطون زنگی کہ بادشاہ و علامت طلسم ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی اِسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہین جسدن قصد کرینگے اِنکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہی جو اِنکو روکیگا مارا جائیگا ساحر اِنکا مقابلہ

نہین کرسکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین کیا عجب ہی
کہ گرفتار ہوجائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل یہ سب باتین بیٹھی سُن رہی تھی
اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہوکر اُٹھی گھبراکر کنیزون سے کہا
سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کرکے لائین وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین
سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری کے آئی مسند پر آکے بیٹھی
مگر اشتیاق امیر مین بدحواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار دیکھا گلشن نامے وزیرزادی
نے علیحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا
انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے نہ چھپائیے ملکہ مہناز پری طلعت سے
جو وزیرزادی نے بہ منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش
ہو دلکو بیس و پیش ہو کل شب کو دربار مین باداجان کے امیر کے آوارہ کرنیکی تدبیرین ہو رہی تھین
ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا ای گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے
سے کیا نفع ہوگا طلسم کشاے اصلی داخل طلسم ہوچکا وہ ضرور طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل
ہوا ہی تو ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر امیر کو بچاؤن اور کیونکر اُنتک جاؤن
کیون گلشن کوئی ایسی تدبیر ہی کہ امیر کو خبر پہونچ جاے یا اُنکو بلوا لون کیا تدبیر کرون جلالت
امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری باپ آپ کے دشمن ہو جائینگے مہناز نے کہا
ای گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا دل لوٹا جاتا
جاتا ہی فرماتی ہین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تجسے ہوسکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا واری
میرا بھائی گُل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بُلاتی ہون شاید وہ چُرا لائے ملکہ نے خوش ہوکر کہا ای
گلشن اگر یہ تدبیر کرلی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھدیا گلشن نے ہاتھ
باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بُلا لا کنیز نے
جاکر گُل عیاری کو خبر کی سُنتے ہی گُل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا کہ اگر
ہوسکے تو امیر کو چُرا لا گُل عیاری اُسیوقت بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سُنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سردارون کے واسطے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرو دن بھر دن رہے لشکر مین آیا
سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر دیکھنے لگا دیکھا
کہ شعشعۂ انور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر پہ کھڑے رومال ہلا رہے
تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی عیار ہی جھپٹ کر
پشت پر آئے چاہا کمند مارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی بارگاہ سے نکلے
ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکلگیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر نے دربار برخاست
کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ تم تکلیف نکرو
اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجھکو دمبدم دیکھتا تھا
مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سو یا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا بازارون مین
پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ کیسی ہی
ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراچہ زمین مین اُترتا جاتا ہی آخر
کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی نہ جلا ناچار ہو کر
نقب سے نکلا در بارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر نے
فرمایا اے مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر بارگاہ
مین آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے جو حلق سے
اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے پشتارے کے
ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا اے مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس چاندنی پر
چھینٹین پڑ گئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ مقبل اصلی
آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی لینے گیا تھا گھبرا کر
اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نہ کی سب نے کہا ہم تمھارے
دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی پکارا
او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے چاہا
سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار سے

انتظار مین وہ باغ پر کھڑی رہین کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہی لڑکی نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہی گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری مین چلیے مین بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی پایا تو وضو کر رہے تھے پایا اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہی اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر گمند مین نور لگا کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھین سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جواہر مین غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہی امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کرکے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہوے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملاکر یہ غزل گانے لگی

نظم

جان بلب ہون جیسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا — حال میرا اب مبارکباد دشمن ہو گیا
کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کی نظارہ مین بھی — جو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہو گیا
صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا — چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہو گیا
بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہی دل — کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا
مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہ ہو — اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہو گیا
ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا — اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا
وہ توقع مجھسے بر آئی جو مجھکو اُس سے تھی — او عدو کے دوست تو بھی انکو دشمن ہو گیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا — پانون میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا
تڑپ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے مین وہ — بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہو گیا
سر اُٹھانے کی کہان طاقت بس مردن تسلیم — آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کوئی سو ساحر آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرما رہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کر دیا یہان خواجہ جو سو کر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہی مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہو کر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گا نا سُن رہی ہی عمرو گلیم اوڑھکر اُتر گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سائے مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اٹھی اُسی نخل کے سائے مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بنا بنا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا **نظم**

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے

وہ مجسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے

روتے ہین ضد یار سے ناراض ہو کے ہم
جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی
ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے

ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے
ہم تیغ کا مٹاؤ نہ خنجر سے بل نجاے

شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی
پیغامبر خیال قضا کا دہل نجاے

کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم
پاے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے

اسطرح بتا بتا کے یہ غزل گائی گلشن اِس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا اے نیرنگ آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کر دیا کیا بتایا ہی آج تو نے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آ بیٹھی گاتے گاتے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز صاحب صاحبقران مجسے اشارے کرتے ہین طرف کمرے کے اشارہ کر رہے ہین مین سرگردان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آئے مہناز کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات
ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھسے کب اشارہ کیا
مین خود ایسی شفتاون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان جوان
اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا تو ہی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی یا وا آدم درویش
از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمائیے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر شد
کی کنیزین دیکھکر بھاگنے لگین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ
فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی مہناز کو دیکھکر خواجہ
نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین تار سا قد ملکہ یہ سنکر رونے
لگین سوچین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجکو عمرو
عیار ایسا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طامع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کرے گا
ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی
مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانہ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ
لعل بے بہا پتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خانہ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر
ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے
کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا
خواجہ چلین گے مہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر
اظلم نے آپ کے آوارہ کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر
مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا
تو سب بلاؤن سے بچیے گا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی
دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پہ پہونچا تی

اُن صحراہاے پُرآشوب سے بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر
چلون کہا حضور سواے میری کنیز و بنین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا
خواہ جان رہے خواہ جائے مگر مین کنیز کی شکل نہونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے
کہا مین نہ مانونگا عمرو نے کہا اے ملکہ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل پر
نہ جائینگے مگر آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نرکھون
میان اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاؤ اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین
آج شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم زنگ جاؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا توبخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہی آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہی حضور معلوم
ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری
سچ بتا تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا
کوئی مجھکو پہچان توسکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرونکو نامہ
لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشاکا امیر حمزہ برسر قلعۂ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر آوارہ
کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آنے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان
مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ لشکر
نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ ایک

ساحر کہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہوجائین اسم اعظم نہ پڑھین افلاطم کہتا ہی مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل ومتحرک ہو کہ وزیر زادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین افلاطم نے وزیرون کو برائے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہوگئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جانتے تھے ماہتاب یان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی جواہرنگار پر بیٹھین کہا ای والد ہماری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنکر یہ فرمائین گے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ گاکر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اُٹھے بیچ محفل مین آکر بیٹھے اول تو حسن عابدکش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جتی بھوین سازندے حاضر ہوے ساز درست ہوگئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی محفل کے شروع کی نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست

افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا مہمان دوست

نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر انھین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیو نکے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی سرفروشیون پہ بہانے جمال دوست
ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
یان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پہ چمن بیخزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

دھوکے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا ای گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن
کاملون سے یہ کمال سیکھا ہی کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور
کی قدر دانی ہی کہ اپنی کنیزونکی آپ آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہ ہوگا اظلم نے پوچھا اِس سے بہتر اور کیا
کمال ہی خواجہ نے کہا ای شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی
نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھہ سے بتاتی جاؤن پانوٗن سے ناچون زبان سے گاؤن
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا ای گلشن جو
کہو وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب
مین محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم
نے کہا ای گلشن کلید میخانہ موجود ہی یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے
شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہی کئی سو گلابیان مے ارغوانی
سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پانوٗن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع
کرون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھہ مین لیے ہوے اُسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون ای اظلم زنگی آج یہ جلسہ
کیسا آراستہ ہی ہمنے تمکو لکھہ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہی کہ فلان تاریخ عمرو اِس صحبت
مین آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب
مین لکھا ہی کہ آج کی شب کو عمرو اِس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا ای ملکہ اختر مین نے اپنی
صحبت مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آج کل ہم انتظام مین رہتے مین
نگاہ اُٹھا کے دیکھو تو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھہ ہین اور ایک
وزیر زادی ہی تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہی ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور
ہوے اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا ای شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا
ہی ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہی کہ اُسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق اُلٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُلٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اِس فقرے کا کیا اعتبار کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آتی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی شکار تک کو نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اِسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سُنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہہ رہی ہی مہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ لااِب نکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہی مین شراب محفل مین لاچکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو خون کا دریا بہادیتا اِس عیاری پر بڑے بڑے جلسے برہم وبرہم کردیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اُٹھون چلنے کے نام پر حال کُھلجائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول وحزین پایا قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلادو ورنہ ہم پہچان لین گے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول وطویل لکھا ہی صاف صاف لکھ دیا کہ بی مہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت مین لائینگی مگر یہ نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کردینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اُنکا بخیر ہی مہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو ہوش مین آؤ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی ور بار چاہتی یہ گمان دلسے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن بنے ہوے تھے ہوش اُڑگئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ وروغن عیاری کا چہرے سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے اُٹھے کہا مین براے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا النعرۂ عمرو عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر فرس	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اُڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش جو
نہ پائے مری گرد پا پوشش کو	دوندہ جہانگرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پانؤن تھام لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا مہناز کا عجب حال ہی چاہتی ہی کہ دم نکلجائے یا زمین شق ہو مین سما جاؤن اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسکی ذات کا سارا فتور ہی اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہی طرف مہناز کے دیکھتا ہی اور خاموش بیٹھا ہی اختر نے بڑھکر مہناز کا ہاتھ تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جا کر صاحبقران کو خبر کرین اختر نے مہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہی اختر نے کہا ای شاہ کیون دھوکا کھاتا ہی یہی عمرو کو بہ شکل گلشن لائی مہناز و گلشن دونون گرفتار ہوے اظلم یہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطا وار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہی ان دونون کو جلدی قتل کرو ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہی ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہی کوئی عمرو کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہی اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہی سب اہل دربار حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہی کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہی پر تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگا حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہی مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی ہمارے خداوند خوابی طلسم مین ہین بادشاہ طلسم بہ خوشامد پیش آرہا ہی دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہی مگر اختر نے مہناز و عمرو کو گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا یہ رہی ہی کہ جلادونکو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادونکا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی کو بچالون یہان صاحبقران باغ مین مہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند کہ عمرو بلاے روزگار ہی مگر یہ دربند طلسم ہین اُنکے عجائب و غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہی گلشن اُٹھی ہی کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور روروکر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوجِ اظلم بہت ہی کئی سو افسران فوج ہین ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے لڑینگے امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو کنیزون کے پیچھے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جاکر آپ کے لشکر مین خبر کردون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھاکر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز عمرو و صاحبقران دمساز کو آفت سے بچائے **نظم**

برفگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ نور آفتاب
لاشریک و بے مثال و لایزال	ذات پاک تست ای عالی جناب
گاہ ز آتش آب جاری میکنی	گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آزاد و ست ہر پابند غم	از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل می آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہی وہان اختر نے جلاد کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کولیکا خط کھینچا کہا او سارہ بان زادے جو کھانا ہو وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی مہنانہ کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کرسکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بنا دینے لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرۂ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران ÷ ہم صاحب چتر و تیغ و علم ÷

اسیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از چنگ بیدین ذلیل و نزار

صنم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائے بر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہجبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارۂ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہی سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہین نظم

سراغ درد نہان کا جو پا نہین سکتے — تو ہاتھ رکھکے ٹھکانہ بتا نہین سکتے
ہم آہ بنگئے ایسی کہ جا نہین سکتے — وہ ہوش ٹھہرے ہمارے کہ آ نہین سکتے
یہ رنگ ہجر مین یون اشک لا نہین سکتے — جگر کا خون کیا ہی چھپا نہین سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ — بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہین سکتے
کوئی بلائے جو قاصد نہین تو کہہ دینا — کہ آپ ہی ہین وہ مدت سے آ نہین سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہگئے بسمل — تڑپنے والے بہت دور جا نہین سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا — جفا کشون کو تمھین آزما نہین سکتے
بس ایک دوست ملا عشق مین نصیحت گر — کسیطرح جسے دشمن بنا نہین سکتے
فراق یار مین الدرے شور نالون کا — کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہین سکتے
یہ مدعائے دلی ہی کہ نقش پتھر کا — بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے
کسیکے پانؤن پہ گر کر یہ آگیا ہی غرور — کہ لاکھ سر کو جھکائین جھکا نہین سکتے
ہوئی جو حشر مین پرسش ہمارے قاتل کی — نہان زخم پکارے بتا نہین سکتے
گلے سے ہم تو اُنھین ہر ادا پہ لپٹا لین — دھرے ہین ہاتھ جگر پر اُٹھا نہین سکتے

جو

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو	تمھاری آنکھون مین ہرگز سما نہین سکتے نہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران ؛ نگاہ محو سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہوجیے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کروا تو لشکر اظلم مین قہر ہوا کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر لیکر حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسی ہزار ساحر و غیر ساحر بلوہ کرکے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے اے ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان مرے نام پہ عذر رشید اہوا مرا گھر ہی گلشن قیل و قال نشان تمھاری گرد پاپوش کا یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	عمرو ذیحشم مہتر مہتران اُڑاتا ہون کفار کے ہین دھُنیا مری چال سے ہی صبا پائمال مرا افسر ذیحشم نامدار ہے کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی	مری نسل سے مکر پیدا ہوا جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کوئین فلک کی جو گردش کا سامان ہوا امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کرکے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پامال پیدل لونکا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نے ہزارونکو مارا خواجہ عمرو پر ابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سے گولا سنگ دلون پر پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مار اشکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان
چلکر شہر و وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اِس بات کو قبول کیا لڑتے
لڑتے ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
مہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر
مارا اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر مہرۂ پشت پر پڑا تو دہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اختر
کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر
مری اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو
امان دی چالیس ہزار ساحر و غیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا
سب رعایا مطیع الاسلام ہوئی مہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گزوسکہ نام پر سعدبن قباد کے
جاری ہوا مہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان
اظلم جاکر خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند
کہکشان پر چلین امیر نے مہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد پھر نے طلسم ہفت پیکر
کے ہم تمسے عقد کرینگے مہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہی کیونکر ہجر کا
یہ زمانہ کٹے گا

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
خوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے
دست وحشت سے کہونگا مین اُسے بھی کرچاک
حسرت ناوک قاتل مین جو دل بھر آیا
گر یہ شب ہو کسی پر بھر اختر ہو کہ نہ ہو
حسرتین خاک مین سب ملچکین اپنے دل کی
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل

دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہوکر
آنکھون مین کرتے مین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر
مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہوکر
اب بلائین انھین کیا بے سروسامان ہوکر
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر — آزمائش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگی جور و ستم — مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم — راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے جسمے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھیے رہتی ہی کسکی شب ہجران ہو کر

اِس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا اَو شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے کو ایرج و نور الدہر اِس طلسم مین جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاء اللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اِسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ مہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و مہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر مہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت مہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہی راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اِسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اِسنے سرحد دارونکو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائینگے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اِسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہوگیا ای کہکشان اُس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اخترنے آکر حال کہولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہوگیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ مہناز پری طلعت یہا نکاینہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لنترن مین پہونچ گئے تو تمھارا
ور بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین بہی تدبیر کررہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بہیجون کہ
صاحبقران کو گرفتار کرلائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
اُٹکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہی
کہ حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیوبند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا
ہوا اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک
صحراے بے خس و خاشاک ہین آگر ٹھہرے ہین چارو لطرف ملاحظہ فرما رہے ہین جنگل مین
کہین درخت کا نام نہین گرد اڑ رہی ہی صداے بوم سے کہ صداے پہیہات دیتے ہین انتہا کا
ویرانہ ہی اُس مقام پر برس رہا ہی کسی مقام پہ دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش
سے منہ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پہ مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور آکر بیٹھے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم ٹپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا پتھر کو مثل
شعلۂ جوالہ پایا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بہ مجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحراے ویران کبھی نگاہ سے نگذرا تھا عمرو جواب دیتا ہی کہ ای شہریار
یہ صحراے طلسمی ہی ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم ورد زبان کرین
ایسا نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہی کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہوا ہو یہ کہکر
امیر نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر
دم کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دتاٹا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم
اعظم گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہی کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحراے گرد اُڑی ہومان دیوبند
اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ بارو یہ لشکر کسکا ہی ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جونام

صاحبقران کا سُنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کر کے اب طرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان
نے جھلّا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہوئی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے
خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیوبند پہلوان
آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے
حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے
صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آئی ہی خواجہ نے آکر نقارخانہ اسکندری مین غاشیہ اُٹھاکر
طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل
ہومان دیوبند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب وضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان
شعاع وضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر
مع فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیوبند مع فوج
میدان مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گبنڈا میدان مین
نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے کہ بہرام گردین خاقان چین
گھوڑے کو بڑھاکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اِس سے جاکر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقاے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچکر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑاکر میدان مین آیا
ہومان سے آکر ہنگاور زن ہوا اور دوچار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی
ای جوان تیرا نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق
ہون کہ جسوقت کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے
آئے لہذا حضور بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے

آکر شریک ہوے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
بازو پھر چاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اُترے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کر لے دوڑا
ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا
قدم پیچھے ہٹا وہان پر سوتخانہ تھا ہومان نے جو یکبارا دونون پانؤن بہرام کے سوتخانے
مین جاتے رہے کولہ بہرام کا اُتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ او دغا باز کیا کرتا ہی
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے
فرمایا خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اُسیوقت صورت بدل کر طرف
لشکر ہومان روانہ ہوے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ
ہومان نے بہرام کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا کولہ بٹھا دو کل صبح
کو دربار مین بلایا جائیگا یہ کہکے بہرام کو قید خانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے
بہرام کے کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو
دربار مین ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام مین نے تمکو
سر میدان زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچونگا بہرام نے کہا
تجھکو دعوی پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا اُسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہین
آتی ہم اہل اسلام ایسے مکار ونکی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان
نے حکم دیا جلاد ونکو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو سکار بتاتا ہی سر میدان زیر کرکے لائے
ہین آخر کو نہ بھی ہمارے زور سے اُترا اُسیوقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب
بہرام کے آیا دیکھکر آواز دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ
مین سر کو تن سے قلم کرونگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے

سپر سے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے بہرام نے کہا او جیا ہو تیرا مالک حکم دیتا ہے وہ بجا لا زیادہ باتین
نہ بنا جلاد نے گردن پر کوڑے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین
خدمت صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہو یہ سوچکر عمرو نے
گوپھن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوے جیسے ہی جلاد نے
چاہا کہ ہاتھ مارون عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا ہٹا ہوا وہ مارا
اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلاد پڑا لوٹ رہا ہے سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا تلوار پھرا پھرا کے
اپنے سر پر مارلی مرکر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اسنے اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ اس
اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچا آگے بڑھا اٹھا کے عمرو کو دیکھا چاہا بہرام
پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے عمرو کو دیکھ
لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑو عمرو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے پہونچا کہا
ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ زرین اکر
قید کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان عمرو جو کہ
دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان مسلح بیٹھے
ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی اے خداوند قادر اصل مین اُستاد
نے بڑا کام کیا جلاد کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج کفار کا
بلوہ ہے یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر ہین ساتھ
صاحبقران کے سوار ہوے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے کئی عیارون
کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہشو ہشو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان ہٹ رہے
ہین ہومان چاہتا ہے بہرام پہ جا پڑے دفعتہً کہ نعرۂ شیر کی صدا کانون مین آئی بارگاہ صاحبقرانی ہومان
نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آئے نعرۂ امیر کی آواز ہے

تھی نعرۂ صاحبقران

شعر قاتل کافران جہان
پدر بخت گیتاب ملعون فرار

شعر صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغش گریزندہ نوشیروان
چو در باختر ذکر خدا آشکار

امیر عرب حمزۂ نوبخت شم
چو رستم ستیجان پئے گیرودار
[illegible]

گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جادو اسپ یافتم

جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را دو مصاف
شد ار جنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا ای شیر بیشۂ جرأت لڑنے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہی لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان نے کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہی صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی ہے زرہ و خود لڑ رہا ہی اُسپر یہ مکّاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا اڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر روکا روک کر کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین عین گرمی جنگ ہی سب کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دو رکابہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے ولی سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہی اُس نے جو سُنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چہار طرف سے بچیادُن نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطور طرف الندھور کے متوجہ ہوا الندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا الندھور نے ہاتھ تیغۂ دودمۂ ہندی کا مارا قنطور کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اس جوان کو کمندون مین

گرفتار کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو پیک بچے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون کو
لیکر طرف لندھور کے چلا قنظور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے بڑھکر
لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اُسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر آکے
حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت
مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو از روے بلوے کے گرفتار کیا
اب قنظور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور
گرفتار ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوا
لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنظور کے تیور بد ہین ایسا نہ ہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنظور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے
کہا وہ جو آپ دعوی کر کے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور
لکھیے کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جرأت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی
ساحر کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنظور نے اُسیوقت ایک عرضی
کہکشان جادو کو لکھی شاہباز عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز
عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل
بنکر جاؤن لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ
کی آواز کان مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے
خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے
قریب کمندون کے پہونچا لیکن دل اُستاد دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے
تجھکو پہچانا نکلکے مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ
نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے

نہ آیا سمجھا کہ میرا گمان غلط ہو سنہ ہمہ احتمال دہ عشر کا اسکا کچھ اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست
کی بیچ کمندون مین آکے ٹھہرا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے
کمندین کھینچین شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر
شاہباز نے اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب منھ پر عمرو کے مارے
خواجہ بیہوش ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور
پکار کر آواز دی کیون او ساربان زادے اب کہو تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا استاد کیا
کہنا مین نے سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار نظر از نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول
کرین تو مین شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ
عمرو نے کہا روپیہ تو میرے پاس موجود ہے مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہے کہ مجھسے
دیا نہ جائیگا شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہ کشان جادو
کی ثرائی دنیا مین بیحد ہزار ہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسیطرح متواتر کئی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہے عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہے یاقوت احمر ہو کہا
استاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شے ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ملی نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجئے گا جبھی قفل لگا دیا گیا اور اسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز نے سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہے کوئی چیز بڑی معقول ہے یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے کھولتے ہی دھنیا دھوان بیہوشی جو اڑی ادھر
بھکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسیوقت درخت مین باندھا اور آپ
رنگ و روغن عیاری بچا کر طرف لشکر قنطور کے چلے جہان لندھور حبس قید خانے مین
قید ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین استاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے سمجھا عمرو نے کہا رات کا وقت ہے مین پلٹ آیا لندھور کو جا کر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے آکر کہا
ای جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو
ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ کاہ فروش
جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سُنکر گھسیارے
گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اِس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی جواب نہ دو یہانسے بھاگ چلو
شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر قریب آئے
شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے آکر پہونچا
شاگردون نے دیکھکر کہا اُستاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک شاہباز
اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین قید کر کے
برائے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او سارہ بان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا ای لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا عمرو نے
زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند
مارنے لگے عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑبھڑکر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی
خواجہ نے پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ
کمند عمرو پر مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز
نے بڑھکر حباب بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین
برابر لندھور کے اِنکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا ای
شہریار اب عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار وہ سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیچلیے کوچ کر کے نکل چلیے اِن دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب حمزہ اِسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہو گئے تو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطورہ کو بھی یہ راے بہت پسند آئی اُسیوقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے روانہ ہو گیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اِس عرصے مین نامبیان وطومبیان خبری گھبرائے ہوے آئے عرض کی ای شہریار شب کو اُستاد گرفتار ہو گئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھور و عمرو کو لیگیا یہ سُنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی اگر قنطورہ بر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی کہ عمرو پہ کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسیکی ضرورت نہین امیر سوار ہوے سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و لندھور کو جاتا ہی راہ سے اِسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اُس عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطورہ نے جا کر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جا کر قنطورہ کو لاؤن قلعے مین لا کر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسّی ہزار ساحرونکو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس لشکر اُترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطورہ کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہسوار کو بھی سرفراز کیا کہا ای شاہسوار تو نے

جہان عمرو کو گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کا ہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہی عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اُٹھا بہیرون کے سرون مین آہین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ تم گانے مین بھی دخل ہی عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
سکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود عجب پیدا — کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا — کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے — مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین — بشکل عاشق و معشوق دونو نکو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے — اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اِسقدر باقی — مین دوڑا سر کے بل لینے کو جسے تیرا صنم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہی — ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی اُسکے — ہمیشہ دو لبون کی طرح دونو نکو بہم پایا
نکل جائینگے دل مین حوصلے جو جو کہ آئینگے — کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی — کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل — ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا — ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اِسطور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

اُسے بیہوش کیا اُسکو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر اُسکے مقام پر آ بیٹھے اِس عرصے مین سفیدۂ
سحری ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای
شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ
خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہی کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوے ہین
خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر اراپے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جھپٹ کر
قریب شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم
یا آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب
شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا
ای شاہباز تجھکو اختیار ہی جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے اراپے
سے اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا
پکارکر آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ
مارا اور شاہباز سے کہا اُستاد اِس مکار کی باتونکا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے
شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیرباران جب تیر بھر کمان مین
پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیخطا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا
غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چہار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر مہرۂ
پشت کو توڑکر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چہار جانب ہلڑ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب
شاہباز نے اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی اراپے سے اُتارنے لگے
لندھور نے لنگر مارا اراپے سے نہین اُترے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور اراپے
سے نہین اُترتے کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو اراپے سے اُتارے
کہ زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

بحکم خدا البتہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام	امیر عرب تیغ زن نامدار
بن کافران از جہان پاک کرد	ہمہ سرکشان جلد در خاک کرد	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
		نعرہ کرگے امیر آگر گرے

۱ باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبراکر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین کہ سامنے

سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار پر لٹک رہا ہے
تمام جسم مشبک ہو گیا ہے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا قلب مضطر آگیا چمک کر لڑنے لگے ڈر ہو کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر امیر لاشہ
عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر مہتر ہنگ نقلی
یعنی خواجہ عمرو فوراً جست و خیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہبار
کے برابر خواجہ عمرو آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام
لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں
جیسے ہی شاہبار نے طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کو کھ پر ایک خنجر
مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

میری نسل سے ہے کہ پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو میں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید ا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو فخیتم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دیو میں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فنہر فخجستہ نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہو گئے کہا اے مہتر برق فرنگی تمہارے
اُستاد کے نعرے کی آواز آئی ہے یہاں عمرو نے جو شاہبار کو مارا عیاروں نے عمرو کو گھیر لیا
عمرو اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں
نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

کہ اُستاد ہیں خواجۂ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہوں
ارسطوے تعلیم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
زمانے کا مکار و غدار ہوں
دو رنگہ پہ میرا اپھرا رہا
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر
اُڑا دیا امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے
ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور میں آکر قید توڑی وہیں ارابہ اُٹھا لیا

اُسکو جوگھانا شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر چٹے بیچے ارا بے بین لیٹے ہوے ہین کہکشان جادو کو بڑ ھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بصورت سرہنگ تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہے لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہے ہزارون ساحر وغیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہے امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے پر نام مہناز ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ پرورده عہد کج ادائی غزال صحراے بے اعتنائی زبیدت و ولنکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکلگیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچائیے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہے آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کرلیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہے زندگی محال ہے اصل مین یہ کیفیت ہے نظم

افزائیشون پہ تھا قلق دل تمام رات	کاٹی ہے ہمنے یارب بمشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے	ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن	آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم	جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت	بتیا بیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم	رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم	لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً اطرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ منظور آہن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر رہروی کر کے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گر اکہا اے کہکشان نامدار طلسم کشائے عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ بیر دندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے گرفتاری رستم روانہ کیا ہی کل ابلاغ آپ کے قلعے کے قریب آکر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کر دیجیے سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہی وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مار کر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحد دار کے ملازم سیلادہ دامن پوش حاکم بیشۂ سیلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کر دیہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جسطور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرنا واجب و لازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قدوار مکار و غدار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہی کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ اُتارا مین ابلاغ کے انتظار دوسرے دن پہر دن رہے گرد اڑتی دیکھا کہ ابلاغ بیر دندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے

سالوس نے بڑھکر ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنیکا
کیا باعث ہوا سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے
سکو گے سالوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر لڑینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے
چار پہر رات آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار
و پیدل دونون کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین
اُسپر معشوقان عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہو کہ ابکی مرتبہ انشاءاللہ
باغ نسترن مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھر ہرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہو آکے دونون مقابلے مین اُترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت
کر کے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشئہ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اُٹھکر اپنی
بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شیر پر مردم در کے متعلق ہو جیسے ہی داروغہ
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اُٹھائی کہا
آقا اِنھین باتون پر مجھے غصہ آتا ہو ایک چوبدست مارونگا یہ اٹھا ہو جاؤگے رستم نے ہنسکر
کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اُکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک چوبدست
ماری رستم نے بیتر ابدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اُڑی رستم
تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مارکر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اِسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہو مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک جھپکی
ماری کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا اکھیڑ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریاے جرأت کا بے بہادر ہی آقا معاف فرمائیے غصہ نہ کیجیے مگر طلاے پر مین ہی جاؤنگا رستم
نے حکم دیا دیوانہ شریر مردم در چار سو دیوالون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دو کاندار و ن سے
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسیکا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسیکے یہان چور آوے تو مجھے
اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر
لشکر کے آکر ٹھہرا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو
بھائی کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا اے ابلاغ طلسم کشا
رُستم ہوا اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو
طلسم کشا کو دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرلونگا سالوس نے کہا
اُسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے
رُستم کے مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرلونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار
بڑھی کہ دونون نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو
سالوس باہر نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھنکی لاکھ سوار
اِدھر لاکھ سوار اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہوا اور سالوس
کہتا ہی تو خود نامرد ہی ایک ہی وار مین گرد برد کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی باڑھ جو ہوا اور
باجے جنگی بجنے لگے دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا اے سمک
دیکھو تو یہ کیسے باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے
ہین دیوانے نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ
دیوانہ جو بدست لیکر سمک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چار سو دیوالون کو اشارہ کیا
کہا ہان بھائیو ہوشیار ہوجاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاے پر
نہ ہوتا تو بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چار سو دیوالونکو
ساتھ لیکر دو لاکھ پر آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چیخ کی
آواز آئی زمین ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوبدستین مارنا شروع کین

کئی ہزار جوان مار کر ڈالدیے سالوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیدل بہت ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالوس جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جماؤ کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ مہنگانہ شیرانہ چار سو دیوانون کو جمائے ہوے چوبدستین مارتا ہوا آتا ہی جب جمکر حملہ کیا ہزارہ دو ہزار کے سر پھاڑے جرأت کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بے باکیان و چالاکیان جب جمکے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارتے ہین حریف کو للکارتے ہین سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد تو اپنی فوج کا افسر ہی مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو رفیق بنایا ہی چوبدست سے بچتا رہتا ہی دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے ہاتھ تلوار کا چمکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منھ پھیرا زمین تھرا گئی سالوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق پڑا ہی اُسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی سالوس نے سپر کو مہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر وگردان چوبدست جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سارا جسم گینڈے مین گینڈا اور سالوس دونون خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سالوس دیوث اُٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلاے پڑا ہی دیکھون تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والون نے جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ سالوس کو دیوانے نے مار ڈالا گینڈا اور افسر خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے افسرونکو پکار کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہی مگر بڑے غضب کا ہی نہین معلوم طلسم کشا نے کیا سحر کیا ہی کہ اُنکی اطاعت مین ہی سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پہ چوبدستین

لگتا ہی مگر طلسم کشا اپنے کو بچانے مین ایسا اِسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون
نے کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا
دبایا کہ دیوانہ رُستم کا دم بھرتا ہی چہار طرف سے گھیر کر اِسکو گرفتار کر ابن ابلارغ نے بھی
ترغیب دی کہ چہار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین
ساتھ والے دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ
بند مکڑ گیا چہار طرف سے از روے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ بیہوش ہوکر گرا
ابلارغ نے گرفتار کرالیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا چوبدستین
تان کر پلٹے سامنے ابلارغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار الاشے
تڑپ رہے ہین ابلارغ نے آواز دی یارو اِن سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو
اِن بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شہریار مرحوم در مع ساتھ والون کے گرفتار ہوا
وہ طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رُستم کو پہونچائی رُستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جائے اُسنے نہ مانا آخر جاکر گرفتار ہوا اے سمک بڑھکر خبر تو لو
سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا
دیوانے کی ایسی چوبدست پڑی کہ پرا اٹھا ہو گیا ابلارغ نے دیوانے کو کمندون سے گرفتار
کرالیا اب اُسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو دیوانہ قید خانے
مین زنجیرین ہلا رہا ہی رُستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کرسکتا ہی اے سمک
ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلارغ جو
اِس معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت لسترن جادو لکھی جسکا مضمون
یہ تھا کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شہریار مرحوم در کے
ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رُستم
کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا لسترن جادو باغ لسترن مین بیٹھی ہی جادوگرنیان
اُسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

دولاکھ پر آگرا انکی فوج کو قتل کیا کہ سالوس بھی مار اگیا ابلارغ باقی ہی اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای ملکۂ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلارغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لستمرن نے روانہ کیا ابلارغ اپنے مقام پر بیٹھا ہی اسکو چونکہ خوف ہی کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آگے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا انکو کون روک سکیگا یقین ہی کہ اپنے رفیق کو سلا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے آکر پہونچی ابلارغ خوش ہوگیا کہا ای ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان خونی کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کرڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلارغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سبز بھیر تمام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیر مین ہلاتا ہوا دربار مین آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای ابلارغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلارغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیار و کے سے رُکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان اسنے مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا یہ کہکے قیدخانے مین بھیجدیا ابلارغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش وخروش گانے لگین

نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا — بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہی کون سا معشوق باوفا ای دل — گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق مین ہم — کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سی ہون ضعف سی مین رنگ حنا — ہواے شوق فنا مین جہان اُٹھا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا — اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین ہا — مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی — بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب — یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی — کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے — کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت — پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اسیوقت ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے مہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنیکی جو خبر سنی اپنے مقام سے اٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین ابرائے رہائی شہریہ صرصر دم ورجاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سپرکاہن نے اٹھکر دونکو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہریہ صرصر دم ورکو مجھے دیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق زمین ہوکر جاؤن دیوانے کو رہا کر لاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اٹھا آکہ ہم کسدن کے واسطے ہین جار وق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قید خانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کر لاؤن مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریاے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اسکو قتل کرون اسیوقت مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپڑین کئی سی

افسران فوج ایسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو یہ خبر سُنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت لشکرن چلا جاؤن وہان انکو اختیار ہی ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا نہ جانے دیگا راہ مین جا کر روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار سحر ہونگی مشکل یہ ہی کہ تحفے انکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ سے منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس حیلہ سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قیدخانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آوازہ دی ای ہر زنک ذرا ہمسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

سزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا ‖ کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا
جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے ‖ نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہین ‖ کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہو کر بہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے ‖ بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم زا تیری ‖ جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
پکار اُٹھکو وان اُسکو ہوئی منظور ضد جس جا ‖ جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی ‖ کمان آسمان پیر کا اب تک نہ خم نکلا
نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ انکا نشان باقی ‖ نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین ‖ قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ مسکون سے ای نسیم آباد ہی اب تو ‖ بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو مجھپر توجہ ہوئی بڑے جاہل کا رفیق ہی

حقیقت مین اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر مٹھلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے مین اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین اور تو ایک پاس رہون یہ سنکر
ہلال نے کہا نہ گھبرا مین تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہون قصد کر رہی ہی کہ سحر کرکے نگہبانون کو بیہوش
کرون دیوانے کو نکال لیجاؤن قضائے کار لشترن جادو جلسے مین اپنے بیٹھی ہی اور سب
مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہی ابلارخ ایسا
پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکین گے اتنی
مین نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا صاحب لوح وحاکم
تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب مین دیکھیے کہ اسوقت ہماری
بہن کیا کر رہی ہین لشترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منہ پیٹ لیا
نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین قید خانے
مین اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانون پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوے اور وہ دیوانے کو
لے نکلین ای نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون کو بھی عبرت
ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دلسے بھلا دیا سحر کیا چاہتی ہین
اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کیے پس گئین رات کو گانا سُنا اور زیادہ بیقرار ہوئین
غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا مین ابھی جاکر لاتی ہون اس ذلت سے لاؤن کہ
دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے لشترن کے اٹھی لشترن نے کہا ایسا نہ ہو
اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی کہ کوئی
بول سکے جاتے ہی گرفتار کرلونگی لشترن نے کہا قید خانے مین جاؤ کہ خطا اُنکی سب پہ ثابت
ہو نجم جادو پرپرواز پیدا کرکے چلی مگر لشترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا ای مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کردے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو نجم کی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی ہلال کاہیدہ ہونگی آپکا حکم قضا شیم ہی کسکی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازی ہو یہ کہکے مسکین تخت پہ سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہی نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پہ آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈی ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج — دل مرا سخت بیقرار ہی آج
جلوہ گر میر اگلعذار ہی آج — بلبلو باغ مین بہار ہی آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی — ابر تر چشم اشکبار ہی آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو — مرغ روح رواں شکار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ راحت جان — چین ہی صبر ہی قرار ہی آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی — باغیون کو کمال خار ہی آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا — کس لیے تمکو ننگ وعار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا — اسلیے دل کو انتشار ہی آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہی — گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر — تودۂ دل کے صاف پار ہی آج
کہتا قاصد سے اسکے جینے کا — وعدۂ وصل پر مدار ہی آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین — غیر سے یار ہمکنار ہی آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان — نکہت گل بھی ناگوار ہی آج
عندلیبو مقام ناز ہی یہ — غیرت گل گلے کا ہار ہی آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا — غم دلدار غمگسار ہی آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے — کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھکے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے دیر قیدخانہ پہ ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبراؤ مین تھوڑے

عرصے مین ان سب کو ہٹائے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوقہ کو دیکھکر ہنس رہا ہی قضائے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کر دون یہ لڑتا بھڑتا نکلجائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو وے اسکو دیوانہ کردون ابلاغ ببر وندان بارگاہ مین ابھی بیٹھا ہی قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قیدخانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قیدخانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی اے ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سلادیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم اِلکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہو گیا پکار اُٹھا اے ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
اِسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کی بار بار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو احتیاج
کیون نہ صدقے جائیے ایدل ہجوم داغ کے
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
مثل پیراہن ہوئی ہی نہ لیور وحشت کی قدر
سوزِ فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینے مین آگ
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم

کب خوش آتی ہی اُسے ایدوست گلشن کی بہار
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چلکے گلشن کی بہار
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھکے وجد مین ہی مصاحب اِسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپ کے قاعدے کے یہ خلاف ہی ہلال نے اُنپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھکے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دون ہنسکر کہا

اے رفیق طلسم کُشا تو نے دیکھا کہ اِن سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہوں تو سب کا یہی حال کروں میرے ہر سے کوئی بچ سکتا ہے اسکو نکلجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی نجم جادو اُسوقت آگے پہونچی کہ اِسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہے گرد اِسکے مصاحب چرخ کھا رہے ہیں ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہے دیوانے کو رہا کروں نجم نے وہیں سے للکارا او شوخ دیدہ اسیواسطے تجھکو ملکہ لشترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ لشترن کو ہو گئی مجھکو بھیجا ہے بہتر یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ لشترن ہو ہلال نے کہا میں کیا لشترن کی لونڈی ہوں ملازمت نہیں کرتی میں اُسکے پاس نہ جاؤنگی یہ سُنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اُسمیں سے دھوان نکلا وہ دھوان جو منھ پر ہلال کے لگا چرخ کھاکر گری بیہوش ہو گئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر میں پنجہ دیکر لے اُڑوں دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی ہر چند کہ تو بھی نرزک ہے مگر میری یہ نرزک نہایت حسین و جمیل ہے تجھسے زیادہ شکیل ہے میں تجھپر توجہ نہیں کرتا خبردار اِسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑوں کھینچتی ہوئی لیجاؤں دیوانے نے غصے میں ہاتھ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی خانہ زور میں آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑاکر گری اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہے لاشہ نجم زمین پر پڑا ہے کہا اے یار وفادار اس بیچارہ کو کیونکر مارا دیوانے نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہہ رہا ہے او ہلال تو نے غضب کیا کہ فرستادۂ لشترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کروں دیوانہ منع کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو میں اسے بھی تو نکا بیٹھے ہی کا اسکا قد و قامت ہے ایک چوبدست اِسکے واسطے کافی ہے یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ

پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا ارے یہ مصاحب لنتہرن تھی یہ کہکے مسکین جادو
نے سحر کیا کہ دیوانہ رنگ گیا پانؤن زمین نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا
کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ اِن سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال
کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال
چمک چمک کے گرنے لگی جب تڑپ کر گرہی ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے مسکین کو کہ ہلال
سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو میرا بھی سر اُڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہی فضاے کار
مہتر سمک بلد اقی یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اِسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے
بلوہ ہی دیوانہ چپکا کھڑا ہی چوبدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت
پہونچا کہ رُستم دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہہ رہی ہین کہ حضور نے
کنیز کو کل روک لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا
کہ سمک آکر پہونچا سمک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی فرداے زابر رحمت خرم گل بستان ما ✤
گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما ✤ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے
عجب طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپ کے دیوانے پر بی ہلال
عاشق ہوئی ہین لنتہرن کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر
کیا کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھوڑ ڈالا اب مسکین جادو آپڑا اُسنے
ہلال کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سُنکر شہرت
اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہ ہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ
آفتاب فلک سیر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت
نے ہاتھ باندھکر عرض کی اِسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوے
افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ اِن باتون کو سُنکر چیخین مار کر روتا ہی
ہر چند چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پانؤن نہین

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پانوٗن زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شہریہ مردم در تو رفیق طلسم کشنا ہی لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلجاوٗن نرزک میری گھری ہوئی ہی اگر نرزک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اِس نرزک کے واسطے میری جان تک حاضر ہی نرزک سے کوئی شے عزیز نہین اِسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شہریہ مردم در ہین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اُٹھا کر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اُٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولونکا بندھا تھا وہ گجرہ پھولونکا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہمسے آنکھ ملاوٗ اِسقدر ہمسے آنکھین نہ چراوٗ ابلاغ نے سر اُٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے زیور جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ابتو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہی نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم / پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر / دیکھتے روزن مین آآکے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف / صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاءاللہ / مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین / توڑ کر صاف نکلجائینگے اِس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک / خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا / کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آمین تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوے دیکھا کہ تلوار مین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرونکو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مار لو سب ساحرون نے گھیرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مبہوت ہوگئے مسکین نے بھی بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکارکر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا سحر کہ ہی سوچکر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کرکے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی ہم محن جادو فرستادہ ملکہ لستران بہ کمکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکارکر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارلو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکارکر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکھ ساحرون نے ہجوم بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کرلین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے ایک ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جاکے تلوار چمکی کڑکڑ کر شہرت پر گری کہ شہرت کا نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اب تو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اپنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز

نظم

تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا

دعا لے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد شاہا نکرم بر من خستہ ویش نگر بر حال من خستہ

دلربش نگر ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز وقت اخیر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہی اسوقت قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو　　پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابناے عالم کو　　کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے　　دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدم کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پہ جسنے　　گل و گلنار کرسکتا ہی وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہی سراپا یار زیبا ہی　　کہون مین دو حباب بحر خوبی اسکی محرم کو
مین دیوانہ ہون اُس رشک پری کا دیکھا جسکو　　سلیمان نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
نگہ وہ تیغ ابرو راست بازو نکیطرف کیونکر　　بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو
بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو مین　　اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
قلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے او رند　　اگر کمل سے بہتر جانتے کمخاب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہی تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت وہلال گھر گئین دیوانہ زخمون مین چورچور ہی مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فوراً اشتغہ ہفت جوہر کے قبضے پہ ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سپہر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جھکا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاتی ہی پانی برساکر اپنے کو بچاتی ہی آفتاب نے جو شہرت کو اس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھین کھولین آفتاب نے منھ پہ ہاتھ پھیرا ظاہر مین سب زخم اندمال پا گئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہی صدمۂ زخم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہی اُس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا

باعث ہوا کہ رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلانغ بہروند ان سامنے آیا سحر شہرت سے مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے مجھ پر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھا دست سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا اچکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا ابلانغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ تمام تو اسکا سپہ ہی اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلانغ زمین پر گرا تمام ساتھ والے لوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پر مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کسطرح مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ ای شیر مردم در نہ گھبرانا میں آپہونچا شیر مردم درنے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا ارادہ درست ہوا چوبدست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلانغ دیکھا اور دیوانے پر نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہی آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہی محسن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جارق غیر ساحر و نکالشکر ساتھ لیے آگرے اب محسن جادو گھبرائی دیکھتی ہی کہ ہلال سیری فکر میں ہی آفتاب فلک سپہر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی گرمی سے ساحران غدار بد جو اس جوش پر پیاس سوچی کہ ای محسن نکلجاؤں اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بند و بست ہی ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح گلے میں پڑی ہی یہ سوچکر پیر پرواز پیدا کیے محسن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا باقی ماندہ نے چاہا نکلجائیں آفتاب نے گھیر احصار کا ڈالدیا اس حصار سے وہ نہیں نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار

آراستہ ہوا سب سردار اُٹھ بیٹھے چلا چاہتے ہیں ہونے لگیں شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن
مین پہونچنا واجب و لازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کرین مگر محسن جادو جو
بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجین
گرد و پیش کے اُترتی ہوئی ہین محسن جادو زہر مار سی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے
پکار کر آواز دی ای محسن جادو خبر تو ہی لی نسترن نے جنگ آغاز کر دی اور ہمکو خبر نہ کی ہم
افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہا ہمیشہ مکر کرتے رہے پہلوان
بیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محسن نے کہا ای افتتاح جادو
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری
نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا
آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جبر و زقصد کرو نگا نہین بلا دو نگا یہ کہکے محسن کو
بٹھا یا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین گرد
تاج سر پر شعلہ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسیطرف مینھ
برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین بجلی چمک رہی ہین اس زور و شور سے وہ ساحرہ آکر
پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا برای استقبال آیا پکار کر کہا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ
اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی
ہم انتظام کرینگے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بچے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش مین
آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر یہ غزل
عاشقانہ گانے لگی نظم

بیٹھے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا	دیکھ لینا شرماہی تمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہمسے ہی انکی نگاہ ناز کا +
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسے نے جو کی
پڑ گئے سوراخ دلین گفتگوے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
منھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خدا ریار
ای زبان کچھ نہ شرح حالت دلکا خیال
غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اُسکو نہین
کاٹ کر پر سطین صیاد بے پروانہ ہو
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھیو تیر قضا ہوتا ہی اِس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اِک قول اُس طناز کا
ایک ادنے سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
مثل فی محتاج ہی اپنا دہن دمسانہ کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
کام منھ چڑھنا ہی اِس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہونا نہین بہتر ہی مخفی راز کا +
بند ہو جاتا ہی سو سو بار دم غماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہی پرواز کا
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہی پرواز کا
شاعری بھی کام ہی آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کر دون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہو جاے محن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہو گئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکال کر دیا کہا ای محن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لشترن مین جانا کہ لشترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ لشترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اتنک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتقام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو اُڑ کر گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتقام کر لیگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر اُترو ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا محسن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ اِن زن و شوہر نے ساتھ کر دیے محسن لیکر اِس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اِس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی کو دیوانہ شہرہ مردم دہر پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفا خانے مین بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رُستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری نرزک کو کیا کیا مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ ہوا سر جُھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نرزک نہ آئی ہو تو مین باغ نسترن جاؤن اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفا خانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفا خانے کے چلا شفا خانے مین جو پہونچا دیکھا جرّاحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے چوبدست جرّاح پر ماری جرّاح پر اٹھا ہو کر رہگیا اور جرّاح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہو ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی ایسے حرکات بیہودہ بہتی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری نرزک تو بڑی مصیبت مین تھی مین نے ایک جرّاح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رُستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی نرزک کو چھوتا ہون رُستم نے مُسکرا کر کہا آقا کیون بگڑتے ہو رُستم نے دیوانے کے کان پکڑے کہا ارے یہ زخمی ہو دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا ہو اُسکے زخم بگڑ جائین ۔ کان جو رُستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجے آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو مین اسپر نگاہ نہ ڈالونگا رُستم نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کر کے تجھکو دی جائیگی اُسوقت دربار مین ایک عجب ہنگامہ ہو سمک بلا اُٹھی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محسن ساٹھ ہزار ساحرون سے آ کر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہو کہ کیا کرون

رستم نے کہا اے ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھین سرخ ہو گئین کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی ہلڑ جب ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھین
سرخ چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال ہمسے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہو گئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محن جاؤنگا یہ
کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین زبردستی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا زبان
مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان
پہنین محن نے آفتاب کو قید خانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی جراحون نے
پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے جاؤنگی
وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون نے روکا
ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب کے
یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مار اماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ لستترن سے صفائی کرنا ضرور ہی محن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی ٹھنگ بھری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپ کے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بو امیرے ساتھ آؤ پاس لستترن کے پہونچ جائینگے دونون حالت وجد مین لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سبب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جگ محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قید خانے مین بھیجدیا رستم یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہو کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہو وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہی جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھولکر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے — بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دِن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہت — رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی — پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل — ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون — تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے — قصد رہتا ہی یہی پانؤن کا اب وان چلیے
رہنا جوش جنون ہوگا بہار گل مین — طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سبر کی ہمنے آتش — بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھین سرخ ہوتی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوئے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے غصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹا اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پہ جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آوے اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پہ پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپ کے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا مگر آسمان پہ جا کر اُسپر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہو گیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہونچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آتی ہی اگر حضور لوح حاصل کر کے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و ٹھمنا مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پہ تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہی یہ کہکے بارگاہ محسن مین آیا دیکھا محسن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین محسن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ پہلوے بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محسن کے آیا محسن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آ گئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جا کر اُسپر برق گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بہ شکل طائر بلند ہوا سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے مین بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب	پانون کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منہ پر نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے — آنکھون مین اپنی بند ہی بازار آفتاب
پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے — وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ — آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج — پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
زیر زمین ہو گا وہ گئے آسمان پر — عقل حکیم ہی نہیں رفتار آفتاب
آئینہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ — لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب
بٹھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے — مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب
چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام — ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے — دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
سیر جہان کیا کرے ان کو غرض نہین — شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب
چوتھے فلک سے کم نہین مستونکو میکدہ — ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہی سکہ نرے داغ عشق کا — کھوٹا ہی جسکے سامنے دینار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے — خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی — بے روے یار داغ ہی رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہو گیا درخت پر بیٹھا پانون مین رشتۂ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہی پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اُسی اپنی بیقراری مین اشعار گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بصورت اصلی ہو کر درخت سے اترا ٹہلتا ہو قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہو گیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا ای نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت و بار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آ پڑے

کارندے مارے گئے یا واجان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہو کر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اِس جنگل مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ مین اِس کشاکش سے چھوٹون طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشبک کیا ذرا انھین اشعار کو پھر تو سناؤ اُس مہ جبین نے چٹے طیران کے پکڑ لیے کہا او نہ پوا نے اِس نگاہ سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ پوچھون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل تھراتا ہی طیران منتین کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی غنچہ پیکر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکہ عالم کیا غش ہی اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اِسیکی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ بین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ اٹھ پھر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب مین انھین سے زندہ ونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد غم و الم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اِسکے پینے مین دخل ندے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی تم تو مٹکے منگا لوگے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہی مین اِسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین بھیجا ہوا ہون چند سرداران اِسلام کو قید کرادیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہی وہ ہر وقت اِسی خیال مین رہتی ہی اِسوجہ سے بحر نہین مجتا طلسم کشانے بڑے بڑے خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کو سنے لگی کہنی کہتی انھین مسلمانون مین کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انھین مین بھی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے چٹے دیے

کہ ایک جوان اس قدروقامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا اتھا آب شراب
کے لیے تکرار ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہی مین چند قطرے پیونگا
آخر اُس نازنین نے گلابی بغل سے نکالکے سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہو اگر
پھر دو پھر مجھکو نہ ممکن ہوگی تو میرا دم نکلا جائیگا طیران نے کہا مین ابھی گلابی بھر لادونگا
پھر دو پھر نہ ممکن ہونا کیا معنی چٹکیے لاکے رکھدون میخانہ سپرد کرون نازنین نے کہا تم منھ
کھولو مین چند قطرے تمھارے منھ مین اونڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے
گلابی اُٹھائی مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اِسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے
چاہا ساری شراب منھ مین انڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ مین اسکے
نہ گئی جب تو طیران نے کہا اری تو کون ہی سمک سمجھ گیا کہ اِسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا
چاہا کہ چھاتی پر چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ وروغن
چہرے سے اُڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین
عیار طلسم کشا حرور فکر کرینگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چہار جانب دیکھتا ہی
جنگل کا سناٹا کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کس لیے جاتا ہی
ذرا ہمسے ملاقات کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست وخیز کرتا ہوا پکارتا ہوا
آتا ہی کہ ارے ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار
رستم طیران کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی
سنم خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب
آیا ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جی مین کہتا ہی خداوند
کو ہر وقت فکر رہتی ہی کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا
ہی اور چاہتا ہی کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پانوٴن زمین
نے تھام لیے ساحر نے کہا اے طیران مجھپر سحر کرتا ہی اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤ گے
ایک نیا پیہ سحر کرکے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ وروغن
عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین واسطے
شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والون سے کہا اِسی مقام پر اُتر پڑو عیار نقابدار مع
برق ثانی یہ سمجھا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سمک کو جو دیکھا کہ
گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اِسکو دیکھکر حیران ہی جی مین کہتا ہی کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہی مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہی مگر
ہمشبیہ برق ہی کچھ کچھ صورت مین فرق ہی کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہی سمک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونون کو گرفتار کر کے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہی بارگاہ مین
بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کر کے لاتا
ہی عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہی پوچھا ای طیران
یہ انگریز کون ہی طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا جلّادونکو
بلاؤ ساحر دوڑے دارین اِستادگین جلّاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور ایک نے
سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا ہمارا
یار وفادار عیار کہان ہی ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار اُستاد رات کو
برائے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین تیاری
سیدان خونی کی ہو رہی ہی چارون سرداران طلسم کشا بھی بُلائے گئے آفتاب وہلال
وماہی سحر ونہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا چند بھیلے فراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین
مگر نقابدار کو انتہا کا غصّہ ہی کہتا ہی کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت پر
نقابدار پہونچا کہ اِن سب کو دار پر کھینچا ہی تیر و کمان لیکر طیران ومحن کھڑے ہوے ہین
حکم ہی کہ بارہ ہزار تیر انداز بُلاؤ تیر انداز آتے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر
طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون
سے قتل کرتا ہوا آتا ہی محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران اِن مسلمانون نے سرد کار تو
جابجا موجود ہین یہ گورا عیار اِسی کا ہی طیران نے کہا مین اِسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا

بسبب لوح کے بچ جاتا ہی بکس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا
ساتھ کے سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو ہی تیر چلے دو ہی ساحران خطا کار گھوڑون سے
گرے تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان اِن دو ہی نے مارے برق ثانی چاہتا ہی
کہ کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے
ایک گولا مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا بیلے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار
جدھر قصد کرتا ہی اُدھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے
سحر کیا گھوڑے نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے
بچھے ہین تڑپ کے جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محسن نے
کہا نقابدار کے چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی بلا زمان محسن جو
طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے
نہ ہٹانا تمھین ہمارے نام و نشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین
ساحرون کو پائینگے قتل کرینگے زندہ نچھوڑینگے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت
نہ دیکھنا اِس تیور سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو بلا زمان محسن چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے
کوئی قریب نہین آتا ہر چند محسن و طیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار
کے نہ جاؤ جو پاس جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے
اُسکے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آتا ہی کلیجہ تھرّاتا ہی مگر آفتاب دماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال
تہ دل سے دعائین مانگ رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بحر و بر و ای رب اکبر اِس بہادر
کو بچالے ہم لوگ مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی شاہا ز کرم بر من درویش
نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لایق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر +
بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پہ پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز
آئی قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی پرو دُنیا
سے پلٹا ہوا طرف پر وہ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زربفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پہ سوار مرکب سہ چشمی بھی اُسی تخت پر پشت پہ عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے کمندین بازؤن پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار
کی نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون
سے اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیو زادہ بیرقین چمکاتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جلیتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور ہر سر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہی نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جسنے سحر کیا وہ گولے ترنج و نارنج اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ تھام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے
کیسے کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کردیتا ہی
کسی گولے پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اُسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا
او طیران نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہی کہ گولہ پھٹ جاتا
ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطاک ماری اُسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن
باز سفید نے جو دورسے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے
پھینک دیئے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیئے
آنکھین نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار
سے سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کُشتی مرا نام سن طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
گرنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی اُدھر
عیار نقابدار حبت و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارونکو نقابدار زرین پوش نے
رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا پنی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پگھلنے لگے
نخل خشک حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا بجا زمین شق ہوئی
پانی اُبلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر گرنے لگے کسیکا سر اُڑ گیا
کسیکا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی ای شہریار معرکۂ
عظیم پڑا اغلام قتل ہوگیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکر
مدد کرنا اور پھنسنا ساحران قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اِسکے
نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کرکے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہو ساحر نقابدار کو گھیرے
ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہی غلام
کی نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہی کہ اسم اعظم دستیاب ہوا
اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائین سمک خاموش ہوگیا جانتا
ہی کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محسن جادو
معروف جنگ ہی رستم فوراً سوار ہوے عیوق و جاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا
کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہی سوار ہو کر چلے یہان
نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مار ا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح پلٹا
چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شہر یہ مردم درنے
جو سنا کہ آقا جاتے ہین چوبدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چار ہو دیوانون کو ساتھ
لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش خون کی چھینٹین
جسم پہ پڑی ہوئی سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین
بازوون پہ تو بڑا پتھرون کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہی نقابدار
آفتاب سے کہتا ہی آپ لوگ اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہی
تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال پہ قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہین خیمے چنداراون پہ خزانہ
اس لطف سے آفتاب آتا ہی زرین پوش نے کہا ای آفتاب رستم سے ہمارا اسلام کہنا

اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو مجھے تمسے امتحان
ہوجاے بعد فتح طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجے لشکر لیکر اُس مقام پر آئیے مقابلہ ہوجائے
صرف امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار نے
دیکھا رُستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک
نرزک کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رُستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رُستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو ہدیہ دو ہم کیا اِس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار سے کہا
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا کہا اے آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیجئے آفتاب نے
کہا آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا اے رُستم برہم کیون ہورہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہے اسمین کیا قصہ ہے رُستم نے کہا
ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مارکر آپ کو بڑا گھمنڈ ہے نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کررہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین مثل آپ کے ہو اُس سے مقابلہ کرائیے مجھے
لحاظ ہے کہ صاحبقران سے ہم نبرد نہ ہون اور طور سے امتحان ہوجاے اگر آپ کو منظور
ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدۂ حصول بانہاے صاحبقرانی ہوجاے رُستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپ کو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے
پہلے اِس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور بیشون
مین چھوڑ دیے اِسکی کیا حقیقت ہے دیوانہ شریر مردم در تو ہلال سے باتین کررہا تھا اُسنے
جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کررہا ہے چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا قریب
آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہوجا آقا سے کلام نہ کرنے سکے چوبدست لگائی نقابدار نے
گلا چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھکے

ایک ہتکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے ملگیا دیوانے نے بمشکل سر اٹھایا تیسرے پیچ پر
لقابدار نے دیوانے کو اٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر
رہجائین اب دیوانے نے منھ پھیلایا کہ لقابدار کو کاٹ کھاؤن لقابدار نے ایک طمانچہ
مارا دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑ گیا منتین کرنے لگا کہا ای لقابدار مین تجھسے نہین لڑتا
لقابدار نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای لقابدار
بہادر اب آپکو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اترئیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے
آپکے امتحان ہوجائے تب حال کھلیگا لقابدار نے کہا اگر مین آپکو زیر کرون تو
تمہارے صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کرچکے ہین کوئی قرنہ دون
مین ایسا نہین ہی کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو لیس میرے زیر کرنے پہ بالون کا ملنا ناممکن
ہی مگر مین آپکو جانے نہ دونگا لقابدار بارہ ہزار سوارون سے اسی مقام پر اتر پڑا اب
بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی لقابدار داخل بارگاہ ہوا از سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم
بھی آکر مقابلے مین اترے ساحرون کو الگ کردیا جاروق وعیوق دو دیوانہ شہریر مرحوم دلد
یہ سردار ساتھ ہین لقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین لقابدار نہایت زبردست
ہی زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہی صاحبقران سے بھی گفتگو کرچکا
صاحبقران بھی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا
خداوند نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہی نکالدونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلی ہین یہ بیچارہ کیا پانے
لیگا شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و
جوش قلعہ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین
پہونچی مجنون روز بصد سوز رونق افروز ہوا لقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے
پشت مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار

کی

مین ہی کہ طلسم کشا آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوئے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان
کارزار مین آئے صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ وکمین گاہ طرفین سے آراستہ
ہوئے کہ لقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری
دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے
آکر قدمون سے لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے
جاکر لقابدار سے مقابلہ کرون آپ کے اقبال سے مشکین باندھون دوڑاتا ہوا
خدمت مین لاؤن ناچار ہو کر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار
کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی اسوجہ سے رستم نے ناچار ہو کر اجازت میدان کی دی
عیوق گینڈا اچھکا کر سامنے لقابدار کے آیا آپس مین نگاوہ رزن ہوئے تین قدم مرکب
لقابدار چھ سات قدم گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا لقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل مین
اپنے انصاف کرو تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہی گینڈا اگر بایا ہوا
تھا پیچھے ہٹ گیا اب نیزہ اٹھائیے لقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہین جب
نیزے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا لقابدار
نے سنان سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ کر عیوق کا پھینکدیا
عیوق نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغۂ برق تاب کھینچا لقابدار پر ہاتھ مارا لقابدار نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو
کام نہ فرمائیے عیوق نے نہ مانا لقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا
کہ اب کشتی مین مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے مین گینڈے سے کود لقابدار
سے لپٹا دونون مین کشتی ہونے لگی لقابدار نے عیوق کو وہ وہ گھسے مارے کہ عیوق
اپنی جان سے تنگ مگر مصروف جنگ ہی زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی
الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی لقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے
ہٹتا چلا جاتا ہی دوپہر لقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال نزدر
عیوق ہونے لگا دوپہر ڈھلتے ڈھلتے لقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا

سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر یکبارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے لقابدار نے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا پٹ ہوکر
گرون لقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا لقابدار نے
چھاتی پر چڑھکے مشکین باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے
رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے لقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی
نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہی تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً
افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہی کہ زوجہ نے کہا صاحب
دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پہ کیا گذر رہی طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو
پکڑ لیا ہوگا مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا
ابتک کسی سردار کو اُسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھاکر دیکھا
کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر
بڑی آفتین برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور لقابدار زرین پوش سے مقابلہ
ہو اُسوقت کئی ساحر موجود تھے کہ اِسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہی کہ جاکر
لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کرکے اُٹھا کہتا ہوا کہ اے
ملکۂ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کردون لوح چھین لون افتتاح و اختتام
نے اُسکو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ طلسم کشا نے اپنے نام پہ کے طبل جنگی بجوایا ہی عیوق کے گرفتار ہونے کا
بڑا قلق ہی لقابدار نے عیوق کو لاکر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا نگہبان
کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی
پہر رات گئے دربار مین اپنے لقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے
کہ بیٹھے بیٹھے لقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام
ہی بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا لقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رُستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی بہ عجز عرض کرنا کہ اِسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہی آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ ماحضر اِس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اُسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا لشکر رُستم مین آیا ہرکارون نے رُستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار آپ کے لشکر مین آیا ہو رُستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رُستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رُستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رُستم فورًا اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ مین رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار نے تعظیم کی رُستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رُستم کو دیا رُستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور چڑھا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بہ طریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رُستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہو رُستم نے کہا آپ نے اِسے زیر کیا آپ کو اختیار ہو خواہ آپ کی پیر اطاعت کرے خواہ اِسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہو اِسنے امتحان کیا مین اِسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہو جب سے زیر ہو کر آیا اِسنے آب و دانہ نہین کھایا سر جھکائے بیٹھا ہی رُستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق شگفتہ ہو کر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پیکر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اِشارہ کیا کہ گائن کو بُلاؤ ایک گائن شوخ و شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بہ صد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین	کتنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

سلامتی ترے افلاک کے سب تارے ہین — جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین
مضمحل ہجر مین اعضاے بدن سارے ہین — ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے — تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین
دمبدم قتل ہوا جاتا ہی کیون تحمل حیات — آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرے ہین
ہین بہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین — لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین
کوئی بلبل بھی وفادار ہی ہمسا صیاد — چھری کیا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے — آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین
وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی — عالم جذب مین مجذوب جو ہنکارے ہین
بات سے اپنی پھرین قول پہ مردونکا نہین — ہو سو ہو اب تو ہم اُس بت سے سخن ہارے ہین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان — مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہین
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سِل آخر — لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین
اپنے چشمون سے ہم بہ گئے کس وادی مین — قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین
بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پانون رشک — یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

لقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو لقابدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تمسے نہین لڑسکتا ہین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اِسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا لقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اِس عہدے کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر قرار دیجیے اگر ہار لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا ای رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاے صاحبقرانی مجھی کو ملین گے مین نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمایئے اگر وہ حکم دین تو بانے مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھسے یہ فرمادین کہ تو لایق بانہاے صاحبقرانی نہین ہی پھر مین اُسدن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اِسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا

قلمہ فرمایا کہ بزرگان دین کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہو غرضکہ اِن باتون کا فیصلہ ہوگا
دیکھون کس مقام پر میرے اُنکے تصفیہ ہو رُستم کہتے ہین کہ اے نقابدار طبل جنگی بج چکے
سب خُرد و کلان آگاہ ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہو نقابدار
کہتا ہو اے رُستم میرے تمھارے فیصلہ ناممکن ہو مگر رُستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہُلڑ ہوا
لشکر مین ہاتھی گھوڑے چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبراکر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ
یہ کیا آفت برپا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اِسقدر
برف برس رہی ہو کہ سفید پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر
فریاد کر رہے ہین نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے
زور و شور سے برف برس رہی ہو مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہو اُس مقام پر برف
نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا اے عیار دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہو ہزارہا بندگان
خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین
نقابدار جس مقام پر جاکر کھڑا ہوتا ہو اسم اعظم پڑھتا ہو اُس مقام پر برف موقوف
ہوجاتی ہو پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا اُسپر اہیان نقابدار جو زیر برف دبے
تھے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز سُنکر دل مین طاقت آتی ہو اور روح کو
راحت ہوتی ہو مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہو وہ بھی چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار
نے پکڑا پانو بدحواس پھر رہا تھا یا نقابدار نے اِسم اعظم پڑھکے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا
مرکب رُکا لغلون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا رُستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام
پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہو کہ سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار
یہی آفت آپ کے لشکر مین ہو آفتاب و شہرت و جہلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف
نہین موقوف ہوتی اِن ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین
مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا
کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے
دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہو اُسپر لکّہ ہاے ابر جمع ہین وہ لکّہ ہاے ابر وہانسے بھڑک کر آتے

ہین اور اِس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو زور ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہی عیار نے
جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اِس پہاڑ پر کوئی ساحرہ ہی اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہی یہی معرکہ
کنارے پر سے سمک نے بھی دیکھا سمک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا
کہ ای ملکۂ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہی ویلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اِسنے جو یہ
آواز سُنی سمجھا کہ عیار آئے جھک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہی ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہی ویلمان نے
پکار کر آواز دی ای ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہی سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند
ہفت پیکر نے بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون ویلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا
اُس بد اقبال نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چکتی ہوئی زیر کوہ آئی ویلمان نے آواز دی
اِس زنجیر کو پکڑکر چڑھ آ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پانوٗن مین لپٹ گئی
ویلمان جادو نے سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالاے کوہ پہونچا ویلمان نے مُنھ پر
ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار
اب مین اِن دونون لشکرون کو مثل خس و خاشاک کے بہادونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا
ہون اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہی مگر کیا کیجیے ہین تم لوگو نکے
کہ فوراً دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکر پکارنے لگے ہین آواز سُنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب
ہین جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر کھینچا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پر رکھون
کہ درخت جو بڑے بڑے گرد کوہ تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا پتے اُسکے بڑے
بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہی ویلمان جادو چھاتی پر سمک کی سوار طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوے آسمان سے اُترتی
ہوئی آتی ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہی مگر پکارتی ہوئی کہ ای
ویلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین ویلمان پر
جو نگاہ ڈالی ویلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اِشارہ کرکے آواز دی او ویلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

ہمین

فرمایا ہی تمھارے سحر پہ ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میر ابندۂ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی یہ مین سامنے کہا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرۂ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس ویلیان کے جاؤ جا کر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا اسے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا ویلیان نے سماک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نسکے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہون کیا دلکی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا

نظم

حسن عمر جلی تیرے لب خندان سے — برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھٹکے نگہ اُلجھی رُخ جانان سے — لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز ہوتو دسے ہو اصل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہو دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گر یہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہی — سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
صحبت یار و رقیب انکھون مین پھر جاتی ہو — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی — صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل — ایک تہ خانے کو دیکھا نہ ابد ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — بارہا تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو مین اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائین گے اسطرح کی باتین اُس نازنین نے کین کہ ویلیان جادو سحر کرنے سے رُکا برف کی

دہان کمی ہوئی ویلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی چرچا ہو ویلمان نے خوش ہو کر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کر کے
آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونون
مین سے ایک گلابی اٹھائی اسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا
صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا
جام لبریز کیا ویلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک سانس
مین پیو ویلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا پیتے ہی
بیہوش ہوا پکارا اٹھا کہ قلب مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہی دل
گھبرا رہا ہی معلوم ہوتا ہی پہاڑ اڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین اٹھا لیجئے
دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا ویلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیان بجاتا
ہوا چلا چاہا گود مین اٹھالاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا پاتو چہ بکار رہین تھا
پا پچہ جلادی ننگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار لقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر آبدار
کر ویلمان کا شکم چاک فقط ایک خنجر مار کر بھاگا سمک یلدا اقی پیچھے چلا یہان لقابدار نے
دیکھا برف سب پانی ہو کر بہ گئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے
انپر لوح جھکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم
نے دیکھا ایک دنا ٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر
پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار لقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی
رستم نے کہا لشکر لقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہی سمک جو لشکر لقابدار مین آیا دیکھا
لشکر لقابدار تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر
کہی رستم نے کہا مین لقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب
قریب پہونچے دیکھا لقابدار سوار ہو رہا ہی رستم نے پکار کر کہا او نامردی ای لقابدار
بہادر وعدے کے خلاف کرتے ہو لقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے

مین مقابلہ نہین کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک مین زیر نہ ہونگا تمہارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور مین یا نے اُنسے لونگا رستم نے کہا اے نقابدار ٹھہر جاؤ ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے ہمارے آپ کے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نہ دیو صحرا سے بیرقین لیے ہوے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسیوقت شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہی عیار بھی عرض کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہی کہ جو شوکت و لیاقت نقابدار نے پیدا کی ہی آجتک کسی جلیس کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر چلے داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور اپنے کو باغ نسترن پہونچائین عرصہ کرنا باعث خرابی ہی بیچ مین سرحدداران نسترن مین افتتاح و اختتام بڑے ساحران کامل و اکمل ہین بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر اُنھین کا فرستادہ تھا کہ لشکرون کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے شہرت نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہ ہوئی عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہان تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دیلمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہی کہ طلسم کشا اور نقابدار بچین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دیلمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار نقابدار زرین پوش اِس صورت پر پہونچا کہ دیلمان کو دیوانہ کردیا آخر مار لیا افتتاح نے جھلا کر چند نامے سرحدداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث

خرابی ہوگا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہی اپنے
قصر مین بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا
مثل برق کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ خیر ساحر جو امان زبردست
عرکیون کو تیار کرکے سامنے آئے صمصام تیز ہوکر اُٹھا محل مین آیا دختر اسکی بینوش
شیرین کلام باپ کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپ نے
ہتھیار کیون لگائے ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہی صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت
یہ ہی کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کرکے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہی
کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ لشکر کے جاتا ہی کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح
و اختتام ہمارے افسر ہین اُنھون نے نامہ لکھا ہی مین برائے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون
بینوش رونے لگی کہا ای والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سُنے بڑے بڑے ساحر
اُسکے ساتھ ہین مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو
پایا آپ بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر
مجھے تحفہ جات کا کیا خوف ہین بزور اُسے زیر کرونگا اسیوجہ سے افتتاح نے نامہ
پہلوانون کو لکھا کہ ساحر تو عاجز نہ ہینگے پہلوان بآسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات
اُتار لیگا ہمارا کیا کر سکین گے بینوش خاموش ہو رہی صمصام [illegible] سے نکلا [illegible]
قمقام پلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے برائے حفاظت شہر [illegible] بینوش
آپ سوار ہوکر چلا بینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال [illegible]
طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ ای عم [illegible] کے جانے
سے دلکو تشویش رہتی ہی بہت ہی گھبراتا ہی اگر آپ حکم دین تو مین برائے سیر و شکار کے
جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید سیر سے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ
تشویش نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر
باپ تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر بینوش نے کنیزونسے
اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ ہی

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک بادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی راتین اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین تیر سے پھر پھرے اُڑتے ہوے اِسی شوکت سے مینوش آتی ہی کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضاے کار بادشاہ جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اِسے شاہ کو لا کر باغ نگارین مین رکھا ہی بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بُلاؤ مقناطیس نے نگہبانون سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہی نگہبانون نے جا کر شمس سے اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہی آگے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا ای شمس تم نے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہی کہ سواے اِس مکان کے کوئی شی دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہی جسکے باہر صحرا ہی اِسکو کھولکر اِسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اِس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سُنکر شمس نے کہا غلام جانتا ہی کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپکا ایک مقام پر رہنا ناممکن ہی مگر غلام اِس فکر مین ہی کہ جب لشکر صاحبقران اِس طرف آئے تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اِس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل وجان مطیع سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھولدیجے لیکن یہ عرض ہی کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگادی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا ایسا نہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون نوبہار نے عرض کی ای شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہی کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا ای نوبہار ہزار ہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہی ایسا نہو کوئی اِس راز سے آگاہ ہو جاے کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو قید نہ کیا یہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹکر

نہ جائیگا شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اُس دریچے
مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے
مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی پھر ہرے اُڑتے ہوے گرد سے نمایان
ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے
ایک نقابدار بادل پوش پشت پہ بارہ سی نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے
ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا اک
جو ڈھیلی ہوئی مرکب بد لگامی کرنے لگا بادبان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے
سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت
مہ جبین بقول شاعر

نظم

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
وہ ٹھاٹ وہ نور کا سراپا
ہر جبین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ کب انکھین سرمہ کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو
ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد ساحری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

سراپا خوب معشوق مرغوب
سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینے پر نار پستان کا اُبھار
جنت الماوئی کے انار چہرہ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک
خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار پوددھے پر ہاتھ
پڑا ہوا تیچہ کمر مین سپر پشت پہ ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام
کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جو
برائے شکار نکلی اسطرف گذر ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب
فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہر وسمن بو خوش خو جمال بے مثل
دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین
جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوکے
مقناطیس دل نو بہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نو بہار نے زلف عنبرین کی خوشبو
سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہان کنیزون نے جو بڑھکر اُس نازنین کو سنبھالا تیکہ

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب
و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ مشکل آنکھ کھولی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی سماے
اُس زہرہ زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی کہ
حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی
مین کیون چہار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے
کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا صاحبو
تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو ایسی ہی ہو

غزل

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی زبان سے اسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اُس حور کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے

پانون پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے اُسکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے

زنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہی بپا
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بیٹھکے وان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہوکر کہا لونڈیان اِس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان بادیان
نے بدنگاہی کی تھی اور مین بیہوش ہوگئی تھی وہان نے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی
دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہوجاتا کہ وہ گل
کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب پہونچتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہی ترا آخر
چہ نام است بہ وگر یاہی ترا منزل کدام است بہ اِس مضمون مین شاعر گرامی و نامور میان
قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ غیرونکے گھر رہتے ہین

گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین
بہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
قمر جسکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

تم لوگون نے جلدی کی مجھکو لے آئین مین نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہوجاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہانتک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو مین جانتی ہون کہ وہ باغ نگار ریز شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہی کہ جو دیکھے مین بیٹھا تھا سمن رُخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کر کے آئے سمن رُخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہی مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ جمجاہ جب ہوشیار ہوے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس ومشکبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ اے شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہین چہرے پر اُداسی معلوم ہوتی ہی لونڈیون کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اُسمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا اے مقناطیس مین کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھ نہین کہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہین ہوسکتا گھبراتا ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا کہکے دلکو سمجھاؤن کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہی نئی صورت ہی

نظم

نیست بے یار مجھکو ہستی ہی
ہی جہان پر مرا قدم بھاری
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہون
ہی حقیقت مجاز سے مطلوب
اُسکے کشتے مین زندہ جاوید
ایک بُت نے دیا نہ ہمکو جواب
خاکسارون کی ہی یہی معراج

شہر ویران اُجاڑ بستی ہی
ہر قدم پر زمین دھنستی ہی
حور جسکا پلنگ کستی ہی
بُت پرستی خدا پرستی ہی
نیستی اُنکی عین ہستی ہی
بے زبانون کی ہند بستی ہی
سر بلندی ہماری پستی ہی

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد — عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اِس مرقع کی دیکھو ہر تصویر — کوئی روتی ہی کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہی رہ ہموار — نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہے — مار رکھتی ہی جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ رند خاک پڑے — موت اِس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سدِ باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اُڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر بادپایان بحری پہ سوار سپر و شمشیر لگائے ہوے بہ قول شاعر فرد اکڑکے پنجون کے بل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اُس ادا کا + سجا سجایا کھنچا کھنچایا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین اِدھر غش کھاکے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لایق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہوا سے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجائے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ اِنکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہی جب ماش کے دانے اُچھالتی ہی شجر خشک باردار ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا — سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا — مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سواد گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی — بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذائین اٹھانے سے — اُسیکو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا مین / جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزانکی حالت سینۂ سوزانکین یاد آئی / کسی مجمر مین ہنسنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خرید ار محبت آئے تھے بازار عالم مین / وہی سودا کیا ہنسنے کہ جسمین درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے / کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر / مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا
جگر خون ہو گیا ہر گوکا اپنے چُپکے رہنے سے / خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا
یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی / پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہی / جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشان و یمن چھپانا لگا ے غوطے دریا مین / نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم اُسنے اِس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اِسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اِس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین رازدار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحرا ے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پیین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی سے بیہوشی ملا دی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے چاہا پیون مگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دل مین کہا تیرا انتقام ملتا ہی خنجر کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای لنسیم سحر خبیر اس عیارہ کو لینا ایک جھونکا ہوا کا چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ نیچہ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو مدد کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز بماند دوائم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی شاہا زکرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + ہرچند نیم لایق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + گلرنگ نیچہ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر آتی ہی پہونچکر اِسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ مین نکلی تھی آسمان سے اِسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا رُکی اور اُسنے نیچہ بار اینچہ مثل برق کے چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ایک برق جہندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی ای فیروزہ مین ہمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی فیروزہ کانپتا تڑپتا پھڑکتا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس و مشکبار کہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھ لائینگے کہ فیروزہ نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اِسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اِسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو اظلم زنگی سے بچا کر شمس فلک ہفت پیکر کاہن نے اِس باغ مین رکھا ہی یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اِسطرح ایک نازنین کا اِسطرف گذر ہوا دلکی عجب کیفیت ہوای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو
نیلگون گنبد اٹھا یا دم جبار کو

حال پہ میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جیر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو

حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پاتا ہون نہین
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اُس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو

روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین جھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزنِ دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اِس امید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی اے دل باغ باغ
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اُڑین
رشتۂ سیخ کباب آتش بلا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جا کر پتہ لگاتا ہی اگر بنتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اُدھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رُخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رُخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آتی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہجبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رُخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہی جو اِس صحرا مین یون پھرتی ہی فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین ہین بہ دشمس فلک ہفت پیکر
مقیم ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہی ور بیچے مین ہرا سے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک
گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین مادیان بحری پر سوار نہایت حسین وجمیل بارہ سو کنیزین پشت پر
نمایان ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون
سمن رُخ یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق
ہی فیروزہ نے کہا او مہ جبین اصل یہ ہی کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہی
سمن رُخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہوجائیگا فیروزہ
طرف باغ کے چلا مگر سمن رُخ نام ونشان سُن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے
پر باغ کے چند نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جُھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا او شہریار
مین مہنوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی
دن سے آب ودانہ ترک ہی آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو پہونچا
بادشاہ یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا او سمن رُخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام
محبوب سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے
مین چاہتا ہون کہ اِنسے چھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین جاکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسیطرح
وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو
بادشاہ جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہی تینون
جادوگرنیان بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا او مقناطیس ایک مرکب کسی طرح
ممکن ہوتا تو اُسپر سوار ہوکر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی او شہریار آپ جسکے
مہمان ہین اُسنے منع کیا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھلجائیگا شمس کا
قول یہ ہی کہ مین کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہی اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطیس نے کہا مین شمس کو بلوا تی
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے اِن تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا اے شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا اے مقناطیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا اے مقناطیس مین نے یہ
انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملاؤن
اور بالاعلان ساتھ ہو جاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے اے مقناطیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا مین انجوم میں دیکھا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہی مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانیکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطیس
وغیرہ نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لانے
شمس دست بستہ کھڑا ہو اکہا اے شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگذاری خیال
مین رہے ایسا نہ ہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہی بادشاہ نے کہا اے شمس مین
تمھارے حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغکے
آکر ایڑ جو کی مرکب طرارہ بھرکے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رُخ کو تلاش
کیا دیکھا سمن رُخ سایے مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہی بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی اور یہان
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا
ملکہ حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین
فیروزہ ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رُخ کو کئی
دن کا عرصہ گذرا کہ گئی ہی اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہی اُسنے نشان نہین

۲۹

پایا حجاب سے پلٹ کرنہ آئی فیروزہ نے کان مین منھ لگاکر کہا ای ملکۂ عالم مین اُس شہریار کا عیار ہون بمشکل یہانتک پہونچا حضور نہ گھبرائین مین بادشاہ کو لاتا ہون ملکہ نے گھبراکر کہا بھیا اگر مناسب ہو تو مین خود چلون فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہی وہ مرد ہین اُنکا آنا آسان ہی آپ سے کہکے جاتا ہون آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہون ملکہ نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا گلے مین فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھاکر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دلکو زیادہ بیقراری ہی ترقی پر اشکباری ہی دیکھون اِس سوزش کا کیا انجام ہو آخر مین حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہین معلوم ہوتی آب ودانہ کے نام سے نفرت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

الیسی وحشت نہین دلکو کہ سنبھل جاؤنگا — صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رُکھائی سے مین ٹلجاؤنگا — آج جاتا ہی تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر — منھ چھپاکر مین اندھیرے مین نکلجاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو — ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی — گھر مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہلجاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو — تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے — حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھون — موم سے نرم مرا دل ہی پگھل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا — کیا سمجھتا تھا کہ آخر مین ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہی بہار آنے دو — دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش — مر کے کل گور کے سانچے مین ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزونکو سمجھایا کہا مین مادیان پر سوار ہونگی کنیزین سمجھین کہ باغ مین پھرینگی دل بہلائینگی ملکہ نے جوانھین مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئین گھوڑیکو

باغ سے نکالا مادیان کو ایڑ کی باغ سے نکلین صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ راستہ دیکھ چکی تھین مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پیٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی راستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے مین آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہین کہ ای مینوش راستہ اصلی مجھسے چھوٹا مادیان نے راستہ بھلایا نگہ اٹھا اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ ای مینوش کسطرف جاؤن کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤن اِس سوچ مین کھڑی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو جھیلے فرادل عہدے ہاتھون مین باز جری جُرّہ لیے چلے آتے ہین بہ سبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھین اُس بادشاہ کی جونگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہے بدحواس ہوگیا پکارا اُٹھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمہارا اجمال بیمثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہون آکر قدمون کو بوسہ دون ہرچند اپنے کو روکتا ہون مگر ضبط نہین ہوسکتا عجب کیفیت ہے دلکی یہ صورت ہے

نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر / جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر
نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے / پہ پروانہ سے آرے چلین شمعونکی گردن پر
دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے / چھُری چلتے نہین دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر
ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا / نہین ممکن کہ گرد اُڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر
نہایت بلبل شیدا کا دل اسنے جلایا ہے / جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچینکے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب / مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر
تری زلف سیہ اکدن سفید ای یار ہوئیگی / یہ وہ شب ہے چلیگی جو طریق روز روشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہے / یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر
فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی / ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر
جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش انکو بدن کا / دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ملکہ نے بیکار کر جواب دیا ای شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اِس جانب نہ کر نایہ تاجدار بادشاہ قلعہ سلیم نگار خراج گزار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

شیخین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا اے جان جہان اب مین تمکو
نہ جانے دونگا پکڑ کر لیچلونگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی
آنکھ پر پڑا گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ
کیا چہار جانب سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار مین لیچلو خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ
کرون کہ سب محلات کو رشک ہو بہلیے قراول بلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار جہاڑ پونچھ کر
اُٹھا حکم بلوے کا دے رہا ہی بہلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر
واصل جہنم ہوا چلا آیا رو یا بیٹا گر گر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض مثل تیر کے
بھاگتے ہین ملکہ نے تیرونکی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ
نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر کب گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والونکو لیکر چلا قضاے کار
صمصام بد انجام کہ جو لشکر کشی کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اسطرف گذر ہوا
ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ آپکی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت سے اس جنگل
مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا ہی وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچا رہی ہو تیر لگا رہی
ہو صمصام یہ سُنکر غصے مین گینڈا اچہکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے
مقابلے مین آ سوارون سے اشارہ کیا اِسکے ساتھ والونکو مار لو سواران جنگی گھوڑونکو
بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی دیر مین بہلیے قراولونکو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے
آیا نیلم جانتا ہو کہ یہ پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا
شیخین کرنے لگا کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو یہ فرزندی قبول کرو مگر
صمصام نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نکرسکا پیغام شادی دیتا ہی مین اپنے
دلیر کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون
مثل میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم
نے نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی کو
چمکا کر درہ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑے ہی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھبر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہری حیران و پریشان کہ ای
مینوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے جاکر اُس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے
ہمراہ بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سمن رُخ یہ تو کسکے گھوڑے کے ساتھ
جاتی ہی سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا ای شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپ کے
اشتیاق مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھکر گھوڑے سے اُترے اِدھر ملکہ مادیان سے اُترین
دونون فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو تمنے
مجھکو منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھ لے تقدیرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پائیے گا اسپر
آپس مین تکرار رہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین
چلنا بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش
بچھا کر بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو
آتا ہی فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا ای شہریار
یہ عیار آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا
بہتر نہین ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا
مگر میرا پیدہ اُسپر نہین کھلا مین درۂ کوہ مین ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ
اِسطرف سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اسطرف کہان آئیگا اگر آئیگا
تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا ای شہریار صمصام یگانۂ آفاق ہی فنون سپاہ گری مین طاق ہی
اُسپر تیغ قابو ہونا دشوار ہی اس حوالی مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کرو وہ ہفت پیکر
کہلاتا ہی اگر جنود سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اس

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن عمرو کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا مین عرصے سے شراب کا چرچہ نہین ہوا فیروزہ بہت خوش ہوکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف ہوے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین بستی قریب بستی کے ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھُریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بھاری پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے مسخرہ پن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای میخوار شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلوے کوہ سے پیدا ہوا ایک تُنبلہ شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے چند گلابیان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھدین مرد پیر نے گلابیان شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے جوش مین بہ الحان یہ غزل گاتا ہی

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جلکے دل تمام
کرتی ہی روح مرحلۂ آب و گل تمام

دیکھا ہی جب تجھے عرق آ گیا ہی یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کٹتا ہی بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

سارہی عدالت الفت صادق کی ہی گواہ
مُہروں سے ہی لپی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہی سامنا
چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام

ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین
ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پانؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ اِس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
چنگہ شراب کا اُسکے پاس ہی کہو ایک گلابی ہمین دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اِسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہی
اگر ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس
بڈھے کے آیا بڈھے نے بہ سختی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرونکو
تقسیم کرتے ہین مگر ای شخص تو میرے پاس آیا ہی تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ
میرے آقا ہین اُنھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہی کہ مین پیون بڈھے
نے کہا ای شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہی یہ کہکے جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا
کہا کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کرینگے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار
گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود رقص کرنے لگا
ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا ای
پیر روشن ضمیر و ای صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا بالاے
کوہ فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہی یہ سُنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ
نے آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہی اِسطرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان
طی کرکے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رُخ
سے کہا تم جاؤ اِس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا اچھا ہی شراب پی کے
بالاے کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پیکر بالاے
کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہی سمن رُخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو
شراب نہ دی تو مجھے کاہے کو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا ای سمن رُخ
جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا اتنا رکھا ہی ایک گلابی
مین کیا کم ہو جائیگا سمن رُخ ناچار ہوکر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا ای

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس پتیلہ بھرا رکھا ہی ایک گلابی مین کیا کم ہوجائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیین گے اس پتیلے کی کیا حقیقت ہی ہم دن بھر مین وہ وہ پتیلے چٹ کئے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوگی مگر ای سمن رخ تو ہم تک آئی ہی اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا میری مالکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رخ سے آنکھ ملائی چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رخ بھی منتین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا پھر کیا حرج ہی مجھے اپنے لطف سے سیراب کر لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پیکر ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہی ادھر آ اری وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہین دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالاے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکۂ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر لاتا ہون مجھسے انکار نہ کرسکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام پتیلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے پیچھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحراے ہول خیز مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیون کو طے کرکے طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اسی غار مین پھاند پڑا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ پیٹ رہی ہین پکارتی ہین ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑکر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکرا کر مرونگی

نظم

ظاہر کسیکے دل کا کیا خار خار کچھ
سنتا نہین وہ گل کے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسینے محکمہٴ حشر مین نہ بات
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

اے شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑتے ہین میری محبت سے منھ موڑتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار مین جا کر بلا تکلف پھاند پڑے ملکہ تنہا ہوئی زیر کوہ رنگین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکار کر آواز دی اے ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہے ملکہ خوش ہو کر دوڑین پکار کر پوچھا اے فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا اے ملکہٴ عالم بادشاہ کو وہان جا کر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسیوجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے ہین اب بادشاہ نے کہا اے فیروزہ جا کر ہماری معشوقہ کو بُلا لاؤ مین آپ کو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا اے فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہے کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا اے فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہے مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کر کے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اُٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین سمن رُخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر جمع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور جہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا اے ملکہٴ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین گو ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہ رہا ہے اے ملکہٴ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی

یہ باتین ہو رہی تھین کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہے دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ لیے ہوے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ براے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہے یہان وجہ معاش سبب سے حاصل ہوتی ہے بے سبب کسیکو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کرکے کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہر چند ملکہ تڑپین پھڑکین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اجرت ملیگی اور اگر کچھ کام بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہے یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا کہ کیون اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہے فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے جواہرات کے رکھدیے کہا یہ زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین جاؤ جو جوڑے تیار ہون انکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج بنانے مین دخل ہے مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ مین آیا کہ اسمین بالکل سناٹا ہے ایک الماری رکھی ہے

اُسمین قفل لگاہی بڈھے نے اِزار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھولکر الماری سے تاج شکستہ
نکالکر سامنے بادشاہ کے رکھدیے بادشاہ مجبور ہوتا چارہ اُسکے بنانے مین مصروف ہوے
نگر رو دیا کرتے ہین کہ عجب مقام پہ فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا
کرتے ہین شب کو ایک مکان ہی خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین
ملکہ و فیروزہ و سمن رُخ بھی کام بناکر آتے ہین اِسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ
آپس مین کلام کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے
سامنے ہر ایک کے رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے
صبح کو پھر اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوے اِس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہی
سب کو اُس مقام پر قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اِسکی مکارہ جادو
دختر اِسکی گلگونہ گلگون پوش ہی اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ
لشکر اِسلام کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے اِنکو زندہ
نہ پائینگے جسدن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے
گلگونہ نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام اِس
قیدخانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار اِنکے رہا ہونے کی
کیا صورت ہی کہا ای دختر بلند اختر یہ باتین مداخلت خداوندی کی ہین اِنکو زبان سے نہین
نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین
اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دلکو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
ہین اِنکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے اِنکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو گر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہی اِسیکو وہ غنیمت
جانتی ہی بات کرنیکی فرصت نہین اتنا کام اِن لوگونکو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھا کے
بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب
مدت تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جبتک وہ یہان آئینگے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرجائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کے بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرلے تو کیا تدبیر ہو سکتی ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے کہ مکار طلسم مشہور ہین اِس بات کو مُنھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ اِن لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدۂ طلسمی کیا قید ہوگئے ہین اِن باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین اِن دشمنونکی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی اِن لوگون کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر اِن لوگون کا معین ہے قید ظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ اُفتاد پڑی کہ جوش عشق مہوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اِسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر شمس کو پہونچادے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر یہ کئی دن کے جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار و مشکبار کو گریان و نالان پایا گھبراکر اُن سب سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مہوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جاکر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا

مہاجیوا افسوس ہو ہمیری مشقت ضایع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے ہین سمجھ گیا جہان جاکر پہنچے نگہ غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پرواز پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز مین ہی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجا لاؤن گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کہون حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دلکی کیفیت ہی آٹھ پہر یہ خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

دان پڑے ابرو مین بل بان ہون نہ شمشیر ہم — زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم
کھائین مثل نیشکر اے ترک تیرے تیر ہم — جاکر شربت ہین آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو — تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم
ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان — خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو — عشق شاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پر — تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا اے شیرین جو ہی تائید عشق — بیستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جب مدحِ ماہ نو — یاد کرتے ہین گریبان کی ترے تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا — جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم — کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے — شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل رند — شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہی کہا اے گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ پر ہی

اگر ہوسکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہوسکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور جانیگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون
نے مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اُسی وقت
قفل نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑگیا تو لے نکلونگی اور اگر قفا لیے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت بہشت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اُڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری تیغے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹکر گوشۂ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہ ہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اُتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فورًا
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ
ہاتھ مین لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو
انگشتر جمشید دستیاب نہ ہوگی بہت پچھتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے
سحر پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اُس نازنین نے آئینے کا
گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین

برق چمکی ایک تراقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تونے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی
گلگونہ نے جواب دیا مین کیسکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی
ہون ای دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان
دین ہی ایسا نہ ہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ
چمکایا گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی
اُسکی اُنگلی مین ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس
نازنین نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی
یکایک قصر کی چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی
طرف قصر کے چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس پیچیدہ دل سے پکار رہی
ہی ای بادشاہ لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری
روح کو قبض کرے اب مجھے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کر رہی ہی اور زنجیر اُسے
کھینچے لیے جاتی ہی یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق
زنجیر پر گری زنجیر کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا
تخت پر وہ نازنین ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ
شمس فلک ہفت پیکر چلا آتا ہی گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہی کہا نیرنگ
کا سحر تھا مین نے سحر کرکے تمھین بچایا چونکہ تمسے وعدہ کرلیا تھا مین پیشتر سے یہان
موجود تھا مین نے برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے
کئی دستکین دین لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی ای نگہبان
انگشتر جمشید اِس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو ای انگشتر ظاہر ہو تو بھی
میرے حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہی
اِس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہی اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہی کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا غرا کے
طرف گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کچھ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا
ای نیرنگ ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے
بدن پر دراز ہو کے لپٹ گیا کشاں کشاں لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد
پھرتی ہوئی جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے
بلی کے پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ
ڈالا جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے چمکیں بدن میں بلی کے
لپٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشاں کشاں لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوے
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا اُستخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھولکر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میں
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر کئی برقیں
گریں ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پر بیٹھی کہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشا کی کرتی
ہوں اُٹھکر گلگونہ کے قدمونکو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
میں انگشتر نہیں ہی میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو نازنین آئی تھی میں نے سحر کر کے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تم سے
ہو سکے اُسمیں قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشیدیہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرقوت و شمس کاہن یہ
کہکے دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھپاکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی
انگشتر ہاتھ میں مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشیدیہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم میں آیا

اپنے شعبدے دکھا رہا ہی یا تو اطاعت و الاہم اُتقا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس جادوگرنی
نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمہارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہی گلگونہ بھی سامنے
کھڑی ہی شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری اُتار کر
ہتھیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکا یک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کا ہن کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مار لو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو گئی
گولے پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر
کیا آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شفتلون کا علاج کیے دیتی
ہون یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہگئین اندھیرا ہوگیا بعد دیر کے آوازین آئین کشتی مارا تمام مانگھبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید ہو اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز و جمشید یہ کود پر جمع ہوے شمس نے کہا ای
گلگونہ اب تم قصر قید خانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہوگی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود
ہوے گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوش کہتی ہی ای شہریار کونسی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے مہمان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروز
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رُخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے
ہنسکر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی ۹۰

مسخرہ پن سے چھٹی نہین ملتی مجھسے کہا اے سمن رُخ دیکھو یہ جوڑا تمنے نہین تہ کیا گرد و غبار اسپر پڑ رہا ہی سب کو علحدہ علحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے مینوش و فیروزہ اور سمن رُخ یہ انقلاب فلک ہی کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہین نہ کہ ایک مکار ہمکو سزا کو کہتا ہی جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہی کہ ہمارے عم نامدار کا نام سُنکر سب تھراتے ہین وہ بُدھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اُس حال مین گلگونہ سامنے آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتہ کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسارے پر خراش ناخن غم جابجا آنکھین جو نرگس شہلا تھین اُنمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جام یاقوتی مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے نازنین تو کون ہی گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپ کو دیکھنے آئی تھی اب شمس بھی آئے گا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والا قدر تم اِس بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہی مینوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہی تو ایسا ہی سامان ہوتا ہی مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ مجھ بدنصیب کے اشتیاق مین آتے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرتوت جادو ہی مگر اب تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کرون فرتوت جادو بڑا ساحر زبردست ہی دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیان کوہ نیرنگ پر قتل کین ایسا نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو راستہ کھلا مین بلاتکلف حاضر ہوا کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت و یاس مین ہین ای شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا ای ملکۂ عالم
بڑی سختی ہی اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہوکر جو مکان پہ آئین ماںکو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اُسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمہارے بڑے
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا ای نور نظر ارے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگار ان خداوند ہفت پیکر مین جو انکی مدد کریگا
قدرت اُس سے بیزار ہونگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک ہی
ایسا نہ ہو گرفتار ہوجاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن
ہی مگر سوچ مین ہی کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین بلڑ ہوا فرتوت جادو
آتا ہی طفل امرد ہمراہ ہی کنیزون نے کہا یہ لونڈا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
سوت رقیب ہی اب اسکی موت قریب ہی فرتوت جادو کو اس محل کا بڑا عشق ہی فرتوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرتوت نے جام لبریز کیا پہلے اُس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرتوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن
قیدیون کو تمنے قید کیا اُنکو کون چھڑا سکتا ہی فرتوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا
کہا او بیحیا ہم تجھپر تاکید کرچکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا
منہ پھلاکر بیٹھا ہرچند فرتوت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہی مجھسے بات نہ کرو پہلے
یہ بتاؤ انکی رہائی کی کیا صورت ہی آخر فرتوت نے گھبراکر کہا ارے تجھے کیا مطلب
طفل نے کہا ارے کیون ڈرتا ہی اپنے مکان مین بیٹھا ہی تیری زوجہ ہی اور دختر
یہان غیر کسکو سمجھتا ہی مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت جنگ کیا تو فرتوت نے کہا خبردار کسیکے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور فقر انگشتر کو گرا ئے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی اُسکے
ساتھ ہو اگر انہین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان
خبردار کیسیکے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ کو قتل
کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت نہین ہی
اور نہ عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ طلسم کو توڑدون
بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوے بڑے افسوس
کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے اُسے مار لیا
کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی اسکی
زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار کو
بھی نہین جاتی فرقوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر نہین
لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی گلگونہ
نے کہا اے باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرقوت نے کہا اے نور نظر یہ بھی کتاب
مین لکھا ہی کہ جہان اِن لوگونکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ
قیدخانے سے اِن قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے گلگونہ
نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے باپ آپ کی زبانی احکام سُنکر دل ٹھہراتا
ہی کسیطرح یہ قتل ہو جائین مین اِسی صحرا مین لیجا کر قتل کر دون جہان کوسون پانی نہ ہو یہ کسیکی
مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرقوت نے کہا بیٹا کتاب مین
وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہ ہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور برپا ہو
مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ وسیدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات کہتا ہی
مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہونگی فورًا
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے ماں بیٹیان چارون قیدیونکو
لیکر جائین صحراے بے خس و خاشاک مین لیجا کر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین
فرقوت طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل اِن

چارون کو بچاکر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ
نے کہا اِس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہو کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلادون اور طبقے
زمین کے آسمان پر پہونچادون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر
اسکو ہٹ گئے یہ بیحیا اُس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب
نشہ کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہو ناک پر اُنگلی رکھکے مٹکتا ہو
تھرکتا پھرتا ہو اور یہ گاتا ہو سے بے حیانان چون ہولی بازم بدہ دو پچکاری بندہ نوازم بدہ
بے حیانان چون ہولی فرتوت جب سم پر آتا ہو طفل امرد کہ جو تی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ
پھرتا ہو تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہو یہان تو یہ عیش ہو مگر گلگونہ باغ کے پیچھے سے باہر
نکلی طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل
مین مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر
مہربان کو مار لونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کردیگی بہت ہوشیاری
سے کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کر لونگا
شمس یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھاکر
دیکھا مقناطیس و نوبہار و مشکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی
ہین شمس کو دیکھکر اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ
کی کیا حقیقت ہو ایک سحر مین تنکے چنوادونگی شمس نے کہا اِسکا خیال رہے کہ پہلے
بادشاہ کو قبضے مین کرلینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے
کہا مین بادشاہ کو اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کرکے
آپس مین رخصت ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کرکے شمس سے
سمجھادیا کہ ہم اِسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات
پہاڑ معلوم ہوتی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا ای مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی
مکارہ حیران ہو کہ گلگونہ کو بڑی دُھن لگی ہو کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلینگے تمھارے
باپ بھی تو محل مین آئین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجہ پاٹ کرنے لگی پوجہ پاٹ کرکے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے محل مین آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پہ آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہی کہ گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین اگر پہونچین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا جاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے اِن قیدیون کو کام نہ دو ہم اِنکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا نقارے پہ چوب لگائی آواز دی منم نقرا لا جادو لو نگہبانو تمکو آج فرصت ملتی ہی قیدی برا رہائی جاتے ہین یہ فقرہ سُنکر گلگونہ کے ہوش اُڑ گئے بڑھکر کہا ای نقرالا کیون تو باتین بناتا ہی یہ کیا لفظین سُناتا ہی بادرمہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہی کہ اِنپر دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کر تا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ نقرالا جادو رازدار خداوند ہفت پیکر ہی اِسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ برا رہائی جاتے ہین کبھی اِسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہی وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چار دن قیدیونکو کام تقسیم ہو گیا گلگونہ نے طرف شاہ اِسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اِسنے روک لیا شب کو اِسکی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین یہی دراندازہی مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھٹکر

قیدیونکو لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار مان کے ساتھ پلٹی راہ مین ماںسے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہوجائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہ ہو تو جال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماںسے رخصت ہو کے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی ابتو یہ صورت ہی کہ کہہ نہین سکتی **نظم**

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی
یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی

گل تھے جس جا پہ وہان خار ہین سبحان اللہ
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی

طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی

قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی

دفعتہً ہوگئی صحت مجھے بیماری سے
کیا دوا نسخے مین اے مرے مسیحا بدلی

نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند
چتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ لقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُستے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین لقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین لقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو لقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ درپی ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہ ہون تو فرتوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین ان کی باتون کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا اے بقراط یہ ہماری مجال ہے
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہے جلسہ آراستہ ہو رہا ہے شوہر کی منتظر ہے
اس باغ مین چند درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی
ہے بقراط جادو جو قیدخانے سے چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا چہار جانب سر کو
اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہے ادھر سے ملکہ
گلگونہ گلگون پوش آئی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے
کہتی ہے اگر یہ بیباور اندازہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت
بڑا ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے
تھی جھولی سے ایک مقراض اور ایک کارد نکالی اسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط
کی آکر پھینک ماری جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط
اپنے کو بچا پنجۂ اجل سے نکلجا اور حال تونے کتاب مین شب کو دیکھا وقت موت تونے
اپنا نہ دیکھا کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تونے
اپنا کام کر لیا بادشاہ لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اسوقت
جسطرح چاہنا بادشاہ کو لیجانا مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی
پڑین کہ توڑکر پشت کے پار گذرین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے
آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی
سامنے ایک نخل تھا وہ نخل جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے
صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا پکار کر آواز دی اے شجر ساختۂ بقراط یہ تو تونے
ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیخ نخل سے

دھوان نکلنے لگا اُس دھوئین سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا اے طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہائے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے ثمرات جادو تیرے شوہر لقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرتوت نے مار اکوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے ابھی قاتل اُسی مقام پر موجود ہے ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرتوت کو جواب دیونگی کہونگی کہ اِسنے میرے شوہر کو مارا ہین نے اِسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان اُفتان و خیزان چلی مگر بحواس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ و زاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ لقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہے بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ بدہ او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اِشارہ کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہے گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اِشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ نے اُترتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولونکا اُتار ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آگئے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہے دل پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے — جی مین ہے اب کھاکے کچھ مرجائیے
دھوپ دنکی اوس شب کی کھائیے — آستان یار پر مرجائیے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے — ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط — سب بجا ہے آپ جو فرمائیے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے — آئیے آپ یا مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز — شب کو بھی اِکدن کرم فرمائیے
حرص عشق لالہ رویان کر دیا — کسکے کسکے واسطے گل کھائیے

غزل

گھر کیون بکتے ہو تو یہ کیجیے — چھوٹی چھوٹی بس نہ قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمتین عرض — چھپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک — زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے — بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین — مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل تو نظر آیا کیا — خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا — آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ وصحرا کی بھی وسعت تنگ ہی — وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہی جان بھی گر درکار ہو — کیا کروگے پاؤ لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو — خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین — اتنو پردہ غرفے سے اٹھوائیے
نہ دو پردے سے جسطرح ممکن ہو رند — آج کل تک اسکو گھر مین لائیے

دیگر غزل ثمرات

ثمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا ای ثمرات جادو کیا چاہتی ہو ثمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ ثمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے ثمرات جادو نے بخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے ثمرات جادو نے تیغ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود لیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے چمکا دیکھا گلگونہ نے زن وشوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہی کہ شمس فلک اُکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا ای گلگونہ ہلو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب ودانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ لقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن وشوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر بلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ لقراط جادو مرتے مرتے نگہبانون کو آگاہ کر آیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے مین بالاعلان قیدخانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی پہونچانا بخوبی یہ وعدہ کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف قیدخانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قیدخانے کے پہلومین جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قیدخانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ آرام فرماتے ہین شانہ پکڑکر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ کیسے بادشاہ کو جگایا فیروزہ وسمن رُخ وپنوش شیرین کلام بھی اُٹھے بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹکے زمین پہ گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑلین گلگونہ سحر کر رہی ہی بادشاہ کے قریب کسیکو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس بیٹھا تھا جگاکر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبراکر آنکھ کھولی پوچھا ارے کسنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبراکر اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے آواز دی ای فرتوت ومکارہ گھر سے آگ لگی لقراط اور ثمرات مارے گئے لقراط کے مارے جانے کی خبر سُنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ جلد چلو زن وشوہر طرف قیدخانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا قیدخانے پہ دریاے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑگئے دھڑادھڑ لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی ہو کر رہا ہی چاروں کنگارہ نکے گرد حلقۂ آہن ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹکر گرا کتنے ساحر جلکے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اُچھالا جب خون اُچھالا ایک برق چمکی اُس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہے فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ اے مکارہ و اے شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑلون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہے رات کو میرے مخبرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون اُنکا لاشہ اُٹھائے کون اُنکی خبر کو جائے یہ کہہ کے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آجائے تو ابھی گرفتار کر لین لاشہ ہائے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہوا ہے خانمان برباد کیا کنیزون نے قسم کھا کر کہا کہ اے افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اُٹھا رہے ہین آگ ہم پر گر رہی ہے جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال سُنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ مکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہے مگر سحر کر رہی ہے جب ہاتھ جھٹکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہے دو چار کے سر اُڑ جاتے ہین فرتوت بڑھا اُس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہے فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لو گلگونہ نے بلک کر دعا کی کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچالے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی للکارا کہ او بچیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے جمشیدیہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگونہ پڑا الا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی
کہ اسکو پاجاؤن تو گرفتار کرلون مگر جمشیدیہ سحر طرازنے آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت
کے آئی فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہوگیا زوجہ سے پکار کر آواز دی
کہ ارے صاحب مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھکر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون
جمشیدیہ سحر طراز نے بڑھکر آئینے کا عکس اسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونون نابینا
ہوے نیرنگ نے بڑھکر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صدا اے
ہاہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کوتوال زندانخانہ
کو مارا اطاعت طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کررہی ہی چاہتی ہی کہ اگرچہ
نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشیدیہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا
کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی اب بیچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھکر پنجہ مارا کہ مکارہ
کے بھی دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رخ
و مینوش شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور برائے
چند ساعت میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے
تو اس طلسم مین آرام ملیگا مقناطیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ
مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی
باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا ای مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی
نہین ہین اب ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بادشاہ
و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہی ناز و غمزے کررہی ہی بادشاہ
فرماتے ہین کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چند سردار
ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے
آج تک اُنکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس
حسرت دیاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین
اپنی تو یہ کیفیت ہی سر پہ بار رنج و مصیبت ہی نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا — گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جانا ہی اک دن تجھے آخر — اب جائے تو بہتر ہی کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہی صورت جانان کا تصور — دل اور کسی شی سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ پہ نہین روح بدن مین — چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونک دے تن اشک بہا دے — بہ جائے تو بہتر ہی یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ ابھی یارو — وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
اے رند ملو یار سے یا ہاتھ اُٹھاؤ — جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اُٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قیدخانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قیدخانہ مین پہونچی مان باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہی اُس انگشتر سے جابجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتین کر رہے ہین قیروزہ مکس رانی بین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو براے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوۂ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی نام اسکا وہم تیزرو ہی اُس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سایے مین شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا انکی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہانسے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سُنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا

کہا یارو بادشاہ کو قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دو لاکھ فوج لینا لینا
کہکے چلی مینوش نے عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میر اصمصام بلوہ کرکے
آتا ہی بڑی بہادر اُسکی فوج ہی بادشاہ قبضے پہ ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے
آکر حملہ کیا ایک رسالہ دار کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پہ سوار ہوے نعرہ
شیرانہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم شہنشاہ گردون مقام
بادشاہ لشکر اسلام جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر
اپنے دل مین کہتا ہی کہ ای فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہا تھی کہ بادشاہ نے
بڑھکر ایک اور سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان
سامنے مینوش کے کی کہا کہ ای ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان
پہ سوار ہوئی نیچہ کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگین
صمصام کو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہی دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ
لڑ رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے
پلٹن و رسالے بے افسر کر دیے جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا گر د مرکب سے ہالاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پہ حباب مار دیا کسی پہ حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا اسطرح
کئی جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش
پراگندہ ہوے دہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو مین
بادشاہ کو گرفتار کر لون یہ سنکر دہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور پکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا دہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
پیکیچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہی کہ ای
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہ ہو کہ شہریار پہ کوئی
اُفتاد پڑے مگر دہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہی قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہ ہم دور سے پتھر مارتا
ہی ادہر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا
شمشیر بندی بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ
بادشاہ کو ٹکڑے کو مین قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا
یہ للکارا کہ اے بادشاہ جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے
ایک پہلوان پہ جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پہ
ہاتھ مارا دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے
صمصام نے پشت پہ آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا
سر سے جاری ہوا مگر بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو
پکڑا داہنے ہاتھ سے ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر
تیغ قمقام جو تڑپ کر گرا سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہانسے تڑپکر سر پر گرا تا دوابرو
پہونچا صمصام نے دستانہ مارا تیغ جھٹکا کر نکلا تڑپکر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے
کی گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا
ایک پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز
مارا وہ دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار رہا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ
کا پکڑ کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے اور دو سے بلوے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پُر ملال مین کسی پہ قبضہ مار دیا کسی پہ خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے مُنہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اُٹھایا اس ہلڑ مین جو مینوش نے مہلت پائی
بادیان کو جھکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار
کر کے لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے
مگر فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک قریے کی طرف سے گذرا اسمٰعیل زبیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ
نے چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے سیدھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال
ہو جاؤنگا ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا
کہا کہ دکھلا پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو
ٹکڑے ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیارہ یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر
کو کسنے زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ
کو لیکر اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمونکو
دھلوایا ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو
صحت دی جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے
مین صحت حاصل ہو گی یہ کہ کے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ
مین لیکر کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دو پہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا
کہ ایک زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا
عیار آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمتگزاری کر کے اس سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمتگزاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما
کی یہ سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دینگے اور
صمصام سے بدلہ لینگے اُس بیحیا نے از روے بلوے کے ہمارے قتل کا ارادہ
کیا تھا ہمارے وحدہٗ لا شریک نے اُس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہونچایا
یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوے اُنہین ٹول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین اُئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی۔ یہ کبھی تان لگاتی ہین نشے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

نہ کسطرح سے کرین نالہ وفغان مشتاق — کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے — تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتہ لگا نترا بتخانے مین نہ کعبے مین — پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم — عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم — ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق

فراق یار شکر لب نے زیست کردی تلخ — ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین — تنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر — کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حُسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال — رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظروں سے یاس تا دم مرگ — خدا اُٹھائے جہان سے نہ امتحان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ
کی آواز سنکر جھلکے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تانتیا کمند بن بازو دون پر
بندھی ہوئین توبڑا اپتھر کا لٹک رہا ہی مغرور عشنوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ
کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دلسے مائل ہوئی
حیران ہی کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہو گیا فیروزہ وہانسے اُٹھ کے
جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے
سے اُٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور کس
حیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سُنا کہ
مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے
کی آواز سُنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی
دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہو گیا ہی آنکھین اُبلی ہوئین شعلہ خیز کو
دیکھکر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی
تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی
تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر
کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا
اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جبسے اُس کمبخت کا گانا سُنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور
کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی مجھے خواہش جنون ہی نظم

کہ تجھے روح رواں رحمت جہاں کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رُخ کو گل قد کو ترے سرو رواں کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری بوے دہن کے ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رُخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون پتہ پوچھیو اُس جورکے گھر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستانِ جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا	اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہو وے عزیز ہر دل	یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای رند	اسیلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلاکر لاؤنگی نام تمہارا اُسکو دونگی اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھاکر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلاکر کہا قد محبوب کی بھی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بُلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور بیٹی دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بُلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جاکر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جماکر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین بہ رہی ہیں آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کردن حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہی اُسپر مغرور بیٹھی ہی فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ ای فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمہارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے تمہاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو خدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کُن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی بُرائیان کہین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو ناگوار ہوا کہا کہ مہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو بُرا نہ کہو فیروزہ نے کہا کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہ ہوجاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہوئین اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہو بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جبدن لشکر کشی کرینگے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے کانون مین اُنگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو مجھسے قدرت کی بُرائیان نہین سُنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی چلے آئے بادشاہ جو یہانکا ہی اُسنے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری و جمشید و لات و منات پر قدرت انکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو سُنکر مُنہ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جامہ انسانیت مین نہ رہوگی اگر اُنکا دل چاہے جانور بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ مغرور یہانسے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کردون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون کہ شاید قدرت مجکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو بُرا کہنا پڑے ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ پوندوسی کو چھوڑ

۱۷

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہوں اور یہ
عیار عاجز ہو کر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر ای
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پہ دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ
کیا مجال جو عیار پہ دست انداز ہو مین خود دکھکر بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے
طلسم باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہانکا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور
بھرا ہی قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے
لوح چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کر دونگا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر
تاثیر نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین
اسم اعظم پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی
تدبیر واسطے طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل
ہونے مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام
ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہی دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے
فرمانے سے پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر
مرد ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زہے بدار صدق دل
سے مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو
بلاتا ہی بادشاہ کی دلیلین شنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار
آدمی اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سب کو
سہیل نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین

گھبرا کر عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین کہ انشاء اللہ مین صحت پا کر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے پہ بہت خوش و خرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہو کہ پہلوان دوران دگر شاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کر کے سامنے آئی کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر بہ ستونگے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعدین قباد ہمارے قریے مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار انکو لے بھاگا تھا سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہی نصف قریہ مسلمان ہو چکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہی چاہتی ہو کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے خدمت مین معرور کی بجد متگزاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث شعلہ خیز نے کہا کہ معرور عیار پر عاشق ہی چاہتی ہو کہ میری خدمت کرے جب اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہو کر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج ہی سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر خدمت مین اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا لیکن اپنے قصر کا نشان بتادو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

بلغ ہی اُس باغ مین ملکہ رہتی ہین اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم نہ جائے کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزون کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرینگے چند اہل قریہ کو مارلین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت دینگے تمکو منتظم کر دینگے اور چند قریے بھی اُس قریے کے خراجگزار رہین گے بڑے بڑے راجاؤن کو مغرور کے ماتحت کر دونگا اگر وہ قبول کرین تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتین وہان آکے کرنا اگر یہ بات دل مین ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہدین گے کہ مغلوبہ مین مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہین گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستون مین نام کیا یہان شب کو بادشاہ براے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہین چند باقی ہین بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی نظم

اللہ ہووے بلبلِ ناشاد کی طرف
گلچین جو لوٹتا ہی تو صیاد کی طرف

بر سو لئے قدِ یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

چلنے مین کی جو شوقِ شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف

لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوارے ہین اسیر و نکلے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتو لئے عشق
مدنظر ہی حسن خداداد کی طرف

گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہ گار
منہ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہی کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف

عاشق ہین محوِ حسن جو چاہو ستم کرو
کسکا خیال جاتا ہی بیداد کی طرف

بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے — شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہی موسم گل کا ہی زور و شور — سودائی کھنچے جاتے ہین حداد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا — بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا — خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ زن مین ہی کہ جسمین شقیق من — سودا ہوا ہی میرے اُستاد کی طرف

و ملغ بادشاہ کا تو ہی شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہی کہ ذی نواز زرین پوش چنگ زرین ہاتھ مین لیکر عیش گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہی یکایک کانون مین ہلڑ ہوا اور ہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہی فیروزہ صحبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہی سہیل زمیندار گھبرا کے اُٹھا پاسبون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہی صمصام بد انجام ہمارے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جان دینگے پاسبون نے دوڑ کے آوازین دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانون سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریے مین گھس آیا ہی بے گناہون کو قتل کر رہا ہی بادشاہ اور سہیل سوار ہوے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہی نکلے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ حشم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + ہژبر بدمان قاتل کافران ک

گل نخل بستان صاحبقران ہو سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی
لڑ رہا ہے جسنے سامنا کیا اُسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکارون نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ پانچ ہزار
جوانون سے جنگ کر رہے ہین صمصام گینڈا اٹھکر اُسی طرف چلا بادشاہ جنگ رستمانہ
کرتے ہوے آتے ہین کہ نعرۂ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ نے للکارا کہ او
نامرد ازلی ان غریبون نے کیا لیا تھا کہ جنکو تونے قتل کیا تو اگر بیرون قریہ آکر
اُترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین آتا جو کچھ
گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام کے
نکل گیا صمصام نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا کہ اے بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پہ غالب رہا مین نے اپنی
عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا ادرجو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے
بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے بادشاہ پہ ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار چرو کا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغۂ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو
کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹتا تا بہ جگر گاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پہ آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دو لاکھ پر
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہے جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹا
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے شش شہو رہی

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ کو گرفتار کر لین بادشاہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج ہین آکر لڑ رہے ہین ہزارہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنوار دن نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن ہین پناہ دیجیے آپ کے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش ہی کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیٹے مین نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقناطیس رلو بہار و مشکبار و گلگونہ و جمشیدیہ سحر طرازو نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو سریر جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون بدون قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہی کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ ای برادر اب ہم چاہتے ہین کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچائین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہی کہ حضور کے ساتھ کد و کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہی

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہی کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہی کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر آئے مگر یہ غلام بخوبی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہے کہ ہفت پیکر کا مقابلہ طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آکے لڑیگا آئندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہی آئندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا بادشاہ کوچ کر کے قریب سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا تقصیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین مین عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے بھر دیا ہی وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہین کرسکتا مقابلۂ ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اُٹھایا غنچۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان بے نظیر لڑائیان با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہی جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سُنا ہوا افسانہ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت و جلالت سے بھرے ہوئے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون میرے قبلہ و کعبہ ہین ہر چند کہ بُرائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے

ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے۔

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر سر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا		شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجکو دیا		کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
رہے اپنے دستور کا بھی خیال		نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھون زبان صاف ہو باتمیز		اُسے اہل بینش کرینگے عزیز
قلم جلد ثابت بھی تحریر ہو	سنہ ۱۳۱۵ھ	اُسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نولکشور پریس مین بماہ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء طبع ہوئی۔



داستان امیر حمزہ بالتصویر۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کیواسطے ہوا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردو ے معلیٰ کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ سوائے اُردو کے فارسی کا درس و تدریس کم بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانۂ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکے چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی زبان فارسی ۱۹ جلدین ہین اور ترجمہ کی ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین ہین۔

الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا۔

فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الف لیلہ بالتصویر۔ کامل۔ ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علیخان صاحب

قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔

کامروپ کا جادو اُردو۔

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان۔

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔

سروش سخن بالتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون -

باغ و بہار - معروف بقصۂ چہار درویش بالتصویر -

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -

طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -

آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی بالتصویر - از سید حیدر بخش -

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -

مقتول جفا - معروف بفسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -

نو طرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان -

سیر اب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور -

فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ -

فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -

قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس -

فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -

قصۂ زاہد شمسی - مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد -

سنگاسن بتیسی -

نانک نل و دمنتی - مولفۂ منشی بنایک پرشاد -

قصۂ موتی و نبولہ

بیتال پچیسی بالتصویر - قصۂ مشہور -

گل بکاولی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی بالتصویر - مصنفۂ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری -

قصۂ گل صنوبر - از منشی ہیم چند -

ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب -

نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

قصہ اگر گل - قصۂ مشہور -

سیر معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -

قصۂ گوپی چند بھرتھری -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد -

قصۂ سورج پور حصۂ اول - از منشی چرونجی لال -

قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -

ریاض تحقیق نادر - شرح سکندر نامہ بری از مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت -

